# ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد

ادارہ الفضل آن لائن لندن

# ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد

(جلسہ سالانہ نمبر یکم اگست تا 9 اگست 2022ء)

ادارہ الفضل آن لائن لندن

# رابطہ کرنے کے لیے


ویب سائٹ: www.alfazlonline.org

ای میل ایڈریس: info@alfazlonline.org

فون نمبر: +44 79 5161 4020


آن لائن ایڈیشن

بانی تنظیم
حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ

# پیش لفظ

ادارہ الفضل کا یہ طریق رہا ہے کہ وہ ماہ دسمبر میں جلسہ سالانہ کے موقع پر کسی ایک موضوع پر خصوصی نمبر جاری کرتا ہے۔ چونکہ آج کل پاکستان میں جلسہ ہائے سالانہ کے انعقاد پر پابندی ہے اور حضرت خلیفۃالمسیح کی برطانیہ میں رہائش کے پیش نظر جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ مرکزی حیثیت اختیار کر چکا ہے اس لئے گزشتہ چند سالوں سے ادارہ الفضل آن لائن جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر اپنا سالانہ خصوصی نمبر جاری کرتا ہے۔ امسال (2022ء) جلسہ سالانہ برطانیہ کے خصوصی نمبر کے لئے خاکسار نے امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کے تعارف اور مقاصد پر خصوصی نمبر نکالنے کی اجازت یہ تحریر کر کے حاصل کی کہ

اول۔ پاکستان میں ذیلی تنظیموں کے رسائل و آرگنز کی اشاعت پر پابندی ہے۔ اس لئے الفضل کا نمبر پاکستان میں بسنے والے احمدیوں کی تعلیم و تربیت کا کام کرے گا۔

دوم۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کو سو سال مکمل ہونے پر خراج تحسین بھی پیش ہو سکے گا۔

پیارے حضور کی طرف سے منظوری آنے پر دنیا بھر کے منتخب مضمون نویسوں اور شعراء سے رابطے کر کے مختلف عناوین پر قلم آزمائی کرنے کی درخواست کی گئی۔ قریباً دو درجن سے زائد لکھاریوں نے الفضل سے پیار اور محبت کے پیش نظر آرٹیکلز لکھ کر بھجوانے شروع کئے۔ جسے ادارہ کی پروف ٹیم کے رضاکارانہ ممبرات و ممبران نے ان مضامین کے پروف دیکھے، نوک پلک درست کئے، حوالہ جات اصل کتب سے چیک کر کے ٹیمپلٹ میں ڈال کر یہ علمی و روحانی مائدہ قارئین کے لئے تیار کیا۔ جسے مورخہ یکم اگست سے 9 اگست 2022ء

تک 16 صفحات کی مناسبت سے روزانہ کی بنیاد پر قارئین کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آغاز میں خیال تھا کہ جلسہ سالانہ کے تین دن تینوں ذیلی تنظیموں پر خصوصی نمبر لایا جائے مگر مضمون نویسوں کی رغبت و شوق اور محنت سے تیار کئے گئے مواد کو 8 دنوں پر ممتد کرنا پڑا۔ جو 128 صفحات بنے۔ اس کے بعد لجنہ کے سو سالہ جشن کے حوالے سے جرمنی جلسہ سالانہ مستورات حصہ میں مکرمہ محمودہ احمد کی تقریر اور دو نظمیں (جناب اطہر حفیظ فراز اور عائشہ صدیقہ) بھی شامل کتاب کر دی گئی ہیں۔ جو بعد میں الفضل آن لائن میں طبع ہوئے۔

لجنہ اماء اللہ کے شماروں میں 10 قلم کاروں، ناصرات الاحمدیہ میں 4 لکھاریوں، مجلس خدام الاحمدیہ کے شماروں میں 7 جبکہ اطفال کے شماروں میں 3 افراد نے قلم آزمائی کی اور مجلس انصاراللہ کے تین دن کے شماروں میں 8 مضمون نویسوں نے حصہ لیا۔ یوں 32 لکھاریوں اور تین شعراء نے پھولوں کی خوشبو سے اس خصوصی نمبر کو معطر کیا اور اداریہ اس کے علاوہ ہے۔ جن کو آج مکرم فضل عمر شاہد آف لٹویا نے بہت محنت سے کتابی شکل دے کر ایسے بزرگ احباب و خواتین کے لئے محفوظ کر دیا ہے جن کے لئے ویب پر پڑھنا قدرے مشکل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہ صرف ان کی مساعی کو قبول فرمائے بلکہ ان تمام حضرات و خواتین کی محنتوں کا پھل وافر تعداد میں ان کو مہیا کرے جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں اس نمبر کی تیاری میں حصہ ڈالا ہے۔ یہ ادارہ الفضل کی چھٹی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

ابو سعید

ایڈیٹر الفضل آن لائن

01-09-2022ء

# فہرست مضامین

## لجنہ اماء اللہ نمبر

## ناصرات الاحمدیہ نمبر



## مجلس خدام الاحمدیہ نمبر



## مجلس اطفال الاحمدیہ نمبر

## مجلس انصار اللہ نمبر



## مضامین کے لنکس

# لجنہ اماء اللہ

# لجنہ اماء اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی۔

# (1)

## اداریہ

# جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں اور نظام جماعت میں ان کا انمٹ کردار

### لجنہ اماء اللہ کو ڈائمنڈ جوبلی پر خراج تحسین
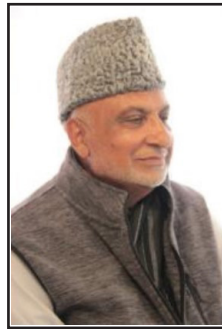
ابو سعید

اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کے مبارک ہاتھوں کا لگا ہوا جماعت احمدیہ کا ترجمان اخبار روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعت احمدیہ کے تمام طبقوں اور ذیلی تنظیموں کی تعلیم و تربیت کے لئے اپنی توجہ مرکوز رکھے ہوئے ہے۔ باوجود اس کے کہ تمام

ذیلی تنظیموں کے اپنے اپنے رسائل اور ذرائع ابلاغ موجود ہیں جو اپنے دائرہ کار میں تعلیم و تربیت کا بھر پور کام کرتے ہیں۔ لیکن روز نامہ الفضل تو انصار بھائیوں، اپنی لجنہ اماء اللہ میں شامل بہنوں، خدام اور بچے بچیوں (اطفال و ناصرات) اور اب واقفین - واقفات نو کے ساتھ ساتھ واقفین زندگی کے لئے بھی حصہ رسدی کے طور پر ضروری، مفید اور اہم مواد مہیا کرتا چلا آرہا ہے۔

پاکستان میں کچھ عرصہ سے بعض شر پسند عناصر کی شہہ پر حکومتی جبری پابندیوں کی وجہ سے ذیلی تنظیموں کے آرگنز شائع نہیں ہو رہے۔ اور اُدھر لجنہ اماء اللہ کے قیام کو سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے دنیا بھر میں پھیلی لجنہ اماء اللہ کو اپنی ذیلی تنظیم کے صدسالہ جوبلی کے موقع پر "مبارک صد مبارک" پیش ہے۔

اندریں حالات خاکسار نے پیارے آقا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر جلسہ کے تینوں روز ذیلی تنظیموں کے حوالہ سے روزنامہ الفضل آن لائن کی طرف سے خصوصی نمبرز شائع کرنے کی اجازت چاہی۔ جسے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔ چنانچہ ادارہ الفضل آن لائن نے ان نمبرز کے شیڈیول کو اس طرح ترتیب دیا ہے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

- 1 اور 2/ اگست: لجنہ اماء اللہ کا خصوصی نمبر
- 3/ اگست: لجنہ اماءاللہ و ناصرات الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 4/ اگست: مجلس خدام الاحمدیہ کا خصوصی نمبر
- 5/ اگست: مجلس خدام الاحمدیہ کا خصوصی نمبر

- 6 اور 8/ اگست: مجلس انصار اللہ کا خصوصی نمبر
- 9/ اگست: مجلس اطفال الاحمدیہ کا خصوصی نمبر

نظام جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کی اہمیت و افادیت مسلّمہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مضبوط و مربوط بنیاد بہم پہنچانے کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام فرمایا۔ سب سے قبل احمدی خواتین کے لئے لجنہ اماء اللہ کے نام سے تنظیم بنائی اوراس کا مقصد یہ تھا کہ اگر احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت احسن رنگ میں ہو جائے تو آگے جماعت کی نئی پود اور نسل کی اصلاح کے انتظامات احسن رنگ میں طے ہو جائیں گے۔ بعد ازاں بالترتیب خدام اور انصار کی ذیلی تنظیمیں تشکیل دینے کے بعد جب اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کی بنیاد حضورؓ نے رکھی تو آپؓ نے فرمایا۔

”میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو میں مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الا حمدیہ ہیں اور تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ ہیں اور چوتھی لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسری سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں۔ تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہو سکے گی۔“

(الفضل 30 جولائی 1945ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے اس ارشاد میں نہایت حکمت کے ساتھ جماعت کو یہ درس دیا ہے کہ جماعت احمدیہ ایک عمارت ہے اور یہ چاروں تنظیمیں اس کی چار مضبوط دیواریں ہیں۔ ہم بالعموم مشاہدہ کرتے ہیں کہ عمارت یا کوئی چھت چار دیواروں پر ہی کھڑی ہوتی ہے اور پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ دیواروں کی تعمیر کا کام بنیاد سے شروع ہوتا ہے۔ بلند و بالا عمارت

تعمیر کرتے وقت بنیاد کو مضبوط بنایا جاتا ہے۔ کنکریٹ اور لوہے کے سریے سے ان کو مضبوط بنایا جاتا ہے اور پھر اس پر پہلی اینٹ سیدھی کر کے رکھی جاتی ہے۔ اسے پوری محنت کے ساتھ معمار سوتر اور سیدھا کرنے کا پیمانہ لگا کر سیدھا کر رہا ہوتا ہے حالانکہ اس اینٹ نے مٹی کے اندر چھپ جانا ہوتا ہے۔ اور damp proof کے اوپر جا کر وہی معمار بڑی تیزی سے اینٹوں پر اینٹیں جڑتا چلا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اسے سوتر سے سیدھا بھی نہیں کرنا پڑتا۔ کسی فارسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

یعنی پہلی اینٹ جب معمار ٹیڑھی لگا دے تو اگر دیوار ثریا تک بھی چلی جائے ٹیڑھی ہی ہو گی۔

خاکسار کے اصل مدعا کو اسی شعر میں بیان کر دیا گیا ہے۔

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ معمار دیوار تعمیر کرتے وقت کبھی اینٹ کے اوپر اینٹ نہیں جڑتا بلکہ دو اینٹوں کے درمیانی حصے پر اگلے در کی اینٹ رکھتا ہے تا دیوار مضبوط ہوتی جائے۔ پھر ہم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک دیوار کے آخری حصے کو دوسری دیوار کے داڑھے (خلا) کے ساتھ پیوست کرتا جاتا ہے۔ تا ایک دیوار دوسری دیوار کے ساتھ اپنا تعلق مضبوطی سے جوڑ لے۔ پرانے وقتوں میں جب پورا گھر تعمیر کرنے کے لیے مالک مکان کے پاس رقم دستیاب نہ ہوتی تھی اور وہ وقفوں وقفوں میں گھر تعمیر کرتا تھا تو وہ دیوار کے آخری حصے میں مستقبل میں بنائی جانے والی دیوار کے لیے اینٹیں نکلی ہوئی چھوڑ دیتا تھا جسے ہم داڑھے بولتے تھے اور ان کے ذریعہ سیڑھی کا کام لے کر ہم چھتوں پر بھی چڑھ جایا کرتے تھے۔ یہ دراصل آئندہ

عمارت کو مکمل کرنے کے لئے چھوڑے جاتے تھے۔ کہ تعمیر کے وقت اگلی دیوار اس کے خلا میں مضبوطی کے ساتھ پیوست ہو جائے۔

پھر ہم یہ بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ سال دو سال یا چند سالوں کے بعد حسب توفیق دیواروں کی مرمتیں بھی ضرور کروائی جاتی ہیں۔ اور ڈسٹیمپر اور قلعی وغیرہ بھی کراوئی جاتی ہے۔ یہ سب عمل دیواروں کی مضبوطی کے لئے کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ سچ ہے کہ اگر دیواریں مضبوط رہیں گی تو چھت بھی مضبوط ہوگی اور بالائی منزل بھی اس پر قائم ہو سکے گی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اطفال الاحمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا کہ آج میں جماعت کی چاروں دیواریں مکمل کر رہا ہوں۔ اس مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو من حیث الجماعت عمارت اور ذیلی تنظیموں کو دیواریں قرار دے کر ذیلی تنظیموں کے ممبران و ممبرات کو سمجھایا ہے کہ آپ جماعت کے ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ تنظیموں کے ممبرز بھی ہیں اور ذیلی تنظیموں کے ممبرز ہونے کے ناطے جماعت احمدیہ کی مضبوط اور بلند و بالا عمارت سے پہلے دیواروں کو مضبوط کرنا ہے اور مسلسل کرتے چلے جانا ہے۔ تا اس کے ذریعہ جماعت کی عمارت اور چھت مضبوط ہو جو آپ کا روحانی مسکن ہے۔

خاکسار نے مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ہونے کے ناطے یہ محسوس کیا ہے کہ جن جماعتوں میں ذیلی تنظیمیں فعال اور active ہیں وہاں کی جماعتیں بھی مضبوط ہیں اور ترقی کر رہی ہیں۔ اس کا ایک دوسرا اینگل (زاویہ) بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ میرے مشاہدہ کے مطابق جہاں جہاں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ فعال ہیں اور وضع کردہ تمام اصولوں کو بروئے کار لا کر اپنے آپ کو فعال رکھے ہوئے ہیں اور ان بچوں کی تعلیم و تربیت جماعتی اصولوں اور قواعد

کے مطابق ہو رہی ہے تو وہ بچے یا بچیاں جب بڑے ہو کر لجنہ کی ممبرز اور خدام الاحمدیہ اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انصار اللہ کے ممبرز بنتے ہیں تو بچپن کی اصلاح اور حاصل کی گئی تعلیم بڑے ہونے تک کام آتی ہے۔ اور وہ جماعتی خدمات کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیتے ہیں۔ بچے معمار بن کر جماعتی عمارت تعمیر کرتے ہیں اور ان کی بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم و تربیت عمارت کو مضبوط کرنے کے لیے سیمنٹ اور سریے کا کام کر رہی ہوتی ہے اور جہاں تک بچیوں یعنی ناصرات کا تعلق ہے تو وہ مستقبل کی مائیں بن کر بچپن میں حاصل کی گئی تعلیم و تربیت کو اپنی اولاد اور نسل پر لاگو کر کے اوران قیمتی پتھروں کو تراش خراش کراور ہیرے بنا کر جماعت کی انگشتری کا حصہ بناتی ہیں۔ ایسی بچیاں اور ایسے بچے بڑے ہو کر دنیا کے جس کونے میں بھی چلے جائیں وہاں جا کر اپنے خوبصورت اور حسین اعمال سے وہاں کی فضاؤں کو معطر کر دیتے ہیں اور ان کے ذریعہ ایک نئ زندگی جماعتوں کو ملتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ میرے دارالذکر لاہور میں قیام کے دوران ایک مذہبی جماعت کے کچھ لوگ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات اور تعارف لینے کے لیے دار الذکر آئے تو خاکسار کی طرف سے گفتگو مکمل ہونے پر مہمان جماعت کے لاہور ونگ کے جنرل سیکرٹری نے جماعت احمدیہ کے بارے اپنے مشاہدات کا ذکر کیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر بولے کہ آپ کی جماعت میں کچھ وادھے (اضافے اور خوبیاں) بھی ہیں۔ ایک تو سرکاری دفاتر میں احمدی اپنے اخلاق و اطوار اور کردار کی وجہ سے نمایاں نظر آتا ہے وہ وقت پر نماز پڑھتا ہے، جھوٹ نہیں بولتا، رشوت نہیں لیتا اور اپنے کام سے دیانت دار ہے۔ اور دوم یہ کہ آپ کا ننھا بچہ جب معمولی چلنے اور باہر دروازہ کی دہلیز تک آنے کے قابل ہوتا ہے تو باہر آپ کی تنظیم کے لوگ اس کو سینے سے لگانے اور اس کی تعلیم و تربیت کے لئے موجود ہوتے ہیں گویا گھر کے اندر افراد خانہ تربیت کر رہے ہوتے ہیں اور باہر افراد جماعت۔

# لجنہ کو خراج تحسین

چونکہ 2022ء میں لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو 100 سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس لئے اپنی تحریر کا رُخ لجنہ اماءاللہ تنظیم کی طرف موڑتے ہوئے اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرنا ہوگا کہ یہ تنظیم اپنے عظیم بانیؓ کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے آغاز سے ہی فعال رہی ہے اور دنیا بھر میں تمام مقامات پر کارہائے نمایاں سر انجام دے کر جماعت کو ایسے سپوت مہیا کئے ہیں اور آج بھی مسلسل کر رہی ہے جو جماعت احمدیہ کے لئے نیک نامی کا باعث ہیں اور جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اس دور کے روحانی نظام ''خلافت احمدیہ'' کی حفاظت اور مضبوطی کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔

میں نے پاکستان میں لاہور، پشاور، اسلام آباد، بدّو ملہی اور پیر محل، ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خدمات بجا لانے کے علاوہ ربوہ میں قیام کے دوران اور بیرون پاکستان سیرا لیون، برطانیہ میں لجنہ تنظیم کو دوسری تنظیموں سے زیادہ فعال پایا۔ اور آج کل الفضل آن لائن کی ترتیب و آرائش، تشہیر، اس کی پروف ریڈنگ کرنے اور مضامین کو اخبار کا حصہ بنانے کے لئے مرد خدمت گزاروں کے شانہ بشانہ خواتین خدمت گزار جو کام کر رہی ہیں۔ ان کو دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان خدمت کرنے والی خواتین کی تعلیم و تربیت بچپن میں ایسی ناصرات کی تنظیم میں ہوئی جو بہت فعال تھیں۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ تَعَالیٰ اَحْسَنَ الْجَزَآء۔ کَانَ اللّٰہُ مَعَھُمْ وَاَیَّدَھُمْ وَ بَارِکْ فِیْ سَعْیِھِمْ۔

*جناب عبد الحمید قریشی (نامور صحافی) ''احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ نسل سے زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی'' کے عنوان کے تحت لجنہ اماء اللہ کو یوں خراج تحسین پیش

کرتے ہیں۔

”لجنہ اماء اللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئی ہیں اور اس طرح پر ہر وہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پُر جوش ہوں گی اور احمدی عورتیں اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی جس کا مرور زمانہ کے باعث اپنی قدرتی شادابی اور سرسبزی سے محروم ہونا لازمی تھا۔“

(اخبار تنظیم۔ امرتسر 28دسمبر 1926ء بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے اغیار کی نظر میں از حنیف احمد محمود صفحہ90-100)

• حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت احمدیہ کے تمام مرد و زن، چھوٹے بڑے، بزرگ اور نوجوانوں کی مختلف تنظیمیں بنا کے جب آپس میں باندھ دیا اور اس کے شیریں ثمرات نظر آنے لگے تو جماعت احمدیہ کی مخالفت میں بدنامی کی حد تک مشہور مجلس احرار کے ترجمان اخبار ”زمزم“ نے جماعت کی اس قابل رشک تنظیم کا ذکر کرتے ہوئے بے حد حسرت و یاس سے لکھا۔ درج ذیل تحریر سے ان کی بے چارگی تو ظاہر ہوتی ہی ہے لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہوسکا کہ ان کے یہ الفاظ جماعت احمدیہ کے نظام کی کامیابی اور پختگی کو تسلیم کرنے کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ لامحالہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت احمدیہ کے

لیے تائید ونصرت کا ایک اور نشان ہیں۔

”ایک ہم ہیں کہ ہماری کوئی بھی تنظیم نہیں اور ایک وہ ہیں کہ جن کی تنظیم اور تنظیم کی تنظیمیں ہیں۔ ایک ہم ہیں آوارہ، منتشر اور پریشان ہیں۔ ایک وہ ہیں کہ حلقہ در حلقہ، محدودو محصور اور مضبوط اور منظّم ہیں ایک حلقہ احمدیت ہے۔ اس میں چھوٹا، بڑا، زن و مرد، بچہ بوڑھا، ہر احمدی مرکز ”نبوت“ پر مرکوز مجتمع ہے۔ مگر تنظیم کی ضرورت اور برکات کا علم و احساس ملاحظہ ہو کہ اس جامع و مانع تنظیم پر بس نہیں۔ اس وسیع حلقہ کے اندر متعدد چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر ہر فرد کو اس طرح جکڑ دیا گیا ہے کہ ہل نہ سکے۔ عورتوں کی مستقل جماعت لجنہ اماء اللہ ہے۔ اس کا مستقل نظام ہے۔ سالانہ جلسہ کے موقع پر اس کا جدا گانہ سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ خدام الاحمدیہ نو جوانوں کا جدا نظام ہے۔ پندرہ تا چالیس سال کے ہر فرد جماعت کا خدام الا حمدیہ میں شامل ہونا ضروری ہے۔ چالیس سال سے اوپر والوں کا مستقل ایک اور حلقہ ہے۔ انصار اللہ جس میں چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان تک شامل ہیں۔ میں ان واقعات اور حالات میں مسلمانوں سے صرف اس قدر دریافت کرتا ہوں کہ کیا ابھی تمہارے جاگنے اور اُٹھنے اور منظّم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ تم نے متعدد مورچوں کے مقابلہ میں کوئی ایک مورچہ لگایا۔ حریف نے عورتوں کو میدان جہاد میں لا کھڑا کیا۔ میرے نزدیک ہماری ذلت اور رسوائی اور میدان کشاکش میں شکست و پسپائی کا ایک بہت بڑا سبب یہی غلط معیار شرافت ہے۔“

(زمزم لاہور 23جنوری 1945ء بحوالہ خلافت وقت کی ضرورت ہے اغیار کی نظر میں از حنیف احمد محمود صفحہ100-101)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے تمام ممالک کی تنظیموں کو آزاد کر کے اپنے ماتحت

لینے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر تین تنظیموں کے نظام کو مزید مضبوط و مربوط کرنے کے لئے اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری برائے لجنہ، برائے خدام اور برائے انصار مقرر فرمایا تو کام میں جہاں جدّت پیدا ہوئی وہاں کام میں بہتری بھی آئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اللہ تعالیٰ ہمیں نظام سلسلہ کا فعال کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 1 اگست 2022ء، لندن)

# (2)
# لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور اس کے اغراض و مقاصد وذمہ داریاں

## خلفائے سلسلہ کی ہدایات کی روشنی میں

امتہ الباری ناصر
امریکہ

لجنہ اماء اللہ کے قیام پر سو سال ہو گئے۔ الٰہی افضال و برکات کے لئے سالوں اور صدیوں کے پیمانے محفوظ رکھنے سے مستقبل میں مزید ترقی کے لئے یقین، جوش اور جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ دل حمد و شکر میں ڈوب جاتا ہے۔ پہلی صدی میں تخم سے تناور درخت بننے تک پل پل کی تصویر چلا کر سابقون الاولون کے تجربوں، کاوشوں اور قربانیوں سے آگاہی آئندہ آبیاری کرنے والوں کے حوصلوں کو بڑھاتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی صداقت جماعت کی ہمہ جہتی ترقی میں اظہر من الشمس ہے فرماتے ہیں:

”میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ67)

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے اغراض و مقاصد وہی ہیں جو اسلام احمدیت ایک عورت سے تقاضا کرتا ہے۔ خالقِ کائنات کا حقیقی عرفان اور اس پر زندہ ایمان پیدا کرنا۔ معبود اور عبد کے درمیان فاصلے کم کرتے کرتے ایک زندہ تعلق پیدا کرنا۔ قرآن پاک کو امام،نور اور ہدایت سمجھنا۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے سچا عشق اورآپؐ کی کامل اتباع کرنا قرآن مجید میں مذکور نیک عورتوں کی صفات پیدا کرنے کی دعا اور کوشش کرنا۔ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ

(التحریم:6)

مسلمان، ایمان والیاں، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزے رکھنے والیاں۔

حضرت مسیح موعود مہدی معہودؑ کے ہاتھ پر اسلام کے احیائے نَو کے لیے جمع ہونا اور جمع کرنا۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنا جماعت کو متحد یک جان رکھنے کی کوشش کرنا تاکہ کماحقہٗ خیر امت کہلا سکیں۔

ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے عورت کو دورِ جاہلیت کے قعر مذلت سے نکال کر تعلیم و تربیت سے سنوار کر معاشرے کا قابلِ قدر وجود بنایا تھا۔ مگر اسلام کے انحطاط کے

ساتھ عورت کو پھر اس کے حقوق سے محروم کر دیا گیا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں صاحبِ کوثرؐ کی بیٹیوں کی قسمت چمکی۔ ایک جَرِیُّ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ان کی زندگی میں انقلاب لے آئے۔ آپؑ کی حیات بخش دعاؤں، تعلیم اور تربیت نے ایسے ایسے قابل رشک ہیرے تراشے جن کی روشنی نے نئے آسمان اور نئی زمین میں اُجالا کردیا۔ آپؑ کی قوتِ قدسیہ نے بیداری کی لہر پیدا کی۔ عورتیں جو اپنی پیدائش کی غرض سے بے خبر ہوکر صرف گھر داری میں جاہل غلاموں جیسی زندگی بسر کر رہی تھیں اپنے اللہ سے تعلق بڑھانے کے لیے دین سیکھنے کی شیدائی ہوگئیں۔ اس ضمن میں دوایمان افروز واقعات پیش ہیں جن سے لجنہ اماء اللہ کے قیام کا پس منظر بھی واضح ہو گا۔

حضرت ام طاہر کی والدہ بیگم حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی مگر ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں ہم پر کچھ رحمت ہونی چاہیے کیونکہ اس غرض کے لیے آئے ہیں کہ فیض حاصل کریں حضورؑ بہت خوش ہوئے اور فرمایا:۔

”جو سچے طلبگار ہیں ان کی خدمت کے لیے ہم ہمیشہ ہی تیار ہیں۔ ہمارا یہی کام ہے کہ ہم ان کی خدمت کریں“

اس سے پہلے حضورؑ نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کرکے روزانہ تقریر شروع فرمادی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 882)

دوسرا واقعہ ایک تیرہ سال کی بچی کا ہے جس کے سر سے والد محترم کا سایہ 13/مارچ 1914ء کو اُٹھا اور وہ 14/مارچ 1914ء کو نو منتخب خلیفہ کو ایک خط لکھتی ہے۔

"گزارش ہے کہ میرے والد صاحب نے مرنے سے دو دن پہلے مجھے فرمایا کہ ہم تمہیں چند نصیحتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا فرمائیں میں انشاء اللہ عمل کروں گی تو فرمایا بہت کوشش کرنا کہ قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پہنچے۔ میرے بعد اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو ان کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے اور میں امیدوار ہوں آپ قبول فرمائیں گے۔ میری بھی خواہش ہے اور کئی عورتوں اور لڑکیوں کی بھی خواہش ہے کہ میاں صاحب درس کرائیں۔ آپ برائے مہربانی درس صبح ہی شروع کرادیں میں آپ کی نہایت مشکور رہوں گی۔ امۃ الحیٔ بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ"

یہ ذہین و فطین تعلیم کی لگن رکھنے والی بچی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حرم میں آئیں۔ آپؓ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی زبردست لگن رکھتی تھیں۔ آپؓ ہی کی تحریک پر حضورؓ نے 15/دسمبر 1922ء کو ایک مضمون تحریر فرمایا جس کی اولین مخاطب قادیان کی مستورات تھیں لیکن در حقیقت یہ ایک بین الاقوامی تنظیم کی بنیادی دستاویز تھی۔ اس سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں جو تحریکیں ہوئی تھیں سب مردوں کے لیے تھیں۔ یہ عورتوں کے لیے پہلی علمی دینی تمدنی تحریک تھی۔ اس مضمون کے حرف حرف سے خدمت اسلام کا توانا عزم و حوصلہ جھلکتا ہے۔ آپؓ نے طبقۂ اناث کو ایک لائحہ عمل دیا:

"اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے کہ عورتوں میں اب تک یہ احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا

چاہتا ہے ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکیں"

اس مقصد کے حصول کے لیے سترہ ضروری اموراس اولوالعزم ہستی نے تجویز فرمائے ان میں علم حاصل کرنا اور دوسروں تک علم پہنچانا۔ اسلام کی حقیقی تعلیمات جاننا اور ان پر عمل کرنا۔ جماعت میں اتفاق اور وحدت کی روح قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہنا۔ اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی ہمہ وقت سعی کرنا۔ بچوں میں خدا اور رسولِ خدا، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کی محبت پیدا کرنا۔ خلافت کی اطاعت کا درس دینا اور سب سے اہم یہ دعا کرنا کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں خالقِ حقیقی نے مد نظر رکھے ہیں۔ آخر میں آپ نے لکھا تھا کہ جو اس تحریک کے مندرجات سے متفق ہیں وہ دستخط کردیں۔ اس پر چودہ خواتین نے دستخط کیے پہلا نام یہ تھا "حضرت ام المؤمنین ام محمود نصرت جہاں بیگم"، یہ دستخط کنندگان حضورؓ کے ارشاد پر 25/دسمبر 1922ء کو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ نے بھی خطاب فرمایا اس میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ تنظیم کا نام لجنہ اماءِ اللہ، اللہ کی لونڈیوں کی انجمن تجویز فرمایا۔ آپؓ نے لجنہ کے سپرد جلسہ مستورات کا انتظام کرکے کئی مشورے دیے اور نصیحتیں کیں۔

حضرت اماں جانؓ لجنہ کی پہلی پریزیڈنٹ منتخب ہوئیں۔ منتخب ہونے کے بعد آپؓ نے حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر کرسیٔ صدارت پر بٹھا دیا۔

(الفضل 8/فروری 1923ء)
(تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اول صفحہ 66-72)

لجنہ کو یہ سعادت حاصل رہی کہ حضرت سیدہ محمودہ بیگم ام ناصر صاحبہؓ1922ء سے 1958ء تک چھتیس سال لجنہ کی صدر رہیں (ان میں دو سال بیماری کی رخصت رہی)۔

پہلی سیکرٹری حضرت سیدہ امۃ الحیؓ منتخب ہوئیں جو شاندار مثالی خدمات ادا کرتے ہوئے 1924ء میں وفات پا گئیں۔ حضرت صاحبؓ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا فرمایا ''میرے نز دیک کوئی قوم ترقی نہیں کرسکتی جب تک اس کی عورتوں میں تعلیم نہ ہو... میں نے ان سے جو شادی کی اس وقت میری نیت یہ تھی کہ ان کے ذریعہ بآسانی عورتوں کو تعلیم دے سکوں گا۔

(الفضل 3جنوری 1925ء)

مرحومہ فوت ہوگئیں میرے دل کا ایک کونہ خالی ہوگیا میری وہ سکیم جو مستورات کے متعلق تھی یوں معلوم ہوا کہ ہمیشہ کے لیے تہ کرکے رکھ دی گئی ہے... امۃ الحیؓ مرحومہ کی وفات کے بعد مجھے سلسلہ کی مستورات کی تعلیم کی فکر پیدا ہوئی۔

(الفضل 18/اپریل 1925ء)

ان کے بعد حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ چھوٹی آپا سیکرٹری منتخب ہوئیں جن کو سترہ سال اس عہدے پر خدمت کا موقع ملا۔ حضرت سید ہ ام ناصرؓ کی رحلت کے بعد 1958ء میں آپ کو صدر منتخب کیا گیا۔ آپ نے تا حیات 1999ء تک غیر معمولی خوبیوں اور قابلیت کے ساتھ صدرلجنہ کے فرائض ادا کیے۔

لجنہ کے قیام کے ساتھ ہی مجوزہ قواعد و ضوابط کے مطابق سرگرمی سے کام شروع ہوگیا۔

حضورؓ نے لجنہ کے امیر کے انتخاب میں درجِ ذیل امور کا خیال رکھنے کا ارشاد فرمایا:

”طبیعت غصے والی نہ ہو لیکن افراد پر حکومت کرسکے۔ کام کرنے والی ہو صرف رعب ہی رعب نہ ہو۔ اپنے منشا کو منواسکے اور خود بھی ماننے والی ہو۔ کوئی ایسی حرکت نہ ہو جس سے حکومت پائی جائے رُعب نرمی، حلم، علم اور محبت سے ہوا کرتا ہے۔ سخت الفاظ بالکل استعمال نہ ہوں۔“

(استفادہ از تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 71-72)

## لجنہ میں تعلیمی انقلاب

قادیان میں تعلیم کے لیے اولیت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریقِ تعلیم کو دی گئی۔ آپؑ نے فرمایا تھا:

”علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے عطا کرتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے (اور اس سے... ناقل) خشیتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا (الفاطر: 29) اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی کا ذریعہ نہیں“

(الحکم جلد 7 نمبر 21 مورخہ 10/جون 1903ء)

لجنہ کی پہلی رپورٹ مجلس مشاورت منعقدہ 1924ء کے مطابق قادیان میں چار درس گاہیں

کھولی گئیں دو حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کے اندر جہاں حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہؓ اور حضرت سیدہ امۃ الحئی صاحبہؓ پڑھاتی تھیں۔ تیسری درس گاہ محترمہ صالحہ بیگم صاحبہؓ اہلیہ سید میر محمد اسحق صاحبؓ اور چوتھی درسگاہ میں محترمہ مریم صاحبہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ پڑھاتی تھیں۔

ان مدرسوں میں کیا پڑھایا جاتا تھا اس کی ایک جھلک اسی رپورٹ سے ملتی ہے۔

”عربی کی پہلی کتاب ختم ہو گئی ہے اور دوسری ہونے والی ہے۔ قرآن مجید اسباق القرآن کے طریق پر پڑھایا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے درسوں کے نوٹ بھی پڑھائے جاتے ہیں اور یاد کروائے جاتے ہیں۔ کتاب الصرف بھی پڑھائی جاتی ہے فقہ احمدیہ کے مسائل یاد کراتی ہوں۔ کشتی نوح اور اربعین ختم ہو گئی ہے۔ نزول المسیح اور عمدۃ الاحکام ختم ہونے والی ہے۔ قرآن مجید کا تیسرا پارہ شروع ہے۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 129)

پھر ان درسگاہوں میں پڑھنے والی آگے پڑھانا شروع کر دیتیں۔ اس طرح قادیان میں ایک تعلیمی انقلاب آگیا۔ گھر گھر میں قرآن پاک تو پہلے بھی پڑھایا جارہا تھا اب باقاعدہ تعلیمی کوائف جمع کیے گئے۔ بڑی عمر کی عورتوں کو بھی اردو پڑھنا اور دستخط کرنا سکھایا گیا۔ اس طرح تعلیم بالغاں کے لیے ایک ایک ممبر کے ذمے ایک خاتون کو پڑھانے کا کام سونپ دیا گیا۔ پھر خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 17/مارچ 1925ء کو دارِ مسیح میں باقاعدہ سکول کا افتتاح فرمایا۔ آپؓ نے فرمایا:

”یہ مدرسہ میرا ایک علمی درخت ہے۔ مجھے مدرسہ خواتین سے خاص طور پر محبت ہے اور

میں اس مدرسہ کے لیے تڑپ رکھتا ہوں کہ جس غرض کے لیے جاری کیا گیا ہے وہ پوری ہو یعنی استانیاں تیار ہوں جو اعلیٰ نسلوں کی تربیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کر سکیں۔“

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 191)

پہلے یہ سکول پرائمری تھا۔ پھر مڈل تک بڑھایا دیا گیا۔ 1931ء میں پہلی دفعہ لڑکیاں انٹرنس کے امتحان میں شریک ہوئیں۔ 1936ء میں اس سکول میں عام مروجہ تعلیم رکھ کر اس کے بعد دو طرح کے نصاب رائج کیے گئے۔ ایک میں مروجہ تعلیم دوسرے میں دینیات اور سلسلہ کا لٹریچر پڑھایا جاتا۔

(استفادہ از سلسلہ احمدیہ صفحہ 380)

## خواتین میں علم کی لگن پیدا کرنا

حضورؓ نے فروری، مارچ 1923ء میں لجنہ میں تین لیکچرز دیے جن میں علم کی 82 اقسام گنوائیں۔ یہ محیر العقول تفصیل اس غرض کے لیے تھی کہ خواتین اپنے ذوق کے مطابق مضمون کا انتخاب کرلیں۔

حضورؓ طالبات کا بہت خیال رکھتے اور خاص شفقت سے پیش آتے۔ ان کی تعلیمی کاوشوں کو سراہتے۔ آپؓ بنفس نفیس ان کو پڑھاتے اور سلسلے کے جید علمائے کرام کو معلم مقرر فرماتے تھے جو ان طالبات کو پڑھا کر مستقبل کی معلمات تیار کر رہے تھے۔ آپؓ کے ذہن میں عورتوں کو تعلیم دینے کے بہت سے منصوبے تھے۔ جن میں حضرت سیدہ امۃ الحئی ان کی خاص مدد کر رہی تھیں کہ 1924ء میں جواں عمری میں ان کی وفات ہوگئی جس کا آپؓ کو

بہت صدمہ ہوا۔

خواتین کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو جلا دینے کے لیے ایک رسالہ مصباح 15/دسمبر 1926ء کو جاری کیا گیا۔ 16/ستمبر 1927ء کو امۃ الحئی لائبریری قائم کی گئی۔ حضرت سیدہ ام طاہؓر اس کی انچارج تھیں۔ خواتین کو باہنر بنانے کے لیے، دستکاری کی طرف توجہ دلائی گئی تاکہ وقت ضائع نہ ہو اور آمد کا ذریعہ بھی بنے۔ پھر اس کے لیے نمائشیں لگانے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ جلسہ سالانہ میں خواتین کے جلسے الگ کیے جانے لگے جن کا تمام تر انتظام عورتیں خود سنبھالتیں۔ اسی طرح خدا کی راہ میں مالی قربانی کے لیے مسجد برلن کے لیے چندہ جمع کرنے کا کام لجنہ کے سپرد کیا گیا۔

مختلف وجوہ سے مسجد برلن نہ بن سکی اس جمع شدہ رقم میں مزید شامل کرکے مسجد فضل لندن بن گئی جو لجنہ کی مالی قربانیوں کی مستقل گواہ بن گئی۔ لجنہ نے ہر آواز پر سرفروشی سے اپنا تن من دھن قربان کیا۔ وہ شدھی کی تحریک ہو، الیکشن کا کام ہو یا کشمیر کے لیے چندہ، خواتین جان کی بازی لگانے کے لیے تیار رہتیں۔

ماہِ اپریل 1944ء کو حضرت مصلح موعودؓ کو الہام ہوا:۔

”اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی“

(الفضل 29/اپریل 1944ء صفحہ 3)

قادیان سے دوسرے شہروں میں اور پھر دوسرے ملکوں میں لجنہ کی تنظیم قائم ہوتی رہی تقسیم برصغیر کے بعد حضرت مصلح موعودؓ نے ایک پورا باغ ایک جگہ سے دوسری جگہ لگادیا۔

ربوہ کو حضرت چھوٹی آپا کی صدارت میں لجنہ مرکزیہ کی حیثیت حاصل رہی۔

## لجنہ اماء اللہ کا عہد

14/فروری 1955ء کو لجنہ اماء اللہ کا عہد نامہ منظور ہوا:۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان و مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔

1956ء میں اس میں ایک جملے کا اضافہ کیا گیا ''اور خلافتِ احمدیہ کے قائم رکھنے کے لیے ہر قربانی کے لیے تیار رہوں گی''

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم صفحہ 401)

لجنہ حضرت مصلح موعودؓ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے جو تینتالیس سال تک اپنے بانی کی نگہداری میں پھلا پھولا آپؓ اس کی روز افزوں افزائش دیکھ کر بہت خوش ہوتے مزید بار آوری کے لیے رہنمائی فرماتے کوئی بھی تفصیل لجنہ کی سو سال کی کارکردگی کا نقشہ نہیں کھینچ سکتی۔

غیر ممکن ہے کہ کسی بھی حسابی قاعدے سے لجنہ کی کارکردگی کا کوئی جائزہ سمیٹ کر ایک مضمون میں پیش کیا جاسکے۔ کوئی بھی میدان لے لیں لجنہ کی مساعی قابل رشک ہیں تعلق باللہ اور عشق رسول اللہ ﷺ میں ایسی ایسی دل گداز مثالیں ملتی ہیں کہ اگر قبول کرنے والے دل ہوں تو یہی حضرت اقدس علیہ السلام کی صداقت کا بڑا ثبوت ہے کہ یہاں عورتیں

بھی صاحب رؤیاو کشوف و الہام ہیں۔ قرآن پاک سے محبت کا عنوان ہو تو کسی کٹیا میں بیٹھی محلے کے احمدی غیر احمدی بچوں کو قرآن مجید پڑھانے والی احمدی خاتون سے لے کر قرآن پاک کے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے والی کوئی قانتہ تفسیر کرنے والی کوئی کفیلہ خانم سب اس جماعت میں مل جائیں گی۔ تعلیم القرآن کلاسز تو جماعت کی روایت بن گئی ہیں توکل علی اللہ کی مثال میں ان ہاجرہ صفت خواتین کو دیکھیے جو اپنے والد، بھائی، شوہر یا بیٹے کو تبلیغ کے لیے اَن دیکھے ملکوں میں بھیجتے ہوئے حوالہ بخدا کرتی ہیں اور صبر کا اعلیٰ نمونہ پیش کرکے اپنے اللہ کو راضی کرتی ہیں۔ تعلیم وتربیت کے میدان میں احمدی خواتین ایک ممتاز مقام پر نظر آتی ہیں مگر ایک خاتون جس کی تعلیم اور تربیت سے جماعت کو سب سے زیادہ فیض پہنچا ہے جو لجنہ کی سب سے بڑی محسنہ ہیں وہ نذرِ الٰہی حضرت مریم صدیقہ چھوٹی آپاؒ ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خواہش کہ ان کی بیگمات معلمات بنیں سب سے زیادہ حضرت چھوٹی آپا کے وجود میں پوری ہوئی۔ خود علم حاصل کیا اور دوسروں تک پہنچایا۔ آپ کی تنظیمی قابلیت، فن تحریر اور فن تقریر سے ایک عالم فیضیاب ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے قرآن کے تفسیری نوٹس آپ سے لکھوائے جو بہت بڑی سعادت ہے۔ دنیا بھر میں حضرت سیدہ نصرت جہاںؓ کی بیٹیاں 'نصرت' نام سے منسوب اداروں نصرت گرلز سکول، جامعہ نصرت، نصرت گرلز کالج سے دینی و دنیوی تعلیم میں نمایاں مقام حاصل کررہی ہیں۔ احمدی خواتین کے تعلیم میں نمایاں مقام کی شاہد جلسہ ہائے سالانہ پر خلیفۂ وقت سے انعام وصول کرنے والی لمبی قطاریں ہیں۔ دنیا کے کئی ملکوں میں تعلیمی اداروں کا قیام اور تعلیمی وظائف بڑا کام کر رہے ہیں۔ یہ احمدی مائیں ہیں جنہوں نے حضرت چودھری سر محمد ظفر اللہ خانؓ اور ڈاکٹر عبد السلام جیسے ہیرے پیدا کیے۔

جرأت، دلیری اور بہادری میں احمدی عورت کا نمایاں مقام اس کے قادرو مقتدر خدا سے

سچے تعلق کی وجہ سے ہے پھر حضرت رسولِ کریم ﷺ کے زمانے کے واقعات سے وابستگی اور اس زمانے کی صحابیات کی بہادری کے قصے جو ہمارے خلفائے کرام اپنی تقریروں میں سناتے ہیں ایک کردار بنادیتے ہیں جس میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رہتا۔ ہماری جماعت کو مخالفت کا سامنا رہتا ہے۔ عورتوں نے ہر قسم کے حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے۔ زخمی ہوئیں۔ شہید ہو گئیں لیکن مداہنت نہیں دکھائی۔ لاہور کے درد ناک سانحہ کے بعد ایک احمدی ماں کے بہادری کے جذبات کو انصر رضا صاحب نے اس طرح پیش کیا ہے

نماز جمعہ کو پچھلے جمعے جہاں گئے تھے تمہارے بابا
اسی جگہ پہ نماز پڑھنا جہاں کھڑے تھے تمہارے بابا
نشان منزل نہیں ہے بیٹا نشان راہ ہیں یہ سرخ چھینٹے
وہاں سے آغاز تم کروگے جہاں رکے تھے تمہارے بابا

ہمارے مردوں کی قربانیوں میں بھی عورتوں کا حصہ ہے اگر عورتیں ہمت نہ دلائیں تو اکیلے مرد قربانیاں نہیں کر سکتے۔

لجنہ نے دعوت الی اللہ میں بھی اپنا کردار خوب ادا کیا ہے ہیں۔ اپنی پڑوسنوں اور ملنے جلنے والیوں سے تعارف کرانا۔ لٹریچر دینا۔ پمفلٹ تقسیم کرنا۔ آڈیو وڈیو کیسٹس دینا۔ امن سیمینارز کرانا۔ لائبریریوں میں کتب اور بروشر رکھوانا۔ سیرت النبی ﷺ کے جلسے کرانا۔ بک سٹال اور نمائشیں لگانا۔ معمولات میں شامل ہیں۔ دعوت الی اللہ کی ایک مثال انڈونیشیا کی لجنہ نے قائم کی۔ تین کلو میٹر سڑک وقار عمل سے بنائی جس سے جماعت کا تعارف ہوا اور500 سے زائد لوگوں نے احمدیت قبول کرلی۔

لجنہ کے شوق تبلیغ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بہت اُبھارا۔ آپ کا ایک خواب تھا جس میں آپ کو لجنہ کا تیر کہا گیا تھا۔ لجنہ ربوہ کے سالانہ اجتماع 1982ء میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”میں لجنہ کے ان تیروں میں سے ہوں جو خاص اہم وقت کے لیے بچا کے رکھے جاتے ہیں اور اپنے وقت پر انہوں نے استعمال ہونا ہے لیکن بعض اوقات ایسی ہنگامی ضروریات پیش آجاتی ہیں کہ ان کے بعد کے بچائے ہوئے تیروں کو وقت سے پہلے بھی استعمال کرنا پڑتا ہے آج ایک ایسا ہی وقت ہے...بنیادی طور پر میں سمجھتا ہوں، سب سے اہم مطلب جو اس کا ہے وہ یہی ہے کہ لجنہ کو یعنی احمدی مستورات کو جہاد میں حصہ لینا پڑے گا ...ہر احمدی خاتون کو خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی تبلیغ میں جھونک دیں“

انفاق فی سبیل اللہ بھی احمدی عورتوں کا بے مثال ہے۔ مال و دولت کے لیے حریص دنیا میں رہتے ہوئے مال دینے کے لیے بے قرار رہنا صرف احمدی جانتے ہیں۔

لجنہ کو جب بھی کوئی تحریک کی گئی اپنی جمع پونجی، زیور، پسندیدہ اشیاء اللہ کی راہ میں دے کر آخرت کما لی۔ کیا الفضل کبھی بھول سکتا ہے کہ ایک غریب شہزادہ اپنی بیوی اور بیٹی کے سونے کے کڑے لے کر قادیان سے لاہور جاتا ہے اور انہیں بیچ کر اخبار کے لیے ابتدائی سرمایہ حاصل کرتا ہے اور پھر وہ اللہ پاک کا شکر کرتے ہوئے اس قربانی کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہے:

”کیا ہی سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے اس کی مثال اس گلاب کے

پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔“

(تاریخ لجنہ اماء اللہ جلداوّل صفحہ16)

مالی قربانیوں میں لجنہ کی سرگرمی کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیراحمدؓ نے اس طرح سراہا:

”حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ کے زمانے میں حضور کی ہدایت اور نگرانی کے تحت احمدی مستورات نے ہر جہت میں ترقی کی ہے اور بعض کاموں میں تو وہ جوش و خروش دکھاتی ہیں کہ مردوں کو شرم آنے لگتی ہے اور مالی قربانیوں میں ان کا قدم پیش پیش ہے“

(سلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ190)

مساجد اور دیگر تحریکوں اور جماعتی ضرورتوں میں مشرقی برلن میں بننے والی خدیجہ مسجد کے ماتھے پر جلی حروف میں لکھا جائے گا ”احمدی خواتین کی طرف سے نو مسلم بھائیوں کے لیے یہ مسجد بنائی گئی“

لجنہ کا وقف اولاد کا جذبہ بھی بے نظیر ہے۔ وقف نَو کی تحریک پر لبیک کہنے والی مائیں احمدیت کا مستقبل سنوار رہی ہیں۔ پھر ایم ٹی اے ہے جہاں شب و روز محنت رضاکارانہ خدمت بے مثال ہے اب کئی جگہ ایم ٹی اے سٹوڈیوز بن گئے ہیں جہاں لجنہ کی سینکڑوں ممبرات بڑی قربانی سے خدمات بجا لا رہی ہیں۔

سلطان القلم کی مجاہدات نے دینی کتب لکھنے اور شعرو ادب میں بھی مقام حاصل کیا۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی پُر معارف شاعری وجد طاری کر دیتی ہے اسی طرح صاحبزادی امۃ القدوس بیگم صاحبہ کا کلام پاکیزہ مضامین اور خوب صورت انداز بیان کا نمونہ

ہے۔ تصنیف و اشاعت میں لجنہ راولپنڈی، لاہور اور کراچی نے بہت کام کیا ہے لجنات کئی رسائل اور نیوز لیٹر کامیابی سے نکال رہی ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کو قدم قدم پر خلفائے کرام کی رہنمائی، حوصلہ افزائی اور دعائیں ملتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جامعہ نصرت کے سائنس بلاک کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا:

”اے میری عزیز بچیو! بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ پر۔ آپ نے پوری کوشش سے دنیوی علوم حاصل کرنے ہیں اور کسی سے بھی علم میں پیچھے نہیں رہنا۔ مگر آپ کی ہر کوشش کی جہت ایسی ہونی چاہیے جو آپ کو خدا کے قریب کردے نہ کہ اس سے دور لے جانے کا موجب ہو۔ آپ کا زاویہ نگاہ درست ہونا چاہیے۔ اگر آپ کی نگاہ کے شیشے میں کوئی نقص نہ ہوگا تو آپ خدا تعالیٰ کی ہر خلق اور ہر چیز میں اس کے حسن و احسان کے جلوے دیکھ سکتی ہیں۔ کیونکہ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ہر دن جو چڑھتا ہے اس میں ہم اپنے خدا کے نئے سے نئے جلوے دیکھ سکتے ہیں۔ آپ نے صرف خود ہی حقیقی علم و عرفان حاصل نہیں کرنا بلکہ دنیا کے بچوں کو بھی علم سکھانا ہے۔ پس بڑی ذمہ داری ہے جو آپ پر عائد ہوتی ہے۔ خدا کرے کہ آپ اس ذمہ داری کو پوری طرح ادا کرنے کی توفیق پائیں۔ پس اپنے زاویہ نگاہ کو درست رکھتے ہوئے علم سیکھو اور بڑھ چڑھ کر سیکھو اور پھر اسے دنیا میں پھیلاؤ اور اس طرح خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث بنتے چلے جاؤ“

(تاریخ احمدیت جلد28 صفحہ 43)

1984ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ لندن ہجرت فرماگئے۔ پھر لجنہ کا بین الاقوامی مرکز لندن ہو گیا۔ حضورؒ کے لندن میں قیام کی وجہ سے لجنہ کا ایک نیا دور شروع ہوا جس

میں لجنہ نے جاں فروشی اور تندہی سے خدمت دین کرکے خلیفۃ المسیح الرابع سے خراجِ تحسین حاصل کیا: ساری نیکیوں کی بنا یہاں کی احمدی خواتین نے ڈالی۔ اگر یہ میرا سہارا نہ بنتیں تو میں نہیں جانتا کہ کس طرح میں سارے کاموں سے نبٹ سکتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ لجنہ کی مساعی کو سراہتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک کھلا چیلنج ہے تمام دنیا کی خواتین کے لیے احمدی خواتین سی کوئی اور خواتین تو لا کر دکھاؤ۔ کتنی عظمت کی زندگی ہے۔ کتنے اعلیٰ مقاصد کے لیے وقف ہیں اور ان کی لذتوں کے معیار بدل چکے ہیں۔ تمہیں جو لذت سنگھار پٹار میں ملتی ہے۔ دکھاوے نمائش اور ناچ گانوں میں ملتی ہے اس سے بہت بہتر اور بہت اعلیٰ درجے کی لذتیں احمدی خواتین کی زندگی کو منور رکھتی ہیں اور ان کے دلوں میں ایسی باقی رہنے والی لذات ہیں جو اس زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتی ہیں اور اُس دنیا میں بھی جہاں تم سب نے مر کر پہنچنا ہے ...... احمدی خواتین دنیا میں مثبت اقدام کے طور پر کیا کچھ کر رہی ہیں قوموں کی زندگی میں کتنا بھرپور حصہ لے رہی ہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے ہی کہا ہے دنیا بھر کی تمام خواتین سے مقابلہ کرکے دیکھ لیں کہ کسی قوم میں خواتین کی اتنی بھاری تعداد اتنے مثبت اور مفید کاموں میں مصروف دکھائی نہیں دیں گی جیسے کہ احمدی خواتین دکھائی دیتی ہیں اپنے خلفائے کرام کے زیر سایہ صبر و رضائے الٰہی، توکل، زُہد اور تقویٰ کی دولت سے مالامال نہ صرف مردوں کے شانہ بشانہ چلتی جارہی ہیں بلکہ اولادوں کی اعلیٰ تربیت کرکے نئی نسلوں کے ذریعے جماعت کو ایک نئی اور عظیم قوت فراہم کرتی چلی جارہی ہیں۔ آج میں احمدی عورت کو اپنے دائیں بھی لڑتے دیکھ رہا ہوں اور بائیں بھی اور آگے بھی اور پیچھے بھی۔ آج احمدی خواتین بیدار ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی ہیں احمدی خواتین نے ہر میدان میں میرا ساتھ دیا ہے۔ بگڑے ہوئے

معاشرے کا بہترین جواب احمدی خواتین ہیں۔“

(الفضل 30/جولائی 1999ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے جلسے کے دوسرے دن لجنات سے خطابات لجنہ میں نئی روح پھونک دیتے ہیں۔ جماعتی دوروں میں لجنات کی عاملہ کے ساتھ میٹنگ کرتے ہیں۔ بدلتے وقت کے ساتھ جو مسائل سامنے آتے ہیں ان کا حل بتاتے ہیں۔ یوں تو خطوط کے ذریعے آپ جماعت کے انفرادی اجتماعی سب مسائل سے واقف ہوتے ہیں تاہم مجالس عاملہ سے میٹنگز بہت مؤثر رہتی ہیں بہترین نباض ہیں اور بہترین معالج۔ فرماتے ہیں:

”آج کل سوشل میڈیا پر بہت سی بُرائیاں جنم لے رہی ہیں۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ماں باپ کے سامنے خاموشی سے چَیٹنگ کررہے ہوتے ہیں۔ پیغامات کا اور تصاویر کا تبادلہ ہورہا ہوتا ہے۔ نئے نئے پروگراموں میں اکاؤنٹ بنالیے جاتے ہیں اور سارا سارا دن فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ پر بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں، مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہونے لگتا ہے اور بچے دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر رکھنے اور انہیں محدود کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے آپ کو ان کے لیے متبادل مصروفیات بھی سوچنا ہوں گی۔ انہیں گھریلو کاموں میں مصروف کریں۔ جماعتی خدمات میں شامل کریں اور ایسی مصروفیات بنائیں جو ان کے لیے اور معاشرہ کے لیے مثبت اور مفید ہوں۔ یہ بڑی اہم ذمہ داری ہے جسے احمدی مستورات نے بجا لانا ہے۔“

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماءاللہ جرمنی 10/جولائی 2016ء)

انٹرنیٹ پر اگر تبلیغی رابطے کرنے ہوں تو عورتوں کا تبلیغی رابطہ صرف عورتوں سے ہونا

چاہیے۔ فرمایا:

”اگر کہیں مَردوں سے رابطہ ہو جائے تو انہیں پھر مَردوں کے پتے دے دیں۔ اپنے فورم میں صرف عورتوں کو لے کر آئیں۔ اور اگر کسی جگہ عورتیں پوری طرح جواب نہ دے سکتی ہوں اور کوئی مکس گیدرنگ (mix gathering) ہو تو اپنے ساتھ لائی ہوئی مہمان خاتون کو لے کر ایک سائیڈ میں بیٹھیں اور پردے کا خیال رکھیں لیکن جب کھانے پینے کاوقت آئے تو اس وقت مکس گیدرنگ میں نہیں بیٹھنا بلکہ علیحدہ انکلوژر (enclosure) میں چلی جائیں اور جو عورتیں اکٹھی مجالس میں ملیں ان کے پتے حاصل کر کے ان کو صر ف عورتوں کی مجالس میں بلائیں۔“

(میٹنگ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماءاللہ جرمنی 9/جون 2006ء
مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 7/جولائی 2006ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے مطابق ہمیں فرشتوں کی سی زندگی نصیب فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

آج حوا کی بریت کے ہوئے ہیں ساماں
بیٹیاں جنت گم گشتہ کو لے آئی ہیں

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 1 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

”میں لجنہ کے ان تیروں میں سے ہوں جو خاص اہم وقت کے لیے بچا کے رکھے جاتے ہیں اور اپنے وقت پر انہوں نے استعمال ہونا ہے لیکن بعض اوقات ایسی ہنگامی ضروریات پیش آجاتی ہیں کہ ان کے بعد کے بچائے ہوئے تیروں کو وقت سے پہلے بھی استعمال کرنا پڑتا ہے آج ایک ایسا ہی وقت ہے... بنیادی طور پر میں سمجھتا ہوں، سب سے اہم مطلب جو اس کا ہے وہ یہی ہے کہ لجنہ کو یعنی احمدی مستورات کو جہاد میں حصہ لینا پڑے گا ...ہر احمدی خاتون کو خواہ وہ بڑی ہو یا چھوٹی تبلیغ میں جھونک دیں“

# (3)
# خواتین مبارکہ جن کے تعاون سے لجنہ تنظیم پھلی پھولی

مظفرہ ثروت
جرمنی

خدائے عزوجل نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی جو شاندار صفات بیان کی ہیں تمام خواتین مبارکہ ان کا جیتا جاگتا نمونہ اور غیر معمولی شخصیت اور سیرت و کردار کے لحاظ سے امتیازی شان کی مالک تھیں۔ ان کے اخلاق فاضلہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، تقویٰ، انفاق فی سبیل اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ نمایاں تھے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔'' یعنی تو کہہ دے میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

(الانعام:163)

ان مبارک ہستیوں کی زندگی کے ہر پہلو میں محبت الٰہی غالب نظر آتی ہے۔ ان کے اسلامی کردار سرکار دوعالم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک اسوہ کا عمدہ نمونہ تھے۔

اللہ تعالیٰ جو کل کائنات میں اپنے حسن و جمال میں لاثانی ہے جب کسی محبوب بندے کی تخلیق کرتا ہے تو اس میں وہ اپنے حسن کے لازوال رنگ بھر دیتا ہے۔ حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا جو بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ تھیں ان کے اخلاق فاضلہ بھی انہی حسین رنگوں سے مزین تھے۔

آپؓ کی پاکیزہ نیک فطرت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت اور تربیت نے بہت پیارا بنا دیا تھا۔ آپؓ نہایت خوش مزاج، سلیقہ شعار، مخلوق خدا کی سچی خیر خواہ، عمدہ خدمت گزار اور ہر ایک سے محبت کرنے والی تھیں۔

آپؓ نہایت درجہ کی صابر و شاکر تھیں کسی مشکل میں نہ گھبراتیں۔ اللہ تعالیٰ پر کامل توکل تھا۔ مشکل وقت میں دعا میں لگ جاتی تھیں۔ آپؓ کا دل محبت کا ایک سمندر تھا۔ آپؓ شریعت کی پوری پابندی تھیں۔ آخری وقت تک مکمل پردہ کرتی رہیں۔ آپؓ کی نیکی اور دینداری کا مقدم ترین پہلو نماز اور نوافل میں شغف تھا۔ تہجد اس ذوق و شوق سے ادا کرتی تھیں کہ دیکھنے والوں کے دل میں بھی ایک خاص کیفیت پیدا ہونے لگتی۔

آپؓ کو قرآن مجید سے بہت محبت تھی۔ کثرت سے تلاوت کرتیں بڑھاپے میں جب نظر کمزور ہو گئی تو آپؓ کسی نہ کسی کو بٹھا کر قرآن مجید کی تلاوت سنا کرتی تھیں۔ آپؓ نے اپنی وفات سے قبل بھی قرآن مجید سننے کی خواہش کی تھی۔

حضرت اماں جانؓ کو حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی۔ جس طرح

قرآن کریم سنتیں اسی طرح احادیث کی کتب روزانہ سنتیں۔ وفات کے قریب بیماری میں یہ شوق اس قدر بڑھ گیا تھا کہ سنانے والا تھک جاتا لیکن آپؓ کی پیاس نہیں بجھتی۔

آپؓ کے عظیم الشان صبر کا ایک اور واقعہ جس کو پڑھ کے ہمارے ایمان میں بہت اضافہ ہوتا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی کی بیماری کے ایام میں کوئی دقیقہ ان کے علاج معالجہ میں فروگذاشت نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن جب تقدیر الٰہی سے وہ بھی فوت ہو گئے تو حضرت ام المومنین نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ کہنے کے بعد فرمایا میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں۔ جب خدا تعالیٰ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا کے اس عظیم الشان صبر کو دیکھا تو اس نے اپنے پیارے مسیح علیہ السلام پر الہام نازل فرمایا ”خدا خوش ہو گیا۔“ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ الہام حضرت ام المومنینؓ کو سنایا تو آپؓ نے فرمایا ”مجھے اس الہام سے اس قدر خوشی ہوئی ہے کہ دو ہزار مبارک احمد بھی مر جاتا تو میں پرواہ نہ کرتی۔“

(سیرت حضرت سیّدہ نصرت جہاں بیگمؓ از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 268)

آپؓ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بہت احسن رنگ میں فرماتیں۔ ہفتے میں ایک دفعہ نابیناؤں، یتیم بچوں کو گھر کھانے پر بلاتیں۔

آپؓ کی ایک بیش قیمت مالی قربانی یہ بھی ہے کہ جون 1914ء میں الفضل کے اجراء میں آپؓ نے اپنی زمین فروخت کرکے اس کی رقم جو تقریبا ایک ہزار روپے بنتی تھی، عنایت فرمائی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہام کے زریعے بتایا تھا ''تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا۔ اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوی کروں گا۔ اور خواتینِ مبارکہ میں سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا، تیری نسل بہت ہو گی۔''

ذیل میں اب آپ کے سامنے مزید خواتین مبارکہ کا اعلی اسلامی کردار پیش کیا جا رہا ہے۔

## حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ

حضرت نواب مبارکہ بیگم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے تھیں۔ آپؓ بہت دعا گو اور عبادت گزار تھیں بڑے اہتمام سے، بڑے خشوع و خزوع سے لمبی لمبی نمازیں پڑھتیں۔ آپؓ کو مقامِ خلافت کا بیحد احترام تھا اور نظام خلافت سے وابستگی اور اطاعت گذاری ہمیشہ آپؓ کا چلن رہا۔ آپ نے اپنی زندگی میں تین خلفاء کا دور دیکھا اور تینوں ہی سے آپؓ کو بیحد محبت اور اس قدر عقیدت تھی کہ جس کی مثال نہیں۔

جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ آپؓ کے بھائی بھی تھے، آپؓ سے جدا ہوئے تو غم سے نڈھال ہو گئیں۔ لیکن اس وقت بھی کمال صبر اور حوصلے کا نمونہ پیش کیا، سب بچے، عزیز، حضرت مصلح موعودؓ کے گرد جمع تھے، آپؓ کی وفات پر سب ہی تڑپ اٹھے، رونے لگے، ان آہوں اور سسکیوں میں ایک شاندار آواز بلند ہوئی کڑا کے دار ''سنو! خاموش ہو جاؤ! میری بات سنو، مجھے وہ وقت یاد ہے، یہ وہ ہیں، جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جنازے پر کھڑے ہو کر یہ عہد کیا تھا کہ:

''اگر سب میرا ساتھ چھوڑ دیں، میں اکیلا رہ جاؤں تو بھی میں عہد کرتا ہوں کہ اس مشن

کو میں پورا کروں گا، جس کے لئے آپؑ بھیجے گئے تھے۔"

دیکھو! میری آنکھوں نے دیکھا انہوں نے ہر لحاظ سے اس عہد کو پورا کیا، آخر دم تک اس عہد پر قائم رہے، دین کی خدمت میں ہی جان دی، اب رونے کا وقت نہیں، دعائیں کرو اور خدا کے سامنے عہد کرو کہ تم بھی ان کے نقش قدم پر چلو گے، اب تم پر یہ ذ مہ داری ہے۔"

(حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ صفحہ 103 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

آپؓ نے حضرت اماں جان کے طریق پر بہت سی یتیم لڑکیوں کی اور جو سفید پوش گھرانے، اپنی بچیاں آپ کے پاس تربیت کے لئے چھوڑ جاتے، ان سب کی بہترین تربیت کی، پکانا، ریندھنا سب سکھایا۔ پھر اچھے گھروں میں ان کی شادیاں کیں، سب اپنے اپنے گھروں میں بہت سکھی رہیں۔

## حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگمؓ

حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگمؓ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سے آخری وجود تھیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کی وارث اور حضرت اماں جانؓ کی تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اپنی عائلی زندگی خوب بسر کی۔ اپنے خاوند سے محبت و وفا کا تعلق نبھایا اور عسر و یسر میں پورا ساتھ دیا۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد ہی حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب دل کی بیماری میں مبتلا ہوئے تو حضرت سیدہ صاحبہ نے اپنے

خاوند کی خدمت کا صحیح معنوں میں پورا حق ادا کیا اور دن رات اپنے خاوند اور بچوں کی دیکھ بھال میں لگی رہتیں۔ اس خدمت میں اپنی صحت کی بھی پروانہ کی۔ چنانچہ حضرت نواب محمد عبد اللہ خان صاحب اپنی صاحبزادی کو شادی کے موقع پر نصائح پر مشتمل خط میں اپنی اہلیہ کی وفاداری کی شہادت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”تمہاری امی اس معاملہ میں بہترین نمونہ ہیں تم نے خود دیکھا ہے کہ کس قدر تنگی انہوں نے میرے ساتھ اٹھائی لیکن اس وقت کو نہایت و فا اور محبت کے ساتھ گزار دیا ایک طرف تو یہ تسلیم ورضا تھی اور دوسری طرف مجھے کام کرنے اور باہر نکل جانے کی ترغیب دیتی تھیں۔ آخر اس صابر و شاکر ہستی کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم اور فضل کے دروازے میرے پر کھول دیئے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی امی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ گھر میں مختلف قسم کی تکالیف بھی آئیں لیکن اس خدا کی بندی نے اپنے میکے میں ان تکالیف کا کبھی بھی ذکر نہ کیا۔ خود اپنے نفس پر سب کچھ برداشت کیا، لیکن دوسروں کو اپنی تکلیف میں شامل کرنا گوارا نہ کیا۔ وقت تھا گزر گیا، میری بچی! مجھے بڑی خوشی ہوگی تم بھی اپنی امی کی طرز ہی اختیار کرو وہ تمہارے لیے ایک بہترین نمونہ ہیں۔“

## حضرت غلام فاطمہؓ
## دختر بزرگ صحابی مولوی فیض الدین
## اہلیہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب کامٹی

حضرت غلام فاطمہ بیگم صاحبہؓ کثرت سے ذکر الٰہی کرتیں، آپ دھیمی آواز میں وقار سے بات کرتیں اور دوسروں کو بھی تاکید کرتیں۔

ایک دفعہ غلام فاطمہ بیگمؓ صاحبہ کا بیٹا رفیع احمد نمونیہ و ٹائیفائڈ کی وجہ سے شدید بیمار ہو گیا۔ اس وقت علاج کے لئے موجودہ زمانہ جیسی سہولتیں اور دوائیں موجود نہیں تھیں۔ آپ لوگ رہتے بھی کامٹی میں تھے۔ خواتین آپ کو تعویذ گنڈے کرانے کا مشورہ دیتیں، چھری چاقو دم کر کے لاتیں کہ بچے کے پاس رکھیں مگر آپ نے اس قسم کا کوئی شرک نہیں کیا۔ آپ بچے کے لئے دعا کرتیں اور رات کو تکیے کے نیچے صدقے کے پیسے رکھ دیتیں اور صبح صدقہ دے دیتیں۔ مولا کریم نے شفاعنایت فرمادی۔

(غلام فاطمہ بیگم، میمونہ بیگم صفحہ14-15 شائع کردہ لجنہ اماءاللہ)

غلام فاطمہ بیگم صاحبہ اپنی بیٹیوں کو تاکید کرتیں کہ اپنے گھر اور خاص طور پر سسرال کی باتیں باہر کرنا مناسب نہیں۔ آپ مثال ایسی دیتی تھیں جو وہ کبھی نہ بھولتی تھیں۔

## حضرت سرور سلطانہ

حضرت مولوی غلام حسین خان نیازی صاحب کی بیٹی سرور سلطان صاحبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجھلے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمدؓ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت سیّدہ صاحبہ کو ایک بہت بڑی آزمائش سے گزرنا پڑا۔ محض خدا کے فضل واحسان سے آپ اس امتحان میں پوری اتریں اور سچائی پر قدم جمائے رکھے۔ ہوا یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد جماعت میں جو فتنہ اٹھا اور کچھ لوگ لاہور چلے گئے ان میں آپ کے والد صاحب بھی تھے قریباً چالیس سال آپ لاہوری جماعت میں شامل رہے۔

یہ بڑی تکلیف کی بات تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سمدھی خلافت کے منکر ہو گئے

تھے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کو اس کا بے حد دکھ تھا۔ دعائیں بھی کرتے اور خطوط لکھ کر سمجھانے کی کوشش بھی کرتے مگر ان کی بیٹی کو اس بات پر تنگ نہ کرتے اور نہ ہی بیٹی اپنے باپ کی طرف داری کرتیں بلکہ خلافت سے مضبوطی سے وابستہ رہیں۔

## حضرت سیدہ محمودہ بیگمؓ

حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمتہ اللہ علیہ تھیں۔

1913ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخبار الفضل جاری کرنے کا ارادہ کیا تو آپؓ فرماتے ہیں۔

”خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں پیسہ لگانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔ اپنے دوزیور مجھے دے دیئے کہ ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں۔

وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنوا کر نہ دی ہے۔ اس کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے اور اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کر دوں تو ان کا سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے

کے قابل ہوا اور میری زندگی کے ایک نئے باب کا ورق الٹ دیا۔ بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بڑا سبب پیدا کر دیا۔"

(حضرت سیّدہ محمودہ بیگمؓ صفحہ 13-14 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

1922 میں جب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لجنہ اماءاللہ کی بنیاد رکھی تو پہلی چودہ خواتین میں آپؓ بھی شامل تھیں اور اس کے پہلے اجلاس میں حضرت اماں جانؓ نے صدارت کی کرسی پر آپؓ کو بٹھایا اور تقریبا 36 سال یعنی وفات تک آپ نے اس عہدے پر خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ کام کیا اور احمدی خواتین کی بے حد خدمت کی۔

## حضرت سیدہ مریم النساء بیگمؓ (امّ طاہر)

حضرت سیدہ مریم النساء ام طاہر صاحب حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری بیوی تھیں۔ آپؓ کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بہت ہی گہرا احترام تھا۔ باوجود بہوہونے کے ہمیشہ اپنے آپ کو حضور علیہ السلام کی اولاد سے کم مرتبہ سمجھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا میں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کر سکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دب جاتی تھی چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے تھے۔ اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت اور کامیابی کے سوا اس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مر جائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔

ضرورت کے وقت راتوں اس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے۔ اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ انہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے۔ یا سلسلہ کے لیے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو، بلکہ بھول جاتیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا۔ اور اس کے بعد جب کام ختم ہو جاتا تو وہ ہوتیں یا گرم پانی کی بوتلیں جن میں لپٹی ہوئی وہ اس طرح اپنے درد کرنے والے جسم اور متورم پیٹ کو چاروں طرف سے ڈھانپے ہوئے لیٹ جاتیں کہ دیکھنے والا سمجھتا تھا یہ عورت ابھی کوئی بڑا آپریشن کروا کر ہسپتال سے آئی ہے۔ اور وہ کام ان کے بیمار جسم کے لئے واقعی میں بڑا آپریشن ہی ہوتا تھا۔"

(سیرت سیّدہ حضرت مریم النساء صفحہ 13 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

## حضرت صالحہ بیگم المعروف امّ داؤد

حضرت صالحہ بیگم صاحبہ دختر حضرت پیر منظور محمد صاحب اور زوجہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کا جماعت احمدیہ میں ایک خاص مقام تھا۔ حضرت میر صاحبؓ حضرت امّاں جان نور اللہ مرقدہ کے سگے بھائی تھے۔

حضرت صالحہ بیگم صاحبہ کو احمدی خواتین میں دینی مسائل کو سمجھنے اور سمجھانے اور علمی لحاظ سے ایک اچھا مقام حاصل تھا۔ آپ بہت حساس طبیعت کی مالک تھیں کسی کی تکلیف دکھ اور پریشانی کو اس کے چہرہ سے پہچان لیتی تھیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتی تھیں اور پوچھ لیتی تھیں کہ کیا تکلیف ہے۔ اور تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کرتیں۔ ممبرات لجنہ

اماء اللہ میں سے جو کوئی ضرورت مند ہوتی خاموشی کے ساتھ اس کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرتیں۔

## حضرت میمونہ صوفیہ المعروف ”استانی جی“
## دختر چوہدری حبیب احمدؓ صاحب
## (صحابی حضرت مسیح موعودؑ)

استانی جی بہت جرأت مند خاتون تھیں۔ اظہار رائے کا خاص ملکہ رکھتی تھیں۔ 1928ء کی مجلس مشاورت میں قادیان میں زنانہ ہوسٹل کھولنے کا معاملہ زیر بحث لایا گیا تو مستورات کو رائے کا اظہار کرنے کی دعوت حضرت مصلح موعودؓ نے دی۔ حضورؓ کی اجازت ملنے پر باہمی مشورہ کے بعد استانی جی نے عورتوں کی نمائندگی کی۔

ایک اور موقعہ پر 1929ء میں جب مجلس شوری میں عورتوں کو حق نمائندگی دینے کی تجویز زیر بحث لائی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے پھر عورتوں کو بھی بولنے کی دعوت دی اور فرمایا:

”جو چاہیں بول سکتی ہیں، اب میں چار منٹ تک انتظار کروں گا کہ کوئی عورت بولتی ہے یا نہیں“

اس پر استانی جی نے تقریر کی اور کہا کہ جب ہمارے لئے درس گاہیں اس لئے کھولی جا رہی ہیں کہ ہم علم حاصل کریں تو کیا یہ بات ہمارے لئے سد راہ نہ ہوگی کہ قوم ہمارے لئے فیصلہ کر دے کہ عورتوں کو مجلس مشاورت کی نمائندگی کا حق حاصل نہیں جب ہم عورتوں کے سامنے اپنے خیالات پیش کریں گی تو وہ جواب دیں گی کہ تمہارے مذہب نے تو تمہارے

لئے مشورہ کا حق بھی نہیں رکھا اس لئے تمہاری بات ہم نہیں سنتیں۔

(استانی میمونہ صفحہ 9 شائع کردہ لجنہ اماء اللہ)

1939ء میں خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ لجنہ اماء اللہ کا جھنڈا بنا۔ اس کا سوت کاتنے والی خوش قسمت بزرگ خواتین میں آپ کا نام بھی شامل تھا۔

ہمیں ان بزرگ ہستیوں کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنا چاہیئے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی زندگیوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی چاہئیں۔

یہ تمام مبارک ہستیاں حقیقی رنگ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی تھیں اور بجا طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کا مصداق تھیں

اسلام چیز کیا ہے، خدا کے لئے فنا<br>ترکِ رضاء خویش پئے مرضیِ خدا

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 1 اگست 2022ء، لندن)

# (4)
# لجنہ اماءاللہ کا قیام اور اس کے مقاصد

مریم رحمٰن

سید ومولیٰ رحمۃ للعالمین، خیر الوریٰ، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ نے عورت کا وقار، عزت و احترام دنیا میں کچھ اس طرح قائم کیا کہ اس کو آبگینے سے تشبیہ دے کر اور قدرت کا بہترین انعام قرار دے کر یہ خوشخبری دی کہ اَلجَنَّۃُ تَحتَ اَقدَامِ الاُمَّھَاتِ کہ جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

اسلام میں جہاں عورت کے پورے حقوق کا خیال رکھا گیا ہے وہاں ان پر ذمہ داریاں بھی عائد کی گئی ہیں۔ جہاں آپ ﷺ نے عورت کو اس کا حقیقی بلند مقام عطا فرمایا وہاں اسے اولاد کی تربیت کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا۔ چنانچہ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ اَلْاِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِیْ اَھْلِہٖ وَھُوَ

مَسْـُٔوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْـُٔوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا

(صحیح بخاری حدیث نمبر893)

تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا۔ امام نگران ہے اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

پھر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور آتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب دنیا اسلام کی تعلیمات بھول کر شرک، جہالت، بدعات، رسم ورواج کے اندھیروں میں گم تھی۔ عیسائیت کا سورج پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔ اس تاریک دور میں حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نورایمان کی شمع جلائی۔ مخلوق کو خدا تعالیٰ کے قریب کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لوگوں کے دلوں میں بٹھائی۔ عورتوں کو بھی ان کے حقوق اور ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں۔

تقویٰ اختیار کرو دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ۔ قومی فخر مت کرو۔ کسی عورت سے ٹھٹھا ہنسی مت کرو۔ خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں۔ کوشش کرو کہ تاتم معصوم اور پاک دامن ہونے کی حالت میں قبروں میں داخل ہو۔ خدا کے فرائض نماز زکوٰۃ وغیرہ میں سستی مت کرو۔ اپنے خاوندوں کی دل وجان سے مطیع رہو۔ بہت سا حصہ ان کی عزت کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اپنی اس ذمہ داری کو ایسی

عمدگی سے ادا کرو کہ خدا کے نزدیک صالحات قانتات میں گنی جاؤ۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 81)

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد خدائی وعدہ کے مطابق خلافت کا عظیم الشان نظام شروع ہوا۔ اسلام احمدیت کی روشنی کا سفر پوری دنیا میں پھیلنا شروع ہوا۔

جماعت احمدیہ عالمگیر کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودؓ نے جماعت کے تنظیمی ڈھانچے کو قائم کرکے ہم سب پر احسانات کئے اور آپ کے احسان کا یہ دائرہ صرف مردوں کے لئے نہیں تھا بلکہ آپ نے اپنے دور خلافت کے ابتدائی سالوں میں ہی خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ایک تنظیم قائم کرنے کا ارادہ فرما لیا تھا تا کہ خواتین اپنی تنظیم کے لائحہ عمل کی پیروی کرتے ہوئے اعلیٰ کردار کی حامل ہوں اور دینی و دنیاوی تعلیمات سے آراستہ ہو کر اپنی اولاد کی بہتر رنگ میں پرورش کر سکیں تا احمدیت کا مستقبل روشن اور تابناک ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ کا ایک الہام تھا کہ

”اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی“

(الفضل 29/اپریل 1944ء صفحہ 3)

آپؓ نے احمدی مستورات کی مذہبی، تعلیمی، ذہنی، فکری اور عملی ترقی کے لئے لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد رکھی۔ آپؓ نے مستورات کو بتلایا کہ وہ بھی بنی نوع انسان کا ایک جزو لاینفک ہیں۔ اور قوموں کی ترقی وتنزل میں ان کا بھی ہاتھ ہے۔ عورت کی گود آئندہ نسل کا گھوارہ

ہے اگر عورتیں نیکی وتقویٰ میں آگے بڑھنے والی ہونگی تو اولاد بھی نیکی وتقویٰ پر چلنے والی ہوگی۔

## 25 دسمبر 1922ء کا مبارک تاریخی دن

حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایت کے مطابق 25 دسمبر 1922ء کو خواتین حضرت اماں جانؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے خطاب فرمایا اور اس کے ساتھ ہی لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور خواتین مبارکہ کی مقدس قیادت میں یہ قافلہ اپنی منزل کی طرف بڑی تیزی سے سفر پر روانہ ہوا اور ایک منظم تنظیم کی شکل اختیار کر گیا۔ حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں احمدی خواتین نے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لئے مساعی شروع کی اور مختلف دینی مہمات میں صفِ اوّل کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا کہ احمدی عورتوں کی تنظیم اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ ابتدا میں اس میں شمولیت اختیاری تھی البتہ 1939ء میں اس کا فیض عام کرنے کے لیے ہر احمدی عورت کا اس میں شامل ہونا لازمی قرار دے دیا۔

## لجنہ اماء اللہ تنظیم کا پس منظر

حضرت سیدہ امۃ الحیٔ بیگم صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) کو خدمت دین کا بڑا شوق تھا ان کی خواہش کے مطابق سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ایک معین لائحہ عمل بنا کر جماعت کی عورتوں کے سامنے پیش کیا جو حضور نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا۔ اور یہ تاریخ میں

لجنہ اماء اللہ کے متعلق ابتدائی تحریک کے نام سے مشہور ہے۔ اس مضمون میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے لجنہ اماء اللہ کے بنیادی مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور لجنہ اماء اللہ کی ممبر بننے کے لئے ضروری قرار دیا کہ وہ اسے پڑھے اور پڑھ کر دستخط کرے۔ یہ اسکیم حضورؓ نے 15 دسمبر 1922ء کو مستورات کے سامنے پیش کی تھی جس پر 14 خواتین نے دستخط کئے تھے۔

(الفضل 11 جنوری 1923 صفحہ 9)

15دسمبر 1922ء کو آپؓ نےجو مضمون تحریر فرمایا اس کی اوّلین مخاطب گو قادیان کی مستورات تھیں لیکن در حقیقت یہ ایک بین الاقوامی تنظیم کی بنیادی دستاویز تھی۔ اس مضمون کے حرف حرف سے خدمت اسلام کا توانا عزم و حوصلہ جھلکتا ہے۔ جس میں آپؓ نے مستوارت کو ایک لائحہ عمل دیا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے سترہ ضروری اموراس اولولالعزم ہستی نے تجویز فرمائے۔ ان میں علم حاصل کرنا اور دوسروں تک علم پہنچانا، اسلام کی حقیقی تعلیمات جاننا اور ان پر عمل کرنا، جماعت میں اتفاق اور وحدت کی روح قائم رکھنے کی کوشش کرتے رہنا، اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی ہمہ وقت سعی کرنا، بچوں میں خدا اور رسولِ خداصلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفائے کرام کی محبت پیدا کرنا، خلافت کی اطاعت کا درس دینا اور سب سے اہم یہ دعا کرنا کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں خالقِ حقیقی نے مد نظر رکھے ہیں۔

آخر میں آپؓ نے لکھا تھا کہ جو اس تحریک کے مندرجات سے متفق ہیں وہ دستخط کردیں۔ اس پر چودہ خواتین نے دستخط کیے- یہ دستخط کنندگان حضورؓ کے ارشاد پر 25دسمبر 1922ء کو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بھی خطاب فرمایا اوراس میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ تنظیم کا نام لجنہ اماءِ

اللہ تجویز فرمایا۔ آپؓ نے لجنہ کے سپرد جلسہ مستورات کا انتظام کرکے کئی مشورے دیے اور نصیحتیں کیں۔ حضرت اماں جانؓ لجنہ کی پہلی پریذیڈنٹ منتخب ہوئیں۔ منتخب ہونے کے بعد آپؓ نے حضرت سیدہ اُم ناصر صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کر کرسئ صدارت پر بٹھا دیا۔ چنانچہ حضرت سیدہ ام ناصرؓ اپنی وفات تک جو کہ 31 جولائی 1958ء کو ہوئی یہ فرض نبھاتی رہیں۔ حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہ (حرم حضرت مصلح موعودؓ) اس تنظیم کی پہلی سیکرٹری تھیں۔

(الفضل 8 فروری 1923ء۔ تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اول صفحہ 66-72،
تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 303)

15 دسمبر کو جو مضمون حضور نے تحریر فرمایا وہ من وعن درج کیا جاتا ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا کہ

ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے۔ ہماری زندگی کس طرح صَرف ہونی چاہیئے جس سے ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہو سکیں۔

اگر غور کیا جائے تو اکثر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی کہ روز مرہ کے کاموں کے سوا کوئی اور بھی کام کرنے کے قابل ہے یا نہیں؟ دشمنان اسلام میں عورتوں کی کوشش سے جو روح بچوں میں پیدا کی جاتی ہے اور جو بدگمانی اسلام کی نسبت پھیلائی جاتی ہے اس کا اگر کوئی توڑ ہوسکتا ہے تو وہ عورتوں ہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے اور بچوں میں اگر قربانی کا مادہ

پیدا کیا جاسکتا ہے تو وہ بھی ماں ہی کے ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے۔ پس علاوہ اپنی روحانی علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر ایسی بہنوں کو جو اس خیال کی مؤید ہوں اور مندرجہ ذیل باتوں کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہوں دعوت دیتا ہوں کہ ان مقاصد کو پورا کرنے کے لئے مل کر کام شروع کریں۔ اگر آپ بھی مندرجہ ذیل باتوں سے متفق ہوں تو مہربانی کر کے مجھے اطلاع دیں تا کہ اس کام کو جلد سے جلد شروع کر دیا جائے۔

(1) اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

(2) اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایک انجمن قائم کی جائے تا کہ اس کام کو باقاعدگی سے جاری رکھا جا سکے۔

(3) اس بات کی ضرورت ہے کہ اس انجمن کو چلانے کے لئے کچھ قواعد ہوں جن کی پابندی ہر رکن پر واجب ہو۔

(4) اس امر کی ضرورت ہے کہ قواعد وضوابط سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ اسلام کے مطابق ہوں اور اس کی ترقی اور اس کے استحکام میں ممدّ ہوں۔

(5) اس امر کی ضرورت ہے کہ جلسوں میں اسلام کے مختلف مسائل خصوصاً ان پر جو اس وقت کے حالات کے متعلق ہوں مضامین پڑھے جائیں اور وہ خود اراکینِ انجمن کے لکھے ہوں تا کہ اس طرح علم کے استعمال کرنے کا ملکہ پیدا ہو۔

(6) اس امر کی ضرورت ہے کہ علم بڑھانے کے لئے ایسے مضامین پر جنہیں انجمن ضروری سمجھے اسلام کے واقف لوگوں سے لیکچر کروائے جائیں۔

(7) اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفۂ وقت ہواس کی تیار کردہ سکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مدنظر رکھ کر تمام کارروائیاں ہوں۔

(8) اس امر کی ضرورت ہے کہ تم اتحادجماعت کو بڑھانے کے لئے ایسی ہی کوشاں رہو جیسے کہ ہر مسلمان کا فرض قرآن کریم، آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمایا ہے اور اس کے لئے ہرایک قربانی کو تیاررہو۔

(9) اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے، پینے، پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسرے کی پوری مدد کرنی چاہیئے اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہیئے۔

(10) اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھو اور ان کو دین سے غافل اور بد دل اور سست بنانے کی بجائے چست، ہوشیار، تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں ان سے ان کو واقف کرو اور خدا، رسول، مسیح موعوداور خلفاء کی محبت، اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کی منشاء کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش اُن میں پیدا کرو، اس لئے اس کام کو بجا لانے کے لئے تجاویز سوچو اور ان پر عمل درآمد کرو۔

(11) اس امر کی ضرورت ہے کہ جب مل کر کام کیا جائے تو ایک دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے اور صبر اور ہمت سے اصلاح کی کوشش کی جاوے نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے تفرقہ بڑھایا جائے۔

(12) چونکہ ہر ایک کام جب شروع کیا جائے تو لوگ اس پر ہنستے اور ٹھٹھا کرتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ لوگوں کی ہنسی اور ٹھٹھے کی پروا نہ کی جائے اور بہنوں کو الگ الگ مہنوں یا طعنوں یا مجالس کے ٹھٹھوں کو بہادری و ہمت سے برداشت کا سبق اور اس کی طاقت پیدا کرنے کا مادہ پہلے ہی سے حاصل کیا جائے تا کہ اس نمونہ کو دیکھ کر دوسری بہنوں کو بھی اس کام کی طرف توجہ پیدا ہو۔

(13) اس امر کی ضرورت ہے کہ اس خیال کو مضبوط کرنے کے لئے اور ہمیشہ کے لئے جاری رکھنے کے لئے اپنی ہم خیال بنائی جائیں اور یہ کام اس صورت میں چل سکتا ہے کہ ہر ایک بہن جو اس مجلس میں شامل ہوا پنا فرض سمجھے کہ دوسری بہنوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے گی۔

(14) اس امر کی ضرورت ہے کہ اس کام کو تباہ ہونے سے بچانے کے لئے صرف وہی بہنیں انجمن کی کارکن بنائی جائیں جو ان خیالات سے پوری متّفق ہوں اور کسی وقت خدانخواستہ کوئی متفق نہ رہے تو وہ بطیبِ خاطر انجمن سے علیحدہ ہو جائے یا بصورت دیگر علیحدہ کی جائے۔

(15) چونکہ جماعت کسی خاص گروہ کا نام نہیں چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کا نام جماعت ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس انجمن میں غریب امیر کی کوئی تفریق نہ ہو بلکہ غریب اور امیر دونوں میں محبت اور مساوات پیدا کرنے کی کوشش کی جائے اور ایک دوسرے کی حقارت اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا مادہ دلوں سے دور کیا جائے کہ باوجود مدارج کے فرق کے اصل میں سب مرد بھائی بھائی اور سب عورتیں بہنیں بہنیں ہیں۔

(16) اس امر کی ضرورت ہے کہ عملی طور پر خدمت اسلام کے لئے اور اپنی غریب بہنوں اور بھائیوں کی مدد کے لئے بعض طریق تجویز کئے جائیں اور ان کے مطابق عمل کیا جائے۔

(17) اس امر کی ضرورت ہے کہ چونکہ سب مدد اور سب برکت اور سب کامیابیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں۔ اس لئے دعا کی جاوے اور کروائی جاوے۔ کہ ہمیں وہ مقاصد الہام ہوں جو ہماری پیدائش میں اس نے مدنظر رکھے ہیں اوران مقاصد کے پورا کرنے کے لئے بہتر سے بہتر ذرائع پر اطلاع اور پھر ان ذرائع کے احسن سے احسن طور پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بخیر کرے۔ آئندہ آنے والی نسلوں کی بھی اپنے فضل سے راہنمائی کرے اور اس کام کو اپنی مرضی کے مطابق ہمیشہ کے لئے جاری رکھے یہاں تک کہ اس دنیا کی عمر تمام ہو جائے۔

اگر آپ ان خیالات سے متفق ہیں اور ان کے مطابق اور موافق قواعد پر جو بعد میں انجمن میں پیش کر کے پاس کئے جارہے ہیں اور کئے جائیں گے عمل کرنے کے لئے تیار ہوں تو مہربانی کر کے اس کاغذ پر دستخط کر دیں۔ بعد میں ان قواعد پر ہر ایک بہن سے علیحدہ علیحدہ دستخط لے کر اقرار و معاہدے لئے جائیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ304-306، الازھار لذوات الخمار حصہ اول صفحہ52۔ 55)

## ابتدائی 14 ممبرات کے نام
## جنہوں نے اس پر سب سے پہلے دستخط کئے

1. حضرت ام محمود سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ اہلیہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ
2. حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ(بنت حضرت مسیح موعودؑ)
3. حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہؓ(حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
4. حضرت سیدہ امۃ الحئی بیگم صاحبہؓ (بنت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ، وحرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

5. حضرت سیدہ ام طاہر مریم بیگم صاحبہ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ)
6. ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چودھری فتح محمد سیال صاحبؓ
7. صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحق صاحبؓ
8. مریم صاحبہ اہلیہ حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ
9. حمیدہ خاتون خورشید صاحبہ بنت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب
10. رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مرزا گل محمد صاحب
11. کلثوم بانو صاحبہ اہلیہ قاضی محمد عبداللہ صاحب
12. میمونہ خاتون صوفیہ صاحبہ اہلیہ مولوی غلام محمد صاحب
13. سائرہ خاتون صاحبہ اہلیہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے
14. بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مکرم ماسٹر شیخ عبد الرحمٰن صاحب

## مسجد برلن کے لئے چندہ

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تاثیر قدسی سے احمدی مستورات میں جو انقلاب پیدا کیا۔ اُن میں مالی قربانیوں کا ذکر بھی بڑی کثرت سے ملتا ہے۔ 2فروری 1923ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہا نے مسجد برلن جرمنی کی تعمیر کے لیے خواتین کو مالی قربانی کی تحریک فرمائی۔ جس پر لبیک کہتے ہوئے جماعت احمدیہ کی مستورات نے حیرت انگیز اخلاص اور قربانی کا مظاہرہ کیا۔ اس کے لیے حضورؓ نے 50ہزار روپیہ تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد یہ سب سے پہلی مالی تحریک تھی جس کا خالصتاً تعلق مستورات سے تھا۔ اس تحریک نے احمدی خواتین کے مطمح نظر کو یکسر اتنا بلند کر دیا کہ ان میں اخلاص و

قربانی اور فدائیت اور للہیت کا ایسا زبردست ولولہ پیدا ہو گیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں تھی۔

(الازہار لذوات الخمار صفحہ116-118)

اس قربانی کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے الفضل کے ایک مضمون میں کچھ یوں فرمایا:

”مجھے مسجد برلن کے چندہ کے متعلق اعلان کیے ابھی ایک ماہ نہیں گزرا کہ ہماری بہنوں کے اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور بے نظیر ایثار کے سبب سے چندہ کی رقم بیس ہزار سے اوپر نکل چکی ہے ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے اور درحقیقت ہمارے پاس ایمان اور محبت باللہ و محبت بالرسل...کے متاع کے سوا کہ وہی حقیقی متاع ہے اور کوئی دنیوی متاع اور سامان نہیں ہے۔“

(الفضل قادیان یکم مارچ 1923ء صفحہ1)

آج اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور پیارے آقا سیدنا حضرت مرزامسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تربیت، رہنمائی اور دعاؤں سے لجنہ اماء اللہ عالمگیر کی کامیابیوں کا سفر جاری ہے۔

پیارے آقا سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز برموقع اجتماع لجنہ اماء اللہ بھارت پیغام دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میرا پیغام یہ ہے کہ آپ احمدی مستورات ہیں جنہوں نے خداتعالیٰ کے خاص فضل سے زمانے کے امام کو مانا اور آپؑ کے بعد خلافت احمدیہ سے وابستہ ہوکر اس کی برکات سے متمتع ہورہی ہیں۔ آپ نے خلیفۂ وقت کی رہنمائی میں اسلامی تعلیمات سے سب دنیا کو روشناس

کرواناہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے آپ اور آپ کی اولاد ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو تاکہ آپ اپنے قول وفعل دونوں سے اسلامی تعلیمات کا پرچار کرسکیں۔

عورتوں کے بارے میں ہمارے پیارے دین کی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم پردہ ہے۔ یہ اس لیے ہے کیونکہ اسلام عورت کی عزت اوراحترام کا اور حقوق کا سب سے بڑا علمبردار ہے۔ یہ کوئی جبر نہیں ہے کہ عورت کو پردہ پہنایا جاتاہے یا حجاب کا کہا جاتاہے۔ بلکہ عورت کو اس کی انفرادیت قائم کرنے اور مقام دلوانے کے لیے یہ سب کوشش ہے۔ اس کے برعکس اسلام مخالف قوتیں بڑی شدت سے زور لگارہی ہیں کہ مذہبی تعلیمات اور روایات کو مسلمانوں کے اندرسے ختم کیا جائے۔ ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر مسلمانوں اورخاص طورپر احمدی مسلمانوں، مردوں اور عورتوں، نوجوانوں سب نے مذہبی اقدارکو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی توپھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہم دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑمیں ہوں گے کہ ہم نے حق کو سمجھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا اور ہم نے پھر بھی عمل نہ کیا۔

حیا ایمان کا حصہ ہے اور حیا عورت کا ایک خزانہ ہے اس لیے ہمیشہ حیا دار لباس پہنیں۔ ہمیشہ یادرکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پردے کا حکم دیا ہے تویقیناً اس کی کوئی اہمیت ہے۔ مائیں نیک نمونہ دکھائیں اور اپنی بچیوں کو چھوٹی عمر سے اس کی عادت ڈالیں...پھر آج کل کے سائنسی دور میں بہت سے نئے ذرائع ہیں مثلاً انٹرنیٹ، موبائل فون، سوشل میڈیا وغیرہ۔ یہ وقت ضائع کرتے اوربرے خیالات پیدا کرتے ہیں۔ احمدی ماؤں کی یہ ذمہ داری ہے کہ خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی ان کے منفی اور غلط استعمال سے بچا کر رکھیں۔ اسی طرح اگرٹی وی پر غلط پروگرام دیکھے جارہے ہیں تویہ ماں باپ کی بھی ذمہ داری ہے اور بارہ

تیرہ سال کی عمر کی جو بچیاں ہیں ان کی بھی ہوش کی عمر ہوتی ہے، ان کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس سے بچیں ...پس ہر احمدی عورت کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنا چاہیے۔ اپنا تقدس قائم رکھنا چاہیے اور یہ احساس ہونا چاہیے کہ ہم احمدی ہیں اور دوسروں سے فرق ہے۔ یادرکھیں کہ آج کی بچیاں کل کی مائیں ہیں۔ اگر ان بچیوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا ہوگیا تو احمدیت کی آئندہ نسلیں بھی محفوظ ہوتی چلی جائیں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو میری ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطافرمائے۔ آمین

(الفضل آن لائن 28 جنوری 2020ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے ہم پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہر حکم پر دل و جان سے عمل کریں۔ ہماری زندگیوں کا مقصد خدا تعالیٰ اور رسولِ خدا ﷺ کی محبت اور اطاعت ہو۔ اس تنظیم کے 100 سال پورے ہونے کی خوشی میں لجنہ اماء اللہ تنظیم کی ہر ممبر یہ عہد کرتی ہے کہ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب اور قوم کی خاطر اپنی جان مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لئے تیار رہوں گی نیز سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گی۔ ان شاءاللہ

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو
اس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو
رغبتِ دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظرانداز کوئی حصۂ احکام نہ ہو
ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں

آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو
میری تو حق میں تمہارے یہ دعا ہے پیارو
سر پہ اللہ کا سایہ رہے ناکام نہ ہو
ظلمتِ رنج و غم و درد سے محفوظ رہو
مہرِ انوار درخشندہ رہے شام نہ ہو

(کلام محمود)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 2 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

”مجھے مسجد برلن کے چندہ کے متعلق اعلان کیے ابھی ایک ماہ نہیں گزرا کہ ہماری بہنوں کے اعلیٰ درجہ کے اخلاص اور بے نظیر ایثار کے سبب سے چندہ کی رقم بیس ہزار سے اوپر نکل چکی ہے ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے اور درحقیقت ہمارے پاس ایمان اور محبت باللہ و محبت بالرسل...کے متاع کے سوا کہ وہی حقیقی متاع ہے اور کوئی دنیوی متاع اور سامان نہیں ہے۔“

# (5)
# صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیاں

## (ممبرات لجنہ کے ایمان و ایقان کو بڑھانے اور ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کی تصدیق کے لئے ایک خصوصی تحریر)

امۃ الباری ناصر
امریکہ

قرب الٰہی کے لئے صدق و وفا کے ساتھ کوئی سختی برداشت کرنا قربانی کہلاتا ہے۔ عربی میں قربانی کے لئے نسک، نسیکہ کا لفظ ہے جس کا مطلب فرمانبرداری اور بندگی ہے۔ اللہ تعالیٰ الٰہی جماعتوں کو ثبات قدم اور ترقیات عطا فرمانے کے لئے ان کو آزمائشوں اور امتحانات میں ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں دینے کی توفیق اللہ کے پیارے ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰؐ کو ملی۔ قرآن گواہ ہے:

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۶۳﴾

(الانعام:163)

مخالفین کو کہہ دے کہ میں جان کو دوست نہیں رکھتا۔ میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا خدا کے لئے ہے وہی حقدار خدا جس نے ہر یک چیز کو پیدا کیا ہے۔

(شحنۂ حق، روحانی خزائن جلد2 صفحہ330)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ اپنے آقا و مطاع اور آپؐ کے اصحاب کرامؓ کی قربانیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

”ہمارے ہادئ اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسولؐ کے لئے کیا کیا جاں نثاریاں کیں، جلاوطن ہوئے۔ ظلم اٹھائے، طرح طرح کے مصائب برداشت کئے جانیں دیں لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے پس وہ کیا بات تھی جس نے انہیں ایسا جاں نثار بنا دیا۔ وہ سچی محبت الٰہی کا جوش تھا۔ جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی، اس لئے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کرلیا جائے، آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرادینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہا دینا اس کی نظیر کہیں نہیں ملے سکے گی۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ27)

قربانیوں میں صحابیات رسولؐ بھی پیش پیش تھیں۔ اس مضمون میں چالیس سال سے بڑی عمر کی صحابیات کی قربانیوں کا ذکر ہو گا۔

اپنے آباء اجداد کا مذہب چھوڑ کر رضائے الٰہی کی خاطر دین اسلام میں شامل ہونا جبکہ آنکھوں کے سامنے کفار مکہ کے مظالم بھی تھے بجائے خود ایک بہت بڑی قربانی ہے جس کی ذیل میں ایک ایک صحابیہ کا نام لکھا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہجرت حبشہ اور ہجرت

مدینہ میں شامل ہونے والی ساری صحابیات جن کو صرف لقائے الٰہی کی خاطر وطن اور گھر بار کو خیر باد کہنا پڑا بھی اس میں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے درجات بلند فرمائے آمین۔

سب سے پہلے اپنی محترم ماں کا ذکر ہے جن کو ہر قسم کی قربانی میں اولیت کا مقام حاصل ہے۔

## ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ

چالیس سال کی عمر میں شادی ہوئی۔ اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں پایا ہوا سارا سرمایہ جسے خود محنت کرکے بڑھایا تھا نبی کریم ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا کیونکہ آپ کے دل نے حق الیقین کے ساتھ یہ گواہی دی تھی کہ میرا ساتھی قابل اعتماد اور مخلص ہے۔ یہ بہت بڑی قربانی تھی۔ اس سرمائے نے اسلام کی مضبوطی میں کردار ادا کیا۔ دنیا نے آنحضور ﷺ کے حسین کردار کا یہ رخ دیکھا کہ آپؐ کو دولت کی کوئی لالچ نہیں اور وہ غربا و مساکین کے ہمدرد ہیں۔ غلاموں کو آزاد کرنے سے آپؐ کے انسانی حقوق کی پاسداری کا جذبہ عیاں ہوا۔ ایک خاتون کی قربانی بہت رنگ لائی جس کی تصدیق خود رسول اللہ ﷺ نے فرمائی آپؐ کا ایک قول شاہد ہے فرمایا: خدیجہؓ نے اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی جب باقی لوگوں کو اس کی توفیق نہیں ملی۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 118)

آنحضور ﷺ کو آپؓ کے غلام زید بن حارثؓ کی خدمات پسند آئیں۔ آپؓ نے فوراً زید کو آپؐ

کی خدمت میں دے دیا اور حضورؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔

(سیرت خاتم النبیین ﷺ صفحہ 110)

اپنے شوہر کا عبادت میں شغف دیکھا تو حارج نہیں ہوئیں بلکہ معاون ہو کر دل وجان سے خدمت میں لگ گئیں۔ غار حرا کی تنہائی میں عبادت کے زمانے میں آپؓ کم و بیش پچپن سال کی ہوں گی۔ خود آپؐ کے لئے کھانا تیار کر کے دیتیں اور کبھی زیادہ دن ہو جاتے تو خود کھانا لے کر غار حرا میں جاتیں، غار حرا کے سنگلاخ رستے اور بلندی کو ذہن میں رکھ کر اس عظیم خاتون کی قربانی کا اندازہ لگائیے۔ یہ اتنا بڑا کام تھا کہ خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے بھی تحسین کا پیغام آیا۔ حضرت جبرائیل تشریف لائے اور فرمایا:

”یا رسول اللہ ﷺ ! یہ حضرت خدیجہؓ ایک برتن لئے آرہی ہیں جس میں سالن کھانا یا پینے کی کوئی چیز ہے جب یہ آپ کے پاس آجائیں تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہئے اور جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دیجئے جس میں کوئی شورو شغب یا تھکان نہ ہو گی۔“

(صحیح مسلم کتاب الفضائل الصحابہ باب فضل خدیجہؓ)

جب آنحضور ﷺ کو منصبِ نبوت عطا ہوا اس وقت دونوں کی رفاقت کو پندرہ سال ہو گئے تھے۔ فکری ہم آہنگی دیکھئے کہ اس اولوالعزم خاتون نے تائید کر کے ایسا جملہ کہا جو آپؐ کے اسوہ حسنہ کا آئینہ دار بنا۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اپنی جان کا ڈر ہے جواب دیا:

”ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپؐ کی جان کو کوئی خوف یا خطرہ لاحق ہو بلکہ آپؐ کو بشارت

ہو کہ کوئی عمدہ پیغام آپؐ کے پاس آیا ہے اللہ تعالیٰ کبھی آپؐ کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپؐ رشتے داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے اور سچی بات کہتے ہیں۔ آپؐ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ ایسے اخلاقِ فاضلہ رکھنے والے انسان کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔"

(بخاری کتاب بدء الوحی)

آنحضور ﷺ نے آپؓ کے سب سے پہلے ایمان لانے کی تصدیق فرمائی:

خدیجہ مجھ پر اس وقت ایمان لائیں جب باقی لوگوں نے انکار کیا۔ اور جب سب دنیا نے تکذیب کی اس وقت انہوں نے میری تصدیق کی تھی۔

(مجمع الزوائد جلد9 صفحہ227)

اسلام اور بانی اسلام کی مخالفت کا زور و شور دیکھیں اور ایک خاتون کی قربانی دیکھیں۔ کہ ہر وار سہا لینے کے عزم کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑی ہیں۔ آپؓ ذی وجاہت خاتون تھیں جس کی وجہ سے دشمن بھی کچھ نہ کچھ ہاتھ روکنے پر مجبور ہوجاتے کیونکہ وہ حضرت خدیجہؓ سے مرعوب تھے۔

7 نبوی میں قریش نے اسلام کی تباہی کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ محمد ﷺ اور آپ کے خاندان کو شعبِ ابی طالب میں محصور کیا جائے۔ ان محصورین میں محمد ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ بھی شامل تھیں۔ تین سال کا یہ عرصہ مسلسل قربانیوں میں گزرا۔ کھلے آسمان کے تلے بھوک پیاس، موسم کی شدتیں، عزیزوں سے جدائی بہت کچھ سہا۔ مگر رسولِ خداؐ کا

ساتھ نہ چھوڑا۔ کس قدر خوش قسمت خاتون تھیں جن کے بارے میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

”واقعہ یہ ہے کہ خدیجہؓ سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتا۔ وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی تھی جب ساری دنیا میرا انکار کر رہی تھی اور اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب ساری دنیا مجھے جھٹلا رہی تھی اور اس وقت اس نے اپنے مال کے ساتھ میری ہمدردی اور خیر خواہی کی جب تمام لوگ مجھے چھوڑ چکے تھے۔ اے عائشہ میں کیا کروں خدیجہؓ کی محبت تو مجھے پلا دی گئی ہے اور میرے دل میں بٹھا دی گئی ہے۔“

(مسلم کتاب الفضائل باب فضل خدیجہؓ)

پچیس سال آپؐ کی سکینت کا سامان بننے والی اس دنیا سے رخصت ہوئی تو آپؐ نے اس سال کو عام الحزن (غم کا سال) قرار دیا اور زندگی بھر یاد کرتے رہے۔

## ام المؤمنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ

حضرت سودہؓ کا ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں شمار تھا۔ ہجرت حبشہ میں شامل تھیں۔ دین کی خاطر وطن چھوڑنے کی قربانی کی سعادت نصیب ہوئی۔ شوہر کا حبشہ میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ آپؓ پچاس سال کی تھیں اور پانچ چھ بچوں کی ماں تھیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شادی کا پیغام ملا تو عرض کیا مجھے نکاح میں کوئی روک نہیں کیونکہ آپؐ مجھے سب دنیا سے زیادہ عزیز ہیں مگر مجھے آپؐ کا احترام پیش نظر ہے کہ کہیں بچوں کی وجہ سے حضورؐ کو تکلیف نہ ہو۔ آپؐ کی طرف سے بڑا حوصلہ افزا جواب ملا فرمایا اس کے علاوہ تو کوئی بات نہیں۔ قریش کی نیک عورتیں بچوں کی کم سنی میں نہایت شفقت کرنے والی اور اپنے شوہر

کے مال و متاع کا خیال رکھنے والی ہوتی ہیں۔ یہ حسن ظنی دعا بن کر لگی اور آپؓ نے واقعی اپنے بچوں کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے چار بیٹیوں کی ذمہ داری باحسن ادا کی۔ گھر کو خوبی سے سنبھالا۔ اس شادی کے تین سال بعد رسول اللہ ﷺ نے متعدد شادیاں کیں لیکن آپؓ نے تدبر سے کام لیا اور اچھے سلوک سے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس طرح جذبات کی قربانی دے کر گھر کا سکون بحال رکھا۔ ایک اور بہت بڑی قربانی دیکھئے آخری عمر میں اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا۔ اس میں آنحضورؐ کی سہولت اور خوشنودی منظور تھی۔

## ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ

قریباً 12 سال کی عمر میں سن دو ہجری کو شادی ہوئی 8سال عرصہ رفاقت میسر آیا۔ 65 سال کی عمر میں 17رمضان 58 ہجری کو وفات پائی۔ آنحضور ﷺ سے جو تعلیم و تربیت حاصل کی اس کا حق ادا کیا۔ اپنی ساری عمر دوسروں کی درس و تدریس اصلاح وتربیت میں گزارای۔ دنیا اور اس کی مال و دولت سے بے رغبتی اور مالی قربانی کی کئی مثالیں ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے ایک دفعہ آپ کو دو تھیلے اشرفیوں کے بھجوائے جن میں ایک لاکھ اسّی ہزار درہم تھے۔ حضرت عائشہؓ اس دن روزے سے تھیں۔ آپ ان کو تقسیم کرنے بیٹھ گئیں اور اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ اٹھیں جب تک سارے درہم تقسیم نہیں ہوگئے۔ افطاری کے وقت آپ کی لونڈی کہنے لگیں ام المؤمنین! ایک درہم اپنے لئے بھی رکھ لیتیں اس سے گوشت خرید کر افطاری کرلیتیں۔ فرمانے لگیں تم یاد دلا دیتیں تو رکھ بھی لیتے گویا انہیں اپنی ضرورتوں کا بھی خیال نہیں تھا اور سب کچھ خدا کی راہ میں لُٹا دیتی تھیں۔

(طبقات الکبریٰ جلد8 صفحہ 67)

حضرت امیر معاویہؓ نے ایک دفعہ ایک لاکھ درہم کا ہار آپ کی خدمت میں بھجوایا۔ آپؓ نے اسے قبول تو کرلیا لیکن تمام ازواج میں برابر کا تقسیم کردیا۔

(مستدرک حاکم جلد4 صفحہ15)

## ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحشؓ

آپؓ شادی کے وقت 36سال کی تھیں۔ 5ہجری میں نکاح ہوا تھا۔ 5 سال عرصہ رفاقت نصیب ہوا۔ 52سال کی عمر میں 20 ہجری میں وفات پائی۔ آنحضورﷺ سے ملنے والی تعلیم و تربیت کا اثر نمایاں تھا۔ فراخ دلی اور زرو مال سے بے رغبتی کی کئی مثالیں ہیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں جب اموال غنیمت آئے تو انہوں نے حضرت زینب بنت جحشؓ کی خدمت میں ان کا حصہ بھجوایا۔ وہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ سمجھیں کہ ساری ازواج کا حصہ تقسیم کرنے کے لئے میرے پاس بھجوایا ہے۔ بڑی سادگی سے فرمانے لگیں کہ اللہ تعالیٰ عمرؓ کو بخشش عطا فرمائے ساری بیویوں کا مال تقسیم کے لئے مجھے بھجوانے سے بہتر تھا کہ وہ کسی اور بیوی کو بھجواتے جو زیادہ بہتر رنگ میں اسے تقسیم کرتیں۔ جب بتایا گیا کہ یہ تو صرف آپؓ کے لئے ہے تو فرمایا کہ سبحان اللہ، اتنا زیادہ مال میرے لئے بھجوادیا ہے۔ پھر آپؓ نے اسے کھولنا بھی پسند نہ فرمایا اور سب درہم و دینار گھر کے کسی کونے میں رکھوا کر اوپر کپڑا ڈال دیا۔ جو خادمہ مال لے کر آئی تھی ان سے فرمایا کہ اس میں ہاتھ ڈال کر جتنا ہاتھ میں آتا ہے لے لو پھر وہ بعض ایسے مستحقین کو بھجوایا جو یتیم بچے تھے اور ان سے آپؓ کا رحمی رشتہ تھا۔ پھر مسلسل ایک کے بعد دوسرے گھر بھجواتی رہیں یہاں تک کہ جب تھوڑا سا بچ گیا تو تقسیم کرنے والی خاتون برزہ بنت رافع نے کہا:

”اے ام المؤمنین! اب تو بہت تھوڑا سا بچ گیا ہے۔ اس مال میں آپ کا بھی حق ہے اور آپ نے تو سارے کا سارا تقسیم کر دیا۔“

اس پر آپؓ فرمانے لگیں کہ اچھا جو باقی رہ گیا ہے وہ سارا تمہارا ہے۔ برزہ کہتی ہیں کہ میں نے اسے شمار کیا تو صرف پچاسی درہم باقی بچے تھے وہ بھی حضرت زینبؓ نے مجھے عطا کر دئے۔

(طبقات الکبریٰ ابن سعد جلد3 صفحہ301)

پھر حضرت زینبؓ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر کہنے لگیں کہ اے اللہ! اس سال کے بعد میں یہ مال لینا نہیں چاہتی گویا انہیں یہ گوارا نہ تھا کہ اتنا مال ان کے گھر میں آئے اور پھر اس سے اگلے ہی سال حضرت زینبؓ کی وفات ہوگئی اور وہ اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں۔

(ازواج النبیؐ لامام محمد بن یوسف صفحہ189 بیروت)

## ام المؤمنین حضرت ام حبیبہؓ

مکہ کے سردار ابو سفیان کی بیٹی تھیں سات ہجری میں 18سال کی عمر میں نکاح ہوا۔ 60سال عمر پائی۔ 3سال رفاقت نصیب ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلفائے کرامؓ سے محبت و ادب اور وفا کا تعلق قائم رکھا۔ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانہ میں جب باغیوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو سب سے پہلے حضرت امّ حبیبہؓ پانی مہیا کرنے کی غرض سے حضرت عثمانؓ کے گھر آئیں۔ جب آپؓ ان کے دروازے تک پہنچیں تو باغیوں نے آپؓ کو روکنا چاہا۔ بعض نے کہا بھی کہ یہ امّ المؤمنین اُمّ حبیبہؓ ہیں مگر اس پر بھی وہ شورش پسند باغی باز نہ آئے اور آپؓ کی خچر کو مارنا شروع کر دیا۔ آپؓ نے خلیفۂ وقت کے

پاس جانے کے لئے یہ معقول وجہ بھی بیان فرمائی کہ مجھے خدشہ ہے کہ بنو امیہ کے یتامیٰ اور بیوگان کی وصایا جو حضرت عثمانؓ کے پاس ہیں ضائع نہ ہو جائیں تاکہ ان کی حفاظت کا سامان کردوں مگر ان بدبختوں نے آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ کی بات ماننے کی بجائے نہایت بے ادبی سے آپؓ کی خچر پر حملہ کرکے اس کے پالان کے رسّے کاٹ دیئے اور زین الٹ گئی۔ قریب تھا کہ آپؓ گر کر مفسدوں کے پیروں کے نیچے روندی جاتیں اور شہید ہو جاتیں کہ بعض مخلصین اہل مدینہ نے جو قریب تھے جھپٹ کر انہیں سنبھالا اور گھر پہنچایا۔

(خلاصہ از اہل بیت رسول اللہ حافظ مظفر احمد صفحہ 180)

## حضرت صفیہؓ بنت عبدالمطلب

نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھیں۔ اور قریباً آپؐ کی ہم عمر تھیں۔ بہت بہادر اور دلیر خاتون تھیں۔ اکثر جنگوں میں شریک ہوئیں زخمیوں کی مرہم پٹی، پانی پلانا تو دستور تھا ضرورت پڑی تو تلوار بھی اٹھالی۔ غزوۂ احد میں جنگ کا رخ بدل گیا۔ مسلمان منتشر ہونے لگے۔ آپؓ نیزہ لے کر باہر کھڑی ہوگئیں اور مسلمانوں کو غیرت دلا کر واپس جانے پر مجبور کیا۔ جس کے نتیجے میں مسلمان واپس آگئے اور آپؐ کو اپنی حفاظت میں لے لیا۔

حضور ﷺ کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ ﷺ نے ان کے فرزند زبیرؓ سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے نرغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔

اسی طرح جب جنگ احد میں حضور ﷺ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ شہید ہو گئے اور

کافروں نے ان کے کان ناک کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکم چاک کر دیا تو حضور ﷺ نے زبیر کو منع کر دیا کہ میری پھوپھی صفیہ کو میرے چچا کی لاش پر مت آنے دینا ورنہ وہ اپنے بھائی کی لاش کا یہ حال دیکھ کر رنج و غم میں ڈوب جائیں گی۔ مگر صفیہ پھر بھی لاش کے پاس پہنچ گئیں اور حضور ﷺ سے اجازت لے کر لاش کو دیکھا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ پڑھا اور کہا کہ میں خدا کی راہ میں اس کو کوئی بڑی قربانی نہیں سمجھتی پھر مغفرت کی دعا مانگتے ہوئے وہاں سے چلی آئیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد1 صفحہ452 مسند زبیر بن العوام روایت 1418)

غزوۂ احزاب کے وقت آپؓ کی عمر قریباً 58 برس تھی۔ مگر حوصلے جوان تھے۔ بہادری کے جوہر دکھائے۔ جنگ کے موقع پر خواتین اور بچوں کو حفاظت کی غرض سے ایک قلعہ میں بند کر دیا گیا تھا۔ آپؓ بھی قلعہ میں تھیں۔ آپؓ نے دیکھا کہ ایک یہودی جاسوس قلعہ کی معلومات لے رہا ہے۔ خطرہ محسوس کر کے یہ سوچا کہ اس کو یہاں سے واپس نہ جانے دیا جائے چنانچہ آپؓ نے خیمہ کی ایک لکڑی اکھاڑ کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔ پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر قلعے سے باہر پھینک دیا۔ یہودی سمجھے کہ قلعے میں بھی فوج ہے اور وہ دم دبا کر بھاگ نکلے۔ اس طرح ایک خاتون کی بہادری سے مسلمان بہت بڑے نقصان سے بچ گئے۔

## حضرت سمیہ بنت خباط۔ ام عمارؓ

”عمارؓ اور ان کے والد یاسرؓ اور ان کی والدہ سُمیّہ کو بنی مخزوم جن کی غلامی میں سُمیّہ کسی وقت رہ چکی تھیں اتنی تکالیف دیتے تھے کہ ان کا حال پڑھ کر بدن میں لرزہ پڑنے لگتا ہے۔

ایک دفعہ جب ان فدایانِ اسلام کی جماعت کسی جسمانی عذاب میں مبتلا تھی اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس طرف آ نکلے۔ آپ نے ان کی طرف دیکھا اور دردمند لہجے میں فرمایا۔ صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃُ۔ یعنی اے آل یاسر! صبر کا دامن نہ چھوڑنا کہ خدا نے تمہاری انہی تکلیفوں کے بدلہ میں تمہارے لئے جنت تیار کر رکھی ہے۔ آخر یاسرؓ تو اسی عذاب کی حالت میں شہید ہو گئے اور بوڑھی سُمیّہ کی ران میں ظالم ابوجہل نے اس بے دردی سے نیزہ مارا کہ وہ ان کے جسم کو کاٹتا ہوا ان کی شرمگاہ تک جا نکلا اور اس بے گناہ خاتون نے اسی جگہ تڑپتے ہوئے جان دے دی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین ﷺ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ ایم اے صفحہ 141)

## حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ

حضرت اسماءؓ ہجرت کے وقت ستائیس سال کی تھیں۔ آپؓ کا اسلام لانے والوں میں اٹھارواں نمبر تھا۔ قریبا سَو سال زندگی پائی، اس طرح دور جاہلیت بھی دیکھا اور اسلام کا آغاز بھی دیکھا۔ زمانہ نبوت اور خلافت راشدہ بھی آنکھوں کے آگے گزرا اور پھر اپنے بیٹے کا دَور اور شہادت بھی دیکھی۔ آپؓ سادہ مزاج کی تھیں۔ زندگی کے آخری دور میں ان کے بیٹے منذر عراق کی فتح کے بعد لڑائی سے لوٹے تو مالِ غنیمت میں کچھ قیمتی زنانہ کپڑے بھی لائے اور انہیں اپنی والدہ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؓ نے قیمتی کپڑے لینے سے انکار کردیا۔ اور حسب معمول موٹے کپڑے ہی پہنتی رہیں۔ صابرہ و شاکرہ تھیں۔ عزم و استقلال اور جرأت اسلامی سے زندگی گزاری اور دوسروں کے لئے مثال بنیں۔

# حضرت ام جمیل فاطمہؓ بنت خطابؓ

حضرت عمرؓ کی بہن تھیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں اٹھائیسواں نمبر تھا۔ (صحیح عمر کا اندازہ نہیں ہوسکا) ان کی قربانی سے حضرت عمرؓ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ حضرت عمرؓ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان فرماتے ہیں: ”حضرت عمرؓ اسلام کی برابر سختی سے مخالفت کرتے رہے۔ ایک دن ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس مذہب کے بانی کا ہی کام تمام کر دیا جائے اور اس خیال کے آتے ہی انہوں نے تلوار ہاتھ میں لی اور رسول کریم ﷺ کے قتل کیلئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں کسی نے پوچھا کہ عمرؓ کہاں جارہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا محمد (ﷺ) کو مارنے کے لئے جا رہا ہوں۔ اس شخص نے ہنس کر کہا اپنے گھر کی تو پہلے خبر لو۔ تمہاری بہن اور بہنوئی تو اس پر ایمان لے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا یہ جھوٹ ہے۔ اس شخص نے کہا تم خود جا کر دیکھ لو۔ حضرت عمرؓ وہاں گئے۔ دروازہ بند تھا اور اندر ایک صحابیؓ قرآن کریم پڑھا رہے تھے۔ آپ نے دستک دی۔ اندر سے آپؓ کے بہنوئی کی آواز آئی۔ کون ہے؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا عمر۔ انہوں نے جب دیکھا کہ حضرت عمرؓ آئے ہیں اور وہ جانتے تھے کہ آپ اسلام کے شدید مخالف ہیں تو انہوں نے صحابیؓ کو جو قرآن کریم پڑھا رہے تھے کہیں چھپا دیا۔ اسی طرح قرآن کریم کے اَور اق بھی کسی کونہ میں چھپا کر رکھ دیئے اور پھر دروازہ کھولا۔ حضرت عمرؓ چونکہ یہ سن کر آئے تھے کہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں اس لئے انہوں نے آتے ہی دریافت کیا کہ دروازہ کھولنے میں دیر کیوں کی ہے؟ آپ کے بہنوئی نے جواب دیا آخر دیر لگ ہی جاتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ بات نہیں۔ کوئی خاص امر دروازہ کھولنے میں روک بنا ہے۔ مجھے آواز آرہی تھی کہ تم اس صابی کی باتیں سن رہے تھے۔(مشرکین مکہ رسول کریم ﷺ

کو صابی کہا کرتے تھے ) انہوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی لیکن حضرت عمرؓ کو غصہ آیا اور وہ اپنے بہنوئی کو مارنے کے لئے آگے بڑھے۔ آپ کی بہن اپنے خاوند کی محبت کی وجہ سے درمیان میں آگئیں۔ حضرت عمرؓ چونکہ ہاتھ اٹھا چکے تھے اور ان کی بہن اچانک درمیان میں آگئیں وہ اپنا ہاتھ روک نہ سکے اور ان کا ہاتھ زور سے ان کی ناک پر لگا اس سے خون بہنے لگا۔ حضرت عمرؓ جذباتی آدمی تھے یہ دیکھ کر کہ انہوں نے عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے جو عرب کے طریق کے خلاف تھا اور پھر بہن پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بات ٹلانے کیلئے کہا اچھا مجھے بتاؤ تم کیا پڑھ رہے تھے؟ بہن نے سمجھ لیا کہ عمرؓ کے اندر نرمی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جاؤ تمہارے جیسے انسان کے ہاتھ میں میں وہ پاک چیز دینے کیلئے تیار نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا پھر میں کیا کروں؟ بہن نے کہا وہ سامنے پانی ہے نہا کر آؤ تب وہ چیز تمہارے ہاتھ میں دی جاسکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نہائے اور واپس آئے۔ بہن نے قرآن کریم کے اَوراق جو وہ سن رہے تھے آپ کے ہاتھ میں دیئے چونکہ حضرت عمرؓ کے اندر ایک تغیر پیدا ہو چکا تھا اس لئے قرآنی آیات پڑھتے ہی ان کے اندر رقت پیدا ہوئی اور جب وہ آیات ختم کر چکے تو بے اختیار انہوں نے کہا کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ یہ الفاظ سن کروہ صحابیؓ بھی باہر نکل آئے جو حضرت عمرؓ سے ڈر کر چھپ گئے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج کل کہاں مقیم ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مخالفت کی وجہ سے گھر بدلتے رہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ آج کل آپؐ دارِ ارقم میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ فوراً اسی حالت میں جب کہ ننگی تلوار انہوں نے لٹکائی ہوئی تھی اس گھر کی طرف چل پڑے۔ بہن کے دل میں شبہ پیدا ہوا کہ شاید وہ بُری نیت سے نہ جا رہے ہوں۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کہا خدا کی قسم! میں تمہیں اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک تم مجھے اطمینان نہ دلا

دو کہ تم کوئی شرارت نہیں کرو گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں پکا وعدہ کرتا ہوں کہ میں کوئی فساد نہیں کرونگا۔ حضرت عمرؓ وہاں پہنچے اور دستک دی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ دینی درس ہو رہا تھا۔ کسی صحابیؓ نے پوچھا کون؟ حضرت عمرؓ نے جواب دیا عمر! صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! دروازہ نہیں کھولنا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی فساد کرے۔ حضرت حمزہؓ نئے نئے ایمان لائے ہوئے تھے وہ سپاہیانہ طرز کے آدمی تھے۔ انہوں نے کہا دروازہ کھول دو۔ میں دیکھوں گا وہ کیا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے دروازہ کھول دیا۔ حضرت عمرؓ آگے بڑھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمر! تم کب تک میری مخالفت میں بڑھتے چلے جاؤ گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ! میں مخالفت کیلئے نہیں آیا۔ میں تو آپؐ کا غلام بننے کیلئے آیا ہوں۔ وہ عمرؓ جو ایک گھنٹہ پہلے اسلام کے شدید دشمن تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کیلئے گھر سے نکلے تھے ایک آن میں اعلیٰ درجہ کے مومن بن گئے۔ حضرت عمرؓ مکہ کے رئیسوں میں سے نہیں تھے لیکن بہادری کی وجہ سے نوجوانوں پر آپ کا اچھا اثر تھا۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو صحابہؓ نے جوش میں آکر نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔

(تفسیر کبیر جلد6 صفحہ 141-143)

حضرت فاطمہؓ نے طویل عُمر پائی۔ اُن کا انتقال اپنے بھائی، امیرالمومنین حضرت عُمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں ہوا اور جنّت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

## حضرت ام الفضل لبابۃ الکبریٰؓ

آنحضور ﷺ کی چچی تھیں۔ ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی بہن تھیں۔ اسلام لانے والی

دوسری خاتون کا اعزاز حاصل ہے۔ شعب ابی طالب کے محصورین میں شامل تھیں۔ اسی زمانے میں ان کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی۔ دلیر عورت تھیں ایک موقع پر ابو لہب کو ظلم کرتے دیکھا تو لکڑی مار کر اس کا سر پھاڑ دیا۔ اولاد کی بہترین تربیت فرمائی۔ سب نے علم و فضل میں نمایاں مقام حاصل کیا۔

## حضرت ام شریک دوسیہؓ

آپؓ ایمان لائیں تو ان کے اقارب نے ان کو ایذا دینی شروع کی اور اس کے لیے یہ طریق ایجاد کیا کہ انہیں دھوپ میں کھڑا کر دیتے اور اس سخت گرمی کے ساتھ شہد جیسی گرم چیز کھلاتے اور پانی بالکل نہ دیتے تھے۔ ان سب باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا کہ آپ کے حواس مختل ہو جاتے۔ ایسی حالت میں ان سے کہتے کہ اسلام چھوڑ دو۔ مگر ان کی سمجھ میں کچھ نہ آتا۔ سمجھانے کے لیے وہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے تو وہ سمجھ جاتیں کہ توحید کا انکار کرانا چاہتے ہیں۔ مگر آپ جواب دیتیں کہ یہ ہرگز نہ ہو گا۔

## حضرت خنسا بنت عمروؓ

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدان جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہا کہ پیارے بیٹو! تم نے اسلام کسی جبر کی وجہ سے اختیار نہیں کیا اس لیے اس کی خاطر قربانی کرنا تمہارا فرض ہے۔ خدا کی قسم میں نے نہ تمہارے باپ سے کبھی خیانت کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اور اس میں جو آیا وہ ایک نہ ایک دن مرے گا۔ لیکن خوش بخت

ہے وہ انسان جسے خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کا موقع ملے۔ اس لیے صبح اٹھ کر لڑنے کے لیے میدان میں نکلو اور آخر وقت تک لڑو۔ کامیاب ہو کر واپس آؤ۔ نہیں تو شہادت کا مرتبہ حاصل کرو۔ سعادت مند بیٹوں نے بوڑھی ماں کی اس نصیحت کو گوش ہوش سے سنا اور لڑائی شروع ہوئی تو ایک ساتھ گھوڑوں کی باگیں اٹھائیں اور نہایت جوش کے ساتھ رجز پڑھتے ہوئے کفار پر ٹوٹ پڑے اور چاروں نے شہادت کا درجہ پایا۔ دلاور ماں نے جب بیٹوں کی شہادت کی خبر سنی تو ان کو قربانی کا یہ موقع ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

(اسد الغابہ جلد1 صفحہ560)

## حضرت ام حرام بنت ملحانؓ

آپؓ آنحضورؐ کی عزیزہ تھیں۔ ایک دفعہ آنحضورﷺ قبا کی بستی میں ان کے ہاں آرام فرما رہے تھے۔ خواب میں دیکھا کہ امت کے کچھ لوگ سمندر میں جہاد فی سبیل اللہ کے لئے آمادۂ سفر ہیں۔ خواب سن کر آپؓ نے عرض کیا:

”یا رسول اللہ ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ دعا کریں کہ مجھے بھی ان لوگوں میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہو۔“

آپؐ نے دعا کرکے فرمایا: ”تم اس جماعت میں شامل ہو“

اس عظیم خاتون کے شوقِ شہادت کے بارے میں آنحضورؐ کا فرمان عہد عثمانی میں پورا ہوا۔ 28 ہجری میں حاکم شام امیر معاویہ نے امیر المؤمنین کی اجازت سے جزیرہ قبرص کی فتح کے لئے بحری بیڑہ روانہ کیا حضرت ام حرامؓ بھی اپنے شوہر عبادہ بن صامتؓ کے ہمراہ اس لشکر

میں شامل ہوئیں۔ مسلمان کامیاب ہوئے قبرص فتح ہوا۔ واپسی کے لئے گھوڑے پر سوار ہونے لگیں تو گھوڑے سے گر کر زخمی ہوئیں اور جانبر نہ ہو سکیں۔ پہلی بحری جنگ میں شہادت کا درجہ ملا۔ قبرص میں مدفون ہیں۔

## حضرت ام عمارہؓ

آپؓ کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ مدینہ میں پیدا ہوئی تھیں۔ آپؓ مدینہ کے اس وفد میں شامل تھیں جس نے 13 نبوت میں مکہ کی گھاٹی میں آنحضورﷺ کی بیعت کی تھی اور آپؐ کو مدینہ تشریف لانے کی دعوت دی تھی۔ آنحضورﷺ کی ہجرت کے وقت آپؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ جب آپؐ مدینہ تشریف لائے تو آپؓ استقبال کرنے والوں میں شامل تھیں۔ ہجرت کے تیسرے سال لشکر کفار کی آمد کی خبر کے ساتھ جنگی تیاریاں شروع ہوئیں تو حضرت ام عمارہؓ نے جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی اور پانی پلانے کے لئے ساتھ جانے کی درخواست کی جو منظور ہوگئی۔ آپؓ اپنے شوہر اور دو بیٹوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوئیں۔ زخمیوں کو پانی پلاتے ہوئی جب آپؓ نے آنحضورﷺ کو خطرے میں پایا تو مشکیزہ پھینک کر تلوار اٹھائی اور حضورﷺ کے قریب پہنچ کر دفاع شروع کیا۔

کفار آپؐ کو گزند پہنچانے کے لیے نہایت بے جگری کے ساتھ حملہ پر حملہ کر رہے تھے۔ آپ کے گرد بہت تھوڑے لوگ رہ گئے تھے۔ جو آپ کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ ایسے نازک اور خطرناک موقع پر یہ جری خاتون آپؐ کے لیے سینہ سپر تھیں۔ کفار جب آنحضرتﷺ پر حملہ کرتے تو وہ تیر اور تلوار کے ساتھ ان کو روکتی تھیں۔ آنحضرتﷺ نے خود فرمایا کہ میں غزوہ احد میں ام عمارہ کو برابر اپنے دائیں اور

بائیں لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ابن قمیہ جب آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عین قریب پہنچ گیا تو اسی بہادر خاتون نے اسے روکا۔ اس کمبخت نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس جانباز خاتون کا کندھا زخمی ہوا۔ اور اس قدر گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا۔ مگر کیا مجال کہ قدم پیچھے ہٹا ہو بلکہ آگے بڑھ کر اس پر خود تلوار سے حملہ آور ہوئیں اور ایسے جوش کے ساتھ اس پر وار کیا کہ اگر وہ دوہری زرہ نہ پہنے ہوئے ہوتا تو قتل ہو جاتا۔

(سیرت ابن ہشام ذکر احد)

بزرگ صحابیات کے واقعات پڑھ کر دل سے یہ دعا نکلتی ہے کہ محض رضائے الٰہی کے لئے ہمیں بھی جان، مال، وقت، اولاد اور عزت کی قربانی کی توفیق ملے۔ جیسے آج ہم ان کی قربانی کے واقعات پڑھ کر رشک کر رہے ہیں آئندہ نسلیں ہمیں دعائیں دیں۔ آمین اَللّٰھم آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 2 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خاتم الانبیاء ﷺ

”واقعہ یہ ہے کہ خدیجہؓ سے بہتر کوئی نہیں ہوسکتا۔ وہ مجھ پر اس وقت ایمان لائی تھی جب ساری دنیا میرا انکار کر رہی تھی اور اس نے اس وقت میری تصدیق کی جب ساری دنیا مجھے جھٹلا رہی تھی اور اس وقت اس نے اپنے مال کے ساتھ میری ہمدردی اور خیر خواہی کی جب تمام لوگ مجھے چھوڑ چکے تھے۔ اے عائشہ میں کیا کروں خدیجہؓ کی محبت تو مجھے پلا دی گئی ہے اور میرے دل میں بٹھا دی گئی ہے۔“

# (6)
# ممبرات لجنہ بھارت کی قربانیاں اور خلافت سے وابستگی

امتہ الشافی رومی
جنرل سیکرٹری لجنہ
اماءاللہ بھارت

جس طرح قادیان دارالامان کو یہ فخر حاصل ہے کہ امام الزماں حضرت مسیح ومہدی موعود علیہ السلام کا ظہور اس مبارک بستی میں ہوا اسی طرح لجنہ اماءاللہ بھارت کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس مبارک تنظیم کی ابتداء قادیان دارالامان سے ہوئی۔

25دسمبر 1922ء کا دن نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ یہی وہ دن ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لجنہ اماء اللہ جیسی عالمگیر تنظیم کی بنیاد رکھی۔ آپؓ نے عورتوں کی تعلیم و تربیت، فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور بچوں کی اعلیٰ تربیت جیسے اہم مقاصد پر مبنی ایک مضمون میں 17 نکات تحریر فرمائے اور اس سے اتفاق رکھنے والی خواتین کو مل کر کام کرنے کی دعوت دی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق 25 دسمبر 1922ء کو اس تحریر پر دستخط کرنے والی خواتین حضرت اماں جانؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطاب فرمایا اور اس کے ساتھ ہی لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور خواتین مبارکہ کی قیادت میں یہ قافلہ بڑی تیزی سے سفر پر روانہ ہوا اور ایک منظم تنظیم کی شکل اختیار کر گیا۔ حضورؓ کی ہدایات کی روشنی میں احمدی خواتین نے اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لئے مساعی شروع کی اور جلد ہی مختلف دینی مہمات میں صفِ اول کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ اس کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا کہ احمدی عورت اصلاح معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ تنظیم کے قیام کے ابتدائی ایام کی ایک مثال پیش ہے۔ ڈاکٹر سیف الدین کچلو نے اپنے اخبار تنظیم امرتسر میں لکھا۔

”لجنہ اماءاللہ قادیان احمدیہ خواتین کی انجمن کا نام ہے۔ اس انجمن کے ماتحت ہر جگہ عورتوں کی اصلاحی مجالس قائم کی گئیں ہیں اور اس طرح ہر وہ تحریک جو مردوں کی طرف سے اٹھتی ہے خواتین کی تائید سے کامیاب بنائی جاتی ہے۔ اس انجمن نے تمام خواتین کو سلسلہ کے مقاصد کے ساتھ عملی طور پر وابستہ کر دیا ہے۔ عورتوں کا ایمان مردوں کی نسبت زیادہ مخلص اور مربوط ہوتا ہے۔ عورتیں مذہبی جوش کو مردوں کی نسبت زیادہ محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ لجنہ اماءاللہ کی جس قدر کارگزاریاں اخبار میں چھپ رہی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدیوں کی آئندہ نسلیں موجودہ کی نسبت زیادہ مضبوط اور پر جوش ہونگی اور احمدی خواتین اس چمن کو تازہ دم رکھیں گی...“

(بحوالہ الفضل قادیان 4 جنوری 1927ء صفحہ 13)

خدا تعالیٰ کے فضل سے خلفاء کرام کے ہر دور میں خلافت سے وابستہ ہو کر لجنہ اماءاللہ کا یہ قافلہ ترقی کی جانب بڑھتا رہا ہے۔ تاریخ پر نظر ڈالیں تو ممبرات لجنہ نے خلیفہ وقت کی طرف سے پیش کردہ ہر تحریک پر لبیک کہتے ہوئے قربانی کے اعلیٰ نمونے قائم کئے ہیں۔

مالی قربانی ایسی قربانی ہے جو اپنی ضروریات اور اپنی خواہشات کو پس پشت ڈال کر کی جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ممبرات لجنہ بھارت نے خواتین مبارکہ جن میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہ کا نام سرِ فہرست ہے کی تربیت اور نمونہ سے فیض یاب ہو کر ہر تحریک میں اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا ہے۔

مسجد مبارک کی توسیع کے لئے حضور علیہ السلام کی تحریک پر حضرت ام المؤمنینؓ نے اپنا زیور فروخت کرکے ایک ہزار روپیہ چندہ دیا۔ ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمانوں کے رات کے کھانے کا کوئی انتظام نہ ہو سکنے پر آپؓ ہی کا ایک زیور فروخت یا رہن رکھ کے کھانے کا سامان لایا گیا۔ اخبار الفضل کے اجرا کے لئے بھی آپؓ نے اپنی ایک ہزار روپیہ مالیت کی زمین چندہ میں دے دی۔ اسی طرح مسجد برلن (جرمنی) کے لئے بھی آپؓ نے اپنی جائیداد فروخت کرکے پانچ صد روپے ادا کر دئے۔

## لجنہ کی سب سے پہلی شاندار قربانی
## چندہ مسجد برلن (جرمنی)

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد سب سے پہلی مالی تحریک جوحضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے احمدی مستورات کیلئے کی گئی وہ مسجد برلن کی تحریک تھی۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 2 فروری 1923ء کو یہ تحریک فرمائی کہ مسجد برلن کی

تعمیر احمدی خواتین کے چندہ سے ہو۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا:

”...۔ یورپ میں لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم میں عورت جانوروں کی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جب یورپ کو یہ معلوم ہوگا کہ اس وقت اس شہر میں جو دنیا کا مرکز بن رہا ہے اس میں مسلمان عورتوں نے جرمنی کے نو مسلم بھائیوں کیلئے مسجد تیار کروائی ہے تو...کس قدر شرمندہ اور حیران ہونگے...“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ96)

اس کے لئے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 50 ہزار روپے تین ماہ میں اکٹھا کرنے کا اعلان فرمایا۔ پہلے دن ہی آٹھ ہزار روپے نقد اور وعدوں کی صورت میں قادیان کی احمدی عورتوں نے وعدہ پیش کیا اور دو ماہ کے تھوڑے سے عرصہ میں 45 ہزار روپے کے وعدے ہوگئے اور 20ہزار روپے کی رقم بھی وصول ہو گئی۔ پھر کیونکہ اخراجات کا زیادہ امکان پیدا ہو گیا تھا۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی مدت بھی بڑھا دی اور ٹارگٹ بڑھا کر 70 ہزار روپے کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی عورتوں نے اس وقت 72 ہزار 700 روپے کے قریب رقم جمع کی۔

لجنہ اماء اللہ کے قیام کے بعد سب سے پہلی بڑی مالی تحریک مسجد برلن کے لئے تھی جو بعض وجوہات کی بناءپر تعمیر نہ ہو سکی لہذا حضرت خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کیا کہ مسجد برلن کے لئے جمع شدہ رقم مسجد لندن کی تعمیر پر لگا دی جائے۔

# مسجد فضل لندن

1924ء کا سال تاریخ احمدیت میں اس لئے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس سال 12 جولائی کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کا پیغام پہنچانے کی خاطر انگلستان کا سفر اختیار کیا اور مسجد فضل لندن کی بنیاد رکھی۔ یہی وہ مسجد ہے جس کی تحریک تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1920ء میں کی تھی۔ مگر اس کی تعمیر کا کام 1924ء میں شروع ہوا۔ بعد ازاں حضور نے فیصلہ فرمایا کہ جو رقم احمدی عورتوں نے مسجد برلن کے لئے جمع کی تھی وہ ادھر منتقل کر دی جائے۔ چونکہ بعض حالات کی وجہ سے مسجد برلن اس وقت تعمیر نہ ہو سکتی تھی۔ اس طرح بفضل اللہ تعالیٰ جو کام مسجد برلن کے لئے تحریک کے ساتھ شروع ہوا تھاوہ مسجد فضل لندن کی شکل میں اختتام پذیر ہوا۔ جو سارے یورپ اور انگلستان میں پہلی مسجد تھی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے احمدی خواتین کی تصویری داستان ہے۔ جہاں جہاں اس مسجد کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچے گا وہ ساتھ ہی اس زمانے کی خواتین کی قربانیوں کی داستان بھی دہرائے گااور ہر طرف سے ان پر سلامتی کی بارش ہوگی۔

19 اکتوبر 1924ء کا دن تاریخ لجنہ میں یادگار دن ہے۔ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ مسجد کی تعمیر قریباً دو سال میں ہوئی اور 3 اکتوبر 1926ء کو شیخ عبد القادر صاحب نے اس مسجد کا افتتاح کیا۔

# مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کی توسیع

مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک قادیان کی توسیع کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے 23دسمبر1938ء کو ایک تحریک کی کہ ہر کمانے والا دس روپے فی کس کے حساب سے چندہ دے اور جن عورتوں کی کوئی آمدنی نہیں اور بچے بھی صرف ایک پیسہ فی کس چندہ دیں تاکہ جماعت کا کوئی فرد اس ثواب سے محروم نہ رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے جذبہ قربانی کا یوں تذکرہ فرمایا:

”جب میں نے اس کے متعلق خطبہ پڑھا تو باوجود یہ کہ میں نے کہہ دیا تھا کہ اس تحریک میں دس روپے سے زیادہ کسی سے نہ لیا جائے گا پھر بھی ایک عورت نے اپنی دو سو روپے کے قریب مالیت کی چوڑیاں اس فنڈ میں داخل کرنے کے لئے مجھے بھیج دی ہیں جو میں نے بزور واپس کیں اور کہا کہ آپ اس میں دس روپے تک ہی دے سکتی ہیں۔“

(تاریخ لجنہ جلد اول صفحہ 491)

## مسجد ہیگ

لجنہ کی تاریخ میں سال 1950ء ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے جس نے احمدی مستورات کو ایک بڑی قربانی کر کے کفرستان میں خدا تعالیٰ کا گھر بنانے کا موقع بہم پہنچایا۔ 12 مئی 1950ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ربوہ میں خطبہ جمعہ میں مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ کے لئے مستورات سے چندہ کی تحریک فرمائی۔ مستورات کے ذمہ 60 ہزار روپے جمع کرنے کی تحریک ہوئی بعد میں خرچ بڑھ گیا تو اس چندے میں کل 1,75,000 روپے خرچ ہوئے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مسجد کا نام مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ رکھا۔ حضور

کے ارشاد پر سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے 20 مئی 1955ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور 9 دسمبر 1955ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ ہالینڈ میں پہلی احمدیہ مسجد تھی۔

14 دسمبر 1951ء کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا کہ:

”ہالینڈ کی مسجد کے متعلق عورتوں میں تحریک کی گئی تھی۔ انہوں نے مردوں سے زیادہ قربانی کا ثبوت دیا ہے...۔ اگر اسلامی قانون کو دیکھا جائے تو عورت کی آمد مرد سے آدھی ہونی چاہئے...۔ پس اگر مردوں نے چالیس ہزار روپیہ دیا تھا تو چاہئے تھا کہ عورتیں بیس ہزار روپیہ دیتیں۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ مردوں نے اگر ایک روپیہ چندہ دیا تو عورتوں نے سوا روپے کے قریب دیا ہے...“

(روزنامہ الفضل ربوہ 20 دسمبر 1951ء صفحہ نمبر5)

بھارت کی لجنات کے ذمہ مسجد ہالینڈ کے لئے مزید پانچ ہزار روپے کی رقم لگائی گئی۔ یہ رقم اکتوبر1957ء کی مجلس شوریٰ پر لجنات بھارت کے لئے مقرر کی گئی تھی جو دسمبر 1959ء میں تمام لجنات بھارت نے وعدہ کے مطابق پوری کر دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ جن عورتوں نے 150 روپیہ مسجد کے لئے دیا ان کے نام مسجد پر کندہ کرانے کے لئے بھجوائے گئے۔

## مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک

مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن ڈنمارک تیسری مسجد خالصتاً عورتوں کے چندہ سے تعمیر کی گئی۔ 27دسمبر 1964ء کو لجنہ اماءاللہ مرکزیہ نے قدرتِ ثانیہ کے دورِ ثانی پر 50سال گزرنے پر بطور نذرانہ ڈنمارک کے دارالخلافہ کوپن ہیگن میں ایک مسجد کی تعمیر کی پیش کش کی۔

6 مئی 1966ء کو صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ جبکہ 21 جولائی 1967ء کو حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس مسجد کے لئے صرف خواتین نے چھ لاکھ چھ ہزار چھ سو چھبیس کی رقم جمع کر کے عظیم الشان مالی قربانی کا ثبوت فراہم کیا۔

ماہ فروری 1965ء میں بھارت کی لجنات کو بھی اس مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ جمع کرنے کی تحریک کی گئی۔ یہاں کی خواتین نے بھی اس جوش اور جذبہ کا مظاہرہ کیا اور ایک سال کے اندر نہ صرف اپنا وعدہ پورا کیا بلکہ دوبارہ تحریک کی کہ رقم کم ہوگئی ہے۔ دوسری دفعہ اور پھر تیسری دفعہ بہنوں نے اپنی استطاعت سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

## تحریک خاص

25 دسمبر 1972ء کولجنہ اماء اللہ کے قیام پر پچاس سال کا عرصہ مکمل ہونا تھا۔ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ نے 1968ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے ایک لاکھ روپے کی رقم حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کئے جانے کی تحریک کی۔ علاوہ ازیں ایک وسیع دفتر لجنہ تعمیر کیا جائے نیز لجنہ اماء اللہ کی پچاس سالہ تاریخ لکھی جائے۔ اس تحریک کو "تحریک خاص" کا نام دیا گیا۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے لجنہ عالمگیر کی طرف سے دو لاکھ روپے کا گراں قدر عطیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے یہ رقم جدید پریس میں لگانے کا ارشاد فرمایا تھا تاکہ اس پریس میں ہمیشہ ہمیش کے لئے قرآن مجید چھپتا رہے اور ثواب لجنہ اماء اللہ کو ملتا رہے۔

اس چندہ "تحریک خاص" کے لئے لجنہ اماء اللہ بھارت نے پندرہ ہزار روپے کی رقم کا وعدہ کیا

تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے 31 دسمبر 1972ء تک کل چندہ تحریک خاص 29862روپے جمع ہو گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

## صد سالہ جوبلی فنڈ

"صد سالہ جوبلی فنڈ" کے نام سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1973ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ایک عالمگیر منصوبہ کا اعلان فرمایا تاکہ جماعت احمدیہ اپنا سو سالہ جشن شایان شان طریق سے منا سکے۔ حسب معمول اس فنڈ میں مردوں کے شانہ بشانہ خواتین نے بھی جوش و خروش سے حصہ لیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ثبات قدم کے ساتھ مالی قربانیوں کے میدان میں مسابقت کی روح لئے ہوئے رواں دواں ہیں۔

## نئے مراکز کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے لندن پہنچنے کے بعد پہلے خطبہ جمعہ 4 مئی 1984ء میں تمام عالم کے احمدیوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَی اللّٰہِ کہہ کر پکارا۔ 18 مئی 1984ء حضورؒ نے اشاعت اسلام کے لئے ایک وسیع پروگرام کا اعلان فرمایا اور فرمایا کہ "ان اغراض کو پورا کرنے کے لئے ایک بہت بڑے (Complex) کی ضرورت ہے... دو نئے مراکز یورپ کے لئے بنانے کا پروگرام ہے ایک انگلستان میں اور ایک جرمنی میں... اس کے لئے اللہ تعالیٰ روپیہ اپنے فضل سے مہیا کرے گا..."

چنانچہ حضورؒ کی اس تحریک پر قادیان کی لجنہ نے ایک مرتبہ پھر والہانہ لبیک کہا۔ محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اپنی رپورٹ میں تحریر کرتی ہیں کہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے لجنات اماءاللہ بھارت نے حضور کی آواز پر لَبَّیْکَ کہتے ہوئے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیااور زیورو نقدی جس کے پاس جو کچھ تھا پیش کر دیا۔

لجنات اماء اللہ بھارت میں سب سے پہلے لجنہ قادیان کی طرف سے وعدہ جات حضور کی خدمت میں بھجوائے گئے تھے۔ مؤرخہ 28جولائی 1984ء تک 46913 روپے کے وعدہ جات اور 36864 روپے کی وصولی ہوئی تھی جس کی رپورٹ حضور کو بھجوائی گئی۔ اس پر حضورؒ نے خطبہ جمعہ 10 اگست 1984ء میں لجنہ قادیان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”قادیان کی لجنات کے متعلق مجھے ایک رپورٹ ملی ہے اور اس کا مجھے انتظار تھا۔ کیونکہ جب تحریک جدید کی قربانیوں کا آغاز ہوا تھاتو قادیان کی مستورات کو غیر معمولی قربانی کے مظاہرہ کی توفیق ملی تھی۔ اب تو بہت تھوڑی خواتین وہاں رہ گئی ہیں۔ لیکن جتنی بھی ہیں مجھے انتظار تھا کہ ان کے متعلق بھی اطلاع ملے۔ کیونکہ ان کا حق ہے کہ وہ قربانی کے میدان میں آگے رہیں اور قادیان کا نام جس طرح اس زمانے میں اُونچا کیا تھاآج پھر اسے اونچا کریں۔ تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ وہاں کی رپورٹ بھی موصول ہوئی ہے۔ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت اطلاع دیتی ہیں کہ میں نے قادیان کی لجنہ اور ناصرات کے وعدے نئے مراکز کے لئے حضور کی خدمت میں 16 جولائی کو لکھے تھے۔ حضور کے خطبات نے ایک تڑپ یہاں کی عورتوں میں پیدا کر دی اور محض اللہ کے فضل سے جو کچھ ان کے پاس تھاانہوں نے پیش کر دیا ہے۔ لیکن پیاس ہے کہ ابھی نہیں بجھی اتنی شدید تڑپ ابھی ہے کہ اور ہو تو خداکے کاموں کے لئےاور بھی پیش کر دیں...“

1991ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہندوستان تشریف لائے اور صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے آپؒ نے فرمایا۔

”... خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہندوستان کی لجنات میں سے سب کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا۔ لیکن قادیان کی لجنہ کے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ مالی قربانی میں یہ بے مثل نمونے دکھانے والی ہیں۔ قادیان کی جماعت ایک بہت غریب جماعت ہے۔ لیکن میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ جب بھی کوئی تحریک کی جائے یہاں کی خواتین اور بچیاں ایسے ولولے اور جوش کے ساتھ اس میں حصہ لیتی ہیں کہ بعض دفعہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو روک دوں کہ بس کرو۔ تم میں اتنی استطاعت نہیں ہے اور واقعتاً مجھے خوشی کے ساتھ ان کا فکر بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر میں سوچتا ہوں کہ جس کی خاطر انہوں نے قربانیاں کی ہیں وہ جانے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح ان کو بڑھ چڑھ کر عطا کرنا ہے۔ وہی اللہ اپنے فضل کے ساتھ ان کے مستقبل کو دین اور دنیا کی دولتوں سے بھر دے گا۔ ایک موقع پر جب میں نے مراکز کے لئے تحریک کی تو احمدی بچیوں نے جو چھوٹی چھوٹی کجیاں بنا رکھی تھیں۔ عجیب نظارہ تھا کہ گھر گھر میں وہ کجیاں ٹوٹنے لگیں۔ اور دیواروں سے مار مار کے کجیاں توڑ دیں۔ چند پیسے، چند ٹکے جو انہوں نے اپنے لئے بچائے تھے وہ دین کی خاطر پیش کر دئے۔ ہمارا رب بھی کتنا محسن ہے، کتنا عظیم الشان ہے۔ بعض دفعہ بغیر محبت اور ولولے کے کروڑوں بھی اس کے قدموں میں ڈالے جائیں تو وہ رد کر دیتا ہے، ٹھوکر بھی نہیں مارتا ان کی کوئی حیثیت نہیں مگر ایک مخلص ایک غریب پیار و محبت کے ساتھ اپنی جمع شدہ پونجی چند کوڑیاں بھی پیش کرے تو اسے بڑھ کر پیار اور محبت سے قبول کرتا ہے۔ جیسے آپ اپنے محبت کرنے والے اور محبوبوں کے تحفوں کو لیتی اور چومتی ہیں۔ خدا کے بھی چومنے کے کچھ رنگ ہوا کرتے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ان معنوں میں خدا نے ان چند کوڑیوں کو ضرور چوما ہو گا...“

(جلسہ سالانہ مستورات قادیان خطاب فرمودہ 27 دسمبر 1991ء)

## مسجد بیت الفتوح لندن

حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ نے برطانیہ جماعت کی ضرورت کے پیش نظر مسجد بیت الفتوح کی تحریک جماعت کے سامنے رکھی۔ چنانچہ حضورؒ نے 19 اکتوبر 1999ء کو اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 3 اکتوبر 2003ء کو اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔ مسجد بیت الفتوح اس وقت برطانیہ کی سب سے بڑی مسجد ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بیت الفتوح مورڈن کے بارہ میں تحریک کرتے ہوئے فرمایا:

”اب میں آپ کو اس تحریک کے بعد جماعت کے رد عمل کے متعلق بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیسی پیاری جماعت ہے جو مسیح موعودؑ نے ہمارے لئے قائم فرمائی ہے کہ حیرت انگریز طور پر انہوں نے اس تحریک پر لَبَّیْكَ کہاہے۔ پوری دنیا کی جماعتوں نے جو فوری رد عمل دکھایاہے اور ابھی بہت سے ایسے وعدہ جات ہیں جو ابھی پہنچے بھی نہیں اور لگتا یہ ہے کہ بہت کثرت سے وعدے آئیں گے اور اصل تحریک سے بہت زیادہ ہو جائیں گے...“

## تحریک Renovation مسجد بیت الفتوح

مسجد بیت الفتوح کے رینوویشن کی تحریک پر بھی ممبرات قادیان اور دیگر مجالس لجنہ اماء اللہ بھارت نے بھی بڑھ چڑھ کر وعدہ جات لکھوائے اور بروقت ادائیگی بھی کی۔

## صد سالہ خلافت جوبلی

صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر لجنہ اماء للہ بھارت کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقی دنیا کی احمدی خواتین کی طرح مالی قربانی کی توفیق ملی۔ مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ بھارت دسمبر2004ء کے موقع پر یہ تجویز پاس کی گئی کہ صد سالہ خلافت جوبلی جوجماعت احمدیہ ان شاء اللہ 2008ء میں منائے گی اس موقع پر شکرانہ کے طور پر لجنہ اماء اللہ بھارت حضورانور کی اجازت کے بعد مبلغ پانچ لاکھ روپے حضور انور کی خدمت اقدس میں تحفہ خلافت جوبلی پیش کرے۔ شوریٰ میں شامل تمام نمائندگان کی متفقہ رائے سے یہ تجویز حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی جسے حضور انور نے ازراہِ شفقت قبول فرما لیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممبرات لجنہ بھارت نے تین سال کے عرصہ میں پانچ لاکھ کی بجائے 21,49,258 کے وعدہ جات اور مبلغ 22,88,025روپے کی رقم کی ادائیگی کر دی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

## صد سالہ جشن تشکر بر قیام لجنہ اماء اللہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 25 دسمبر2022ء کو تنظیم لجنہ اماءاللہ کے قیام کو پہلی صدی مکمل ہو رہی ہے۔ اس خوشی کے موقع پر ممبرات لجنہ اماء اللہ بھارت کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ایک کروڑ روپیہ تحفۃً پیش کرنے کی تجویز مجلس شوریٰ لجنہ اماء اللہ بھارت سال2013ء میں پیش کی گئی تھی اور منظوری ملنے پر تمام مجالس لجنہ اماء اللہ بھارت کو بذریعہ سرکلر اطلاع دیتے ہوئے ممبرات کے وعدہ جات منگوائے گئے۔ جن

کی ادائیگی تقریباً 9 سال کے عرصہ میں کرنی تھی۔ ممبرات لجنہ بھارت نے ہمیشہ کی طرح اس مالی تحریک میں بھی اپنی استطاعت سے بڑھ کر حصہ لیا اوراب تک خدا کے فضل سے ڈیڑھ کروڑروپے سے زیادہ کی وصولی ہو چکی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ یہ تحریک 2022ء کے آخر تک جاری ہے۔

یہ وہ چندمالی تحریکات کا ذکر تھا جن میں لجنہ اماء اللہ بھارت نے خلیفۂ وقت کی محبت اور اطاعت کے جذبہ سے سرشار ہو کر ایثار و قربانی کے بے مثال نمونے دکھائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہتے ہوئے خلافت کی برکات سے فیض یاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 2 اگست 2022ء، لندن)

# (7)
# خواتین مبارکہ کا اسلامی کردار

در ثمین احمد آصف
جرمنی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

(آل عمران:111)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔

دنیا میں انسان کی پہچان کے مختلف طریق ہیں جن میں سے دو اہم ہیں کچھ اپنی بات چیت سے پہچانے جاتے ہیں اور کوئی اپنے کردار اور عمل سے اپنی پہچان بناتا ہے۔ بالعموم معاشرہ میں دیکھیں تو بعض لوگوں کو اپنی باتوں سے دوسروں کو قائل کرنے کا فن آتا ہے۔ لیکن ثانی الذکر لوگ سیرت و کردار اور اپنے اعمال و اخلاق سے معاشرہ میں پہچان بناتے ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے شاعر نے کہا ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

مگر ایک کامیاب انسان وہی کہلاتا ہے جو ان دونوں پہلوؤں سے اپنی پہچان اور شناخت کے انمٹ نمونے معاشرے میں قائم کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”اسلامی معاشرہ میں مردوں اور عورتوں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہے اس لئے اسلام نے عورت کے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی بھی اسی طرح تلقین فرمائی ہے جس طرح مردوں کے حقوق و فرائض کی۔ عورت ہی ہے جس کی گود میں آئندہ نسلیں پروان چڑھتی ہیں اور عورت ہی ہے جو قوموں کے بنانے یا بگاڑنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے... اگر عورتیں اس ذمہ داری کو سمجھ لیں تو ... وہ انقلاب جو حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام ہم میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور اسلام کی خوبصورت ... تعلیم کو دنیا میں پھیلانے ... میں ہم تبھی کامیاب ہو سکتے ہیں جب احمدی عورت اپنی ذمہ داری کو سمجھے، اپنے مقام کو سمجھ لے اور اپنے فرائض کو سمجھ لے اور اس کے مطابق اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کرے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 22جولائی 2005ء)

اسی حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

”اسلام نے عورت کو ایک عظیم معلّمہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ صرف گھر کی معلّمہ کے طور پر نہیں بلکہ باہر کی معلّمہ کے طور پر بھی۔ ...حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ آدھا دین عائشہ سے سیکھو... بعض اوقات آپؐ نے علوم دین

کے تعلق میں اجتماعات کو خطاب فرمایا اور صحابہؓ بکثرت آپؐ کے پاس دین سیکھنے کے لئے آپؐ کے دروازے پر حاضری دیا کرتے تھے۔ پردہ کی پابندی کے ساتھ آپؓ تمام سائلین کے تشفی بخش جواب دیا کرتی تھیں۔"

(خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ بر موقع جلسہ سالانہ انگلستان 26جولائی 1986ء)

کیسی خوبصورت بات ہے جس میں نہ صرف عورت کے مقام کو اجاگر کیا گیا بلکہ عورت کے علم کے معاملہ میں سبقت لے جانے کی مثال بھی سامنے آتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں "پس آج روئے زمین پر صرف احمدی ہیں، آپ ہیں جو کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کا مصداق بن کر فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کو قائم کئے ہوئے ہیں، اس پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

(الفضل انٹرنیشنل 30نومبر 2012ء صفحہ6)

یہی وجہ ہے کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے کا مقصد ابتدا ہی سے احمدی مستورات کے پیش نظر ہے اور خاندان مسیح موعودؑ کی خواتین وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کی لازوال قربانیوں اور اعلیٰ اخلاق و کردار کے نمونوں سے تاریخ احمدیت کے صفحات مزین ہیں۔ سب سے پہلے جس مبارک ہستی کا ذکر کرنا چاہوں گی وہ سیّدہ نصرت جہاں بیگم المعروف حضرت اماں جانؓ ہیں۔ جنہوں نے اپنے کردار اور عمل سے قرون اولیٰ کے دور کی یاد تازہ کردی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک تصنیف میں حضرت اماں جانؓ کے حوالے سے تحریر فرمایا:

”... خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہو گا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اِس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اِس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ275)

حضرت اماں جانؓ کی قربانیوں کی نظیر نہیں ملتی۔ کوئی موقع ایسا نہیں کہ اسلام کے لیے کسی مالی ضرورت کا سامنا ہو اور آپؓ نے اس میں حصہ نہ لیا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نےجب منارۃ المسیح کی تعمیر کے لیے ایک اعلان فرمایا۔ آپؑ نے ایک اشتہار ”اپنی جماعت کے خاص گروہ کے لیے“ شائع فرمایا اور ایک سَو ایک خدام کو مخاطب فرمایا کہ وہ ایک ایک سَو روپیہ اس مقصد کے لیے ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے خدام کو توفیق دی کہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہیں۔ حضرت اقدسؑ نے مینارے کی تعمیر پر دس ہزار روپے کا تخمینہ لگایا تھا۔ حضرت اماں جانؓ نے اپنی ایک جائیداد واقع دہلی کو فروخت کر کے اس رقم کا 1/10 حصہ ادا کیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد2 صفحہ113تا117)

یہ واقعہ حضرت اُمّ المومنین کی قربانی کا بے نظیر نمونہ ہے نیز حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا ثبوت ہے۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی ہر تحریک اور کام پر اس قدر یقین کامل تھا کہ اس کے لیے اپنے اموال کو خرچ کرنے میں ذرا دریغ نہیں فرماتی تھیں۔

حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ہر لمحہ خواتین اور احباب جماعت کی ترقی اور بہبود میں صَرف

ہوتا۔ مدرسۃ البنات کے لیے آپؓ نے اپنے گھر کا ایک حصہ پیش کردیا۔ آپؓ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مبلغ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ درپیش ہو، لٹریچر کے لیے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پکارا ہو۔ آپؓ ہر تحریک میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ بعض مواقع پر اپنی جائیداد اور زیورات فروخت کرکے خوشی سے امام وقت اور خلیفۂ وقت کے قدموں میں پیش کردیتیں۔ صرف تحریک جدید کے پہلے نو سال میں آپؓ نے مجموعی طور پر 3142روپے پیش کیے۔

(ماخوذ از سیرت حضرت نصرت جہاں بیگم از یعقوب علی عرفانی صفحہ295-301)

حضرت اماں جانؓ کی مالی قربانیوں کا تذکرہ تاریخ احمدیت میں ان الفاظ میں ہے کہ ”جماعتی چندوں میں بھی حضرت اماں جانؓ بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیتی تھیں اور تبلیغ اسلام کے کام میں ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھ کر چندہ دیتی تھیں۔“

(تاریخ احمدیت جلد14 صفحہ105)

اسی طرح تربیت اولاد و نگہداشت کا اہم کام بھی عورت کے ہی سپرد ہے نپولین کا یہ قول تمام دنیا میں مشہور و معروف ہے کہ ”تم مجھے اچھی مائیں دو میں تمہیں اچھی قوم دوں گا۔“

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

”.... علاوہ اپنی روحانی علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن

میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔“

(الازھار لذوات الخمار حصہ اوّل صفحہ52)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس بارے میں فرماتے ہیں

”بچہ کی سب سے اعلیٰ تربیت گاہ اس کی ماں ہے... اگر ہماری ساری عورتیں یہ ذمہ داری ادا کرنے والی ہو جائیں بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”پچاس فیصد بھی ہو جائیں تو نسلوں کی حفاظت کی وہ ضمانت بن جائیں گی۔“

(ماخوذ از لجنہ اماء اللہ سنجیدگی سے عورتوں کی اصلاح کرے، انوار العلوم جلد17 صفحہ296)

ان کے دین کو سنوارنے والی بن جائیں گی۔ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی بن جائیں گی۔ اسی طرح اپنی اولاد میں اپنی قوم اور ملک کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ماؤں کا کام ہے ...ان کے ذہنوں کو مکمل طور پر قوانین کی پابندی کے لئے تیار کرنا ماؤں کا کام ہے۔ برائی اور اچھائی میں تمیز پیدا کروانا ماؤں کا کام ہے۔“

(الفضل انٹر نیشنل21تا27 اکتوبر 2016ء صفحہ6)

اس پہلو سے بھی جب ہم حضرت امّ المومنینؓ کی سیرت پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں ایک بہترین ماں کا نمونہ ہی دیکھنے کو ملتا ہے۔

استانی سکینۃ النساء بیگم تحریر فرماتی ہیں:

”... حضرت امّ المومنینؓ اپنے بچوں، بہو، بیٹیوں کی عبادات وغیرہ کے متعلق پوری توجہ سے

نگرانی فرماتیں۔ نماز تہجد کا خاص اہتمام فرماتیں اور ہمیشہ خاندان کے افراد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلنے کی تاکید فرماتی رہتیں۔"

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ حصہ اوّل صفحہ 273-274 مصنف شیخ محمود احمد عرفانی)

یہ نیک نمونے مختلف پہلوؤں سے ہمیں آپ کی بیٹیوں میں دیکھنے کو ملتے ہیں۔ حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگمؓ کے پردہ کے حوالے سے امتہ الودودصاحبہ بیان کرتی ہیں کہ "آپؓ پردہ کی بڑی سختی کے ساتھ پابندی کرتی تھیں۔ آپؓ بیمار تھیں اور روزانہ ڈاکٹر آپؓ کو دیکھنے آتا تھا۔ لیکن حتی الامکان ڈاکٹروں سے پردہ کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کسی نے عرض کی کہ ڈاکٹر تو آپ کوروزانہ دیکھنے آتا ہے۔ اور بیماری کی حالت میں اس نے آپ کودیکھا بھی ہے اس لیے اگر آپ ڈاکٹر سے پردہ نہ کریں توکیا حرج ہے۔ فرمانے لگیں۔ اللہ کا حکم ہے عورت غیر مرد سے پردہ کرے اس لیے میں کیوں اللہ کے حکم کی نافرمانی کروں بیماری اور بے ہوشی کی حالت میں پردہ نہ کر سکنا تو ایک مجبوری ہے۔ چنانچہ آپ کا معمول تھا کہ جب ڈاکٹر آتا تو آپ اپنا چہرہ ڈھانپ لیتیں۔ اسی طرح آپ کے پاس جو لڑکیاں آپ کی خدمت کے لیے رہتی تھیں انہیں پردہ کرنے کی تلقین فرماتیں۔ اور چھوٹے ڈوپٹے اوڑھنے سے منع کرتی تھی۔ فرماتیں کہ تم گھر میں بھی بڑی چادر اوڑھا کرو اس میں وقار ہے۔"

(دخت کرامؓ صفحہ 407-408)

اسی طرح ایک اور روایت میں حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے گھر والوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مرد تو آپ کی تقریر بھی سنتے ہیں اور درس بھی لیکن ہم مستورات اس فیض سے محروم ہیں

ہم پر کچھ عنایت ہونی چاہئے کہ ہم بھی آپؑ کی صحبت سے کچھ فیض حاصل کریں۔ اس سے پہلے حضور علیہ السلام نے کبھی عورتوں میں تقریر یا درس نہیں دیا تھا مگر ان کی التجا اور شوق کو پورا کرنے کے لیے عورتوں کو جمع کر کے روزانہ تقریر شروع فرما دی جو بطور درس تھی، چند روز بعد حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ اور مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر بزرگ بھی عورتوں میں درس دیا کریں۔

(ماخوذ از سیرت مہدی جلد اول حصہ سوم صفحہ 776-777)

کسی نے کتنی خوبصورت بات کہی ہے کہ

Education is not only education but formation.

کہ تعلیم صرف حصول تعلیم کا نام نہیں بلکہ اپنے کردار و سیرت کو سنوانے اور اس تعلیم کواپنے اوپر لاگو کرنے کا نام ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے دور خلافت میں لجنہ اماءاللہ کی تنظیم نے خلیفہ وقت کی سرپرستی اور خواتین مبارکہ کی مقدس قیادت میں اپنے اندر روحانی تبدیلی پیدا کرنے اور دینی تعلیم و تربیت میں پرورش پانے کے لیے مساعی شروع کی اور مختلف دینی مہمات میں صفِ اوّل کی مجاہدات ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان اعلیٰ خدمات کا اظہار اپنوں نے ہی نہیں بلکہ غیروں نے بھی کیا کہ احمدی عورتیں اصلاحِ معاشرہ میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔

حضرت ام ناصر صاحبہ کی عظیم الشان قربانی جو تاریخ احمدیت میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اخبار الفضل کا اجرا 18جون 1913ء کوہوا۔ آپ خواتین میں علم پھیلانے کی اپنے شوہر کی لگن کو خوب سمجھتی تھیں۔ آپ نے اپنا گھر، اپنی صلاحیت،اپنا وقت سب کچھ وقف کر دیا اور

مال تو بہت زیادہ قربان کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ اپنی اس حرم اور اپنی بیٹی صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے بے نظیر ایثار اور قربانی کا ذکر اس طرح بیان فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی۔ ...انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔ الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گا۔“

(یاد ایام، انوار العلوم جلد 8 صفحہ 369)

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعو رضی اللہ تعالیٰ عنہ احمدی مستورات کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ ... میں سمجھتا ہوں کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آجائے۔“

(الازھار لذوات الخمار، حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے مستورات سے خطابات کا مجموعہ صفحہ 410-411)

ایک موقع پہ حضرت مصلح موعو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”امۃ الحیٔ اپنی ذات میں بھی نہایت اچھی بیوی تھیں... ان کا علمی مشغلہ، وہ بیماری اور کمزوری

میں عورتوں کو پڑھانا، وہ علمی ترقی کا شوق نہایت درجہ تک جاذب قلب تھا۔

... سارہ بیگم کی زندگی کا اگر خلاصہ کیا جائے تو وہ ان تینوں لفظوں میں آجاتا ہے پیدائش پڑھائی اور موت۔ انہوں نے ہوش سنبھالتے ہی پڑھنا شروع کیا اور شادی سے پہلی پڑھائی تو غالباً علم کی خاطر ہوگی لیکن شادی کے بعد ان کی پڑھائی فقط دین کی خدمت کی خاطر تھی ....دوسری عورتیں اپنے نفس یا اپنی قوم کیلئے تعلیم حاصل کرتی ہیں انہوں نے اپنے آخری سالوں میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے، اسلام کی خدمت کیلئے تعلیم حاصل کی۔ اس لئے اس بوجھ کو اٹھایا کہ جماعت کی مستورات کی دینی اور دنیوی ترقی کیلئے مفید ہو سکیں۔ ... اُن کی وفات پر درد صاحب کی ہمشیرہ نے مجھے پیغام بھجوایا کہ بیماری کی حالت میں کہتی تھیں کہ میں نے توسیع مسجد اقصیٰ کے لئے ایک سَو روپیہ چندہ دینے کی نیت کی ہوئی ہے اور اپنا گلو بند بیچ کر اس میں سے اس رقم کو ادا کرنا ہے اگر میں مر گئی تو حضرت صاحب سے کہنا کہ میری طرف سے میرا گلو بند فروخت کر کے سو روپیہ چندہ توسیع مسجد اقصیٰ میں دے دیں۔“

(میری سارہ، انوار العلوم جلد13 صفحہ83-90)

”1946ء کے الیکشن میں حضرت سیدہ ام داؤدؓ کی نگرانی میں ہنگامی بنیادوں پر خواتین کو لکھنا پڑھنا سکھانے کا کام ہوا۔ قادیان اور اس کے نواحی دیہات میں خواتین نے نمایاں کام کیا۔“

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل صفحہ629 ایڈیشن 2009ء)

قربانی و ایثار کے باب میں مردوں کے دوش بدوش احمدی مستورات نے بھی کئی اہم سنگ میل نصب کیے ہیں۔ مسجد فضل لندن، مسجد مبارک ہیگ (ہالینڈ) اور مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن (ڈنمارک) کی تعمیر کے تمام تر اخراجات خواتین نے ہی برداشت کیے ہیں۔

لجنہ اماء اللہ کی طرف سے حضرت سیّدہ امۃ الحئی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عید کے موقع پر ان راجپوت عورتوں کے لیے دوپٹوں کے تحفے بھیجے جنہوں نے فتنہ ارتداد کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔

(ماخوذ از تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد اوّل صفحہ122-123 ایڈیشن2009ء)

1927ء میں لجنہ اماء اللہ کو تحریکِ تحفظ ناموسِ رسولؐ میں حصہ لینے کا موقع ملا۔ آریہ سماجی راجپال نے رنگیلا رسول جیسی اشتعال انگیز کتاب لکھ کر اہل غیرت کو للکارا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے پُر زور تحریک چلائی اور خواتین سے اپیل کی کہ وہ چندہ جمع کریں۔ خواتین نے بہت جلد مطلوبہ رقم جمع کی اس کے علاوہ 22جولائی 1927ء کو حضرت سیّدہ سارہ بیگم حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زیر صدارت ایک جلسہ کر کے نَو ریزولیوشنز (RESOLUTIONS) پاس کیں جس کی نقل ہزایکسی لینسی گورنر صاحب پنجاب کو بھی بھیجی گئی۔ یہ ریزولیوشنز خواتین کی بیدار مغزی، بہادری، جرأت اور دلیری کی آئینہ دار ہیں۔

(الفضل قادیان 26/جولائی 1927ء صفحہ10)

اسی طرح تبلیغ میں بھی خواتین کسی سے پیچھے نہ تھیں۔ 20فروری 1934ء کے الفضل میں حضرت سیدہ اُمّ طاہرؓ کی جانب سے ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں آپ تحریر فرماتی ہیں:

”لجنہ کو خدا کے فضل سے تبلیغی کام کی طرف خاص توجہ ہے اور ممبرات اپنے اپنے حلقہ میں تبلیغ کا کام کرتی رہتی ہیں۔ سال زیر رپورٹ میں حسبِ دستور سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ قادیان میں زیر اہتمام لجنہ منعقد ہوا۔ اور خدا کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ حاضرات کی تعداد جن میں غیر مسلم عورتیں بھی کثرت سے شامل تھیں۔ سات آٹھ سو کے

قریب تھی۔ یوم التبلیغ میں بھی لجنہ نے خاص طور پر حصہ لیا۔ ہندو اور سکھ خواتین کے ہاں جانے کے علاوہ اچھوت کہلانے والی قوم کے محلہ میں بھی ممبرات اور دوسری بہنوں نے جا کر انفرای طور پر تبلیغ کی۔ جس کے نتیجہ میں خدا کے فضل سے بہت سی عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ اور کئی غیر احمدی عورتوں نے بیعت کی، فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔“

(الفضل قادیان 20 فروری 1934ء صفحہ 5)

ان کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک مضمون ”میری مریم“ کے عنوان سے تحریر کیا جس میں آپؓ بیان کرتے ہیں:

”مریم ایک بہادر دل کی عورت تھیں۔ جب کوئی نازک موقع آتا مَیں یقین کے ساتھ ان پر اعتبار کر سکتا تھا۔ ان کی نسوانی کمزوری اس وقت دب جاتی، چہرہ پر استقلال اور عزم کے آثار پائے جاتے اور دیکھنے والا کہہ سکتا تھا کہ اب موت یا کامیابی کے سِوا اِس عورت کے سامنے کوئی تیسری چیز نہیں ہے۔ یہ مر جائے گی مگر کام سے پیچھے نہ ہٹے گی۔ ضرورت کے وقت راتوں کو اِس میری محبوبہ نے میرے ساتھ کام کیا ہے اور تھکان کی شکایت نہیں کی۔ اِنہیں صرف اتنا کہنا کافی ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ کا کام ہے یا سلسلہ کے لئے کوئی خطرہ یا بدنامی ہے اور وہ شیرنی کی طرح لپک کر کھڑی ہو جاتیں اور بھول جاتیں اپنے آپ کو، بھول جاتیں کھانے پینے کو، بھول جاتیں اپنے بچوں کو بلکہ بھول جاتی تھیں مجھ کو بھی اور صرف انہیں وہ کام ہی یاد رہ جاتا تھا...جب سارہ بیگم فوت ہوئیں تو مریم کے کام کی روح اُبھری اور انہوں نے لجنہ کے کام کو خود سنبھالا۔ جماعت کی مستورات اِس امر کی گواہ ہیں کہ انہوں نے باوجود علم کی کمی کے اس کام کو کیسا سنبھالا۔ انہوں نے لجنہ میں جان ڈال دی۔ آج کی لجنہ وہ لجنہ نہیں جو امۃ الحئی مرحومہ یا سارہ بیگم مرحومہ کے زمانہ کی تھی۔ آج وہ ایک منظم جماعت ہے جس

میں ترقی کرنے کی بے انتہاء قابلیت موجود ہے۔“

(میری مریم، انوار العلوم جلد17 صفحہ 353-354)

حضرت مصلح موعودؓ کی خواہش تھی کہ وہ اپنی ازواج کو تعلیم دے کر احمدی خواتین کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی خدمت پر لگا دیں۔ حضرت سیدہ امۃ الحیؓ حضرت سیدہ سارہ بیگمؓ اور حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہؓ کے عرصۂ حیات مختصر ہونے کی وجہ سے یہ شوق آپؓ کے بلند عزائم کے مطابق پورا نہ ہوسکا۔ اور یہ سعادت حضرت چھوٹی آپا کے حصے میں آئی اور خوب ہی آئی۔ ایم اے تک تعلیم حاصل کی اور دینی تعلیم و تربیت اس پر مستزاد۔ قرآن کریم اور عربی صرف و نحو سبقًا سبقًا حضورؓ آپ کو پڑھاتے اور امتحان بھی لیتے۔ آپ نے تیزی سے لکھنے پر بہت دفعہ حضورؓ کی خوشنودی حاصل کی۔ تفسیر کے نوٹس لکھنا آپ کی ایک بہت بڑی سعادت تھی۔ حضورؓ نے 1947ء کے بعد بالعموم اپنے خطوط، مضامین اور تقاریر کے نوٹس آپ ہی سے لکھوائے۔

(گلہائے محبت صفحہ 95)

حضرت سیدہ ناصرہ بیگم حضرت مصلح موعودؓ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بعد دوسرے نمبر پر تھیں۔ آپ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ جو حضرت اُمّ ناصرؓ کے نام سے جانی جاتی ہیں اُن کے بطن سے اکتوبر 1911ء میں پیدا ہوئیں۔ آپ کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی دنیاوی اور دینی تعلیم پر اُس وقت کے حالات کے مطابق زور دیا، آپ کو پڑھایا، آپ کو ایف۔ اے تک تعلیم دلوائی، پھر حضرت

خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت سیدۃ امۃ الحئی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات پر اظہار فرمایا تھا کہ میرے ذہن میں عورتوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق ایک سکیم آئی ہے اس کا عملی اظہار 17مارچ 1925ء کو ہوا جب ایک مدرسہ کھولا گیا اور میری والدہ بھی اس مدرسہ کی ابتدائی طالبات میں سے تھیں۔ 1929ء میں اس مدرسے کی کل سات خواتین نے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور سب کامیاب رہیں جن میں آپ بھی شامل تھیں۔

سیدہ ناصرہ بیگم کے بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"میری والدہ وہ تھیں جنہوں نے گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ تو نہیں دیکھا لیکن ابتدائی زمانہ دیکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیار اور دعائیں حاصل کیں۔ صحابہ اور صحابیات سے فیض پایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب کے زمانے کے زیرِ اثر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سب سے بڑی بیٹی اور بچوں میں دوسرے نمبر پر ہونے کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے براہِ راست فیض یاب ہونے والوں کی صحبت کا اثر اُن میں نمایاں تھا۔ آپ کا اُٹھنا بیٹھنا، بول چال، رکھ رکھاؤ میں ایک وقار تھا اور وقار بھی ایسا جو مومن میں نظر آنا چاہئے۔ ....لجنہ کی تربیت کا بہت خیال رہتا تھا۔ اس کے لئے نئے سے نئے طریق سوچتی تھیں۔ نئ تدابیر اختیار کرتی تھیں، ہمیں بتاتی تھیں۔ یہ کوشش تھی کہ ربوہ کی ہر بچی اور ہر عورت تربیت کے لحاظ سے اعلیٰ معیار کی ہو۔"

(الفضل انٹرنیشنل مؤرخہ 26 اگست تا یکم ستمبر 2011ء صفحہ 5-9)

حضور انور اپنی خالہ صاحبزادی امۃ النصیر بیگم کی وفات پر انکا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں:

”صاحبزادی امۃ النصیر بیگم جو میری خالہ بھی تھیں... ان کی پیدائش اپریل 1929ء میں حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے ہوئی تھی جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی حرمِ ثالث تھیں، تیسری بیوی تھیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ کی وفات جب ہوئی ہے تو صاحبزادی امۃ النصیر بیگم صرف ساڑھے تین سال کی تھیں۔ تو آپ کے بچپن کے جذبات اور احساسات کا نقشہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے ایک مضمون میں کھینچا ہے۔ وہ ایسا نقشہ ہے جسے پڑھ کر انسان جذبات سے مغلوب ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ مَیں اپنے آپ پر بڑا کنٹرول رکھتا ہوں۔ کم از کم علیحدگی میں جب پڑھ رہا تھا تو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ بہر حال اُس میں سے کچھ حصے جو ان کے بچپن سے ہی اعلیٰ کردار کے متعلق ہیں مَیں بیان کروں گا۔ اور اس میں بھی ہر ایک کے لئے بڑے سبق ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ان کی عمر صرف ساڑھے تین سال تھی جب ان کی والدہ فوت ہوئیں۔ لیکن اُس بچپنے میں بھی ایک نمونہ قائم کر گئیں۔ اور وہ مضمون جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے لکھا ہے بڑا تفصیلی مضمون ہے۔ ...میری والدہ بتایا کرتی تھیں کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمہاری خالہ کو اُن کی والدہ کی وفات کے بعد حضرت امِ ناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سپرد کر دیا تھا ...اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اُس وقت میری والدہ کو یہ ہدایت فرمائی تھی کہ ان کا خیال رکھنا۔ میری والدہ ان سے تقریباً 19 سال بڑی تھیں اور بچوں والا تعلق تھا۔ جب میری والدہ کی شادی ہوئی ہے تو اُس وقت ہماری یہ خالہ سات آٹھ سال کی یا زیادہ سے زیادہ نو سال کی ہوں گی۔ جب میری والدہ کی رخصتی ہونے لگی تو خالہ نے ضد شروع کر دی کہ مَیں باجی جان کے بغیر نہیں رہ سکتی مَیں نے بھی ساتھ جانا ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پھر سمجھایا تو خیر سمجھ گئیں۔ خاموش تو ہو گئیں اور بڑی افسردہ رہنے لگیں لیکن وہی صبر اور

حوصلہ جو ہمیشہ بچپن سے دکھاتی آئی تھیں اُس کا ہی مظاہرہ کیا۔ بہر حال پھر بعد میں حضرت اماں جان اُمّ المؤمنین کے پاس رہیں۔

1944ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے جائیدادیں وقف کرنے کی تحریک کی تو آپ نے اپنا تمام زیور اس میں پیش کر دیا۔ تیرہ سال کی عمر میں قادیان میں منتظمہ دارالمسیح کا فریضہ انجام دیا۔ سیکرٹری ناصرات قادیان بھی رہیں۔ ہجرت کے بعد رَتن باغ اور پھر ربوہ میں خدمات سرانجام دیں۔ اُن کو ہر طرح مختلف موقعوں پر خدمت کا موقع ملا اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ اُن کو کسی عہدے کی خواہش ہو۔ عہدہ رکھتے ہوئے بھی اگر ایک معمولی سا کام کہا گیا تو فوراً اُس کے لئے تیار ہو جاتی تھیں۔ علمی اور انتظامی لحاظ سے، دینی تعلیم کے لحاظ سے بڑی باصلاحیت تھیں۔ انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں بتایا کہ رَتن باغ لاہور میں ممانی جان حضرت صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت میر محمد اسحق صاحب کے ساتھ رات کو دورہ کرتی تھیں اور جن کے پاس اوڑھنے کو کپڑا نہیں ہوتا تھا اُن کو کمبل دیا کرتی تھیں... مسجد مبارک ربوہ کی سنگِ بنیاد کی تقریب میں ایک اینٹ پر دعا کرنے والی خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خواتین میں شامل تھیں۔ جب ربوہ آباد ہوا تو کچے مکان تھے۔ ان کو وہاں بھی ربوہ کے کچے مکانوں میں لجنہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ پھر ان کو صدر لجنہ حلقہ دارالصدر شمالی بڑا لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔ ہر موقع پر جو بھی خدمت ان کے سپرد ہوئی، جو بھی عہدہ تھا بڑی عاجزی سے خدمت کیا کرتی تھیں۔

(خطبہ جمعہ 18/نومبر 2011ء)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بھی اپنی زندگیوں کو ایسے خوبصورت کردار سے مزین کرنے کی توفیق دے تاہم بھی ان پاک نمونوں کو دیکھتے ہوئے اپنے خدا کے محبوب بندے

بن سکیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 2 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

”مردوں کے مقابلہ میں عورتوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ ... میں سمجھتا ہوں کہ جو روح ہماری عورتوں نے دکھائی ہے اگر وہی روح ہمارے مردوں کے اندر کام کرنے لگ جائے تو ہمارا غلبہ سو سال پہلے آجائے۔“

# (8)
# شہداء خواتین کی تاریخ

صدف علیم صدیقی
کینیڈا

خدا تعالیٰ نے عورت کا خمیر محبت اور قربانی سے گوندھا ہے۔ وہ جس سے محبت کرتی ہے اس کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرتی ہے۔ اسلامی تاریخ ایسی عظیم خواتین سے بھری پڑی ہے جنھوں نے توحید کا پرچم بلند رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ راہ حق میں انہوں نے نہ اپنے نفس کی پروا کی نہ اپنے قریبی رشتوں کی، اپنے جذبات و احساسات سب قربان کیے لیکن ان کے پایہ استقلال میں رتی برابر بھی لغزش نہ آئی۔ عورت کے لیے اپنی جان سے بھی عزیز تر اپنی اولاد اور اپنے دیگر اقرباء ہوتے ہیں جو عورت اپنی اولاد جیسی عزیز ترین شئے خدا کی راہ میں قربان کر سکتی ہے اسے اپنی جان کی کیا پروا ہو گی۔ بلکہ بقول شاعر

جان دی دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

احمدی عورت بھی عہد بیعت باندھ کر جب عہد نامہ لجنہ اماء اللہ دہراتی ہے کہ اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کے لیے ہر دم تیار رہے گی تو کب ایسا ہوا کہ ان قربانیوں کو دینے کا وقت آیا اور اس نے قدم آگے نہ بڑھائے ہوں۔ اس نے نہ اپنی جان گنوانے سے دریغ کیا نہ اپنی اولاد کی قربانی دینے سے اور مال اور وقت کا تو کچھ شمار نہیں۔ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بے شمار احمدی خواتین نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور امر ہو گئیں۔ اس مضمون کے ذریعے ایسی ہی جانثار خواتین کا ذکر خیر کیا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ شہداء کا مقام و مرتبہ کتاب رحمان میں کچھ اس طرح بیان کرتا ہے کہ

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

(البقرہ:155)

اور جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں ان کو مُردے نہ کہو بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شہید کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوّت ایمانی اور قوّت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے۔“

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد15 صفحہ516)

خلافت ثانیہ کے دور میں جب انڈیا سے پاکستان ہجرت کرنے کا وقت تھا اس وقت بہت سی جانثار خواتین اپنے اہل خانہ کے ساتھ جماعتی احکامات کے تحت اپنے گھروں تک محدود رہیں اور جام شہادت نوش کیا ان سب کا ذکر خیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے

اپنے خطبات میں فرمایا سب سے پہلے اہلیہ حاجی میران بخش تھیں جن کو 13اور 14 اگست 1940ء کی درمیانی شب انبالہ شہر میں ان کے مکان پر حملہ کر کے شہید کیا گیا۔ ان کی دس ماہ کی بچی ان کی گود میں تھی جو ماں کے نیچے دبی ماں کا دودھ چوسنے کی کوشش کرتی رہی لیکن وہ دودھ تو خشک ہو چکا تھا۔

(ماخوذا زخطبات طاہر بابت شہداء صفحہ49-50)

پھر اسی طرح عالم بی بی، چراغ بی بی، جان بی بی آف کھارا نذر قادیان کو بھی سکھ جتھے نے ان کے دیگر اہل خانہ کے ساتھ شہید کر دیا۔

(ماخوذا زخطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 71)

گلاب بی بی آف سیکھواں یہ بھی قادیان کے قریب رہتی تھیں اور سکھوں کی خون ریزی کے نتیجے میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ شہید ہو گئیں۔

(ماخوذا زخطبات طاہر بابت شہداء صفحہ74)

سری گوبند پورہ کی زہرہ بی بی اور ان کی چار سالہ بیٹی جسے سکھ جتھے نے ان کے گھر پر حملہ کر کے ان کے شوہر اور بیٹے کے ساتھ شہید کر دیا۔

(ماخوذا زخطبات طاہر بابت شہداء صفحہ66-67)

انڈونیشیا کی دو خواتین محترمہ اڈوٹ صاحبہ اور محترمہ اونیہ صاحبہ جماعت چپا نڈرم بھی جان کی قربانی پیش کرنے والی لجنات میں شامل ہیں۔ جنہیں 3 مارچ 1953ء کو گھر سے باہر بلا کر

فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔

(خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ 54)

ایسی ہی ایک بہادر خاتون کا ذکر جن کا نام رشیدہ بیگم آف سانگلہ ہل تھا۔ ان کے شوہر قاری عاشق حسین صاحب کو خدا تعالیٰ نے احمدیت کی دولت سے مالا مال کر دیا تو آپ کا رجحان بھی اس طرف ہو گیا۔ 1972ء میں ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شرکت کے بعد احمدیت کو غور سے دیکھنے کے بعد اسے صدق دل سے قبول کر لیا۔ لیکن اہل خانہ کی طرف سے واپسی کا بہت دباؤ اور اصرار تھا لیکن آپ نے تمام مخالفتوں کا مقابلہ کیا۔ آپ نہایت عبادت گزار اور سچے خواب دیکھنے والی گونا گوں خوبیوں کی مالک تھیں۔

3 رمضان المبارک 1978ء کو رات قاری صاحب کے دیر تک جاگنے کی وجہ دریافت کرنے پر کہا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتایا ہے کہ جس لڑکے کو تو نے خود پالا ہے وہی تیرا قاتل ہے۔ وہ لڑکا قاری صاحب کا بھتیجا تھا جس کی نو ماہ کی عمر سے لے کر بیس سال تک آپ نے اسے پالا تھا۔ وہ لڑکا منکرین احمدیت کی باتوں میں آکر اپنی ہی مربیہ ماں کی جان کے درپے ہو گیا۔ اور اگلے دن جب قاری صاحب گھر سے باہر تھے تو اچانک سے آپ کا بھتیجا گھر میں گھس کر پہلے بچوں پر جھپٹا آپ بچوں کو بچانے کے لیے لپکیں تو وہ ظالم آپ کی چھاتی پر بیٹھ گیا اور چاقو کے وار کرتا رہا آپ بے بسی کے عالم میں اسے روکتی رہیں اور پوچھا کہ ہمیں کیوں مار رہے ہو تو اس نے کہا کہ کیوں کہ تم کافر ہو گئی ہو۔ ان کے بچوں میں سے ایک بچی پر بھی حملہ کر کے اسے زخمی کیا لیکن وہ بچی تو بچ گئی مگر رشیدہ صاحبہ نے جام شہادت نوش فرما لیا۔ یہ تمام واقعہ تفصیلاً (خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ نمبر 168-170) پر درج ہے۔ خاکسار نے مختصراً اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ پھر ایک اور دین کے لیے جان وار دینے والی خاتون جن

کو 9جون 1982ء کو عید کے روز شہید کیا گیا۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 20/جون 1986ء کو خطبہ جمعہ اس شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”یہ شہادت ...ایک نئے باب کا اضافہ کر رہی ہے، ایک نیا سنگِ میل رکھ رہی ہے اس دور کی قربانیوں میں کیونکہ خواتین میں سے یہ پہلی ہیں جنہیں اس دور میں اللہ کی خاطر جان دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کا نام رخسانہ تھا۔ ان کے خاوند طارق تو احمدی تھے لیکن ان کے بھائی بشارت احمدی نہیں۔ ...بشارت علماء کی بد کلامی کے نتیجہ میں دن بدن زیادہ بدگو ہوتا چلا گیا اور اخلاقی جرأت کا یہ حال تھا کہ بھائی کے سامنے تو زبان نہیں کھول سکتا تھا لیکن اپنی مظلومہ بھابھی کے سامنے دل کھول کر دل کا غبار نکالتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو گالیاں دیتا تھااور ہر قسم کی بد کلامی سے کام لیتا تھا اور مردانگی کا عالم یہ ہے کہ بھائی کوتو عبادت سے نہیں روک سکتا تھا لیکن اس مظلوم عورت کو قتل کی دھمکیاں دیتا تھا کہ اگر تم احمدی مسجد میں جا کرنمازیں پڑھو گی تو میں تمہیں قتل کردوں گا۔ ...... عید کے روز کا واقعہ ہے کہ طارق اور ان کی بیگم رخسانہ جب عید کی نماز پڑھ کر واپس آئے۔ طارق جب غسل خانے گئے تو پیچھے بچی کو اکیلا پاکر اس نے پھر نہایت بد کلامی سے کام لیا اور کہا میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم نے احمدیوں کی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جانا۔ اس نے کہا تم کون ہوتے ہو مجھے منع کرنے والے۔ عبادت کا معاملہ ہے۔ ...چنانچہ اس پر اس نے پستول نکال کر وہیں فائر کیے دو گولیاں تو سینہ چھید کر نکل گئیں اور ایک ٹانگ پر لگی۔ بہرحال تھوڑی دیر کے اندر ہی بچی نے دم توڑ دیا۔

احمدی مستورات قربانیوں میں ہر گز اپنے مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ شہادت میں وہ بیویاں جو بیوگی کی زندگی بسر کرنے کے لئے پیچھے رہ جاتی ہیں اُن کے متعلق یہ گمان کرنا

کہ ان کے خاوند ثواب پاگئے اور وہ محروم رہ گئیں، وہ آگے نکل گئے اور یہ پیچھے رہ گئیں یہ بالکل غلط خیا ل ہے۔ مردوں کی شہادت کی عظمت کے اندر ان کی بیواؤں کی قربانیوں کی عظمت داخل ہوتی ہے۔ ان ماؤں کو آپ کیسے بھلا سکتے ہیں جن کے بچے شہید ہوئے اور اللہ کی رضا کی خاطروہ راضی رہیں اوربڑے حوصلے اور صبر کے نمونے دکھائے۔ ان بہنوں کو آپ کیسے فراموش کر سکتے ہیں جن کے ویرہاتھ سے جاتے رہے۔ بہت ہی پیار سے ان کو دیکھا کرتی تھیں، بڑی محبت سے ان کا استقبال کیا کرتی تھیں اور جانتی ہیں کہ اب کوئی گھر میں واپس نہیں آئے گا۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خواتین، یہ بوڑھیاں، یہ بچیاں، یہ جوان عورتیں یہ ساری قربانیوں سے محروم ہیں اور صرف شہید ہونے والے قربانیوں میں آگے نکل گئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/جون 1986ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد5 صفحہ436-440)

محترمہ اپنے ناحق بہائے خون سے یہ پیغام دے کر گئیں کہ

اپنی جان بھی اگر پیش کرنی پڑے
اس کی خدمت میں یہ بھی ہے کم دوستو
اپنی تاریخ کے اس اہم باب کو
خونِ دل سے کریں گے رقم دوستو

پھر ایک اور شہادت عزیزہ نبیلہ شہید کی جو مکرم مشتاق احمد صاحب کے گھر چک سکندر میں پیدا ہوئیں اور 16 جولائی 1989ء کو دس سال کی عمر میں جام شہادت نوش کر کے اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئیں۔

(ماخوذا ز خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ198)

اسی طرح ایک اور بہادر خاتون مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ عمر سلیم بٹ صاحب فدائی احمدی اور دعوت الی اللہ کی شوقین تھیں آپ کی کوششوں سے دو بہن بھائی احمدی ہوئے جن کو سخت مخالفت کا سامنا تھا آپ ان کو تسلی دینے ان کے گاؤں جاتی رہتی تھیں۔ آخری بار 1 مئی 1999ء کو جب ان سے ملاقات کرنے اور ان کے والد کو زیارت مرکز کے لیے قائل کرنے گئیں تو انہی بہن بھائی کے سوتیلے بھائی نے جو اپنے گھر احمدیت پھیلانے کا ذمہ دار ان کو سمجھتا تھا اس نے چھریوں کے وار کر کے آپ کو شدید زخمی کر دیا۔ 9 مئی 1999ء کو آپ ان زخموں سے جانبر نہ ہوتے ہوئے اپنے مولا سے جا ملیں۔

(خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ229-230)

خوں شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر!
رائیگاں کب گیا تھا کہ اَب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول
پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

(کلام طاہر)

مکرمہ شریفہ شوکت اور ان کے شوہر مکرم عبدالرحیم مجاہد کو مورخہ 8 اور 9 مئی 2001ء کی درمیانی رات کو نہایت ظالمانہ طور پر شہید کیا گیا۔ دونوں صحن میں سوئے ہوئے تھے انہیں وہاں سے اٹھا کر باتھ روم اور ملحقہ اسٹور میں لے جا کر تشدد سے ہلاک کیا گیا۔

(ماخوذ از خطبات طاہر بابت شہداء صفحہ245)

پھر خلافت خامسہ میں بھی ایک نہایت افسوسناک واقعہ ہوا جس میں ایک جواں سال ڈاکٹر کو

بڑی بے رحمی سے شہید کر دیا گیا۔

خطبہ جمعہ 20 مارچ 2009ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دردناک شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

گزشتہ دنوں پھر انتہائی ظالمانہ طور پر ایک نوجوان جوڑے میاں بیوی کو ملتان میں شہید کر دیا گیا اور ان کا قصور صرف یہ تھا کہ انہوں نے زمانہ کے امام کو مانا۔ دونوں ڈاکٹر تھے اور بڑے ہر دلعزیز ڈاکٹر تھے۔ ایک کا نام ڈاکٹر شیراز ہے ان کی 37سال عمر تھی اور ان کی اہلیہ ڈاکٹر نورین شیراز 28 سال کی تھیں۔ میرا خیال ہے کہ شاید یہ شہداء میں عورتوں میں سب سے کم عمر شہید ہیں۔

(خطبہ جمعہ 20 مارچ 2009ء)

پس یہ ایک مختصر ذکر تھا ان خواتین کا جنہوں نے اپنی جان جیسی بیش قیمت متاع بھی اپنے دین کی خاطر گنوا دی۔ لیکن جاتے جاتے ہمیں یہ پیغام دے گئیں کہ اے خدا کی لونڈیو! تم خدا کے مسیح کے وجود کی سر سبز شاخیں اسی صورت میں بن سکتی ہو جب تم اپنی جان،مال، وقت اور اولاد کو اپنے اور اپنے محبوب حقیقی کے درمیان نہ آنے دو۔ جب اللہ تعالیٰ اور اللہ کے دین کی بات آجائے تو ہر چیز اس کی راہ میں قربان کر دو وہ خدا بڑا حیا والا ہے وہ تمہارے اجر کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا بلکہ اسے بڑھا چڑھا کر تمہیں لوٹائے گا۔ تم تو خوش قسمت تصور ہو گی اگر تمہارا خون اس شجر سایہ دار کی آبیاری کے کام آ جائے کہ اور ان ثمر آور وجودوں سے اس خون کی مہک بھی آئے گی۔ آئندہ آنے والی نسلیں تمہارا نام ہمیشہ محبت کے ساتھ لیں گی اور تمہارا شمار وفا داروں میں ہو گا۔ تمہاری جان کی قربانی جماعت

کی ترقی کے نئے راستے کھولنے والی ہو گی۔ موت تو بہرالحال سو سال بھی جی لو تو آجاتی ہے لیکن ایسی موت جس کے بعد حیات جاوداں مل جائے اس سے اچھی بھلا کیا چیز ہو سکتی ہے۔

شہید کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ

1. یہ کہ اسے خون کا پہلا قطرہ گرنے کے وقت ہی بخش دیا جائے گا۔
2. وہ جنت میں اپنے ٹھکانے کو دیکھ لے گا۔
3. اسے قبر کے عذاب سے پناہ دی جائے گی۔
4. وہ بڑی گھبراہٹ سے امن میں رہے گا۔
5. اس کے سر پر ایسا وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہو گا۔
6. اور اسے اپنے 70 اقارب کی شفاعت کا حق دیا جائے گا۔

(سنن ترمذی کتاب فضائل الجهاد باب فی ثواب الشهید)

پس ایسی خوبیوں والی موت پانے کو کس کا جی نہیں چاہے گا۔ ان خواتین کے واقعات پڑھ کر ہم سب میں بھی وہی جوش، وہی جذبہ بیدار ہونا چاہیے کہ اس عشق و وفا کے کھیت کے لہلانے کے واسطے اپنی جان کی بھی پروا نہ کریں کیونکہ

یہ عشق ووفا کے کھیت کبھی خوں سینچے بغیر نہ پنپیں گے
اس راہ میں جان کی کیا پروا جاتی ہے اگر تو جانے دو

(کلام محمود)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی اس نصیحت کو ہمیشہ مد نظر رکھیں آپ فرماتے ہیں:

”ان واقعات کو زندہ رکھنا ہمارا فرض ہے ہماری ذمہ داری ہے۔ اور یہ قرض ہے ان شہیدوں اور ان خدا کی راہ میں تکلیفیں اُٹھانے والوں کا ہم پر۔ لیکن اگر ہم اس قرض کو ادا کریں گے اور جیسا کہ میں نے آپ سے بیان کیا ہے خدا کی محبت میں سر شار ہو کر اس جذبہ قربانی کو اپنا لیں گے تو آئندہ نسلوں پر ہم احسان کرنے والے ہوں گے ہم ایک ایسی قوم بن جائیں گے جو شہیدوں کی طرح ہمیشہ زندہ رہتی ہے۔ اللہ ہمیں ابد الآباد تک زندہ رکھے۔“

(الازہار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ406)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کی سی سیرت رکھنے والی خواتین کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 2 اگست 2022ء، لندن)

# (9)
# خلفائے احمدیت اور لجنہ اماء اللہ کی مساعی

نبیلہ رفیق فوزی
ناروے

حضرت مسیح موعودؑ مردوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ بھی لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔“

(ملفوظات جلد7 صفحہ133)

قارئین! حضرت مسیح موعود مہدیٔ الزماں علیہ السلام جب اپنا کام ختم کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے حضور حاضر ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق دوسری قدرت کا اظہار کر دیا۔ یعنی خلافت کا سلسلہ چلا دیا، دوسری قدرت کا پہلا مظہر حضرت مولوی الحاج حکیم نورالدینؓ قرار پائے۔ آپ کا وجود عشقِ خدا، عشقِ محمدؐ اور عشقِ قرآن میں بھیگا ہوا تھا۔ اپنے دورِ خلافت کے چھ سالوں میں آپ نے پوری جماعت بشمول عورتوں اور بچوں کی تربیت کے لئے ایسے کام کئے جن کی وجہ سے جماعت کو ایک ڈھارس ملی۔ قلیل وقت میں مسیح

الزماںؑ کے یارِ غار نے جماعت کے مرد و زن کو اپنے امامؑ کی تقلید میں خدا سے محبت کے سنہری اصول سکھائے اور جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ پہلے زمانہ خلافت کے بعد جبکہ جماعت کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوتا جارہا تھا، ضرورت تھی کہ مرد حضرات کے ساتھ ساتھ خواتین کو بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تعلیم کے تحت لاتے ہوئے کوئی ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔ دراصل حضرت مصلح موعودؓ کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا تھا کہ

”اگر تم پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔“

(الفضل 29/اپریل 1944ء)

اس سلسلے میں خلافت ثانیہ نے ایک انقلابی قدم اٹھاتے ہوئے جماعت کی خواتین کو ایک بندھن میں باندھ دیا۔ جو اس زمانہ سے لے کر آج تک ہے اور ان شا اللہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ جس کا نام لجنہ اما اِللہ رکھا گیا۔

## حضرت مصلح موعودؓ اور احمدی خواتین کی تنظیم
## 1922ء تا 1965ء

1914ء میں اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو مسیح الزماںؑ کا موعود صاحبزادہ حضرت مرزا بشیرالدین محمودؓ دوسرے خلیفہ کے روپ میں عطا کیا۔ موعود مسیحؑ کا، موعود صاحبزادہ جو

حضرت مسیح موعودؑ کو ایک عظیم الشان پیشگوئی کے بعد دیا گیا جن کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار صلاحیتوں سے نوازا تھا، دیگر اور بہت سے انتظامی امور کے ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کی خواتین کے لئے ایک ایسے کام کا آغاز کیا جس نے جماعت کی خواتین کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا۔ 25 دسمبر 1922ء کا دن جماعتِ احمدیہ میں ایک خاص اہمیت کا حامل ہے جبکہ آپ نے لجنہ اما اِللہ کی عالمگیر تحریک کی بنیاد رکھی۔ یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان کی عورت طرح طرح کی ضعیف الاعتقادی کے گھن چکر میں پس رہی تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی دور بین نگاہوں نے بھانپ لیا کہ جب تک اپنی جماعت کی عورت کو مضبوط نہ کیا جائے، اسے تعلیمی، ذہنی، فکری اور عملی ہر لحاظ سے ترقی کے رستے پر نہ چلایا جائے، وہ دنیا میں ترقی نہیں کر سکیں گی۔ آپ نے خواتین کے سامنے ایک ایسا تصور پیش کیا جس پر عمل کر کے احمدی خواتین ایک ایسی تنظیم کا حصہ بنیں جس کا نام حضورؓ نے ”لجنہ اماء اللہ“ رکھا۔ اس عظیم الشان تنظیم کے مقاصد اور کام کی مختصر کہانی کچھ ایسے ہے کہ، حضور نے خاندانِ مبارکہ، صحابیات، اور جماعت کی مخلص کارکنات میں سے پہلی نشست میں چودہ ممبرات کے دستخط لے کر انہیں لجنہ اما اِللہ کی تنظیم کا مطلب سمجھایا اور ان کے سامنے ایک لائحہ عمل رکھا۔ جس کے موٹے موٹے مقاصد میں سے چند ایک اختصار کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی قارئین کی نظر ہیں۔

حضور فرماتے ہیں۔ ”اس کلب کے تین موٹے موٹے اغراض فی الحال تم کو بتاتا ہوں۔

1۔ آپس میں مل کر علم سیکھنا 2۔ دوسروں کو سکھانا 3۔ بچوں کی اصلاح کی طرف توجہ۔

آپ نے مزید فرمایا ”باہم مل کر کام کرنے سے علم بہت ترقی کرتا ہے۔ جب ایک مجلس بیٹھتی ہے تو کئی نئی نئی باتیں ذہن میں آتی ہیں۔ باہم مل کر کام کرنے سے حوصلے بڑھ

جاتے ہیں ...حضرت مصلح موعودؓ نے خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا علم کو استعمال کرنے کے لئے مضمون لکھو۔ مضمون لکھنے سے نئے نئے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

(تاریخ لجنہ جلد اوّل)

الغرض! جماعتِ احمدیہ کی خواتین کی یہ تنظیم اپنے اولوالعزم خلیفہ کی قیادت میں دھیرے دھیرے اینٹ سے اینٹ جوڑ کر ایک مضبوط عمارت بنتی چلتی گئی۔ قادیان سے تنظیم کی شاخیں پھوٹ پھوٹ کر ہندوستان کے دوسرے شہروں میں پھلنے پھولنے لگیں۔ حضورؓ کے ساتھ خواتین مبارکہ خصوصی طور پر حضرت امّاں جانؓ (حضرت اُمّ المومنین)، ان کی دو شعائراللہ صاحبزادیاں، دوسری خواتین مبارکہ اور بہت سی ابتدائی احمدی لجنہ کی ممبرات نے اپنے خلیفہ کا ساتھ دیتے ہوئے ہندوستان کے بیشتر شہروں میں لجنہ اما اِللہ کی تنظیمیں جاری کیں، یعنی ہر شہر میں لجنہ کا ایک دفتر امیر جماعت کی نگرانی میں کھول کر خواتین کی ایک ممبر صدر اور اسکے ساتھ مدد گار خواتین کی عاملہ بنا کر حضرت مصلح موعودؓ کی ہدایات کے مطابق خواتین کی، تعلیمی، تربیتی اور فکری ترقی کے میدان کھلنا شروع ہو گئے۔یہاں تک کہ محض تین برس بعد 1925ء میں سیالکوٹ میں حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت اور رہنمائی سے چندہ اکٹھا کر کے مدرسۃالبنات کی بنیاد ڈالی گئی۔ سیالکوٹ کی اچھی تعلیم یافتہ ممبرات نے اپنی خدمات مفت پیش کیں۔

(الفضل 31/مارچ 1925ء)

چونکہ حضورؓ کی زیرک نگاہوں نے اس تنظیم کو بہت آگے تک جاتا دیکھ لیا تھا، بہت جلد آپ نے لجنہ اماء اللہ کے دو گروپ بنادیئے، سات سال سے پندرہ سال تک، ناصرات کہلائی اور سولہ سے بڑی ممبرات لجنہ اماء اللہ کا نام پا کر اپنی بچیوں (ناصرات الاحمدیہ) کی تربیت میں

مصروف ہو گئیں۔ ابتدا میں ہی لجنہ ممبرات میں دو رسالہ جات کی اشاعت بھی کی گئی، ایک رسالہ تادیب النسا جو لجنہ تنظیم بننے سے پہلے ہی شائع ہو رہا تھا جس کے بانی اور پرنٹر تو مرد حضرات تھے، مگر خواتین بھی اس میں مضامین لکھا کرتیں۔ لجنہ کی تنظیم کے بعد ایک رسالہ، مصباح، کے نام سے بھی جاری کیا گیا۔ جو اب تک جاری ہے۔ علمی ترقیات کے ساتھ ساتھ حضور نے لجنہ کی ممبرات کی توجہ مالی قربانی کی طرف بھی کروائی۔ حضرت امّاں جانؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تحریکِ جدید، مساجد کی تعمیر، غربا فنڈ اور دیگر بہت سے شعبہ جات میں چندے دے کر، اور جو حیثیت نہیں رکھتی تھیں انہوں نے سوت کات کات کر، مختلف چھوٹے موٹے کام کر کر کے پیسہ بنایا اور جماعت کی خدمت میں پیش کر دیا۔ الغرض لجنہ اماء اللہ کی تربیت خلافتِ ثانیہ کے دور میں اس انداز سے کی جارہی تھی کہ کوئی رخنہ باقی نہ رہے اور لجنہ اماء اللہ اسلام کی بہترین مجاہدہ بنیں۔

## نئے مرکز ربوہ (پاکستان) میں لجنہ اماء اللہ

یہاں تک کہ 1947ء کا وقت آ گیا۔ ہجرت کے وقت بھی حضرت مصلح موعودؓ جماعت کی اس تنظیم کو دوسرے دفاتر کے ساتھ حفاظت سے لانے اور لاہور رتن باغ میں لجنہ کی سرگرمیاں جاری رکھنے میں کامیاب ہو گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ 1948ء میں نئے وطن میں نیا مرکز ”ربوہ“ آباد کرنے کے وقت بھی لجنہ اماءاللہ خلافت اور جماعت کا مضبوط سہارا بنی۔ پاکستان میں آکر حضورؓ نے ہندوستان کی لجنہ پر بھی برابر توجہ رکھی، گو کہ ہجرت کے وقت چار سال تک قادیان میں خواتین نہ ہونے کے برابر تھیں مگر جب 1951ء میں حالات بہتر ہونے پر خاندانوں کو رہنے کی اجازت ملی تو اللہ کے فضل سے قادیان کی لجنہ اماء اللہ کی رونقیں اور سرگرمیاں پھر سے شروع ہو گئیں۔ ادھر ہندوستان سے باہر امریکہ، یورپ، انڈونیشیا، افریقہ،

فجی، جرمنی، وغیرہ میں بھی لجنہ اماللہ کی مجالس کے کام شروع ہو گئے۔ ساری دنیا کا مرکز ربوہ ہی تھا۔ لجنہ کی ہر مجلس کو ربوہ سے ہی پیغامات وغیرہ جاتے تھے۔

بہت سے ایسے بے شمار پروگرام اور پراجیکٹس جس نے احمدی خاتون کو علمی و ادبی، تخلیقی، صنعتی، دینی، روحانی، معاشی، صحتِ جسمانی، اصلاحی اور معاشرتی میدان میں بلحاظ عمر، ذہنی صلاحیت اور علاقائی ذرائع کے باعزت اور آزادانہ طور پر کوشش کر کے فائدہ اٹھانے کے قابل بنا دیا۔ ان سب کے ساتھ ایک اور بہت بڑا کام جس کی بنیاد حضورؓ نے 1956ء میں رکھی اور لجنہ اماء اللہ کو ایسا تحفہ دے دیا، جو اس تنظیم کے لئے سب سے قیمتی اور نادر ثابت ہوا۔ وہ ''لجنہ اماء اللہ کا سالانہ اجتماع'' ہے۔ خلافت ثانیہ میں 1922ء سے لے کر 1965ء تک بیالیس برس احمدی خواتین کی یہ تنظیم اپنے آقا کی سرکردگی میں دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی ہوئی دنیا کے بیشتر ممالک میں اپنا مقام بنا چکی تھی۔ آخر حضرت مرزا بشیر الدین محمودؓ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاوہ آ گیا۔

## خلافتِ ثالثہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیم
## 1965ء تا 1982ء

انسان فانی ہے مگر اس کے نیک کام ہمیشہ قائم رہتے ہیں جن سے بہترین مقاصد مہیا ہوتے

رہتے ہیں۔ لجنہ کی تنظیم کا آغاز کرنے والا اپنے کام کر کے دار فانی سے کوچ کر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو بھی اکیلا نہ چھوڑا۔ جماعت کی وہ لونڈیاں جنہیں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مصلح نے ایک بندھن میں باندھ دیا تھا۔ وہ کیسے بکھر جاتیں ایسا تو الٰہی جماعت کے ساتھ نہیں ہوتا۔ چنانچہ جماعت کے تیسرے مظہر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے بھی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کو ایسے ہی توجہ دی جیسے اس کا حق تھا۔ اس وقت لجنہ مرکزیہ کی صدر حضرت مریم صدیقہ اہلیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ(چھوٹی آپا) تھیں، 1966ء تک دنیا کے بہت سے ممالک کی مرکزی اور لوکل تنظیمیں بھی بن چکی تھیں۔ لجنہ اور ناصرات کا شعور بھی بڑھ چکا تھا، اب لجنہ کی تنظیم میں علاقائی اور مرکزی عہدیداران چننے، اور شعبہ کے حساب سے خدمات تقسیم کرنے کا کام بھی تیزی سے شروع ہوا۔ تمام دنیا میں خلافت سے منظور شدہ سالانہ لائحہ عمل، مختلف پروگرام، نصاب اور اطلاعات جایا کرتی تھیں۔ یہ سب کام دفتر لجنہ مرکزیہ کے تحت ربوہ پاکستان میں ہوتے تھے۔ اور جیسا کہ پہلے بھی بتایا جاچکا ہے کہ ان سب کاموں کی نگران صدر مرکزیہ حضرت سیدہ چھوٹی آپا تھیں۔

خلافت ثالثہ کے دور میں پہلا لجنہ وناصرات کا عالمگیر اجتماع اکتوبر 1966ء میں ہوا جس میں خلیفۃ المسیح الثالثؒ دوسرے روز کے اجتماع میں لجنہ و ناصرات سے خطاب کرنے کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ”لجنہ اماء اللہ کا قیام اس غرض سے ہے کہ تا احمدی مستورات اور احمدی بہنیں اپنی زندگی منظّم ہو کر اس طرح گزاریں کہ ان کے قدم ہمیشہ جنّت کی زمین کو چومنے والے ہوں اور جہنم کی زمین اور جہنم کی آگ اور اس کی تپش اور اس کی تکالیف کا جھونکا تک بھی ان تک نہ پہنچنے پائے۔ خلافتِ ثالثہ میں ہونیوالے چند انقلابی اقدام جن کا اعلان حضورؒ نے پہلے اجتماع میں اور اسکے بعد کچھ مواقع پر فرمایا، قارئین کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔ 1.جماعتِ احمدیہ کے لئے اشاعتِ اسلام اور قرآنِ کریم کی اشاعت

کے لئے مجاہدہ کے بہت سے میدان ہیں جن کے لئے ہر احمدی مرداور عورت سے وقف کی قربانی مانگتے ہیں2.اور چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں ہر میدان میں کچھ ایسے فدائی اورجاں نثار مہیا کریں 3....... آپ ان کو ایسے رنگ میں پالیں اور تربیت دیں کہ وہ میدانِ مجاہدہ میں بے نفسی، فدائیت اور ایثار کے ساتھ کودیں 4....... اپنے بچوں کو اٹھنی ماہوار دینے کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ حضورؓ نے اس موقعہ پر قرآن کریم سیکھنے سکھانے سمجھنے اور دوسروں کو سمجھانے کے قابل بنانے کے متعلق بھی اپنی مہم کا ذکر فرمایا 5.حضورؓ نے مزید فرمایا: اپنی زندگیوں میں سے ان رسوم کو اور بد عادات کو یکسر اور یک قلم مٹادیں۔ 6.تمہاری زندگی میں کوئی اسراف نہیں ہونا چاہئے۔ (تاریخ لجنہ جلد سوم، صفحہ410-411) اس سے آئندہ برسوں میں بھی حضورؓ نے بارہا لجنہ کو قرآن پاک ناظرہ، باترجمہ اور باتفسیر سیکھنے اور سکھانے پر زور دیا۔

## لجنہ اماء اللہ کے چندہ سے مسجد نصرت جہاں کی تعمیر

چونکہ 1964ء میں خلافت ثانیہ کے پچاس سال پورے ہوئے اس موقعہ پر حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی اجازت سے اظہارِ تشکر کے لئے ایک مسجد تعمیر کروانے کے لئے دو لاکھ روپے جمع کرنے کی تحریک فرمائی تھی۔ چنانچہ اس رقم سے خلافت ثالثہ میں مسجد نصرت جہاں (ڈنمارک) کی تعمیر کی گئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

1969ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ناصرات کو قرآن حفظ کرنے کی تحریک کی۔ افرادِ جماعت کے ساتھ لجنہ کو بھی سورہ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات یاد کرنے کی تحریک کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دور میں بہت سے بیرون از پاکستان دورے کئے گئے۔ جن میں، مغربی افریقہ، امریکہ، ماریشس، سویڈن، ڈنمارک، ناروے، انگلینڈ کے ممالک شامل ہیں۔

حضورؒ جس ملک میں بھی گئے لجنہ کے ساتھ خصوصی خطاب فرمائے اور لجنہ اماء اللہ کو بد رسوم سے دوری، قرآن سیکھنے اور سکھانے پر بچوں کی تربیت اور پردے پر بھر پور نصائح فرمائیں۔ بہت سی جگہوں پر حضرت حرم محترمہ، بیگم صاحبہ مرحومہ نے بھی تقاریر کیں اور لجنات کو نصائح فرمائیں۔

## خلافتِ ثالثہ میں لجنہ کی مساعی کے سلسلے میں
## دو نمایاں کارنامے

پہلا کارنامہ 1971ء میں خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے لجنہ کو افواجِ پاکستان کے لئے روئی کی صدریاں تیار کرنے کا حکم دیا اور دوسرا ربوہ میں خواتین کے کالج جامعہ نصرت کے سائنس بلاک کا افتتاح تھا جو کہ لجنہ کی تنظیم کے پچاس سال ہونے پر کیا جانا تھا۔ حضورؒ کی تحریک پر اس کا آدھا خرچ لجنہ نے ادا کرنا تھا۔ یہ کام بھی حسن وخوبی سے انجام پاگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح لثالثؒ نے چونکہ بیرون ازپاکستان بہت سے برِّاعظموں اور ممالک کے دورے کئے، جہاں دوسرے احبابِ جماعت کے علاوہ لجنہ کی تنظیم اور لجنہ کی انفرادی طور پر ممبرات سے بھی ملاقاتیں ہوئیں، یہ ملاقاتیں ازدیادِ یقین اور ایمان کے لئے بہت مؤثر رہیں۔ دوسری اقوام کی لجنات اور بچیوں کا خلافت سے تعلق کا ایک نیا باب کھلا، باہمی ملاقاتوں سے پاکستان اور ہندوستان آنے کے لئے حوصلے بلند ہوئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
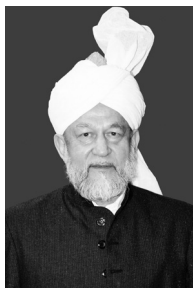
# خلافتِ رابعہ اور لجنہ اماء اللہ
# 1982ء تا 2003ء

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو جب خدا سے بلاوہ آگیا تو، ان کی جگہ بھرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ایک اور صاحبزادے حضرت مرزا طاہر احمد صاحبؒ کو جماعتِ احمدیہ کے چوتھے مظہر کے طور پر بھیج دیا۔ ابھی آپ کو خلافت کی ذمہ داری سنبھالے ایک برس بھی نہیں گزرا تھا کہ پاکستان کے آمر صدر نے احمدیوں کے لئے ایک ظالمانہ ایکٹ بنا کر جماعت کے لئے تبلیغی طور پر ہر رستہ مسدود کر دیا۔ حالات انتہائی مخدوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو درست وقت پر درست فیصلہ کرنے کی توفیق دی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی فیملی اور عملے کے ساتھ ملک چھوڑ دیا۔ برطانیہ میں رہائش اختیار کی گئی، گویا اب خلافت کا مرکز بیت الفضل لندن بن گیا۔ برطانیہ کی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم اللہ کے فضل سے بہت پرانی اور مخلص ہے۔ 1985ء میں یہاں لجنہ کی تعداد بھی اچھی خاصی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنی خلافت کا باقی انیس سال کا عرصہ برطانیہ میں ہی گزارا۔ برطانیہ کی لجنہ اور ممبرات ماشاء اللہ اس وقت بھی بہت چست اور فدائی تھیں۔ لجنہ نے خلافت کے ساتھ اطاعت اور وفاداری کی تاریخی مثالیں قائم کی ہیں۔ کچھ عرصہ لجنہ مرکزیہ کا نظام ربوہ، پاکستان سے ہی چلتا رہا۔ 1989ء میں لجنہ اماء اللہ کا ایک طرح سے نیا

دور شروع ہوا۔

وہ اس طرح کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے مرکزی صدر پاکستان کو پاکستان کی صدر بنا دیا، اور عالمگیر لجنہ کا شعبہ اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اس دور میں لجنہ کا کام بہت زیادہ جوش سے شروع کیا گیا۔

حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جرمنی میں 1992ء میں خواتین سے خطاب میں فرمایا۔ ”میں نے اپنے دور میں جو تحریکیں کی ہیں، ان کے نتیجے میں میں جانتا ہوں کہ اتنی عظیم الشان قربانیاں احمدی خواتین نے کی ہیں، اور خاموشی کے ساتھ کی ہیں، بعض دفعہ ان کے خط پڑھتے ہوئے آنکھوں میں آنسو آجایا کرتے تھے، میں دعا کیا کرتا تھا کہ کاش میری اولاد میں سے بھی ایسی بیٹیاں ہوں۔ جو اس شان کے ساتھ اس پیار کے ساتھ اللہ کے حضور اپنا سب کچھ پیش کر دینے والی ہوں۔“

خلافتِ رابعہ میں تراجم کی طرف خاص توجہ تھی۔ مختلف زبانوں میں لجنہ نے مسلسل رواں ترجمہ کی طرف توجہ دی نوجوان لڑکیوں اور بڑی عمر کی لجنہ نے بھی رواں خطابات اور خطبات کا ترجمہ کرنے میں محنت اور لگن سے مہارت حاصل کی اور جماعت کی خدمت میں لگی رہیں۔ بہت سی کتب، تفسیر القرآن اور قرآن کے جزوی طور پر تراجم کرنے کی سعادت لجنہ کے حصہ میں آئی۔ امریکہ کی خواتین کی ایک ٹیم کو حضور نے دیباچہ تفسیر القرآن کا انڈیکس تیار کرنے کا کام دیا جس کی قیادت عائشہ شریف صاحبہ نے کی، اور ماشا اللہ اس کام کو خلیفہ وقت کی ہدایت اور خواہش کے مطابق پورا کر کے دکھایا۔ پرتگالی زبان میں ایک خاتون محترمہ امینہ صاحبہ (برازیل) نے صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلے میں شاندار کام کرنے کی مثال قائم کی اور پرتگالی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ مکمل کیا جو شائع بھی ہوچکا ہے۔ اس

عظیم کام پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ان خاتون کو پہلی احمدی مشنری خاتون کے لقب سے نوازا۔ لجنہ غانا کے متعلق بھی حضورؒ نے فرمایا کہ ”میں غانا لجنہ کے اس کام سے بہت خوش ہوں بہت عمدگی سے لجنات اور بچوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ خصوصاً غانا میں مشرق سے لے کر مغرب تک یہ کام ہو رہا ہے“ (محسنات صفحہ 53-54) قرآن کریم کے تراجم کے علاوہ رواں خطبات اور خطابات کے تراجم، اردو کلاسز، ہومیوپیتھی کلاسز، ترجمۃ القرآن کلاسز کا انعقاد کر کے حضورؒ نے خواتین کو برابر کا حصہ اور وقت دیا، ہومیو پیتھی کتاب کی تصنیف بھی حضورؒ کے ارشاد پر لجنہ لندن نے کی۔ خلافتِ رابعہ میں وقفِ نو کی تحریک کا اعلان کیا گیا۔ جس میں نوبیاہتا بچیاں اور دیگر خواتین نے جماعت کی ضرورت کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے نئے پیدا ہونے والے بچوں کو وقف نو کی تحریک میں شامل کیا۔ اس تحریک کے ذیل میں سینکڑوں بچیاں وقف نو کی تحریک میں شامل ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ خلافتِ رابعہ کے اور بہت سے احسانات کے ساتھ لجنہ اماء اللہ پر ایک اور بڑا احسان مریم شادی فنڈ کی تحریک کا ہے۔ اس تحریک سے سینکڑوں بچیوں کے جہیز بنائے گئے۔ اللہ کے فضل سے یہ کام ہمیشہ جاری رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے خلیفہ کو اَعلیٰ عِلیّین میں جگہ دے۔

## خلافتِ خامسہ کا تاریخ ساز دور اور لجنہ اماء اللہ

اللہ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ پر دوسری قدرت کے پانچویں مظہر کا سایہ ہے۔ لجنہ

اماء اللہ تمام دنیا میں ایک مضبوط تنظیم بن کر دو سو سے زیادہ ممالک میں پھیل چکی ہے، جو قدم قدم چلتے چلتے ایک ادارہ بن چکی ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی توجہ مسلسل اس ادارے کے ساتھ ہے۔ وہ بچیاں جو خلافتِ رابعہ کی تحریک سے وقف نو بنیں اور بن رہی ہیں ان کی تعداد میں روز افزوں ترقی ہورہی ہے۔ اب ان بچیوں کی ساری ذمّہ داری خلافت خامسہ کے کاندھوں پر ہے۔ مسلسل نظام کے تحت ان سے رابطہ اور انکو آئندہ زندگی کے لئے guide بھی کیا جاتا ہے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور پیشہ کا انتخاب بھی خلیفہ کے مشورے اور اجازت سے کیا جاتا ہے۔ اب تک کی جو تحریکات جاری ہوچکی ہیں، ان کو احسن طریق سے جاری رکھنا اور ترقی دینا بھی حضور انور کے عظیم کاموں میں سے ایک ہے۔ لجنہ اور واقفاتِ نوبچیوں کے رسالہ جات کا اجرا کیا گیا، حضور انور نے لجنہ اور ناصرات کے لئے ترتیل القرآن آن لائن کا اجرا بھی کیا تاکہ دور دراز کے ممالک میں بیٹھی لجنہ مربیان سے ترجمہ اور ترتیل سیکھ سکیں۔ حضور انور نے لجنات کو انفرادی اور ذاتی کتب لکھنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ حوصلہ افزائی بھی فرمائی۔

## حضور انور کا COVID-19 کے دوران
## لجنہ سے رابطہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ اور دنیا بھر کی لجنہ و ناصرات کے ساتھ ہمیشہ سے ہی شفیق باپ والا سلوک رکھا۔ بذریعہ خطوط بھی اور ملاقات بھی، خصوصاً چھوٹی عمر کی لجنہ جن کو اپنی زندگی کے فیصلوں کے لئے خلیفہ وقت کی راہنمائی اور نصائح کی ضرورت ہوتی ہے۔ حضور انور نے COVID-19 کے دنوں میں دنیا بھر کے بیشتر ممالک سے لجنہ و ناصرات کی آن لائن سوال و جواب کی میٹنگز کیں۔ لجنات و ناصرات کے لئے ایسے

حالات میں اپنے پیارے خلیفہ سے ملاقات ایک نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں تھی۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں ”نئی نسل کی تربیت کی ذمے داری ماؤں پر ہوتی ہے۔ بلکہ بچے کی پیدائش سے پہلے ہی یہ ذمے داری شروع ہوجاتی ہے کیونکہ جب بچے کی پیدائش کی امید ہو مائیں اگر اس وقت سے ہی دعائیں شروع کر دیں اور ایک تڑپ کے ساتھ دعائیں شروع کر دیں تو پھر وہ دعائیں اس بچے کی تمام زندگی تک جوانی سے لے کر بڑھاپے تک اس کا ساتھ دیتی ہیں“ (خطاب جلسہ سالانہ ہالینڈ 2004ء) حضور ایدہ اللہ نے لجنہ کے لئے بہت سی تربیتی تحریکات کا اعلان کیا ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

غریب بچیوں کی شادی کے لئے امداد کی تحریک 3 جون 2005ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے غریب بچیوں کی شادی کے اخراجات کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا ”جو لوگ باہر کے ملکوں میں ہیں اپنے بچوں کی شادیوں پر بے شمار خرچ کرتے ہیں۔ اگر ساتھ ہندوستان، پاکستان اور دوسرے غریب ممالک کی بچیوں کے لئے کوئی رقم مخصوص کر دیا کریں تو یہ ایسا صدقہ جاریہ ہو گا جو ان کے بچوں کی خوشیوں کا ضامن ہو گا“

## بد رسوم ترک کرنے کی تحریک

”عورتوں کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے کہ صرف اپنے علاقہ یا ملک کی رسموں کے پیچھے نہ چل پڑیں۔ بلکہ جہاں بھی ایسی رسمیں دیکھیں، جس میں ہلکا سا بھی شرک کا شائبہ ہوتا ہو ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ان کے علاوہ حضور نے لجنہ اماء اللہ کو شادی بیاہ کے موقعہ پر لغویات سے بچنے کی تحریک اور جادو اور ٹونے ٹوٹکے سے بچنے کی تحریکات بھی کیں۔ گزشتہ ربع صدی میں بہت سی مساجد کی تحریک کی گئی ان میں سے چند ایک کا ذکر جارہا ہے۔

# ناروے کی مسجد (بیت النصر)

ناروے میں ایک مسجد کے لئے جگہ خریدی گئی مگر کچھ وجوہات کی بنا پر اس پر کام نہیں ہو رہا تھا۔ حضور نے ستمبر 2005ء کو ناروے میں ایک خطبہ میں احبابِ جماعت کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ ”یاد رکھیں اگر آج آپ نے یہ موقع ضائع کر دیا تو آج نہیں تو کل جماعتِ احمدیہ کی کئی مساجد اس ملک میں بن جائیں گیں۔ لیکن احمدیت کی آئندہ نسلیں اس جگہ سے گزرتے ہوئے اس طرح یاد کریں گیں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں جماعت کو مسجد بنانے کا موقعہ ملا۔ لیکن اس وقت کے لوگوں نے اپنی ذمے داریوں کوادا نہ کیا۔

(الفضل14 فروری 2006ء)

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ کی بات میں اتنا اثر ڈالا کہ ناروے کی لجنہ جو اس وقت محض چار سو کے لگ بھگ ہوگی اور ان میں سے جاب کرنے والی ممبرات کُل تجنید کی نصف سے بھی کم ہو نگیں نے حضور کے اس فرمان کو چیلنج سمجھ کر قبول کیا، ایسے جیسے لجنہ اماء اللہ ناروے کے دل و دماغ میں کرنٹ دوڑ گئی ہو۔ بحیثیت ناروے لجنہ کی ممبر ہونے کے ناطے خاکسار کہ سکتی ہے کہ کون ممبر ہوگی جس نے اپنا زیور نہیں دیا، نو بیاہتا لڑکیوں نے اپنا سارے کا سارا زیور مسجد کے لئے دے دیا، صرف یہی نہیں سال بھر میں مختلف قسم کے پروگرامز کر کے کھانے بنا، بنا کر بیچے۔ لجنہ اماء اللہ کی قربانیاں اور محنتیں رنگ لے آئیں اور 2010ء میں اللہ کے فضل سے مسجد مکمل ہو گئی۔ جس کا افتتاح حضور نے اگست 2010ء میں کیا۔

# برلن کی مسجد اور حضور انور کا لجنہ برلن کو تحریک

12 جنوری 2007ء بروز جمعہ حضور نے برلن کی مسجد خدیجہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ "1923ء میں جب مسجد برلن بنانے کی تحریک کی گئی تھی تو لجنہ اماء اللہ نے رقم جمع کی تھی۔ جب جرمنی کی لجنہ کو یہ علم ہوا کہ پہلی برلن مسجد بنانے کے لئے جو کوشش ہو رہی تھی وہ بھی لجنہ کی قربانیوں سے ہی بننا تھی تو لجنہ جرمنی نے کہا کہ ہم اس مسجد کا خرچ برداشت کریں گیں... اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے... حضور نے مزید فرمایا کہ اس مسجد کا نام مسجد خدیجہؓ رکھا گیا... پس جہاں یہ مسجد احمدی عورت کو قربانی کے اعلیٰ معیار کی طرف توجہ دلانے والی بنی رہے۔ وہاں دُنیا سے بے رغبتی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم کرنے والی بنی رہے"۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا و خلیفہ کو صحت والی عمر عطا کرے آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 3 اگست 2022ء، لندن)

# (10)

# صحابیات رسولؐ کی قربانیاں ممبرات لجنہ کے لئے مشعل راہ

فائقہ بشریٰ
بحرین

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (النحل:98)۔ مرد یا عورت میں سے جو بھی نیکیاں بجا لائے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو اُسے ہم یقیناً ایک حیاتِ طیّبہ کی صورت میں زندہ کردیں گے اور انہیں ضرور اُن کا اجر اُن کے بہترین اعمال کے مطابق دیں گے جو وہ کرتے رہے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

قرآن کریم سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مذہب کی تاریخ میں عورت کا بڑا مقام ہے اور عورت کے قابل تعریف کاموں کی اللہ تعالیٰ نے گواہی دی ہے اور بیان فرمایا ہے اور انہی قابل

تعریف اور اہم کاموں کی وجہ سے عورت کو ان انعامات میں حصہ دار بنایا گیا ہے جن کاموں کی وجہ سے مرد اس کے اجر کے حقدار ٹھہرائے گئے ہیں یا نوازے گئے ہیں۔

(جلسہ سالانہ جرمنی 2018ء کے موقع پر حضور انور کا مستورات سے خطاب)

اگر ہم قرونِ اولیٰ کی عورتوں پر نظر دوڑائیں تو کہیں ہمیں حضرت ہاجرہؑ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ ہمیں کبھی ضائع نہیں کرے گا اپنے بیٹے کی قربانی کرتی نظر آتی ہیں، کہیں حضرت موسیٰؑ کی والدہ اپنے جگر گوشے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے دریا میں ڈالتی ہیں، تو کہیں حضرت مریمؑ کا وسعت حوصلہ ہے ان کو ستایا جاتا ہے ان کے سامنے ان کے بیٹے کو اذیتیں دی جاتیں ہیں۔ قرآن نے ان سب عورتوں کی قربانیوں کا ذکر کیا ہے۔ آنحضورؐ کے زمانے میں بھی صحابیات نے قربانیوں کی اعلیٰ مثالیں قائم کی ان میں قربانی کا جذبہ مردوں سے کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔ اوراقِ تاریخ نے ان کی قربانیوں کو محفوظ کیا ہے۔

ایک عورت رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ مرد ہم سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں کہ وہ جہاد میں شامل ہوں اور ہم نہ ہوں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے تم بھی شامل ہو جاؤ۔ آپؐ نے اس کو انکار نہیں کیا۔ چنانچہ جب وہ شامل ہوئیں اور اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح ہوئی تو باوجود مردوں کے یہ کہنے کے، صحابہ کے یہ کہنے کے کہ اس نے تو جنگ میں اتنا حصہ نہیں لیا جتنا ہم نے لیا ہے اور ہم لڑے ہیں اس لئے اس کو مال غنیمت میں حصہ دینے کی ضرورت نہیں ہے آپؐ نے فرمایا نہیں اس کو بھی مال غنیمت میں حصہ دیا جائے گا۔ پھر اس کے بعد یہ طریق بن گیا کہ مرد جب جہاد پر جائیں تو مرہم پٹی کے لئے عورتیں بھی ساتھ جائیں۔ غرض کہ عورتوں نے باہر نکل کر جہاد بھی کیا اور تمام خطرات کے باوجود مردوں کے ساتھ متفرق ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جہاد میں جاتی بھی تھیں۔ بلکہ

یہ بھی روایات میں آتا ہے کہ فنون جنگ کی بھی انہوں نے تربیت حاصل کی۔

(ماخوذ از قرونِ اولیٰ کی نامور خواتین اور صحابیات کے ایمان افروز واقعات،
انوار العلوم جلد21 صفحہ617-618)

آج صحابیات رسولؐ جو اہلِ بیت میں سے ہیں کی قربانیوں کا ذکر کرنا مقصود ہے، جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ وفاداری، عقیدت و محبت کی حیرت انگیز نظیریں قائم کیں۔ دین کے لیے بڑی قربانیاں پیش کیں، تکالیف برداشت کیں اور محاذ جنگ پر مختلف خدمات سر انجام دیں۔

## حضرت زینب بنت خزیمہؓ

حضرت زینب بنت خزیمہؓ بن حارث ہلالیہ کا تعلق قبیلہ بنی ہلال بن عامر سے تھا۔ آپ نے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور شعب ابی طالب میں محصور ہونے والے مسلمانوں کے ساتھ آپ نے بھی اپنے پہلے شوہر عبیدہ بن الحارث کے ساتھ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

آپ ہجرت مدینہ کے بعد وفات پانے والی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں۔ الٰہی تقدیر کے مطابق انہیں چند ماہ رسول اللہؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ لیکن اس کے باوجود آنحضورؐ کی مزاج آشنا اور کامل فرمانبردار تھیں اور آنحضورؐ کی خاطر ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والی تھیں چنانچہ قبیلہ بنی اسد کی ایک عورت سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضورؐ کی زوجہ حضرت زینب بنت خزیمہؓ کے پاس بیٹھی تھی اور ہم ان کے کپڑے رنگنے کے لیے سرخ مٹی تیار کر رہے

تھے اس دوران آنحضورؐ ان کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔ آپ کپڑے رنگ کرنے کے اہتمام کے لیے رنگنے والی سرخ مٹی دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے دروازے سے ہی واپس تشریف لے گئے۔ حضرت زینبؓ نے یہ دیکھا تو سمجھ گئیں کہ رسول اللہؐ نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت زینبؓ نے پانی لے کر ان کپڑوں کو دھو لیا جس سے تمام سرخ رنگ صاف ہو گیا۔ کچھ دیر بعد آنحضورؐ دوبارہ تشریف لائے، اور کمرے کا جائزہ لیا تو رنگنے والی سرخ مٹی وغیرہ موجود نہیں تھی چنانچہ آپؐ اندر تشریف لے آئے۔

(المعجم الکبیر لطبرانی جلد24 صفحہ57 موصل)

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ فرماتے ہیں:

ایک دفعہ حضرت زینبؓ اپنے کپڑے گیری میں رنگنے لگیں آنحضرتؐ باہر سے تشریف لائے اور کپڑے رنگتے ہوئے دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ حضرت زینبؓ تاڑ گئیں کہ آپؐ کس بات کی وجہ سے واپس تشریف لے گئے ہیں۔ ہادیوں کے گھر میں ہر وقت الٰہی رنگن چڑھی رہتی ہے۔ جس کا ذکر صِبۡغَۃَ اللّٰہِ ۚ وَمَنۡ اَحۡسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبۡغَۃً (البقرہ:139) میں ہے۔ یہ رنگینیاں اس کے مقابل میں کیا چیز ہیں۔ پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ بناوٹ، زیور اور لباس سے خوش نہیں ہوتا بلکہ نیک بیبیوں کی بناوٹ اور زیور ان کے نیک عمل ہیں۔

(خطابات نور صفحہ226)

## حضرت فاطمہؓ

حضرت فاطمہؓ آنحضورؐ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپ کے مقام کے بارے میں

آنحضورؐ نے فرمایا:

فاطمہؓ اِس اُمت کی عورتوں، تمام جہانوں کی عورتوں، بہشت میں جانے والی عورتوں اور ایمان لانے والی عورتوں کی سردار ہیں۔

(ازواج مطہرات و صحابیات صفحہ 293)

فاطمہؓ کی رضا سے اللہ راضی ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

(ازواج مطہرات و صحابیات صفحہ 292)

اسی طرح فرمایا ”فاطمہؓ میرے جسم کا حصہ ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔“

(تذکار صحابیات صفحہ 143)

حضرت فاطمہؓ کو بچپن سے نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ کم سنی میں ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ شفیق باپ کے زیر سایہ زندگی شروع ہوئی تو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے رسول اللہؐ کو دی جانے والی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ کبھی آپ کے گھر کے سامنے کوڑا کرکٹ اور غلاظت پھینک دی جاتی کبھی اپنے والد کے جسم مبارک کو پتھروں سے لہولہان دیکھا تو کبھی مشرکوں نے آپ کے والد بزرگوار کے سر میں خاک ڈال دی۔ مگر اس کم سنی کے عالم میں بھی حضرت فاطمہؓ نڈر ہو کر اپنے بزرگ باپ کی مددگار بنی رہیں۔

ایک دفعہ رسول کریمؐ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل اور اس کے ساتھی بھی صحن کعبہ میں مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ان سرداروں میں سے کسی ظالم نے مشورہ دیا

کہ فلاں محلہ میں جو اونٹنی ذبح ہوئی ہے کوئی جا کر اس کی بچہ دانی اٹھا لائے اور محمدؐ جب سجدہ میں جائیں تو ان کی پشت پر رکھ دے۔ ان میں سے ایک بد بخت عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور اونٹنی کی گند بھری بچہ دانی اٹھا لایا اور دیکھتا رہا جونہی نبی کریمؐ سجدہ میں گئے اس نے غلاظت بھرا وہ بوجھ آپؐ کی پشت پر دونوں کندھوں کے درمیان رکھ دیا۔ رسول کریمؐ سجدہ کی حالت میں رہے بوجھ کی وجہ سے سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں اور آپؐ کی پشت سے وہ غلاظت کا بوجھ ہٹایا۔ تب آپؐ نے سجدے سے سر اٹھایا۔

ایک مرتبہ کسی بد بخت نے آپؐ کے سر پر خاک ڈال دی۔ رسول کریمؐ گھر تشریف لائے۔ آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ مٹی بھرا سر دھوتی اور ساتھ روتی جاتی تھیں۔ رسول اللہؐ انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا: بیٹی! رونا نہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا محافظ ہے۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 277-278)

حضرت فاطمہؓ کو معاشی مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ اس معاشی تنگی کے پیش نظر آپؐ اس نئے جوڑے کو قناعت اور صبر و دعا کی تلقین بھی فرماتے تھے۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو ذکر الٰہی کی طرف توجہ دلا کر سمجھایا کہ خدا کی محبت میں ترقی کرو۔ اللہ خود تمہاری ضرورتیں پوری فرمائے گا۔ تم خدا کو نہ بھولو وہ بھی تمہیں یاد رکھے گا۔ اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؓ کے حالات دیکھ کر ان کے لیے رسول اللہؐ نے یہ دعا بھی کی کہ کبھی ان کو بھوک کی تکلیف نہ آئے۔ فاطمہؓ فرماتی ہیں اس کے بعد کبھی مجھے بھوک کی تکلیف نہیں پہنچی۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 282)

حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بنت ہبیرہ نامی ایک خاتون نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ نبی کریمؐ اپنی لاٹھی سے ان کو ہلاتے جاتے تھے اور فرمانے لگے کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ اللہ تمہارے ہاتھ میں آگ کی انگوٹھیاں ڈال دے؟ اس نے حضرت فاطمہؓ کے پاس آکر اس بات کا شکوہ کیا۔ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ ادھر میں نبی کریمؐ کے ساتھ روانہ ہو گیا، نبی کریمؐ گھر پہنچ کر دروازے کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اجازت لیتے وقت آپؐ کا یہی معمول تھا۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ کے ہاتھ میں سونے کی ایک لڑی تھی اور وہ اس خاتون سے مخاطب تھیں کہ یہ سونے کی لڑی دیکھو جو مجھے ابوالحسن نے تحفہ دیا ہے، دریں اثناء نبی کریمؐ گھر میں داخل ہوئے اور فرمایا، اے فاطمہؓ! بات انصاف کی ہونی چاہیے۔ کل کلاں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمدؐ کی صاحبزادی فاطمہؓ کے ہاتھ میں آگ کی لڑی ہے۔ پھر آپ نے انہیں ملامت کی اور وہاں رکے بغیر ہی واپس تشریف لے گئے۔ تب حضرت فاطمہؓ نے وہ سونے کی لڑی فوراً فروخت کر کے اس کی قیمت سے ایک غلام خریدا اور اسے آزاد کر دیا۔ نبی کریمؐ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپؐ نے خوش ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کا نعرہ بلند کیا اور فرمایا کہ تمام تعریفیں اس اللہ کی ہیں جس نے فاطمہؓ کو آگ سے نجات دی۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 283-284)

حضرت فاطمہؓ نے غزوات میں بھی رسول اللہؐ کے ساتھ شریک ہو کر آپؐ کی خدمت کی توفیق پائی۔ غزوۂ احد میں آنحضورؐ کا چہرہ مبارک زخمی اور لہولہان ہوا تو حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ نے آپؐ کی مرہم پٹی کی۔

# حضرت ام کلثومؓ

اسلام کے ابتدائی مخالفت کے زمانے میں حضرت ام کلثومؓ اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ شعب ابی طالب کی گھاٹی میں رہیں۔ آپ نے یہ اڑھائی تین سال کا عرصہ بہت صبر کے ساتھ گزارا۔

حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ابو لہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ چنانچہ حضورؐ کے اعلان نبوت کے بعد ابو لہب اورام جمیل نے اپنے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو مجبور کیا کہ چونکہ رقیہؓ اور ام کلثومؓ اب بے دین ہو گئیں ہیں اس لیے تم انھیں طلاق دے دو۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 270)

شعب ابی طالب کی مشکلات اور طلاق کی تکلیف کے بعد حضرت ام کلثومؓ کو اپنی والدہ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ آنحضورؐ کی مدینہ ہجرت کے وقت حضرت ام کلثومؓ اپنی بہن حضرت فاطمہؓ کے ساتھ مکہ میں ہی تھیں آپ نے یہ وقت بہت استقلال اور بہادری کے ساتھ گزارا۔ اوراس کے بعد حضورؐ نے اپنے صحابی حضرت ابو رافعؓ اور زید بن حارثہؓ کو مکہ روانہ کیا تاکہ وہ دونوں حضرت ام کلثومؓ، حضرت فاطمہؓ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سعودہؓ کو ہمراہ لے آئیں۔ آپ نے زندگی میں پہلی مرتبہ اتنے لمبے سفر کی مشکلیں برداشت کیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت ام کلثومؓ)

# حضرت رقیہؓ

حضرت رقیہؓ حضرت زینب سے تین سال چھوٹی تھیں۔ حضرت رقیہؓ آنحضورؐ کی اکلوتی صاحبزادی تھیں جنہوں نے اسلام کی پہلی ہجرت کی توفیق پائی۔

رسول اللہؐ کے دعویٰ نبوت سے قبل ابولہب کے بیٹے عتبہ سے حضرت رقیہؓ کا نکاح ہوا لیکن دعویٰ نبوت کے بعد جب آیت تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹے کو کہا اگر تم نے اس (محمدؐ) کی بیٹی کو طلاق نہ دی، تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں۔ چنانچہ اس نے رسول اللہؐ کی صاحبزادی رقیہؓ کو رخصتی سے قبل ہی طلاق دے دی۔

(الطبقات الکبریٰ طبقات ابن سعد جلد8 صفحہ36)

نبوت کے پانچویں سال جب کفارِ مکہ کے مظالم کی وجہ سے پہلی ہجرت یعنی ہجرت حبشہ کا واقعہ پیش آیا اس میں حضرت رقیہؓ نے بھی حضرت عثمانؓ کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ حضرت رقیہؓ بنت محمدؐ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مکہ سے حبشہ ہجرت کی۔ یہ ہجرت 5 نبوی میں ہوئی۔ آنحضرتؐ نے آپ کی حبشہ ہجرت پر فرمایا: ”ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد عثمانؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔“

(تذکار صحابیات صفحہ122)

ہجرت حبشہ میں حضرت رقیہؓ کو جو مصائب برداشت کرنے پڑے اس میں ایک بڑا صدمہ یہ پیش آیا کہ آپؓ کا ایک بچہ اسقاط حمل سے ضائع ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت رقیہؓ کے ایک

اور صاحبزادے عبد اللہ پیدا ہوئے لیکن کم عمری میں فوت ہو گئے۔

(اہل بیت رسولؐ صفحہ 267)

آپؓ اپنے والدین نیز دوسرے گھر والوں سے جدائی کا زخم لئے، دوبارہ ملنے کی امید میں صبر سے وقت گزارتی رہیں۔ مگر 11 رمضان المبارک ہجرت مدینہ سے تین سال قبل حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا پھر مکہ میں دوبارہ حضرت رقیہؓ کو اپنی والدہ کے ساتھ رہنا نصیب نہ ہوا۔

حضرت رقیہؓ کو دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے اسلام کی خاطر قربانیوں کی توفیق پائی، آپ نے صبر و استقامت سے زندگی گزاری، تکالیف کے ساتھ خدائی نصرت اور انعامات آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کا ایک عظیم نشان فرزندگان ابو لہب کی ذلت و خواری تھی جنہوں نے محض آپ کے قبول اسلام کی وجہ سے آپ سے رشتہ توڑا۔ پھر حضرت عثمانؓ سے آپ کا رشتہ جڑا۔ غرض خدا کی راہ میں کی گئی قربانیاں کبھی رائیگاں نہیں جاتیں۔

(ماخوذ از سیرت حضرت رقیہؓ)

## حضرت زینبؓ بنت محمدؐ

حضرت زینبؓ حضرت محمد ﷺ کی سب صاحبزادیوں میں سے بڑی تھیں۔ جب حضورؐ کو نبوت عطا ہوئی تو حضرت زینبؓ نے اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ اور بہنوں کے ساتھ ہی رسول اللہؐ کی تصدیق اور قبولِ اسلام کی سعادت پائی۔

(طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 37)

آنحضرت ﷺ نے حضرت زینبؓ کے متعلق فرمایا یہ میری بیٹیوں میں سے سب سے افضل ہے کیونکہ اس کو میری وجہ سے تکلیفیں پہنچی ہیں۔

حضرت زینبؓ مدینہ ہجرت کے لیے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر روانہ ہوئیں۔ ساتھ ان کے دیور کنانہ بن ربیع بھی تھے۔ جب کفار کو حضرت زینبؓ کی روانگی کی اطلاع ہوئی تو اہلِ مکہ اُن کے پیچھے نکلے اور ذِی طُوٰیٰ میں ان کو گھیر لیا۔ ان میں ایک شخص ہبار بن اسود نامی تھا۔ اس نے حضرت زینبؓ پر حملہ کیا۔ وہ اونٹ سے زمین پر گر پڑیں انہیں سخت چوٹ آئی اور حمل ساقط ہو گیا۔

(ماخوذ از تذکار صحابیات صفحہ117-118)

حضرت زینبؓ نے آخر دم تک اسلام کی خاطر تکالیف برداشت کیں۔ وفات کے وقت وہی زخم تازہ ہو گئے تھے جو واقعہ ہجرت میں انہیں پہنچے تھے۔ آپ کی وفات بھی راہ مولیٰ میں تکالیف کی وجہ سے ہوئی، رسول اللہؐ نے انہیں شہیدہ کا لقب عطا فرمایا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت زینب بنت محمدؐ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صحابیات کے نمونے کو اپنانے کے متعلق عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”تم اپنے مقام کو سمجھو اور اپنے اندر نئی بیداری اور نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ترقی کے لیے بے انتہا مواقع پیدا کیے ہیں۔ تم بھی حضرت عائشہؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی حضرت حفصہؓ کی نقل کرنے کی

کوشش کرو، تم بھی حضرت زینبؓ کی نقل کرنے کی کوشش کرو، تم بھی ان صحابیات کی نقل کرنے کی کوشش کرو جنہوں نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے کار ہائے نمایاں سر انجام دیئے ہیں۔“

(انوار العلوم جلد21 صفحہ592)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نفوس قدسیہ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ یہ نمونے ہم احمدی عورتوں میں بھی نظر آئیں اور ہم قرونِ اولیٰ کی عورتوں کی طرح ہر قربانی کے لیے ہر آن تیار ہوں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 3 اگست 2022ء، لندن)

# (11)
# تنظیم لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور ہماری ذمہ داریاں

### تقریر جلسہ گاہ مستورات جرمنی 2022ء

محمودہ احمد
جرمنی

لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 25 دسمبر 1922ء کو رکھی اور حضرت اماں جانؓ اس کی پہلی پریذیڈنٹ منتخب ہوئیں۔

(الفضل 8/ فروری 1923ء، تاریخ لجنہ اماء اللہ حصہ اول صفحہ66-72)

اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 15 دسمبر 1922ء کو اپنے قلم سے قادیان کی مستورات کے نام ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں سے کچھ حصہ پیش ہے:

”ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے عورتوں میں اب تک اس کا احساس پیدا نہیں ہوا کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے، ہماری زندگی کس طرح صرف ہونی چاہیے جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر کے مرنے کے بعد بلکہ اسی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی وارث ہو سکیں ... علاوہ اپنی روحانی و علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔ چونکہ بڑے ہو کر جو اثر بچے قبول کر سکتے ہیں وہ ایسا گہرا نہیں ہوتا جو بچپن میں قبول کرتے ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی اصلاح بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔“

چودہ خواتین نے دستخط کیے۔ پہلا نام حضرت ام المؤمنین نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کا تھا۔ یہ دستخط کنندگان حضورؓ کے ارشاد پر 25دسمبر 1922ء کو حضرت اماں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کے گھر جمع ہوئیں۔ اس موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانیؓ نے بھی خطاب فرمایا۔ اس میں لجنہ کا قیام عمل میں آیا۔ تنظیم کا نام لجنہ اماءِ اللہ یعنی اللہ کی لونڈیوں کی انجمن تجویز فرمایا۔ آپؓ نے کئی مشورے دیے اور نصیحتیں کیں۔

حضورؓ نے اس تنظیم کے قیام کے اغراض و مقاصد کے بارہ میں کچھ نکات پیش فرمائے جن میں سے چند آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں:

اس امر کی ضرورت ہے کہ عورتیں باہم مل کر اپنے علم کو بڑھانے اور دوسروں تک اپنے حاصل کردہ علم کو پہنچانے کی کوشش کریں۔

اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے لئے ایک انجمن قائم کی جائے تاکہ اس کام کو باقاعدگی

سے جاری رکھا جاسکے۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ قواعد و ضوابط سلسلہ احمدیہ کے پیش کردہ اسلام کے مطابق ہوں اور اس کی ترقی اور اس کے استحکام میں ممد ہوں۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ جماعت میں وحدت کی روح قائم رکھنے کے لئے جو بھی خلیفہ وقت ہو اس کی تیار کردہ اسکیم کے مطابق اور اس کی ترقی کو مدّ نظر رکھ کر تمام کارروائیاں ہوں۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ تم اتحادِ جماعت کو بڑھانے کے لئے ... کوشاں رہو...اور اس کے لئے ہر ایک قربانی کو تیار رہو۔

اس امر کی ضرورت ہے کہ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو اور صرف کھانے، پینے، پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔ اس کے لئے ایک دوسری کی پوری مدد کرنی چاہئے۔ اور ایسے ذرائع پر غور اور عمل کرنا چاہئے۔

اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں کی تربیت میں اپنی ذمہ داری کو خاص طور پر سمجھو اور ان کو دین سے غافل اور بد دل اور سست بنانے کی بجائے چست، ہوشیار، تکلیف برداشت کرنے والے بناؤ۔ اور دین کے مسائل جس قدر معلوم ہوں ان سے ان کو واقف کرو اور خدا، رسولؐ، مسیح موعودؑ اور خلفاء کی محبت، اطاعت کا مادہ ان کے اندر پیدا کرو۔ اسلام کی خاطر اور اس کے منشا کے مطابق اپنی زندگیاں خرچ کرنے کا جوش ان میں پیدا کرو۔اس لئے

اس کام کو بجا لانے کے لئے تجاویز سوچو اور ان پر عمل درآمد کرو۔

(ماخوذ از لجنہ اماء اللہ کی بنیاد اور اس کے شاندار نتائج)

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”لجنہ کی تنظیم کے قیام سے آپ کو، احمدی عورت کو، اللہ تعالیٰ نے وہ مواقع میسر فرمادیئے جہاں آپ اپنے علم اور تجربے سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں کو مزید چمکا سکتی ہیں۔ پس اس موقع سے فائدہ اٹھائیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 19/ جون 2015ء صفحہ20)

حضرت مصلح موعودؓ کی منشا اور خلفائے احمدیت کے مختلف مواقع پر کیے گئے خطابات کی روشنی میں اب ہم اس عظیم کام کو آگے لے کر چلنے کے بارہ میں راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے کہ ہم سے ان پاک ہستیوں نے کیا توقعات رکھی ہوئی ہیں۔

نماز کی ادائیگی ایک مسلمان پر فرض ہے۔ والدین نے نہ صرف خود نمازیں ادا کرنی ہیں بلکہ اپنی گودوں میں پلنے والے بچوں کو بھی نمازی بنانا ہے۔ اس حوالے سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سمجھاتے ہیں کہ:

”نماز پڑھنے کی تلقین کرنا اور نماز پڑھنے کا صحیح طریق سکھانا یہ ماں باپ کا اولین فرض ہے۔ کس طرح کھڑے ہونا ہے، کس طرح نماز میں بیٹھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ بچوں کی انتہائی بچپن میں تربیت کیا کرتے تھے۔ بیشک ذیلی تنظیمیں تربیت کرنے اور اکائی پیدا کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں لیکن اس سے ماں باپ کی ذمہ داریاں کم نہیں ہو گئیں۔

بچوں میں نماز کی عادت راسخ کرنے کا گُر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ یوں بتاتے ہیں:

"اپنی اگلی نسلوں کی تربیت کی کوشش کریں۔ ان کو بار بار یہ بتائیں کہ عبادت کے بغیر تمہاری زندگی بالکل بے معنی اور بے حقیقت، بلکہ باطل ہے ... یہ شعور ہے جسے ہمیں اگلی نسلوں میں پیدا کرنا ہے... جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کو پیار اور محبت کی نظر سے دیکھیں، ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ان کو بتائیں کہ تم جو اٹھے ہو تو خدا کی خاطر اٹھے ہو اور ان سے یہ گفتگو کیا کریں کہ بتاؤ آج نماز میں تم نے کیا کیا؟ کیا اللہ سے باتیں کیں؟ کیا دعائیں کیں؟ اور اس طریق پر ان کے دل میں بچپن ہی سے خدا تعالیٰ کی محبت کے بیج مضبوطی سے گاڑے جائیں گے، یعنی جڑیں ان کی مضبوط ہونگی۔ ان میں وہ تمام صلاحیتیں جو خدا کی محبت کے بیج میں ہوا کرتی ہیں وہ نشوونما پاکر کونپلیں نکالیں گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ جنوری 1997ء مطبوعہ خطبات طاہر جلد 16 صفحہ 39-41)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

پس آپ، جن کے ہاتھ میں مستقبل کی نسلوں کو سنوارنے کی ذمہ داری ہے، آپ کا کام ہے کہ اپنی نمازوں کی بھی حفاظت کریں۔ اپنے آپ کو بھی ایک خدا کی عبادت کرنے و الا بنائیں اور اپنے بچوں کے لئے یہ نیک نمونے قائم کرتے ہوئے ان کی بھی نگرانی کریں کہ ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہورہا ہے (کہ نہیں)۔"

(الفضل انٹرنیشنل 19/ جون 2015ء صفحہ 20)

قرآن کریم جو ہماری ہدایت کا ذریعہ ہے، اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کے سلسلہ میں حضور

اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”قرآن کو غور سے پڑھیں۔ قرآن کریم کی تمام تعلیمات کی پیروی کریں۔ قرآن کو اپنا رہنما بنائیں، اس کی عطا کردہ ہدایات پر توجہ سے عمل کریں، اور یاد رکھیں کہ ہمیں قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی طاقت تب ہی حاصل ہو گی جب ہم اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اپنی بیعت کا حق ادا کرنے والے ہوں گے۔ اگر ایسا نہیں ہو گا تو ہمارے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور ہر وقت قربانی کے لیے تیار رہنے کے دعوے جھوٹے اور بے معنی اور کھوکھلے ہوں گے۔“

(لجنہ اماء اللہ یوکے 12 تا 15 ستمبر 2019ء سالانہ اجتماع)

جماعت احمدیہ کو ایک بات جو تمام باقی مسلمانوں سے ممتاز کرتی ہے وہ ہے خلافت۔ اس کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”آج دنیا میں صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جس کو خلافت کا بابرکت نظام عطا ہوا ہے۔ پس اس کی برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے، اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی دین ہے۔ یہی توحید ہے۔ یہی مرکزیت ہے اور اس کے ساتھ وابستگی میں خدا تعالیٰ کی رضا ہے۔ اس لیے اس نعمت کی قدر کریں۔ خدا کا شکر بجالائیں اور خلیفۂ وقت کے ساتھ ادب، احترام، اطاعت اور وفا اور اخلاص کا تعلق مضبوط تر کرتی چلی جائیں“

(الفضل انٹرنیشنل 28 جنوری 2010ء صفحہ 2)

حضور اقدس مزید فرماتے ہیں:

... ” آج اسلام کا غلبہ خلافت احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اس مقدس و بابرکت نظام کے معین و مددگار بن جائیں اور آنے والی نسلوں کو بھی نظام خلافت کے ساتھ وابستہ کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں۔“

(روزنامہ الفضل 14 مارچ 2014ء)

تبلیغ ہر احمدی کے لئے ایک اہم فریضہ ہے۔ اسلام احمدیت کا پیغام تمام دنیا میں پھیلانے کے لیے احمدی خواتین نے بھی اپنا حصہ ڈالنا ہے۔ اس بارہ میں راہ نمائی فرماتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہاں کی پلی بڑھی بچیاں ہیں، یا پڑھی لکھی عورتیں ہیں، ان کو تو زبان کی آسانی ہے۔ لجنہ کے تبلیغ کے شعبہ کو چاہئے کہ ایسی عورتوں اور بچیوں کی ٹیمیں بنائیں اور ان کو تبلیغ کے لئے استعمال کریں۔ لیکن ایک بات واضح طور پر ذہن میں رکھنی چاہئے کہ لڑکیوں کے تبلیغی رابطے صرف لڑکیوں سے ہونے چاہئیں، عورتوں سے ہونے چاہئیں۔ بعض لوگوں کے رابطے انٹرنیٹ کے ذریعے سے تبلیغ کے ہوتے ہیں اور انٹرنیٹ کے تبلیغی رابطے بھی صرف لڑکیوں اور عورتوں سے رکھیں۔“

(اوڑھنی والیوں کے لئے پھول جلد سوم حصہ دوم صفحہ 29)

## خلفائے احمدیت کی احمدی ماؤں سے توقعات

تربیتِ اولاد والدین، بالخصوص ماؤں کا اہم فریضہ ہے۔ حضور انور فرماتے ہیں:

”کسی بھی قوم کے بنانے یا بگاڑنے میں عورت بہت اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ مستقبل کی نسلیں اس کی گود میں پرورش پا رہی ہوتی ہیں۔“

بچہ کی سب سے اعلیٰ تربیت گاہ اس کی ماں ہے۔ پس اس لئے ماؤں کو بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہماری ساری عورتیں یہ ذمہ داری ادا کرنے والی ہو جائیں بلکہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ”پچاس فیصد بھی ہو جائیں تو نسلوں کی حفاظت کی وہ ضمانت بن جائیں گی۔ ان کے دین کو سنوارنے والی بن جائیں گی۔ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے والی بن جائیں گی۔ اسی طرح اپنی اولاد میں اپنی قوم اور ملک کے لئے قربانی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ماؤں کا کام ہے اور یہ بھی عہد ہے۔ آپ کے عہد میں شامل ہے۔ ان کے ذہنوں کو مکمل طور پر قوانین کی پابندی کے لئے تیار کرنا ماؤں کا کام ہے۔ برائی اور اچھائی میں تمیز پیدا کروانا ماؤں کا کام ہے۔ ملک کی ترقی کے لئے اپنا کردار ادا کرنا، اس کی طرف توجہ دلانا ماؤں کا کام ہے۔“

عفت، پاکدامنی اور معاشرے میں امن و سکون کے حصول کے لئے پردہ بہت ضروری ہے۔ یہ اتنا اہم ہے کہ اس کا حکم قرآن کریم میں ملتا ہے، چنانچہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”... ہر احمدی لڑکی، لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے

معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ یہ سوال یا اس بات پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جِین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2017ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 03 فروری 2017ء صفحہ 6)

"پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی بچی اور ایک احمدی عورت کا ایک تقدس ہے، اس کی حفاظت اس کا کام ہے۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جو دین سے دور لے جانے والا ہو۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے تقدس پر حرف آتا ہو۔"

(الازھار لذوات الخمار جلد سوم حصہ دوم صفحہ 10-11
جلسہ سالانہ برطانیہ 2006ء مستورات سے خطاب)

"... احمدی عورتوں اور بچیوں کو مغربی ممالک میں رہتے ہوئے صرف ایسے فیشن اختیار کرنے چاہئیں جو انہیں غیر اخلاقی حالت اور بے حیائی کی طرف لے جانے والے نہ ہوں۔ ایسے فیشن کی پیروی نہ کریں، ایسے لباس نہ پہنیں جو آپ کے جسم کے خدّ و خال کو ظاہر کرنے والے ہوں... بعض اوقات بچیاں سر کو، یا اپنے بالوں کو، یا بعض اوقات فیشن کی وجہ سے اپنے سینے کو بھی نہیں ڈھانپتیں۔ بعض ایسے کوٹ برقعے کے طور پر پہنتی ہیں جو ان کے جسم کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ پردے کی شرائط کو پورا کرنے والا

کوٹ پہننا چاہیے اور درست طریق سے سر کو سکارف سے ڈھانپنا چاہیے۔ ہمیشہ اتنے بہترین انداز میں لباس پہنیں کہ کسی کو آپ کی حیا داری اور عفّت پر سوال اٹھانے کا بھی موقع نہ ملے۔ آپ کو اپنے پردے پر مان ہونا چاہیے۔

( سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یوکے 12 تا15 ستمبر 2019ء، الفضل17 ستمبر2019ء)

پھر معاشرہ میں کس حد تک مدغم ہونا ہے اور اس سلسلہ میں کس بات کا خیال رکھنا ہے، اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”دین کو ہر معاملے میں دنیا پر مقدم رکھنا آپ کا شعار ہونا چاہیے۔ آپ سب ایک اچھا شہری بننے کی کوشش کرتے ہوئے معاشرے کا صحت مند وجود بنیں۔ اس معاشرے میں Integrate ضرور ہوں، لیکن، اپنی دینی اور اخلاقی اقدار کو نہ بھولیں۔ Integration کا بہترین طریق یہ ہے کہ اس معاشرے کی بہتری کی خاطر کوشاں رہیں۔“

(سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ 2021ء کے اختتامی اجلاس سے
حضورِ انور کا بصیرت افروز خطاب، اور مختصر رپورٹ )

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”ماں باپ کے ظاہر رویّوں اور ایک دوسرے سے سلوک کا اثر بھی بچوں پر ہوتا ہے اور وہ ان کی ظاہری حالت اور اخلاق کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لاشعوری طور پر بچوں پرماں باپ کی دوسری برائیوں اور میلانات کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے اور وہ ان کے میلانات سے اور برائیوں سے اثرلیتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنے اور اپنی برائیوں سے

اگلی نسل کو بچانے کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔"

(الفضل انٹرنیشنل21دسمبر2018ءجلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء مستورات سے خطاب)

فرمایا:

"پھر اس بات کو بھی تربیت کے نقطۂ نظر سے ماں باپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ اور سازگار ہو ...ظاہر و باہر ایک ہو۔ دوعملی نظر نہ آئے۔ پھر ہی بچے صحیح طور پر تربیت حاصل کریں گے۔ سچائی ہو اور ہر معاملے میں قول سدید ہو۔ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے نمونے ظاہر ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل21دسمبر2018ءجلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء مستورات سے خطاب)

ایک اہم بات جس کا ہر ماں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ صرف لڑکیوں کی تربیت پر توجہ نہیں دینی بلکہ لڑکوں کی تربیت کرنی بھی اتنی ہی اہم ہے، چنانچہ حضور اقدس فرماتے ہیں:

"...اگر لڑکے ہیں تو انہیں بتانا ہے کہ شریعت نے تم پر عورت کے حقوق کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ ہر ماں اپنے لڑکے کی، اپنے بچے کی اس طرح تربیت کرے تو بہت سارے مسائل گھروں کے بھی حل ہو جائیں گے کہ عورت کے حقوق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے، شریعت میں تم پر ڈالی ہے، اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا گناہ ہے، تو آئندہ آنے والے احمدی مسلمان مرد، مسلمان عورت کے، بلکہ ہر عورت کے حقوق کے، علمبردار بن جائیں گے...

(الفضل انٹرنیشنل 16دسمبر2016ء صفحہ 4)

ایک دور رس قوم صرف اپنے حال پر ہی نظر نہیں رکھتی بلکہ مستقبل کی منصوبہ بندی ساتھ ساتھ کرتی رہتی ہے۔ دین کے ساتھ جڑے رہنے کے بارے میں حضور اقدس کے پر حکمت الفاظ پیشِ خدمت ہیں:

”وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہو گئی ہے انہوں نے ان شاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے۔ ان کو بھی ابھی سے سوچنا چاہیئے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اور اچھے خاوند ملنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں۔ پس چاہے یہ شادی شدہ عورتیں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں یا لڑکیاں ہیں، اگر سب نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آزادی کے نام پر بے حیائیاں کی جاتی ہیں، جہاں مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا سے بھی دُوری پیدا ہوتی جا رہی ہے، جہاں خدا کے وجود پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے، یا اکثر خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کیا جا رہا ہے، تو پھر نہ آپ کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے، نہ آئندہ نسلوں کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 10/ اکتوبر2014ء صفحہ 2)

جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں اس میں سوشل میڈیا ایک ایسی حقیقت بن گیا ہے جس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بھی بار بار ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”آج کل سوشل میڈیا پر بہت سی بُرائیاں جنم لے رہی ہیں۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ماں باپ کے سامنے خاموشی سے چیٹنگ کررہے ہوتے ہیں۔ پیغامات کا اور تصاویر کا تبادلہ ہورہا ہوتا ہے۔ نئے نئے پروگراموں میں اکاؤنٹ بنالیے جاتے ہیں اور سارا سارا دن فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ پر بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں، مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہونے لگتا ہے اور بچے دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر رکھنے اور انہیں محدود کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے آپ کو ان کے لیے متبادل مصروفیات بھی سوچنا ہوں گی۔ انہیں گھریلو کاموں میں مصروف کریں۔ جماعتی خدمات میں شامل کریں اور ایسی مصروفیات بنائیں جو ان کے لیے اور معاشرہ کے لیے مثبت اور مفید ہوں۔ یہ بڑی اہم ذمہ داری ہے جسے احمدی مستورات نے بجا لانا ہے۔“

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماءاللہ جرمنی 10/جولائی 2016ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنے فرائض ادا کرنے والیاں، خلیفۂ وقت کی توقعات پر پورا اترنے والیاں اور حضور اقدس کے ہر حکم پر لبیک کہنے والیاں بنائے اور خلیفۂ وقت ہمیشہ ہم سے خوش اور راضی ہوں، آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 21تا27/ اکتوبر 2016ء صفحہ6)

عفت، پاکدامنی اور معاشرے میں امن و سکون کے حصول کے لئے پردہ بہت ضروری ہے۔ یہ اتنا اہم ہے کہ اس کا حکم قرآن کریم میں ملتا ہے، چنانچہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں ”... ہر احمدی لڑکی، لڑکے اور مرد اور عورت کو اپنی حیا کے معیار اونچے کرتے ہوئے معاشرے کے گند سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ یہ سوال یا اس بات

پر احساس کمتری کا خیال کہ پردہ کیوں ضروری ہے؟ کیوں ہم ٹائٹ جین اور بلاؤز نہیں پہن سکتیں؟ یہ والدین اور خاص طور پر ماؤں کا کام ہے کہ چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو اسلامی تعلیم اور معاشرے کی برائیوں کے بارے میں بتائیں تبھی ہماری نسلیں دین پر قائم رہ سکیں گی اور نام نہاد ترقی یافتہ معاشرے کے زہر سے محفوظ رہ سکیں گی۔ ان ممالک میں رہ کر والدین کو بچوں کو دین سے جوڑنے اور حیا کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ جہاد کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے اپنے نمونے بھی دکھانے ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ جنوری 2017ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 03/ فروری 2017ء صفحہ 6)

"پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی بچی اور ایک احمدی عورت کا ایک تقدس ہے، اس کی حفاظت اس کا کام ہے۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جو دین سے دور لے جانے والا ہو۔ کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے آپ کے تقدس پر حرف آتا ہو۔"

(الازہار لذوات الخمار جلد سوم حصہ دوم صفحہ 10-11
جلسہ سالانہ برطانیہ 2006ء مستورات سے خطاب)

"... احمدی عورتوں اور بچیوں کو مغربی ممالک میں رہتے ہوئے صرف ایسے فیشن اختیار کرنے چاہئیں جو انہیں غیر اخلاقی حالت اور بے حیائی کی طرف لے جانے والے نہ ہوں۔ ایسے فیشن کی پیروی نہ کریں، ایسے لباس نہ پہنیں جو آپ کے جسم کے خدّ و خال کو ظاہر کرنے والے ہوں ... بعض اوقات بچیاں سر کو، یا اپنے بالوں کو، یا بعض اوقات فیشن کی وجہ سے اپنے سینے کو بھی نہیں ڈھانپتیں۔ بعض ایسے کوٹ برقعے کے طور پر پہنتی ہیں جو ان کے جسم کو ظاہر کرنے والا ہوتا ہے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ پردے کی شرائط کو پورا کرنے والا کوٹ پہننا چاہیے اور درست طریق سے سر کو سکارف سے ڈھانپنا چاہیے۔ ہمیشہ اتنے بہترین

انداز میں لباس پہنیں کہ کسی کو آپ کی حیا داری اور عفّت پر سوال اٹھانے کا بھی موقع نہ ملے۔ آپ کو اپنے پردے پر مان ہونا چاہیے۔

پھر معاشرہ میں کس حد تک مدغم ہونا ہے اور اس سلسلہ میں کس بات کا خیال رکھنا ہے، اس بارہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”دین کو ہر معاملے میں دنیا پر مقدم رکھنا آپ کا شعار ہونا چاہیے۔ آپ سب ایک اچھا شہری بننے کی کوشش کرتے ہوئے معاشرے کا صحت مند وجود بنیں۔ اس معاشرے میں Integrate ضرور ہوں، لیکن، اپنی دینی اور اخلاقی اقدار کو نہ بھولیں۔ Integration کا بہترین طریق یہ ہے کہ اس معاشرے کی بہتری کی خاطر کوشاں رہیں۔“

(سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ 2021ء کے اختتامی اجلاس سے
حضورِ انور کا بصیرت افروز خطاب، اور مختصر رپورٹ )

ماں باپ کے ظاہر روّیوں اور ایک دوسرے سے سلوک کا اثر بھی بچوں پر ہوتا ہے اور وہ ان کی ظاہری حالت اور اخلاق کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح لاشعوری طور پر بچوں پر ماں باپ کی دوسری برائیوں اور میلانات کا بھی اثر ہو رہا ہوتا ہے اور وہ ان کے میلانات سے اور برائیوں سے اثر لیتے ہیں۔ اس لئے ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنے اور اپنی برائیوں سے اگلی نسل کو بچانے کے لئے کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

پھر اس بات کو بھی تربیت کے نقطۂ نظر سے ماں باپ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ گھر کا ماحول ایسا پاکیزہ اور سازگار ہو ...ظاہر و باہر ایک ہو۔ دو عملی نظر نہ آئے۔ پھر ہی بچے صحیح طور پر تربیت حاصل کریں گے۔ سچائی ہو اور ہر معاملے میں قول سدید ہو۔ دین کو دنیا پر

مقدم رکھنے کے نمونے ظاہر ہوں۔

ایک اہم بات جس کا ہر ماں کو خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ صرف لڑکیوں کی تربیت پر توجہ نہیں دینی بلکہ لڑکوں کی تربیت کرنی بھی اتنی ہی اہم ہے، چنانچہ حضور اقدس فرماتے ہیں ”...اگر لڑکے ہیں تو انہیں بتانا ہے کہ شریعت نے تم پر عورت کے حقوق کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ ہر ماں اپنے لڑکے کی، اپنے بچے کی اس طرح تربیت کرے تو بہت سارے مسائل گھروں کے بھی حل ہو جائیں گے کہ عورت کے حقوق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے، شریعت میں تم پر ڈالی ہے، اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا گناہ ہے، تو آئندہ آنے والے احمدی مسلمان مرد، مسلمان عورت کے، بلکہ ہر عورت کے حقوق کے، علمبردار بن جائیں گے۔

(الفضل انٹر نیشنل 16/دسمبر2016ء صفحہ 4)

ایک دور رس قوم صرف اپنے حال پر ہی نظر نہیں رکھتی بلکہ مستقبل کی منصوبہ بندی ساتھ ساتھ کرتی رہتی ہے۔ دین کے ساتھ جڑے رہنے کے بارے میں حضور اقدس کے پر حکمت الفاظ پیشِ خدمت ہیں:

”وہ نوجوان بچیاں جو بلوغت کی عمر کو پہنچ رہی ہیں اور جن کی عقل اور سوچ پختہ ہو گئی ہے انہوں نے ان شاء اللہ تعالیٰ مائیں بھی بننا ہے۔ ان کو بھی ابھی سے سوچنا چاہئے کہ ان کا مقام کیا ہے اور ان پر کس قسم کی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں۔ جہاں انہیں نیک نصیب ہونے اور اچھے خاوند ملنے کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں وہاں انہیں ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار کرنا چاہئے جو مستقبل میں ان پر پڑنے والی ہیں۔ پس

چاہے یہ شادی شدہ عورتیں ہیں، بچوں کی مائیں ہیں یا لڑکیاں ہیں، اگر سب نے اپنی ذمہ داری کو نہ سمجھا تو ایسے ماحول میں رہتے ہوئے جہاں آزادی کے نام پر بے حیائیاں کی جاتی ہیں، جہاں مذہب کو نہ سمجھنے کی وجہ سے خدا سے بھی دُوری پیدا ہوتی جا رہی ہے، جہاں خدا کے وجود پر شکوک و شبہات کا اظہار کیا جا رہا ہے، یا اکثر خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کیا جا رہا ہے، تو پھر نہ آپ کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے، نہ آئندہ نسلوں کے دین سے جڑے رہنے کی کوئی ضمانت ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 10/اکتوبر2014ء صفحہ 2)

پیاری بہنو! جس دور میں سے ہم گزر رہے ہیں اس میں سوشل میڈیا ایک ایسی حقیقت بن گیا ہے جس کی نفی نہیں کی جا سکتی۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں بھی بار بار ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ”آج کل سوشل میڈیا پر بہت سی بُرائیاں جنم لے رہی ہیں۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں ماں باپ کے سامنے خاموشی سے چیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ پیغامات کا اور تصاویر کا تبادلہ ہو رہا ہوتا ہے۔ نئے نئے پروگراموں میں اکاؤنٹ بنا لیے جاتے ہیں اور سارا سارا دن فون، آئی پیڈ اور کمپیوٹر وغیرہ پر بیٹھ کر وقت ضائع کیا جاتا ہے۔ اس سے اخلاق بگڑتے ہیں، مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہونے لگتا ہے اور بچے دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھوں سے نکل جاتے ہیں۔ ان ساری باتوں پر نظر رکھنے اور انہیں محدود کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے آپ کو ان کے لیے متبادل مصروفیات بھی سوچنا ہوں گی۔ انہیں گھریلو کاموں میں مصروف کریں۔ جماعتی خدمات میں شامل کریں اور ایسی مصروفیات بنائیں جو ان کے لیے اور معاشرہ کے لیے مثبت اور مفید ہوں۔ یہ بڑی اہم

ذمہ داری ہے جسے احمدی مستورات نے بجا لانا ہے۔“

(پیغام برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماءاللہ جرمنی 10/جولائی 2016ء)

آخر میں لجنہ اماء اللہ کی سو سالہ جوبلی جو ہم منانے جا رہے ہیں، اس حوالہ سے لجنہ اماء اللہ جرمنی کی ایک عاملہ ممبر کے ایک سوال کے جواب میں حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو جواب ارشاد فرمایا، وہ پیشِ خدمت ہے۔ فرمایا” اصل چیز یہ ہے کہ سو سال پورے ہونے پہ آپ کی لجنہ کی ہر ممبر جو ہے وہ سو فیصد، اور ناصرات کی ہر ممبر سو فیصد جماعتی معاملات میں involve ہونی چاہیے، جماعتی تعلیم پہ عمل کرنے والی ہونی چاہیے۔ سو فیصد جو ہے اللہ تعالیٰ کی صحیح عبادت گزار ہونی چاہیے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی اور اس پہ عمل کرنے والی ہونی چاہیے۔ جماعت کے ساتھ اس کا مضبوط تعلق ہونا چاہیے۔ یہ سب بنیادی چیزیں ہیں... اصل تو چیز یہ ہے کہ اس سو سال میں ہمیں کوئی شخص انگلی اٹھا کر یہ نہ کہے کہ سو سال تو پورے ہو گئے، جوبلیاں منا رہے ہیں ... ان کے ایمان ایسے ہیں کہ قرآن کریم کا حکم ہے حیا دار لباس کا، ان کے حیا دار لباس نہیں ہوتے۔ قرآن کریم کا حکم ہے پردے کرنے کا، ان کے پردے بھی صحیح نہیں ہیں۔ قرآن کریم کا حکم ہے اللہ کے حق ادا کرنے کا، وہ تو بہت ساری ایسی ہیں جو حق ادا نہیں کر رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے بندوں کے حقوق ادا کرنے کا، اس میں بہت ساری ایسی ہیں جو بندوں کے حقوق ادا نہیں کر رہیں۔ تو اگر ہماری اکثریت، یا نصف بھی، پوری طرح عمل نہیں کر رہی ان چیزوں پہ جو بنیادی چیزیں ہیں اسلام کی تعلیم کی، تو پھر سو سالہ جوبلیاں منانے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ تو اصل میں یہی ہے کہ سو سال پورے ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمانوں کی مضبوطی کا بھی جائزہ لیں۔ اس کے لئے بھی

ایک سکیم بنائیں۔“

(نیشنل عاملہ لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ virtual ملاقات
بتاریخ 27 مارچ 2021ء لجنہ Sonder Infopost)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں اپنے فرائض ادا کرنے والیاں، خلیفۂ وقت کی توقعات پر پورا اترنے والیاں اور حضور اقدس کے ہر حکم پر لبیک کہنے والیاں بنائے اور خلیفۂ وقت ہمیشہ ہم سے خوش اور راضی ہوں، آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 ستمبر 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

”اگر لڑکے ہیں تو انہیں بتانا ہے کہ شریعت نے تم پر عورت کے حقوق کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ ہر ماں اپنے لڑکے کی، اپنے بچے کی اس طرح تربیت کرے تو بہت سارے مسائل گھروں کے بھی حل ہو جائیں گے کہ عورت کے حقوق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے، شریعت میں تم پر ڈالی ہے، اور اس ذمہ داری کو ادا نہ کرنا گناہ ہے، تو آئندہ آنے والے احمدی مسلمان مرد، مسلمان عورت کے، بلکہ ہر عورت کے حقوق کے، علمبردار بن جائیں گے“

# (12)
# اس ایک عورت سا اس زمیں پر مقام پانا کمال یہ ہے

**عائشہ صدیقہ**

برنگِ مریم لباسِ تقویٰ سے تن سجانا کمال یہ ہے
سو ''اماں جاں'' کی نصیحتیں حرزِ جاں بنانا کمال یہ ہے

ہے ناز اس پر کہ لجنہ ممبر ہوں اور ہوں اک خدا کی لونڈی
سو عہدِ لجنہ کا پاس رکھنا، اسے نبھا نا کمال یہ ہے

امام مہدیؑ سے عہدِ بیعت جو باندھ رکھا ہے اس کی خاطر
جو دس شرائط ہیں یاد کرنا، نہ پھر بھلانا، کمال یہ ہے

خلافتوں سے محبتوں کا بس ایک دعویٰ نہ ہو ہمارا
جو حکم معروف دیں اسے دل سے مان جانا کمال یہ ہے

بہت سے رسم و رواج ہیں جو بگاڑ دیتے ہیں دین کو بھی
سو ایسے طوقوں کو توڑ کر گردنیں چھڑانا کمال یہ ہے

خدا کے تقویٰ کی تنگ راہوں کو ڈھونڈنا اور انہی پہ چلنا
پھر اپنے سجدوں میں عاجزی کا ہنر جگانا کمال یہ ہے

وہ بنتِ بوبکر عائشہ ایک شاہزادی تھی تختِ دیں کی
اس ایک عورت سا اس زمیں پر مقام پانا کمال یہ ہے

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 ستمبر 2022ء، لندن)

# (13)
# اللہ کی خادمائیں ہیں لجنہ کی ممبرات

## صدسالہ جوبلی لجنہ کی مناسبت سے خراج تحسین

اطہر حفیظ فراز

اللہ کی خادمائیں ہیں لجنہ کی ممبرات
ہر لمحہ ساتھ ساتھ ہیں احمد کی ناصرات
عشق و وفا کے جام سے سرشار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

ہم نے گھٹن کے دور کو خوشحالیاں بھی دیں
کنگن اتارے ہاتھ سے اور بالیاں بھی دیں
فضل و کرم کی ، رحم کی حقدار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

سو سالہ جِد وجہد کی روداد پیش ہے
پھر جان و مال و وقت اور اولاد پیش ہے
وارے خدا کی راہ میں گھر بار، آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

ہم نےجوان بھائی اور بیٹے گنوائے ہیں
اپنے سہاگ وار کے پرچم اٹھائے ہیں
عقبیٰ خریدنے ترے بازار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

صوم و صلوۃ قیمتی گہنا ہے مرشدی
ہم نے مسابقت میں ہی رہنا ہے مرشدی
ہم ہو کے آج برسرِپیکار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

ہم جوبلی کے دور سے گزریں گی اس طرح
حمد و ثنا کے وِرد سے نکھریں گی اس طرح
فتح و ظفر کی بن کے علمدار آ گئیں
دینِ خدا کی مونس و غمخوار آ گئیں

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 9 ستمبر 2022ء، لندن)

# ناصرات الاحمدیہ

# ناصرات الاحمدیہ کا عہد

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ
وَ اَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ ان شاء اللّٰہ

# (1)
# ناصرات الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

ناصرہ احمد
کینیڈا

ربّ ذوالجلال کا بے انتہا احسان اور فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی مضبوط و مربوط جماعت سے نوازا کہ جو تنظیمی ڈھانچے کے لحاظ سے موتیوں کی ایک لڑی میں خوبصورتی سے پروئی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر بچہ جونہی ماں کی گود سے باہر کی دنیا سے متعارف ہوتا ہے تو جماعت کی تربیتی تنظیمیں اسے ایک باعمل انسان اور باوقار شہری بنانے کے لیے اپنی دینی و دنیاوی تربیت گاہ کا فرض ادا کرتے ہوئے ایک ماں کی طرح اپنی گود میں بھر لیتی ہیں کیونکہ بچے سب کے سانجھے ہوتے ہیں۔ ایک پرانی کہاوت ہے کہ ایک بچے کی اچھی تربیت صرف ماں باپ ہی نہیں بلکہ سارا گاؤں مل کر کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس کی دو بیٹیاں ہوں اور وہ ان کی بہترین تعلیم و تربیت کرے وہ اور میں جنت میں ایسے ساتھ ہوں گے، پھر آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ دوسری انگلی کھڑی کر کے اشارہ کر کے کہا کہ ایسے۔ اتنی بڑی خوش خبری صرف

بیٹیوں کے ماں باپ کو ہی سنائی گئی ہے وہ اس لیے کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے لیے جو روشنی کا پیغام لے کر آئے تھے اس نے عورت کو اس کا اصل مقام دیا اور ماں باپ کو اپنے فرائض ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اپنی اولاد خصوصاً لڑکیوں کے ساتھ بہترین برتاؤ اور اچھی تربیت دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ آج کی کونپلیں کل کی آنے والی نسلوں کی درس گاہیں ہوں گی اور بچوں کی ابتدائی عمر میں ان کا ذہن خالی سلیٹ کی مانند ہوتا ہے جو کچھ اس میں ڈالا جائے گا پتھر کی لکیر کی طرح ان کے ذہنوں پر منقش ہو گا وہ زندگی بھر باقی رہے گا۔ جب معمار پہلی اینٹ ہی ٹیڑھی رکھے گا تو ساری عمارت ہی ٹیڑھی ہو گی اسی لیے حضرت مصلح موعودؓ نے 1944ء میں فرمایا کہ اگر پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کرلو تو دنیا میں اسلام کی فتح یقینی طور پر مقدر ہو گی۔ پھر آپؓ نے فرمایا کہ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے از حد ضروری ہے اس کے لئے ان کی آواز بلند عزم اور طاقت سے بھرپور ہونی چاہئیے، ان کی آواز میں نرمی اور ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے۔

## ناصرات الاحمدیہ کا آغاز، تعارف، قیام، ایک خواب سے حقیقت تک کا سفر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ المصلح الموعود نے جماعتی تنظیمات کی داغ بیل ڈال کر جماعت احمدیہ پر ایک عظیم احسان کیا۔ آپؓ نے عورتوں کی فلاح و بہبود نیز دینی ودنیاوی تعلیم میں ترقی دینے کے خیال سے جماعت کی ذیلی تنظیم لجنہ اماء اللہ کی بنیاد 15 دسمبر 1922ء کو ڈالی جس کی پہلی صدر حضرت سیدہ ام ناصرؓ (حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نامزد ہوئیں۔ اس طرز کی تنظیم کا خواب و خیال ہی اس وقت کی عورت کے لیے بہت دور کی کوڑی لانے کے مترادف تھا۔ لجنہ اماءاللہ کے قیام نے احمدی عورتوں میں علم اور عمل کے میدان میں ایک دوسرے سے بڑھ کر سبقت لے جانے کا وہ جذبہ پیدا کیا کہ انہیں دیکھ کر جماعت احمدیہ کی

چھوٹی بچیوں کے دل میں نیکی کے میدانوں کو عبور کرنے کے خیالات اور اپنی علیحدہ تنظیم بنانے کی عملی خواہش نے جنم لینا شروع کردیا۔ اس بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی امۃالرشید صاحبہ فرماتی ہیں کہ لجنہ اماء اللہ کے قیام کے کچھ سالوں کے بعد ناصرات الاحمدیہ کی بنیاد ڈالی گئی جو کہ سات سے پندرہ سال تک کی بچیوں کی تنظیم ہے۔ جب لجنہ اماء اللہ کی تنظیم قائم ہوئی اور ان کے اجلاسات ہوتے تھے تو ہم بچیاں باہر کھیلتی رہتی تھیں۔ ایک دن میں نے ان کو اکٹھا کیا۔ اندر کمرے میں لجنہ کا اجلاس ہو رہا تھا میں نے باہر تخت پوش پر سب بچیوں کو بٹھایا اور کہا آؤ ہم بھی اجلاس کرتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے ہمیں دیکھا تو پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ میں نے کہا ہم چھوٹی لجنہ ہیں اور ہم اپنا اجلاس کر رہی ہیں۔ آپؓ بہت خوش ہوئے اور ہمیں ”ناصرات الاحمدیہ“ کا نام دیا جس کے لغوی معنی ”احمدیت کی مددگار بچیاں“ ہیں۔ ابتدائی طور پر جولائی 1928ء میں صاحبزادی امۃ الحمید صاحبہ بنت حضرت مرزا بشیر احمدؓ کی کوشش سے چھوٹی لجنہ قائم ہوئی اور کچھ عرصہ بعد صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی تحریک پر ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم کی بنیاد پڑی۔ چوہدری خلیل احمد ناصر صاحب سابق انچارج احمدیہ مشن امریکہ کا بیان ہے کہ، صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ نے مجھ سے ایک سے زائد مرتبہ کہا کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی طرز پر احمدی لڑکیوں کی تنظیم قائم ہونی چاہیئے۔ چنانچہ باہم مشورہ کے بعد طے پایا کہ صاحبزادی موصوفہ ایک خط کے ذریعہ سے حضورؓ سے سفارش کریں اور یہ بھی گذارش کریں کہ اس تنظیم کا نام بھی حضور خود تجویز فرمائیں۔ اس خط کا مسودہ تیار کرنے میں خاکسار کو خدمت کا موقع ملا۔ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ کی کوششوں سے ہی ”ناصرات الاحمدیہ“ جو کہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کا ہی ایک حصہ ہے کی بنیاد پڑی اس تنظیم کے مقاصد میں یہی شامل ہے کہ ایک بچی جب پندرہ سال کی عمر تک پہنچ کر لجنہ اماء اللہ کا حصہ بنے تو اس کی بنیادی

تربیت اس درجہ تک ہو کہ بالغ عمری میں وہ عورتوں کی دینی اور دنیاوی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرے اور معاشرے میں ان کے کھوئے گئے حقوق کے حق میں آواز بھی بلند کرے اوراپنے کردار اور عمل سے ان کو ان کا وہ مقام و مرتبہ جو اسلام نے انہیں عطاء کیا ہے یاد دلائے۔ اس تنظیم کی سربراہ ملکی اور مقامی سطح پر سیکرٹری ناصرات کہلاتی ہے۔ ایک ناصرہ پندرہ سال کی شعوری عمر تک اپنی تنظیم سے منسلک رہنے کی تربیت پا کر وہ لجنہ اماء اللہ کی تنظیم میں قدم رکھ دیتی ہے۔

ناصرات الاحمدیہ عمر کے لحاظ سے تین درجوں میں منقسم ہے۔

1. سات سے دس سال کی بچیاں۔ قانتات، فرماں برداری اختیار کرنے والیاں۔
2. دس سے بارہ سال کی بچیاں۔صادقات، سچ اور حق کا ساتھ دینے والیاں۔
3. بارہ سے پندرہ سال کی بچیاں۔ محصنات، نیکیوں میں آگے بڑھنے والیاں۔

## ناصرات الاحمدیہ کا نصب العین (Motto)

(Modesty) اپنے لباس، رہن سہن اور آداب زندگی میں ”شائستگی“ اختیار کرنا ہے۔

بخاری کی حدیث میں آیا ہے کہ شائستگی اختیار کرنا ایمان کا حصہ ہے۔

## ناصرات الاحمدیہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنے مذہب، قوم اور وطن کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار رہوں گی اور سچائی پر ہمیشہ قائم رہوں گی۔ ان شاء اللہ

1945ء میں باقاعدہ تنظیم کا آغاز ہوا اور صاحبزادی طیبہ صدیقہ بیگم صاحبہ پہلی سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مقرر ہوئیں۔ 1955ء میں محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ سیکرٹری ناصرات مقرر ہوئیں کام کو آگے بڑھایا اور سال بھر کا مقررہ نصاب وضع کیا گیا۔ بیرونی مقامات اور ربوہ میں اس پر عمل کرنے کے لئے بذریعہ دورہ جات، خطوط، اعلانات، مصباح و الفضل و سرکلر توجہ دلائی جاتی رہی۔ متعدد مقامات پر ناصرات الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا اور کئی جگہ احیاء کیا گیا۔ اجلاسوں کے لیے تفصیلی پروگرام مقرر کیا گیا جس کی اہم شقیں یہ تھیں۔

- **تلاوت:** قرآن کریم کی تلاوت ہر بچی کے لیے لازمی تھی اور قرآن کریم کا شروع سے آخر تک دور مکمل کیا جائے اور غلطیوں کی درستی کی جائے۔
- **نظم:** درثمین اور کلام محمود سے نظمیں پڑھی جائیں اور ان کے معنی بتائیں جائیں۔
- **کہانی:** حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے واقعات کہانی کے رنگ میں سنائی جائیں۔
- **تقاریر:** سادہ اور عام فہم انداز میں مختلف عناوین پر زبانی تقاریر کروائی جائیں۔
- **سوال و جواب:** آسان اور دلچسپ رنگ میں سوالات اور ان کے جوابات بتائے جائیں۔
- **امتحانات:** مقررہ نصاب میں سے کچھ حصہ مقرر کر کے اس کا امتحان لیا جائے مثلاً نماز سادہ و باترجمہ، چہل احادیث، ادعیۃ الرسول ﷺ کی مسنون دعائیں، درثمین، کلام محمود کی نظمیں، اور سیرت حضرت مسیح موعودؑ و مصلح موعودؓ۔

- یوم مسیح موعود، یوم مصلح موعود اور سیرۃ النبی ﷺ کے جلسے منعقد کروائے گئے۔

## ناصرات الاحمدیہ کے سالانہ اجتماعات کا آغاز

1958ء میں ناصرات الاحمدیہ کی سیکرٹری صاحبزادی امۃالباسط صاحبہ مقرر ہوئیں اور کام کو منظم کیا گیا اور سات حلقہ جات بنائے گئے۔ ناصرات الاحمدیہ نے دوسرے شعبہ جات میں بھی نمایاں ترقی کی اور اسی سال ناصرات الاحمدیہ کا کام نصرت گرلز اسکول کے سپرد کیا گیا جنہوں نے صاحبزادی امۃالباسط صاحبہ کی نگرانی میں نمایاں کام کیا۔

## ناصرات الاحمدیہ کا پہلا اجتماع

تاریخ لجنہ اماء اللہ جلد دوم میں رقم ہے کہ 1955ء میں محترمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ مقرر ہوئیں تو آپ کی تحریک پر مسجد احمدیہ دہلی دروازہ لاہور میں ناصرات الاحمدیہ کا پہلا اجتماع پاکستان بننے کے بعد منعقد ہوا چونکہ یہ اجتماع کا پہلا موقع تھا اس لیے موصوفہ نے دو دن قبل لاہور تشریف لا کر اپنی نگرانی میں ساری تیاری کروائی اور پروگرام مرتب کیا۔ اس اجتماع میں ناصرات الاحمدیہ کے تلاوت، نظم، اور تقریری مقابلوں کے علاوہ عام دینی معلومات کا بھی امتحان لیا گیا۔

1955ء میں جب ناصرات کا کام باقاعدگی کے ساتھ شروع ہو گیا تو جلسوں اور عام دینی معلومات کے مقابلوں میں بچیوں کی غیر معمولی حاضری اور دل چسپی اور شوق کو دیکھ کر فیصلہ کیا گیا کہ ان کا سالانہ اجتماع منعقد کیا جایا کرے۔ فیصلہ کیا گیا کہ 1956ء میں سالانہ امتحانوں کے بعد اجتماع منعقد ہو لیکن امتحانات کی طوالت کے باعث یہ اجتماع اکتوبر میں منعقد ہو

سکا۔ اس اجتماع کی تیاری اور انتظامی امور کی سر انجام دہی میں محترمہ سیّدہ نصیرہ بیگم، محترمہ بیگم صاحبہ مرزا عزیز احمد صاحب، محترمہ بیگم صاحبہ مرزا منور احمد صاحب، محترمہ امۃالرشید شوکت صاحبہ، محترمہ استانی حمیدہ صابرہ صاحبہ نے تعاون کیا اور خاص مشورے دیئے۔ ناصرات کے لیے محلے دار بیٹھنے کی جگہ مقرر کی گئی۔ سب بچیوں کے لیے سفید یونیفارم اور دوپٹوں کے مختلف رنگ مقرر کئے گئے۔ اور ہر حلقے کا الگ الگ جھنڈا بنوایا گیا۔ تلاوت، نظم، اور تقریری مقابلوں کے ساتھ کھیلوں کے مقابلے کروائے گئے۔ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ نے آخر میں انتظامات پر خوشنودی کا اظہار فرماتے ہوئے ناصرات سے خطاب میں عام فہم انداز میں بچیوں میں اطاعت و فرماں برداری کی روح پیدا کرنے کی اہمیت واضح فرمائی اور دعا فرمائی۔ دارالامان ربوہ مرکزیہ میں ہونے والا یہ پہلا اجتماع تھا۔

## ہیں دیں کی ناصرات ہم، بہار کائنات ہم

جماعت احمدیہ کی آغوش میں پل کر بڑی ہونے والی ہر بچی کے بچپن کی حسین یادیں ”ناصرات الاحمدیہ“ کے جلسے، اجتماعات، علمی و دینی اور کھیلوں کے مقابلہ جات کے ساتھ جڑی ہوتی ہیں۔ ان بچیوں کی دینی تعلیم، تربیت، کردار، شخصیت کے اٹھان اور اعتماد میں بلا شبہ ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم کا ایک بڑا ہاتھ ہوتا ہے جو ان کی ساری زندگی کے بقیہ ادوار میں نظر آتا ہے۔ بچپن سے ہی اطاعت کے جذبے کے ساتھ جماعتی نظام میں تربیتی امور کی ٹریننگ حاصل کرنے کی وجہ سے لجنہ اماء اللہ میں پہنچنے تک ان کی شخصیت میں اعتماد اور وقار پیدا ہو جاتا ہے۔ خاکسار کو خود یہ تجربہ ہے کہ اپنے بچپن سے لڑکپن تک کے زمانہ میں ناصرات الاحمدیہ کے دینی علمی مقابلہ جات، اجلاسات میں تقاریر کی وجہ سے جو اعتماد عطا ہوا وہ اس تنظیم سے جڑے رہنے کے بغیر ناممکن تھا، بلکہ اسکول میں اکثر اوقات فوری

طور پر بھی اسکول کی اسمبلی میں تقاریر کے لیے کھڑا کر دیا جاتا اور کہا جاتا کہ احمدی بچیوں کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ چھوٹی کلاس میں ہی ربوہ میں اجتماع پر گئی تو واپس آنے کے بعد اس موقع پر کی گئی تقریر ٹیچر نے کلاس میں کھڑا کر کے ساری جماعت کو سنوائی اور خوب شاباش دی۔مجھے یاد ہے کہ میری تقریر کا عنوان ’’پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی‘‘ کے بارے میں تھا جو کہ زبانی فر فر یاد تھی۔ یہ جرأت، اعتماد، اور دین کے لیے کچھ بھی کر گزرنے کا جذبہ بلا شبہ ناصرات الاحمدیہ کی تربیت کا مرہون منت تھا۔ چھوٹی چھوٹی بچیوں میں جماعت کے ہر کام کے لیے ایک جوش اور جذبہ ہر وقت موجزن رہتا چاہے وہ چندہ اکھٹا کرنا ہو یا جماعتی پیغام رسانی کا کام ہو، ہر آواز کے لیے سب ہر وقت لبیک کہنے کو تیار رہتیں۔ صدر لجنہ اماء اللہ کھاریاں محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ (اپنے دور کی عالم اور بے نفس خدمت دین کرنے والی خاتون تھیں) کبھی لڑکیو ں کو باری باری بغیر کسی تیاری کے اجلاس میں نظم، تقریر، تلاوت کرنے کا ارشاد بھی فرما دیتیں جو ہم سب فوراً سے پورا کر دیتیں۔ اس طرز طریق سے ہم سب میں بلا کا اعتماد آ گیا کہ فی البدیہہ تقا ریر میں بھی ہم ما ہر ہو گئیں۔یہ حکمت اسی مقصد کے تحت اختیار کی جاتی تھی کہ بولنے میں بلا جھجک مہارت حاصل ہو جائے۔

ناصرات الاحمدیہ کے عہد میں پہلی ترجیح یہ ہے کہ ’’اپنے مذہب ملک اور قوم کی خاطر کسی قربانی سے دریغ نہیں کروں گی‘‘

ناصرات الاحمدیہ نے ہمیشہ لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ ہر کام میں تعاون اور ہر مقصد کو پانے کے لیے اپنے وقت اور مال کی قر بانی پیش کی ہے اور کرتی رہے گی، ان شاء اللہ۔ مسجد مبارک ہیگ ہالینڈ، مسجد خدیجہ برلن، مسجد نصرت جہاں کوپن ہیگن، مسجد فضل لنڈن اس بات کی گواہ رہیں گی کہ ان کی تعمیر میں لجنہ اماء اللہ کے شانہ بشانہ جماعت احمدیہ کی ننھی

کلیوں ناصرات الاحمدیہ کی پاکٹ منی اور عیدیوں کا حصہ شامل ہے۔ ہر قربانی اپنے ساتھ پھل پھول لاتی ہے جماعت احمدیہ کی یہ چھوٹی کلیاں جن کے ابھی کھیلنے اور کھانے کے دن ہوتے ہیں اپنے عہد کے ان بڑے الفاظ اور بڑی ذمہ داریوں کو جب مل کر دہراتی ہیں کو وہ اپنی آئندہ آنے والی زندگی کے اعلیٰ مقاصد کے نصب العین کا تعین کر رہی ہوتی ہیں اور یہ اعلیٰ مقاصد انہیں سوسائٹی کی بے راہ رویوں سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

سوسائٹی کے برے اثرات سے بچانے کے لیے حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بچیوں کو ایک اعلیٰ نصب العین کی طرف آگے بڑھنے کی طرف راغب کریں تاکہ وہ اپنے اعلیٰ مقصد کو پانے کی خاطر سوسائٹی کے ادنیٰ تقاضوں کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔

عہد دہراتے وقت ایک ناصرہ جب یہ کہتی ہے کہ ”ہمیشہ سچائی پر قائم رہوں گی“ تو وہ زندگی میں ہمیشہ سچ کے ساتھ کو قبول کرتی ہے۔ وہ ہر جھوٹی بات، جھوٹی گواہی، جھوٹی تعریف، جھوٹی نمود و نمائش سے ہر حال میں کلی اجتناب کرنے کا وعدہ کرتی ہے اور یہ وعدہ اپنے خدا کے ساتھ کرنے کے ساتھ اپنے آپ کے ساتھ کر رہی ہوتی ہے کہ میں نےایک سچے مذہب کو مانتے ہوئے زندگی کی ہر بات میں سچ کا ساتھ دینا ہے وہ اس طرح کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولوں گی نہ گھر میں نہ سہیلیوں سے نہ بہن بھائیوں سے پھر وہ اسلام کی سچائی کے نور پر قائم ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اپنے انعام یافتہ بندوں میں شامل ہو کر خلافت احمدیہ سے وفاداری کا تقاضا نبھانے کا اقرار کرتی ہے۔ زندگی کا کوئی مقصد ہرگز پوار نہیں ہو سکتا جب تک پہلے اپنے مذہب کے اندر باعمل انسان بنتے ہوئے اپنے ملک کے لیے ایک مفید شہری نہ بن جائیں۔ ایک اعلیٰ مفید شہری بننے کے لیے ہر جھوٹی بات اور لغو کام میں پڑنے سے

لازماً کرنا ہوگا۔

ناصرات الاحمدیہ کا نصب العین انہیں ایک باوقار اور باکردار لجنہ کے روپ میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک باوقار احمدی عورت یقیناً اپنی چال ڈھال اور لباس میں شائستگی کا نمونہ پیش کرتی نظر آئے گی۔ اس لیے ناصرات کی عمر سے ہی انہیں اسلامی طرز حیاء کی طرف مائل کرنا اور سوسائٹی کے برے اثرات سے بچانا ضروری ہے۔ ان کے اندر بچپن سے حیاء کا مادہ پیدا کرنا ماؤں کی ذمہ داری ہے۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماؤں کو اس بات کی طرف بارہا توجہ دلائی ہے کہ مائیں پنی بچیوں کے لیے ایک اچھا نمونہ بنیں اور اپنے گھروں کو اعلیٰ اخلاق سے سجائیں۔ اسی طرح لجنہ آسٹریلیا کی Virtual ملاقات مؤرخہ 19 دسمبر 2020ء میں ناصرات کی تربیت کے بارے میں فرمایا:

”شروع میں ہی بچیوں کو بتائیں کہ تمہارا لباس حیاء دار ہونا چاہیے۔ جب وہ بڑی ہوں اور لجنہ میں شامل ہوں تو پھر ان کو پتہ ہو کہ حیاء دار لباس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن میں آیا ہے۔ جو بچپن سے ٹریننگ دیں گی تو تبھی وہ معیار کبیر کی ناصرات بن کر اور لجنہ میں آکر حیاء دار لباس پہنیں گی۔ ان کو بتائیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ حیاء ایمان کا حصہ ہے۔ ناصرات کی عمر میں لجنہ کے کئی مسائل حل ہو جاتے ہیں اس لیے ابھی سے تربیت کر لیں۔ یہ بہت بڑا کام ہے۔ ان کو پتہ ہونا چاہئیے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ میں کیوں احمدی ہوں؟ میرا ایمان کیا ہے؟ میری ذمہ داریاں کیا ہیں؟ ہمارے پاس حدیث ہے قرآن بھی ہے آخری رسول ﷺ بھی ہے تو مسیح موعودؑ کیوں آئے اور کس لیے آئے؟ یہ چیزیں بچپن سے ہی ذہنوں میں ہونی چاہیں۔ بڑے مسائل تو لوگ سیکھ لیتے ہیں مگر جب یہ بنیادی

چیزیں ہوں گی تو وہ آگے بڑھ سکیں گی اس کے بعد دیکھیں گی کہ آپ کی لجنہ کی اگلی نسل جو آئے گی وہ اس سے بھی بہتر ہو گی جو موجودہ لجنہ کی نسل ہے۔“

پھر ایک موقع پر ناصرات کو پیغام دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے وقار Dignity کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھو اور یہ بات اپنی فطرت کا حصہ بنا لو کہ ہمیشہ اپنے رب کے حضور جھکو۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبادات میں اللہ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کے واسطے پانچ نمازوں میں پابندی کے ساتھ قائم رہنے کی تلقین کی۔ نماز برائیوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچانے کے لیے ایک ڈھال کا کام کرتی ہے ایک بچی جب چھوٹی عمر سے نماز کی اہمیت کو سمجھنے لگ جائے تو اسے اپنی نماز سے پیار ہو جاتا ہے جو اللہ سے تعلق کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم سے تربیت یافتہ احمدی بچی زندگی کے اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر دینا کے بے مقصد ادنیٰ مقاصد کو قربان کردیتی ہےوہ ایک خدا کی پکی موحد بن کر اسی کی رضا میں سکون پاتی ہے۔ ان بچیوں کے اندر اپنی قوم و مذہب اسلام کی سچائی کو پیش کرنے کا سلیقہ آجاتا ہے۔ وہ ایک وقار اور خود اعتمادی کے ساتھ دوسروں تک پیغام حق پہنچانے میں جماعت احمدیہ کے بڑوں کے ساتھ شانہ بشانہ کام کرتے ہوئے مستقبل کی ایک کامیاب داعی اللہ کا کردار ادا کر سکتی ہے۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 3 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

”شروع میں ہی بچیوں کو بتائیں کہ تمہارا لباس حیاء دار ہونا چاہیے۔ جب وہ بڑی ہوں اور لجنہ میں شامل ہوں تو پھر ان کو پتہ ہو کہ حیاء دار لباس اللہ تعالیٰ کا حکم ہے جو قرآن میں آیا ہے۔ جو بچپن سے ٹریننگ دیں گی تو تبھی وہ معیار کبیر کی ناصرات بن کر اور لجنہ میں آ کر حیاء دار لباس پہنیں گی...“

# (2)
# صحابیات رسولؐ کی وفا کی داستانیں

## ناصرات الاحمدیہ کے لئے ایک تحریر

طیبہ طاہرہ

تاریخ اسلام میں ہمیں صحابہ اور صحابیات رسول ﷺ کی بے شمار قربانیوں کا ذکر ملتا ہے جو تا قیامت ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ ذیل میں صرف چند صحابیات (7 سے 15 سال عمر) کی قربانیوں کی ہلکی سی جھلک دکھائی گئی ہے۔

## حضرت عائشہؓ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ خوش قسمت خاتون ہیں جنہیں خدا تعالیٰ نے دنیا کے سب سے بڑے معلم کی زوجہ محترمہ بننے کا اعزاز عطاء فرمایا۔ آپؓ نے دین سیکھا اور پھر صحابہ کو سکھایا اور اس طرح ہم تک وہ علوم پہنچ گئے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ:

”آدھا دین عائشہ سے سیکھو۔“

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم اور آپ کے سب سے پیارے دوست حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مکہ والوں کے ظلم سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت عائشہؓ کی عمر چھوٹی تھی۔ اس چھوٹی سی بچی کو ہجرت کے تمام واقعات بڑوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ یاد تھے۔ پس یہ آپؓ کا بہت بڑا احسان ہے ورنہ ہمیں ان کی تفصیل پتہ نہیں لگتی۔

آپؓ حضور ﷺ کے تمام مہمانوں کی خاطر مدارت کرتیں۔ آپ ﷺ کے تمام حکموں کی پوری پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتیں۔ جنگوں میں نہایت شوق سے شریک ہوتیں اور بہادری کے ساتھ میدان جنگ میں زخمیوں کی خدمت اور مرہم پٹی فرماتیں۔ آپؓ کی سب سے نمایاں صفت سخاوت تھی۔ جو کچھ آپؓ کے پاس ہوتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتیں۔ آپؓ غلاموں پر شفقت کرتیں اور ان کو خرید کر آزاد کر دیتیں۔ ان کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 ہے۔

## حضرت زینبؓ

حضرت زینبؓ آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ آپؓ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے 10 سال قبل پیدا ہوئیں اس وقت آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک 30 سال تھی۔ آپؓ کی شادی بعثت نبوی سے پہلے عربوں کے رواج کے مطابق کم سنی ہی میں ان کے خالہ زاد حضرت ابو العاص بن ربیعؓ سے ہوئی۔ حضرت ابو العاصؓ حضرت خدیجہؓ کی حقیقی بہن ہالہ بن خویلد کے بیٹے تھے۔

جب رسول کریم ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت زینبؓ فوراً ایمان لے آئیں۔ اس وقت ان کے شوہر حضرت ابو العاصؓ تجارت کی غرض سے مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے دوران سفر ہی رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بارے میں خبریں سُن لی تھیں۔ مکہ آکر تصدیق بھی ہو گئی۔ حضرت زینبؓ نے کہا کہ میں نے بھی اسلام قبول کر لیا ہے، تو وہ شش و پنج میں پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ، اے زینبؓ کیا تم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر میں آپ ﷺ پر ایمان نہ لایا تو پھر کیا ہو گا؟ حضرت زینبؓ نے جواب دیا، میں اپنے صادق اور امین باپ کو کیسے جھٹلا سکتی ہوں۔ خدا کی قسم! وہ سچے ہیں اور پھر میری ماں اور بہنیں اور حضرت علیؓ بن ابو طالب اور ابو بکرؓ اور تمہاری قوم میں عثمان بن عفانؓ اور تمہارے ماموں زاد زبیر بن العوامؓ بھی ایمان لے آئے ہیں اور میرا خیال نہیں ہے کہ تم میرے باپ کو جھٹلاؤ گے اور ان کی نبوت پر ایمان نہیں لاؤ گے۔

(ازواج مطہرات و صحابیات صفحہ 245-246)

## حضرت رقیہؓ

حضرت رقیہؓ رسول خدا ﷺ کی دوسری صاحبزادی تھیں۔

(سیرت الصحابیات صفحہ 98)

آپؓ بعثت نبوی سے سات سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اس وقت رسول خدا ﷺ کی عمر تینتیس برس تھی۔ حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ سے تین برس چھوٹی تھیں۔ (ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 257) آپؓ کا پہلا نکاح عتبہ بن ابو لہب سے ہوا تھا جو حضور ﷺ کے چچا کا بیٹا تھا۔

جب ابو لہب کی مذمت میں سورۃ لہب نازل ہوئی تو ابو لہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ جب تک تم حضرت محمد ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو طلاق نہ دو گے میرا سر تمہارے سر سے جدا رہے گا۔ چنانچہ دونوں لڑکوں عتبہ اور عتیبہ نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو رُخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دی۔ (اردو دائرہ معارف جلد10 صفحہ324) یہ پہلی بڑی تکلیف تھی جو حضرت رقیہؓ کو اسلام کی راہ میں اُٹھانی پڑی۔ حضرت خدیجہؓ اور آپؓ کی دوسری بہنوں نے اپنی والدہ کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔

جب حضرت رقیہؓ کا پہلا نکاح ختم ہو گیا تو رسول پاک ﷺ نے آپؓ کے لیے حضرت عثمان غنیؓ کا رشتہ تجویز کیا۔ جب قریش کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو حضور ﷺ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ حضرت رقیہؓ بنت محمد ﷺ وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں سب سے پہلے مکہ سے حبشہ ہجرت کی۔ یہ ہجرت 5 نبوی میں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے آپؓ کی حبشہ ہجرت پر فرمایا ”ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ہجرت کی۔“

آپؓ کے حبشہ ہجرت کر جانے کے بعد کئی روز تک جب آپؓ کی کوئی اطلاع نہ ملی اس پر حضرت رسول اکرم ﷺ بے حد پریشان ہوئے اور مکہ سے باہر تشریف لے جا کر آنے جانے والے مسافروں سے پوچھتے۔ ایک روز ایک عورت نے کہا کہ میں نے ان کو حبشہ میں دیکھا ہے۔ اس کا جواب سُن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ”اللہ ان کا ساتھی ہے۔“ (ازواج مطہرات و صحابیات صفحہ260) حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ نے تقریباً 7 یا 8 سال کا عرصہ حبشہ میں گزارا۔ حضرت رقیہؓ حضور ﷺ کی اکلوتی صاحبزادی تھیں جنہوں نے اسلام کی اس پہلی ہجرت کی توفیق پائی۔ آپؓ اپنی مہربان اور شفیق والدہ نیز دوسرے گھر

والوں سے جدائی کا زخم لیے، دوبارہ ملنے کی اُمید میں صبر سے وقت گزارتی رہیں مگر افسوس کہ 11 رمضان المبارک، ہجرت مدینہ سے تین سال قبل حضرت رقیہؓ کی والدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ انتقال کر گئیں۔ پھر مکہ میں دوبارہ اپنی والدہ کے ساتھ رہنا سیدہ رقیہؓ کو نصیب نہ ہوا۔

## حضرت ام کلثومؓ

حضرت ام کلثومؓ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کی تیسری صاحبزادی ہیں جن کی پیدائش مکہ مکرمہ میں دعوی نبوت سے 6 سال قبل ہوئی۔

آپؓ کا نکاح عرب کے عام رواج کے مطابق چھوٹی عمر میں ہوا۔ عتیبہ سے حضرت ام کلثومؓ کا نکاح ہوا۔ اس زمانے میں ابو لہب حضور ﷺ کا مخالف نہ تھا۔ لیکن جب حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا تو وہ اور اس کی بیوی ام جمیل آپ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ جب بھی آپ گلی سے گزرتے تو ام جمیل آپ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی جس سے آپ ﷺ کے پاؤں زخمی ہو جاتے مگر سرور کائنات ﷺ ہمیشہ صبر و تحمل سے کام لیتے اس پر مخالفین کا غصہ اور بھی بڑھ جاتا۔ اسی اسلام دشمنی کی وجہ سے ابو لہب نے اپنے بیٹوں عتبہ اور عتیبہ کو کہا کہ میرا اُٹھنا اور بیٹھنا تمہارے ساتھ حرام ہے اگر تم نے اس (حضرت محمد ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی۔ اس طرح حضور اقدس ﷺ کی دونوں بیٹیوں کو ایک ہی وقت میں طلاق دی گئی یہ پہلا بڑا صدمہ تھا جو اسلام دشمنی کی وجہ سے آپ ﷺ کو پہنچا حضور ﷺ کے اعلان نبوت پر حضرت ام کلثومؓ اپنی والدہ محترمہ حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اسلام لائیں اور اپنی بہنوں کے ساتھ اس وقت بیعت کی جب دوسری عورتوں نے بھی آنحضرت ﷺ

کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 247)

اس وقت سے آپؓ کے خاندان پر مشکلات کا دور شروع ہوا۔ دشمن آپؓ کے خاندان کا گھیراؤ کر چکے تھے۔ ان دنوں آپؓ کو ان لوگوں کے شر سے پناہ لینے کے لیے شعب ابی طالب گھاٹی میں رہنا پڑا۔ یہ آپؓ کا خاندانی درہ تھا جو کہ دو پہاڑوں کی اوٹ میں تھا۔ بائیکاٹ کا یہ زمانہ حضور ﷺ کے خاندان نے یہاں گزارا۔ اس زمانہ میں حضرت ام کلثومؓ اپنی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہؓ کے ہمراہ اس جگہ پر رہیں- انہوں نے یہ اڑھائی تین سال کا عرصہ بہت صبر کے ساتھ گزارا۔ اس زمانہ میں غذا کی کمی رہی۔ جب مقاطعہ ختم ہوا تو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ جو کہ بڑی عمر ہونے کی وجہ سے بہت کمزور ہوچکی تھیں، نے رمضان المبارک 10 نبوی میں وفات پائی۔ اور حجون کے قبرستان میں دفن ہوئیں اور اسی سال آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کی وفات ہوئی۔

حضرت زینبؓ کی شادی ہوچکی تھی اور والدہ کی وفات سے گھر میں حضرت ام کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ اکیلی رہ گئی تھیں۔ شعب ابی طالب کی مشکلات اور طلاق کی تکلیف کے بعد حضرت ام کلثومؓ کو اپنی والدہ کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔

(ازواج مطہرات و صحابیات صفحہ 247)

## حضرت فاطمۃ الزہراءؓ

آنحضرتؐ کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہراءؓ تھیں۔ آپؓ کو خاتون

جنت کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ آپؓ کا تعلق قریش کے اعلیٰ ترین خاندان سے تھا۔ آپؓ رسول خدا ﷺ اور حضرت خدیجہؓ بنت خویلد کی چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپؓ کی پیدائش بعثت سے پانچ برس قبل ہوئی۔ بعثت نبوی کے چوتھے سال سے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز ہو چکا تھا۔ اور کفار مکہ جو آپ ﷺ کی عظمت کردار کے معترف تھے، اب آپ ﷺ کے جانی دشمن بن چکے تھے۔ وہ مسلمانوں اور خود حضور ﷺ کی ذات بابرکات کو ہر طرح ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہے تھے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے کہ کفار کے ایک گروہ نے جس کا سرغنہ عقبہ بن ابی معیط تھا اونٹ کی اوجھڑی لا کر سجدہ کی حالت میں حضور ﷺ کی گردن مبارک پر ڈال دی۔ کسی نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کو خبر کر دی۔ وہ دوڑتی ہوئی کعبہ پہنچیں۔ حضور ﷺ کی گردن مبارک سے اوجھڑی ہٹائی اور نہایت غصہ کی نظر ان پر ڈال کر بولیں ”شریرو اللہ تعالیٰ تمہیں ان شرارتوں کی ضرور سزا دے گا۔“

(تذکارِ صحابیات صفحہ 128)

سیدہ فاطمہؓ نے ایسے ہی مشکل حالات میں پرورش پائی۔ وہ اپنے عظیم باپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھتیں تو بہت پریشان ہوتیں لیکن کم سنی کے باوجود ان حالات سے خوفزدہ نہ تھیں بلکہ ہر مشکل کے موقع پر حضور ﷺ کی غمگساری فرماتیں اور کبھی فطری تقاضہ کے تحت رونے بھی لگتیں تو آنحضرتؐ انہیں تسلی دیتے اور فرماتے:

”میری بیٹی گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔“

(سیرت فاطمۃ الزہراءؓ صفحہ 34)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے ابن عباسؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کے

ابتدائی زمانے میں ایک دن ابو جہل نے سیدہ فاطمہؓ کو کسی بات پر تھپڑ مار دیا۔ کمسن بچی روتی ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور ابو جہل کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا جاؤ اور ابو سفیان کو ابو جہل کی اس جرات سے آگاہ کرو۔ سیدہ فاطمہؓ ابوسفیان کے پاس گئیں اور انہیں سارا واقعہ سُنایا۔ ابو سفیان نے حضرت فاطمہؓ کی انگلی پکڑی اور سیدھے وہاں پہنچے جہاں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا -انہوں نے فاطمہؓ سے کہا بیٹی جس طرح اُس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اُس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے ابو جہل کو تھپڑ مارا اور پھر گھر جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر دعا کی ”یا الٰہی ابو سفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دعا کا نتیجہ تھا کہ چند سال بعد ابو سفیان نے اسلام قبول کر لیا

(سیرت فاطمۃ الزہراءؓ صفحہ 35)

7 نبوی کا سال مسلمانوں کے لیے بے پناہ مشکلات لے کر آیا۔ کفار میں سے بے شمار لوگوں کا قبول اسلام کفار کے لیے ایک بڑا دھچکا تھا۔ وہ غصے سے دیوانے ہو گئے اور انہوں نے اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے آخری حد تک جانے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ انہوں نے اپنے دوست قبائل سے مل کر یہ معاہدہ کیا کہ جب تک بنو ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ) قتل کرنے کے لیے ہمارے حوالے نہیں کریں گے ہم اُن سے ہر طرح کا لین دین، خرید و فروخت تمام معاملات اور رشتہ داری قائم نہیں کریں گے۔

چنانچہ یہ معاہدہ لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔ اس پر ابو طالب نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کی ساری اولاد اور تمام مسلمانوں کے ساتھ مکہ کے نزدیک ایک گھاٹی میں جو بنو ہاشم کی

ملکیت تھی اور شعب ابو طالب کے نام سے مشہور تھی، پناہ لی۔ کفار مکہ نے شعب ابی طالب کا محاصرہ کر لیا اور اتنی سختی کی کہ کھانے پینے کی کوئی چیز بھی مسلمانوں تک نہ پہنچنے دی۔ یہ محاصرہ تین سال تک جاری رہا اس میں بے کس اور بے بس مسلمانوں نے درختوں کے پتے اور جھاڑیاں کھا کر گزارہ کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے بھی مصیبت کا یہ زمانہ اپنے والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ بڑے حوصلے اور صبر سے گزارا۔ آخر تین سال بعد قریش کے کچھ رحم دل لوگوں کی کوششوں سے معاہدہ ختم ہوا اور مسلمان اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 277)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ان پاک سیرت صحابیات کی نیکیوں اور قربانیوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 3 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد شاہ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

سیدہ فاطمہؓ نے ایسے ہی مشکل حالات میں پرورش پائی۔ وہ اپنے عظیم باپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھتیں تو بہت پریشان ہوتیں لیکن کم سنی کے باوجود ان حالات سے خوفزدہ نہ تھیں بلکہ ہر مشکل کے موقع پر حضور ﷺ کی غمگساری فرماتیں اور کبھی فطری تقاضہ کے تحت رونے بھی لگتیں تو آنحضرتؐ انہیں تسلی دیتے اور فرماتے:

”میری بیٹی گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔“

# (3)
# ناصرات کی تعلیم و تربیت کے لئے خواتینِ مبارکہ کا اسلامی کردار

بشریٰ نذیر آفتاب
کینیڈا

مذہب اسلام کی بے شمار خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان سے اس کے اجر کا وعدہ کیا ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، امیر ہو یا غریب وہ ہر کسی کے نیک اور بد عمل کا حساب اسے اس کے عمل کے مطابق دیتا ہے۔

جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے

لَآ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى

(آل عمران: 196)

میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ہرگز ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا

عورت۔ یعنی ایک طرح سے وہ ہر انسان کے لیے یہ آسانی پیدا کرتا ہے کہ جو بھی تمہارا کردار ہو گا تم اس کے مطابق جانے جاؤ گے۔ اسلام اور پھر احمدیت کے ذریعے عورت نے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ تربیت حاصل کرنے والی خواتین مبارکہ نے کس طرح اپنا کردار ادا کیا اور ہم سب کے لیے کیا نیک نمونہ چھوڑ کر گئیں اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زمانے کے مسیح اور مہدی کو، نبیوں کے سردار رسولوں کے سرتاج فخر دوجہاں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے جہاں یہ نوید مسّرت سنائی تھی کہ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ (مشکوٰۃ مجتبائی باب نزول عیسیٰ بن مریم) کہ مسیح پاک شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہو گی۔ وہاں اس بابرکت خاندان کی نسبت خالق کائنات نے آپؑ کو یہ بشارت بھی دے رکھی تھی۔ ”تیرا گھر برکتوں سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارکہ میں سے جن میں سے تُو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہو گی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا۔“

(اشتہار 20 فروری 1886ء)

## حضرت اماں جانؓ

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ تعالیٰ کی زندگی ہر لحاظ سے ہم سب کے لیے قابل تقلید ہے۔ آپؓ نے حقیقۃً ایک نبی کی زوجہ ہونے کا حق ادا کیا آپ کا خدا پر توکل ہو یا عبادات کا معیار تربیت اولاد ہو یا عائلی معاملات، پردہ ہو یا دیگر اسلامی تعلیمات ہر جگہ آپ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کیا۔

حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ہر لمحہ خواتین اور احباب جماعت احمدیہ کی ترقی اور بہبود میں صرف ہوتا۔ مدرسۃ البنات کے لئے آپ نے گھر کا ایک حصہ پیش کر دیا۔ یتیم بچوں اور بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے نہلاتی نظر آتیں۔ آپ سراپا شفقت و محبت تھیں، حتی الامکان ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا فرماتیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہزاروں مہمانوں کی مہمان نوازی کرتیں، لوگوں کے مسائل حل کرتیں۔ آپ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ مسجد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مبلغ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ درپیش ہو، لٹریچر کے لئے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پکارا ہو۔ آپ ہر تحریک میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ بعض مواقع پر اپنی جائیداد اور زیورات فروخت کر کے خوشی سے امامِ وقت اور خلیفۂ وقت کے قدموں میں پیش کر دیتیں۔ منارہ المسیح کی تعمیر کے لیے آپ نے اپنی دہلی میں جو جائیداد تھی اسے بیچ کر کل چندے کا دس فیصد حصہ خود ادا کیا۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ صفحہ 397)

## حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگمؓ

حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا 2 مارچ 1897ء میں پیدا ہوئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لاڈلی صاحبزادی تھیں۔ حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ نے اپنی بیٹیوں کی تربیت اس نہج پر کی تھی کہ ان کے ہر قول و فعل میں اسلامی کردار جھلکتا تھا۔

آپؓ کے بارہ میں لکھا ہے کہ: ”حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے اپنے مقدس باپ کی تقدیس سے بہت حصہ پایا تھا۔ بچپن ہی سے نمازوں اور دُعاؤں سے بہت شغف تھا۔ تہجد

کے لئے اٹھنا آپ کا معمول تھا۔ مقدس والدین نے اپنی اس پیاری بیٹی کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی تھی۔ ابتداء سے ہی آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رچ بس گئی تھی۔خدا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ بچپن ہی سے رؤیائے صادقہ دیکھتیں۔ آپ بہت دعا گو اور بہت عبادت گذار تھیں۔ بڑے اہتمام سے لمبی لمبی نمازیں پڑھتیں۔ آپ کی مغرب کی نماز اتنی لمبی ہوتی کہ عشاء کا وقت آجاتا۔ قرآن کریم کو بڑے اہتمام سے اور سمجھ سمجھ کر پڑھتیں۔ آپ کی شادی چھوٹی عمر میں حضرت نواب محمد خان صاحب سے ہو گئی۔ مگر آپ نے اس رشتے کو بھی خوب نبھایا۔ مثالی بیوی اور ایک مثالی ماں ثابت ہوئیں۔

## حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگمؓ

حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد میں سب سے چھوٹی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مئی1904ء میں الہام ہوا ''دُخت کرام'' چنانچہ اسی الٰہی بشارت کے تحت آپ 25 جون 1904ء کو پیدا ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی عمر صرف چار سال تھی، اسی لئے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؑ کی وفات کے بعد اپنی اس کم سن صاحبزادی کی ہر طرح سے دلداری فرماتیں۔

آپ اپنے دوسرے بہن بھائیوں کی طرح ذہین و فطین تھیں۔

سات سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم ختم کیا۔ 3 جولائی1911ء کو آپ کی آمین ہوئی۔ اسی طرح روزنامہ الفضل مؤرخہ 12 مئی 1931ء میں مرقوم ہے کہ احمدیہ گرلز ہائی سکول

قادیان کی طرف سے سات طالبات نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کی اتنی تعداد میں یہ امتحان پاس کیا گیا فہرست میں تیسرے نمبر کے تحت حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم کا نام نامی درج ہے اور یہ بھی تصریح کی گئی ہے کہ انہوں نے یہ امتحان صرف انگریزی میں پاس کیا۔ اس سے قبل آپ ادیب کا امتحان پاس کر چکی تھیں میٹرک کے بعد آپ نے ایف اے کا امتحان بھی پاس کیا۔

(دُختِ کرام صفحہ 109)

## حضرت سیّدہ امۃ الحیٔ بیگمؓ

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہو بننے کا اعزاز حاصل ہوا اور اس اعزاز کے ساتھ آپ کا شمار بھی ”خواتین مبارکہ“ میں ہوتا ہے۔ آپ کے والد حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ تھے اور والدہ محترمہ صغریٰ بی بی نے آپ کی تربیت بہت اعلیٰ طریق پر کی تھی اسی لیے آپ کو حصول علم کا شوق بہت زیادہ تھا۔ باقاعدہ اپنے والد صاحب کے درس القرآن میں شامل ہوتیں۔ آپ مسجد کے علاوہ گھر میں بھی خواتین کے لئے درس دیا کرتی تھیں۔ اپنے والد محترم کی ہر نصیحت پر عمل کرتیں۔ مارچ 1914ء میں حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے اگلے روز آپ نے حضرت خلیفہ ثانی کو ایک خط تحریر کیا جو تاریخ لجنہ جلد اوّل صفحہ 22-23 پر درج ہے۔

## سیدی حضرت امیر المومنین

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

گزارش ہے کہ میرے والد صاحب نے مرنے سے 2 دن پہلے مجھے فرمایا کہ ہم تمہیں چند نصیحتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا فرماویں، میں ان شاء اللہ عمل کروں گی تو فرمایا یہ بہت کوشش کرنا کہ قرآن آجائے اور لوگوں کو بھی پہنچے اور میرے بعد اگر میاں صاحب خلیفہ ہوں تو اُن کو میری طرف سے کہہ دینا کہ عورتوں کا درس جاری رہے، اس لئے آپ کو عرض کئے دیتی ہوں اور اُمید وار ہوں کہ آپ قبول فرماویں گے۔ میری بھی یہ خواہش ہے اور کئی عورتوں اور لڑکیوں کی بھی خواہش ہے کہ میاں صاحب درس کرائیں۔ آپ براہِ مہربانی درس صبح ہی شروع کرادیں۔ آپ کی نہایت مشکور و ممنون ہوں گی۔ امۃ الحئ بنت نورالدین مرحوم اللہ آپ سے راضی ہو۔

(تاریخ لجنہ جلد اوّل صفحہ22-23)

اللہ تعالیٰ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا حضرت مسیح پاکؑ سے اطاعت و وفا کا جذبہ اس قدر پسند آیا کہ اس نے آپ کی بیٹی کو خواتین مبارکہ میں شامل کر لیا۔ 13سال کی عمر میں آپ سیّدہ امۃ الحئ صاحبہ کی شادی حضرت مصلح موعودؓ سے ہوئی۔ شادی کے بعد آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے تعاون سے گھر گھر احمدی بچیوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مدرسے کھلوا دیئے۔ آپ ہی نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ عورتوں کو پڑھانا لکھانا بہت ضروری ہے۔ ان کو دین کی خدمت کے لئے تیار کرنے کے لئے ایک تنظیم کی ضرورت ہے۔ اس طرح چھوٹی سی عمر میں آپ نے اپنے اخلاق سے سب کو بہت متاثر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت امان جان رضی اللہ عنہ کی خدمت کی خاص توفیق عطا فرمائی۔

# حضرت ام طاہرؓ

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ حضورؓ کی خواہش اور ارشاد کے تحت 7/فروری 1921ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب خلیفۃالمسیح الثانیؓ کے ساتھ حضرت سیدہ صاحبہ کے نکاح کا اعلان مسجد مبارک قادیان میں ہوا۔

حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ کی اولاد میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز شامل ہیں۔ آپؓ نے اپنے اکلوتے بیٹے کو خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف بھی کیا اور تڑپ کر دعائیں بھی کیں کہ یہ بیٹا عابد و زاہد و خادم دین بنے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کے عشق میں سرشار ہو۔

حضرت سیدہ ہر قسم کی جماعتی خدمات میں پیش پیش رہیں۔ آپؓ جون 1930ء میں نصرت گرلز ہائی سکول کی نگران کمیٹی کی رکن مقرر ہوئیں۔ 1930ء اور 1931ء کے جلسہ سالانہ پر آپؓ نے بطور منتظمہ خدمات سرانجام دیں۔ 1930ء کے جلسہ سالانہ پر "عورتوں کی اصلاح خود اُن کے ہاتھ میں" کے موضوع پر تقریر کی۔ 1933ء میں بحیثیت سیکرٹری لجنہ اور منتظمہ سالانہ رپورٹ پیش کی۔ 1936ء میں حضورؓ کی ہدایت پر محلہ وار کمیٹیاں قائم کرنے کا اہتمام آپؓ نے کیا۔ 1937ء میں سیرۃالنبیؐ کے جلسے آپؓ کے مکان میں منعقد کئے جاتے رہے اور اشاعت مصباح کے لئے قائم کمیٹی کا اجلاس آپؓ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ 1939ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر آپؓ کی زیر نگرانی صحابیات نے سوت کاتا۔ 1943ء میں بحیثیت صدر لجنہ آپؓ نے حضرت مصلح موعودؓ کے ہمراہ دہلی کا دورہ بھی کیا۔

اس کے علاوہ سیدہ ام محمود صاحبہ، حضرت سیدہ بشریٰ بیگم المعروف مہر آپا، حضرت سیدہ

مریم صدیقہ صاحبہ، حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ بلع زینب صاحبہ کی اسلامی خدمات بھی کسی طور بھلائی نہیں جاسکتی ہیں۔ غرض کہ ہر ایک نے اپنا ایک نیک نمونہ چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری بچیوں کو بھی ان خواتین مبارکہ کے نیک نمونے پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 3 اگست 2022ء، لندن)

# (4)
# اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے بابرکت افتتاح کے موقع پر واقفات نو کے جذبات و خیالات

مدیرہ اعلیٰ مریم میگزین

جب حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن سے اسلام آباد تشریف لے جا رہے تھے تو میں اس وقت مسجد فضل میں تھی۔ اس وقت دل کی بہت عجیب سی حالت تھی، دل چاہ رہا تھا وقت ٹھہر جائے۔ پیارے حضور کچھ دن اور رک جائیں۔۔۔ لیکن وقت تیزی سے گزرتا گیا اور پھر پیارے آقا اسلام آباد تشریف لے گئے۔ دل بہت اداس تھا۔ اچانک لندن خالی خالی لگنے لگا۔۔ اس شام اور رات میں یہی سوچتی رہی کہ ہم اس شہر میں کیوں رہتے ہیں۔ وہ شہر جو پیارے حضور کی موجودگی کی وجہ سے ہر وقت رونق سے بھرا ہوا ہوتا تھا ایک دم اُداس سا لگنے لگا۔

اگلے دن ہم ظہر کی نماز کے لئے اسلام آباد گئے۔ وہاں جا کر اسلام آباد کو دیکھ کر اور سب

سے بڑھ کر پیارے حضور کو دیکھ کر اس قدر خوشی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے ہمیں اتنا خوبصورت مرکز عطا کیا ہے۔ الحمد للہ۔

* اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بہت فضل ہے کہ اس نے مجھے اسلام آباد میں خدمت کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں ہفتہ میں ایک بار سیکیورٹی کی ڈیوٹی کے لئے اسلام آباد جاتی ہوں۔ میں اور میرا 6 سال کا بیٹا پورا ہفتہ اس دن کا انتظار کرتے ہیں کہ جب ہم پیارے آقا کو دیکھیں گے اور چند گھنٹے قصرِ خلافت کی اس بابرکت فضا میں گزاریں گے۔

(عاطفہ احمد)

* جذبات تو بہت خوشی کے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ ساتھ ہی ساتھ خوشی کے آنسو بھی نکل رہے تھے۔ میں اس وقت اسلام آباد اپنے والدین اور بہن بھائی کے ساتھ آئی تھی اور ان بچیوں میں شامل تھی جنہوں نے حضور کو خوش آمدید کیا۔ وہ لمحہ میری زندگی کا ایک یادگار لمحہ ہے جو ہمیشہ مجھے یاد رہے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ پیارے حضور کی خوشی دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی۔

میں سب سے پہلے یہ بتانا چاہتی ہوں کہ دس سال کی عمر تک میں پاکستان رہی ہوں اور وہاں پیارے آقا کو MTA پر ہی دیکھتی تھی اور دل میں یہ شدید خواہش اٹھتی تھی کہ کاش! میں بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہو سکوں۔ جب برطانیہ آئی تو اہتمام کے ساتھ مسجد فضل جایا کرتی تھی ،لیکن جامعہ احمدیہ کے پاس رہنے کی وجہ سے اس کا زیادہ موقع نہیں ملتا تھا۔ اب جبکہ حضور اسلام آباد تشریف لے آئے ہیں تو روز ہی حضور کو دیکھنے کا اور نماز پڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے اور میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ اپنی خوشی کا اظہار کروں۔

پہلی بات کا تو میں نے ذکر کر دیا ہے کہ روزانہ پیارے حضور کے پیچھے نماز کا موقع ملتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اب مجھے قصر خلافت میں مختلف شعبوں میں ڈیوٹی دینے کا موقع ملتا ہے جس پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ خاکسار سیکیورٹی ٹیم کی ممبر ہے اور یہاں ڈیوٹی سے مجھے جہاں برکات ملتی ہیں وہاں بہت کچھ سیکھنے کا موقع بھی ملتاہے۔ امامِ وقت کے قریب رہتے ہوئے جو خدمت کا موقع مل رہا ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے وہ کم ہے۔

(وردہ برہان)

٭ 17/اپریل کو عصر کی نماز کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی روانگی کا وقت شروع ہو گیا تھا۔ حضور انور نے عصر کی نماز پڑھائی اور بعد میں دعا بھی کروائی۔ مسجد فضل اس وقت لوگوں سے بھری ہوئی تھی اُن میں ہی میں اور میری بہنیں شامل تھیں۔ حضور انور نے گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے دعا کروائی۔ اس وقت ہر کوئی زار و قطار رو رہا تھا۔ میں اور میری بہنیں بھی زاروقطار رو رہی تھیں۔ وہ آنسو خوشی کے بھی تھے اور غم کے بھی۔ حضور انور کے جانے کے بعد وہ علاقہ جیسے خالی ہو گیا تھا۔ ہم جب بھی مسجد نماز کے لئے جاتے تو بہت اداس ہوتے۔ کچھ دنوں کے بعد ہمیں اطلاع ملی کہ حضور انور نے ہمیں دادا اور دادی کے ساتھ اسلام آباد میں رہنے کی اجازت عطاء فرمائی ہے تو ہماری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کاشکر ادا کیا۔ اب ہم ہر نماز سے پہلے حضور انور کو دیکھتے اور حضور انور کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں اور اللہ کا بہت بہت شکر ادا کرتے ہیں۔ اسلام آباد مجھے بہت پر سکون لگتا ہے جیسے اللہ کی حفاظت میں آگئی ہوں۔

(خولہ سعید)

* میں انتہائی خوش ہوئی تھی جب مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا اتنے قریب منتقل ہو رہے ہیں۔ میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔جب سے میرے آقا اسلام آباد میں منتقل ہوئے ہیں۔ اسلام آباد میں رونق دوبالا ہوگئی ہے اور تب سے میری بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ میں اپنی ساری نمازیں حضور کے پیچھے ادا کروں۔ اور اسی طرح حضور کی زیارت بھی کر سکتی ہوں اور اسی طرح لجنہ اور ناصرات سے بھی رابطے میں رہنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اور براہ راست حضور کی دعاؤں سے مُستفید ہونے کا موقع ملتا ہے۔ اسلام آباد جاتی ہوں تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مزار پر بار بار جانے کا موقع میسر آتا ہے۔

ہماری ذمہ داری میں اضافہ ہوا ہے اور اضافے سے میری مراد ہے کہ اب ہم میزبان ہیں اور جتنے لوگ بھی اسلام آباد میں آتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کا خیال رکھیں اور اپنی پوری کوشش کریں کہ اسلام آباد صاف رہے اور ہم سب کو اپنے پردے کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔

(صفیہ بھلّی، جنت باجوہ)

پیارے آقا کے اسلام آباد منتقل ہوجانے پر اپنے جذبات اور احساسات کا بیان بے حد مشکل ہے لیکن میں ان جذبات کو مختصر طور پر بیان کرنے کی بھرپور کوشش کرتی ہوں۔ اصل میں میرے سسرال اسلام آباد میں ہی رہتے ہیں اس وجہ سے ہمارا اپنے بچوں کو ان کے دادا دادی کے پاس لے جانے کا ایک معمول سا بن گیا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کریں اتنا ہی کم ہے کیونکہ میرے سسر مکرم محمد سلیم ظفر صاحب کو خلیفۂ وقت نے اسلام آباد میں جو گھر از راہ شفقت عطا کیاہے اس شفقت کی بدولت ہی

میرے بچوں کو اس روحانی بابرکت ماحول سے مستفیض ہونے کا شرف مل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم سب اس روحانی ماحول سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہیں۔ آمین

اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل ہے کہ ہم سب کو حضور انور کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنے کا موقع مل رہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ میرے دو بیٹے ہیں۔دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں۔بڑے بیٹے کی عمر 6 سال ہے اور چھوٹے کی 3سال۔ اللہ کے فضل سے انکی دلی خواہش ہوتی ہے کہ حضور انور کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اللہ کے فضل سے مجھے قصرِ خلافت کی security ٹیم کا حصہ بننے کی بھی توفیق مل رہی ہے جسکی اپنی ہی برکتیں ہیں۔ایک دن میں ڈیوٹی پر تھی جب پیارے حضور جمعہ کے بابرکت دن ہمارے security cabin میں تشریف لائے اور ہم سے دریافت فرمایا کہ scanning کی ڈیوٹی کیسی جا رہی ہے اور مذاق میں فرمایا کہ Judo karate سیکھے ہیں آپ سب نے؟ وہ دن مجھے کبھی نہیں بھولتا، حضور انور کو اتنے قریب سے دیکھا جیسے کہ کوئی خواب پوری ہو گئی ہو۔ اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔

ایک دن ہم والدین کو ملنے آئے تھے سوموار کا دن تھا۔ حضور انور کے اسلام آباد مستقل شفٹ ہونے سے قبل حضور انور چندگھروں میں تشریف لے گئےاور ہمارے والدین کے گھر بھی آئے۔وہ خوشی اور جذبات نا قابل بیان ہیں۔ ہمارے لئے تو عید کا سماں تھا خوشی سے دل باغ باغ ہو رہا تھا اور وہ خوشی آج بھی ہمارے دلوں پر نقش ہے۔میرے بچوں کی خلیفۂ وقت اور جماعت سے قربت اور زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

یہ بات ہمارے لئے دلی سکون کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے پر اس قدر فضل کیا ہے

کہ مجھے خلیفۂ وقت کے پاس لایا ہے۔ یہ امر حقیقت میں ناقابل بیان ہے۔خلیفۂ وقت کی برکت سے بچے اب mobile/Ipad بہت کم استعمال کرتے ہیں اور ہمارا زیادہ وقت اسلام آباد میں ہی گزرتا ہے۔

حضور انور کے اسلام آباد آجانے سے گویا اسلام آباد بدل گیا ہے۔اب اسلام آباد وہ اسلام آباد نہیں لگتا جہاں ہم پہلے آیا کرتے تھے۔ اب تو اسلام آباد سے اپنے گھر واپس جانے کو دل ہی نہیں کرتا بہت ہی خوش نصیب ہیں کہ ہم خلیفۂ وقت کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ برکات کو زیادہ سے زیادہ سمیٹنے والا بنائے اور حضور انور کی آنکھیں ہم سب کی طرف سے ہمیشہ ٹھنڈی رکھے۔ آمین

(فدیحہ سلیم)

جب حضورِ اقدس اسلام آباد چلے گئے تو میں ابھی لندن میں ہی تھی۔ ہمیں ایک مہینہ ہوا ہے اسلام آباد آئے ہوئے۔ ہمارا بھی کافی دیر سے ارادہ تھا اسلام آباد جانے کا تو کچھ دیر تو ہمیں بہت اکیلا اکیلا محسوس ہوا۔ ہم سب یہاں اُداس بھی تھے لیکن ہمیں تسلی تھی کہ بس تھوڑی دیر کے بعد ہم بھی حضورِ اقدس کے پاس چلے جائیں گے۔

مرکز کے نزدیک رہ کر ایک ایسی تسلی ہے جو صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو کبھی دور رہے ہوں۔ یہ احساس انسان کو تب ہی آتا ہے جب وہ خود اس تجربے سے گزرتا ہے۔ اس کے علاوہ خاص فضل ہے۔ زندگی میں سکون ہے کہ ہم جب چاہیں حضورِ اقدس کے پاس جا سکتے

ہیں اور ان کے پیچھے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

(ملاحت عطاء)

* میں اور میرے دونوں بچے عزیزم فراست احمد اور عزیزم فارس احمد، ہم تینوں وقف نو میں شامل ہیں جب کہ میرے میاں صباحت احمد چیمہ صاحب مربی سلسلہ ہیں اور یوں الحمدللہ ہماری پوری فیملی خدمت دین کے لئے وقف ہے۔ دو سال قبل میرے میاں کا تبادلہ فارنہم میں ہوا اور ہم حضور ایدہ اللہ کے ارشاد کی تعمیل میں ارلز فیلڈ، لندن سے یہاں اسلام آباد کے قریب فارنہم منتقل ہو گئے۔ جب ہم یہاں آئے تو اسلام آباد میں تعمیراتی کام جاری تھا اور یہ جان کر اپنی خوش نصیبی پر دل خدا کی حمد و ثنا سے پُر تھا اور شدت سے انتظار تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب ان شاءاللہ اسلام آباد منتقل ہو جائیں گے تو ہم یہاں بھی وہی رونق دیکھیں گے جو مسجد فضل میں دیکھا کرتے تھے اور حضور کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں گے۔

وسط اپریل 2019 میں جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے اسلام آباد تشریف لائے تو ہم بچوں کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھے۔ فراست احمد 6 سال کا ہے اور اس موقع پر وہ بے انتہا excited تھا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لا رہے ہیں اور اس کو بہت انتظار تھا کہ بس جلدی سے حضور کو دیکھ لے۔ جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ تشریف لائے تو ایک انتہائی خوشی تھی اور ساتھ ہی دعا کی طرف توجہ تھی کہ خدا تعالیٰ ہمیں خلافت کی عظیم نعمت کے اتنا قریب لے آیا ہے تو اس سے اخلاص و وفا کا مضبوط تعلق قائم رکھے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا نئے مرکز میں آنا تمام جماعت کے لئے موجب خیر و برکت کرے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم تقریباً روزانہ بچوں کو عصر کی نماز پر مسجد مبارک لے کر جاتے

ہیں جس سے بچوں میں نماز پڑھنے اور مسجد جانے کا شوق پیدا ہوا ہے اور نہ صرف یہ کہ وہ نماز عصر کے وقت کے قریب مسجد جانے کا پوچھتے ہیں بلکہ گھر میں بھی باقی نمازوں کا کہنے پر جلدی سے ٹوپی لے کر ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مسجد مبارک جانا اور نماز ادا کرنا ہم سب کے لئے روزانہ کا معمول ہے اور اس کے بغیر ہم سب کا دن نامکمل رہتا ہے۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل و احسان ہے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی برکت ہے کہ بچوں کے دل میں نماز کا شوق اور خلافت کی خاص محبت پیدا ہوئی ہے۔ پہلے بھی ہم مسجد لے کر جاتے تھے لیکن یہ جوش اور شوق حضور کے پیچھے نماز پڑھنے کی برکت ہے۔ بحیثیت وقف نو مجھے مسجد مبارک میں ڈسپلن کی ڈیوٹی کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ احسن رنگ میں خدمت کی توفیق دے اور اسی طرح مسجد باقاعدگی سے جانے کی توفیق دیتا رہے۔ آمین۔

(ھبۃ الوحید)

* اسلام آباد میں قیام میری زندگی کا ایک حسین اتفاق ہے جو میں کبھی نہیں بھول سکتی۔ یہ ایک ایسی جگہ ہے جہاں مجھے پیار محبت امن سکون دوستی اور بہت سی حسین یادوں کا تحفہ ملا۔ جہاں ہر روز حتی الوسعٰ میں نمازیں ادا کیا کرتی تھی۔ جس کے بعد دوستوں کے ساتھ مل کر سیر و تفریح کیا کرتی تھی۔ اس کے علاوہ مجھے بہت سے مواقع پر جماعتی خدمات کی توفیق بھی ملی جیسا کہ اجتماعات میں، جلسہ میں اور دیگر مواقع پر بھی۔ میں خدا کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے دین کی خدمت احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسلام آباد میں قیام کے دوران حضور انور دو مواقع پر ہمارے گھر تشریف لائے جو کہ میں اپنی باقی زندگی میں کبھی نہیں بھول سکتی کے کس طرح

خلیفۂ وقت نے اپنی مصروفیت میں سے کچھ پل نکال کر ہمارے گھر تشریف آوری کی۔

جیسا کے اب مرکز اسلام آباد منتقل ہوگیا ہے تو میری ذمہ داری بھی بڑھ گئی ہے اور اب میں خدا کے فضل کے ساتھ لجنہ اماء اللہ کی سیکیورٹی کی ٹیم میں شامل ہو گئی ہوں جو کہ ہر ممکن کوشش کرتی ہے کہ اپنی ذمہ داریاں خدا کی دی گئی صلاحیتوں کے مطابق احسن رنگ میں قصرِ خلافت میں ادا کریں۔ اور مجھے اپنی ذمہ داریاں پہلے سے بہتر اور بڑھ کر ادا کرنی ہیں۔ خلافت کے سائے میں رہنا ایک خدا تعالیٰ کی ایسی نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں اور جس نے میری زندگی کو بہت سی برکات سے مستفید کیا۔ دین کی خدمت نے میری زندگی کے ہر میدان میں مجھے کامیابی سے نوازا چاہے دینی ہو یا دنیاوی معاشرتی ہو یا روحانی تعلیمی ہو یا غیر تعلیمی۔

(فرحانہ عامر)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 3 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ آٹھواں دروازہ بخشش کا دروازہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے رحم اور بخشش سے وہاں اس میں داخل ہو جائیں گے۔ تو ہر نیکی کے لیے دروازے ہیں۔ اور سات تو نیکیوں کے دروازے اور آٹھواں دروازہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں داخل کرنے کے لیے بخشش کا رکھا ہوا ہے ، اپنے رحم کا رکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے گا اس کو جنت میں داخل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ تو بہت رحم کرنے والا ہے، بے انتہا رحم کرنے والا ہے اور لوگوں کو معاف کرنے والا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے جنت کے آٹھ دروازے رکھے ہیں۔ دوزخ کے کم اور جنت کے زیادہ ہیں۔“
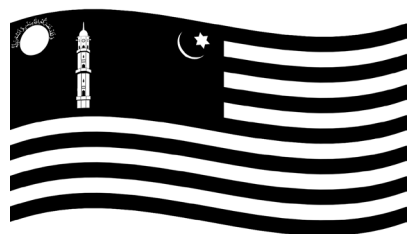
# مجلس خدام الاحمدیہ

# خدام الاحمدیہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر میں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔

اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا۔ ان شاء اللہ

# (1)
# مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

سید عمار احمد

ہر قوم کی زندگی اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام اس مبارک ہستی کے ذریعہ ہوا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا تھا کہ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔ حضرت مصلح موعود صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے جن عظیم الشان تحریکوں کی بنیاد رکھی ان میں سے ایک اہم اور دور رس نتائج کی حامل عظیم الشان تحریک مجلس خدام الاحمدیہ ہے جس کا قیام 31 جنوری 1938ء کو عمل میں آیا۔

## مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام

حضورؓ کو اپنے عہد خلافت کے ابتداء ہی سے احمدی نوجوانوں کی تنظیم و تربیت کی طرف ہمیشہ

توجہ رہی کیونکہ قیامت تک اعلائے کلمۃ اللہ اور غلبۂ اسلام کے لئے ضروری تھا کہ ہر نسل پہلی نسل کی پوری قائم مقام ہو اور جانی اور مالی قربانیوں میں پہلوں کے نقش قدم پر چلنے والی ہو اور ہر زمانے میں جماعت احمدیہ کے نوجوانوں کی تربیت اس طور پر ہوتی رہے کہ وہ اسلام کا جھنڈا بلند رکھیں۔

حضرت امیر المومنین نے اس مقصد کی تکمیل کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف انجمنیں قائم فرمائیں مگر ان سب تحریکوں کی جملہ خصوصیات مکمل طور پر مجلس خدام الاحمدیہ کی صورت میں جلوہ گر ہوئیں اور حضرت امیر المومنین کی براہ راست قیادت، غیر معمولی توجہ اور حیرت انگیز قوت قدسی کی بدولت مجلس خدام الا حمدیہ میں تربیت پانے کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کو ایسے مخلص ، ایثار پیشہ ، دردمند دل رکھنے والے، انتظامی قابلتیں اور صلاحتیں رکھنے والے مدبر دماغ میسر آگئے جنہوں نے آگے چل کر سلسلۂ احمدیہ کی عظیم ذمہ داریوں کا بوجھ نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور آئندہ بھی ہم خداتعالیٰ سے یہی امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر نسل میں ایسے لوگ پیدا کرتا چلا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس مجلس کی بنیاد رکھتے ہوئے پیشگوئی فرمائی تھی کہ

میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری طرف سے (دشمن کے) ان کے حملوں کا کیا جواب دیا جائے گا۔ ایک ایک چیز کا اجمالی علم میرے ذہن میں موجود ہے اسی کا ایک حصہ خدام الاحمدیہ ہیں اور درحقیقت یہ روحانی ٹرینگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے ...... بے شک وہ لوگ جو ان باتوں سے واقف نہیں وہ میری ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ ہر شخص قبل از وقت ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے جو وہ اپنے کسی بندے (کو) دیتا ہے ...... آج نوجوانوں کی ٹرینگ کا زمانہ ہے اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹرینگ کا زمانہ خاموشی کا

زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہورہا۔ مگر جب قوم تربیت پاکر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ درحقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد8 صفحہ445-446 ایڈیشن 2007ء)

## مجلس خدام الاحمدیہ کے قیام کی بنیادی غرض

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ کی تاسیس کے زمانہ میں واضح لفظوں میں اس کی غرض و غایت یہ بیان فرمادی تھی:۔

میری غرض اس مجلس کے قیام سے یہ ہے کہ جو تعلیم ہمارے دلوں میں دفن ہے اسے ہوا نہ لگ جائے بلکہ وہ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ دلوں دفن ہوتی چلی جائے۔ آج وہ ہمارے دلوں میں دفن ہے تو کل وہ ہماری اولادوں کے دلوں میں دفن ہو اور پرسوں ان کی اولادوں کے دلوں میں۔ یہاں تک کہ یہ تعلیم ہم سے وابستہ ہوجائے۔ ہمارے دلوں کے ساتھ چمٹ جائے اور ایسی صورت اختیار کرے جو دنیا کے لئے مفید اور بابرکت ہو۔ اگر ایک یا دو نسلوں تک یہ تعلیم محدود رہی تو کبھی ایسا پختہ رنگ نہ دے گی جس کی اس سے توقع کی جاتی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد8 صفحہ446 ایڈیشن 2007)

# مجلس خدام الاحمدیہ کا ابتدائی لائحہ عمل

ابتدائی مراحل سے گذرنے کے بعد خدام الاحمدیہ کا اس وقت کا لائحہ عمل حسب ذیل قرار پایا اور اس کے مطابق مجلس کا کام بھی مختلف شعبوں میں تقسیم کیا گیا:

1. سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کی تنظیم
2. سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں میں قومی روح اور ایثار پیدا کرنا
3. اسلامی تعلیم کی ترویج و اشاعت
4. نوجوانوں میں ہاتھ سے کام کرنے اور صاف ماحول میں رہنے کی عادت پیدا کرنا
5. نوجوانوں میں مستقل مزاجی پیدا کرنے کی کوشش کرنا
6. نوجوانوں کی ذہانت کو تیز کرنا
7. نوجوانوں کو قومی بوجھ اٹھانے کے قابل بنانے کیلئے ان کی ورزش کا اہتمام
8. نوجوانوں کو اسلامی اخلاق میں رنگین کرنا (مثلاً سچ، دیانت اور پابندی نماز وغیرہ)
9. قوم کے بچوں کی اس رنگ میں تربیت اور نگرانی کہ ان کی آئندہ زندگیاں قوم کے لئے مفید ثابت ہو سکیں
10. نوجوانوں کو سلسلہ کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے کی ترغیب و تحریص
11. نوجوانوں میں خدمت خلق کا جذبہ
12. نوجوانان سلسلہ کی بہتری کے لئے حتیٰ الوسع ہر مفید بات کو جامہ عمل پہنانا

(تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ556-557)

مجلس خدام الاحمدیہ کے بانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتداء سے ہی

اس مجلس پر شفقت فرماتے ہوئے اس کی ہمیشہ راہنمائی فرمائی اور زریں ہدایات سے نوازا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی راہنمائی میسر آئی۔ آپؒ کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ کی نشوونما کے لئے بیش قیمت ہدایت عطافرماتے رہے اور مجلس ہر آنے والے دن میں بہتر سے بہتر کارکردگی کی راہ پر آگے بڑھتی رہی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نگرانی و راہنمائی میں مجلس خدام الاحمدیہ اپنے ترقی اور عروج کے ایک نئے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ خدام الاحمدیہ سے متعلق خلفاء کرام کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بانیٔ تنظیم نے ارشاد فرمایا کہ

”خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض یہ تھی کہ نوجوانوں میں دینی روح پیدا کی جائے اور ان کے قلوب میں دین کے لئے اور بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے خدمت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔“

(مشعل راہ جلداول صفحہ294)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ

خدام الاحمدیہ اس بات کو اپنے پروگرام میں خاص طور پر ملحوظ رکھیں کہ قومی اور ملی روح کا پیدا کرنا نہایت ضروری ہے۔ اصولی طور پر ہر ایک سے یہ اقرار لیا جائے اور اسے بار بار

دہرایا جائے۔

(مشعل راہ جلد اول صفحہ 101)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں کہ

”میں آج اپنے عزیز بچوں اور بھائیوں کو اس بنیادی حقیقت کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت پیدا کرو اور ان بنیادوں پر ہی خدام الاحمدیہ کے سارے کاموں کی عمارت کھڑی کی جاتی ہے۔ اگر بنیاد نہ ہو تو پھر آپ ہوائی قلعے تو بنا سکتے ہیں لیکن وہ مضبوط قلعے نہیں بنا سکتے جن کے متعلق بعض دفعہ خدا تعالیٰ یہ اظہار کرتا ہے کہ میرا محبوب محمد ﷺ ان قلعوں میں پناہ گزین ہوتا ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ صرف اس قلعہ میں پناہ گزین ہو سکتے ہیں صرف وہ قلعہ آپ کے دین کی حفاظت کر سکتا ہے صرف وہ قلعہ دشمن کے حملوں سے آپ کے لائے ہوئے اسلام کو بچا سکتا ہے۔ صرف اس قلعہ سے جوابی اور جارحانہ حملہ کیا جا سکتا ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے نام پر اور اللہ کے خوف اور خشیت کی بنیادوں کے اوپر کھڑا کیا جائے جو قلعہ ہوا میں بنایا جائے اس کے نتیجہ میں خیالی پلاؤ پکائے بھی جا سکتے ہیں اور شاید کھائے بھی جا سکیں۔ لیکن خیالی پلاؤ نے نہ آپ کو فائدہ دینا ہے اور نہ دنیا کو فائدہ پہنچانا ہے۔ ان بنیادوں کو مضبوط کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔ ہر شخص کے لئے انفرادی طور پر اور جماعت کے لئے بحیثیت جماعت خصوصاً آنے والی نسلوں کو اس طرح تربیت دینا کہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور خشیت اللہ سے وہ معمور ہوں، بڑا ضروری ہے۔ کیونکہ ہمارا کام ایک نسل پر پھیلا ہوا نہیں بلکہ کئی نسلوں نے اس کی تکمیل کرنی ہے۔ پس جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ تو ہم یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہم ہر بڑے کا احترام کریں گے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ

نے فرمایا ہے کہ جو شخص بڑے کا احترام نہیں کرتا وہ میری فوج کا سپاہی نہیں جب ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے تو ہم یہ اعلان کررہے ہوتے ہیں کہ ہم چھوٹوں پر شفقت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چھوٹو ں پر شفقت نہیں کرتا اور رحم کی نگاہ سے انہیں نہیں دیکھتا اور ان کی صحیح رنگ میں تربیت نہیں کرتا وہ میری فوج کا سپاہی نہیں ہے۔“

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 54)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

عبادات کے کئی مراحل ہیں اور آپ جو خدام الاحمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ آپ کا عبادت کا زمانہ ہے وہ لوگ جو جوانی میں عبادت نہیں کرنا جانتے ان کی بڑھاپے کی عبادتیں بھی بے کار ہوتی ہیں سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کا فضل غیر معمولی طور پر کسی کو توفیق عطافرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ جوانی ہی وہ دور ہے جس میں عبادت کرنے کا مزہ بھی آتا ہے اور عبادت کرنے کی توفیق بھی زیادہ ملتی ہے بڑھاپے میں تو کمزوریاں اور بیماریاں ہیں ہڈیاں دکھتی ہیں انسان خواہش بھی کرتا ہے تو بعض دفعہ آنکھ نہیں کھلتی، آنکھ کھلتی ہے تو دماغ سستی اور کمزوری کا شکار ہو چکا ہوتا ہے۔ طبیعت میں زور نہیں رہتا اور انسان اپنی عبادت میں جان نہیں ڈال سکتا۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے استثناء ہیں، جو استثناء آپ کو نظر آئیں گے ان میں سے اکثر وہ لوگ نظر آئیں گے جنہیں جوانی میں عبادت کی عادت پڑی تھی وہی عبادتیں ہیں جو پھر آگے بڑھاپے میں بھی ان کا ساتھ دیتی رہتی ہیں تو عبادت کرنے کی طرف توجہ کریں۔ اور بڑے اہتمام اور توجہ سے نماز باجماعت قائم کریں اور صرف نماز باجماعت ہی کو قائم نہ کریں بلکہ خدام کو بار بار یاد دہانی کروائیں کہ وہ نماز میں اللہ تعالیٰ کے تعلق کو ہمیشہ

یاد رکھا کریں اور زندہ رکھا کریں۔

(مشعل راہ جلد سوم صفحہ209)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کو ذاتی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:

”احمدیت کی تعلیم پر عمل پیرا ہوں۔ معاشرے کے برے اثرات سے بچیں اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کریں۔ تعلیمی میدان میں مقام پیدا کریں، اچھا سائنسدان، ڈاکٹر، انجینیئر اور ماہر زراعت احمدی نوجوانوں سے ملنا چاہیئے۔ سخت محنت کی عادت ڈالیں، سستیاں ترک کر دیں، جہاں بھی کام کریں اس روح سے کام کریں تو کوئی مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ نظام جماعت سے وفادار رہیں، اپنے عہد کے مطابق جان و مال اور وقت کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔“

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ160-161)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بتا دوں کہ خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لیے وہ عہد بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت یہ نہیں ہے کہ صرف عمومی کی ڈیوٹی دے دی یا حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی دے دی۔ یہ کام تو اور دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ اصل حفاظت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو پھیلایا جائے۔ ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور نئی نسل کو سنبھالا جائے۔ صرف یہ دعویٰ کر لینا کافی نہیں کہ ہم دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی

لڑیں گے۔ یہ لڑائی کا تو مسئلہ نہیں ہے۔ آج کل کی لڑائی، آج کل کا جہاد یہ ہے کہ باتوں پر عمل کیا جائے۔ اور یہی وہ اصل کام ہے جو خدام الاحمدیہ نے کرنا ہے۔ ہر قائد کا کام ہے، ہر زعیم کا کام ہے، ہر ناظم کا کام ہے، ہر مہتمم کا کام ہے اور صدر صاحب کا کام ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ جو باتیں کہی جاتی ہیں۔

(خطاب 25/اکتوبر 2019ء بمقام مہدی آباد جرمنی)
(الفضل آن لائن 25 فروری 2020)
(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 4 اگست 2022ء، لندن)

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

”خدام الاحمدیہ کے حوالے سے بتا دوں کہ خدام الاحمدیہ کا ایک کام، بہت بڑا کام خلافتِ احمدیہ کی حفاظت بھی ہے اور اس کے لیے وہ عہد بھی کرتے ہیں۔ اور حفاظت یہ نہیں ہے کہ صرف عمومی کی ڈیوٹی دے دی یا حفاظتِ خاص کی ڈیوٹی دے دی۔ یہ کام تو اور دوسرے بھی کر سکتے ہیں۔ اصل حفاظت یہ ہے کہ خلیفۂ وقت کے الفاظ کو پھیلایا جائے۔ ان پر عمل کیا جائے۔ ان پر عمل کروایا جائے۔ اور نئی نسل کو سنبھالا جائے“

# (2)
# خدام الاحمدیہ پر خلافت کی شفقتیں

عبید اللہ خان

دین حق کے کامل غلبہ کے لئے جب خدا تعالیٰ نے اس دور میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز کے طور پر مہدی و مسیح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور انکے ہاتھ سے اسلام کی تجدید اور اسکے حتمی غلبہ کی تخم ریزی فرمائی تو ساتھ ہی قدرت ثانیہ کی صورت میں اس تخم ریزی سے پیدا ہونے والے نظام عالم کی بنیاد بھی رکھ دی۔ اور پھر قدرت ثانیہ کے دور میں الٰہی نوشتوں کے رو سے اس مہدی دوراں کو ایک پسر موعود کی صورت میں ایک ایسا سلطان نصیر عطا کیا جس نے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کی تقدیر سے وافر حصہ پاتے ہوئے ایک ایسے نظام عالم کی بنیادیں اس الٰہی جماعت میں مستحکم کرنے کی توفیق پائی جو آخرین کے دور میں لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کا عظیم الشان مظہر ہو۔

جوانی کی عمر ایک انسان کی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ دین پر عمل کرنے اور خدمت دین کے لئے بھی اس عمر کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور اسی پر انسانی کی

بعد کی زندگی کی بنیاد ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی جوانی کی عمر کی اہمیت کے پیش نظر اس حوالے سے جماعت کو نصائح فرمائیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں۔

”نوجوانوں کو خدمت دین میں دن رات مشغول رہنا چاہئے۔“

(بدر یکم جنوری 1905ء)

نیز فرمایا۔

”اب وقت تنگ ہے میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کے وقت ہے اور آخری موقعہ دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اسکے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔“

(ملفوظات جلد6 صفحہ263 ایڈیشن 1984ء)

نظام جماعت کی بنیادی اینٹ تو حضرت مسیح موعودؑ نے پہلی بیعت لے کر 23مارچ 1889ء کو ہی رکھ دی تھی۔ بعد ازاں اس ابتدائی نظام میں دوسرا بڑا سنگ میل نظام وصیت کے قیام اور صدرانجمن احمدیہ جیسا ادارہ قائم ہونا تھا۔ جس سے کشتی نوح کے مثل اس نظام

کے بنیادی خدوخال واضح ہونے لگے۔ قدرت ثانیہ کے دوسرے مظہر اور المصلح الموعودؓ کے مسند خلافت پر بیٹھنے کے بعد اس نظام میں سے خدائی تقدیر فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (الحج:53) اور وعدوں کے موافق اس انجمن نے ایک نئے سرے سے پاک ہوکر خلافت کی اطاعت کا جوا اپنے سر رکھا۔ لیکن وہ تیز گام بڑھنے والا مصلح الموعودؓ لدنی فراست کی روشنی میں دیکھ رہا تھا کہ اسلام کو جو ترقیات اور غلبہ مقدر ہے وہ محض ایک انجمن کے قیام سے وابستہ نہیں ہے۔ لہٰذا ہر علم و عمل کے ہر پہلو اور فتح و ظفر کے پیش آمدہ تقاضوں کے پیش نظر آپؓ نے جہاں دیگر مرکزی انجمنوں تحریک جدید اور وقف جدید کو قائم فرمایا وہیں ذیلی تنظیموں کا قیام بھی بلا شبہ دینی و ملی فتوحات کے لئے ایک عظیم اور لازوال کارنامہ ہے۔

مضمون ہٰذا میں خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو خلافت سے جو فیوض، برکات اور ہر لحاظ سے راہنمائی اور سرپرستی حاصل رہی ہے اس پر مختصراً روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

## دور خلافت ثانیہ
## پس منظر

جیسا کہ خدا تعالیٰ کا ابتدا سے ہی جماعت کے ساتھ یہ سلوک رہا ہے کہ جب کوئی ابتلا آتا ہے تو اسکے ساتھ ہی ترقیات کی ایک نئی راہ کھول دی جاتی ہے۔ خدام الاحمدیہ کی داغ بیل ڈالنے کا سبب بھی ایک ابتلا ہی ہوا۔ 1937ء کے اواخر میں جب شیخ عبدالرحمٰن مصری نے فتنہ کھڑا کیا اور خلیفہ وقت کی ذات پر مذموم حملوں اور عزل خلفا کا سوال اٹھایا تو ان حالات میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نوجوانوں کو آگے لانے کا بھی فیصلہ کیا۔ آپؓ نے

اس کی اولین ذمہ داری مکرم شیخ محبوب عالم خالد صاحب کو دیتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ نوجوانوں کو اس فتنہ کے مقابلے کے لئے تیار کیا جائے۔ جس پر مکرم شیخ صاحب نے اپنے مبلغین کلاس کے طلبا کو فوری طور پر اس کار خیر میں حصہ لینے کی تحریک کی۔ اس ضمن میں ابتدائی شاملین کا ایک اجلاس مورخہ 31 جنوری 1938ء کو ہوا۔ بعدازاں اسی مجلس کی بابت مزید راہنمائی اور نام کے لئے جب حضورؓ کی خدمت میں درخواست کی گئی تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس مجلس کا نام ’’مجلس خدام الاحمدیہ‘‘ رکھا۔ اس مجلس کے پہلے صدر مولانا قمرالدین صاحب اور جنرل سیکرٹری مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم۔ اے منتخب ہوئے۔

## قیام

خدام الاحمدیہ کی تنظیم کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایات کے ماتحت 1938ء میں ہوا۔ اس تنظیم میں آپ نے عمر کا جو حصہ مقرر فرمایا وہ 15 سال سے 40 سال تک کا ہے۔ عمر کا یہ زمانہ نوجوانی کی ابتدا سے پختگی تک کا ہے۔ گویا ابتدا سے ہی احمدی نوجوان کو ایک ایسے نظام کا حصہ بنادیا جو کچی عمر سے پختگی کی عمر کو پہنچتے پہنچتے تربیت کے ابتدائی مراحل طے کرلے اور نظام کی باگ ڈور سنبھالنے کے قابل ہوجائے۔ اور یوں نہ صرف انفرادی طور پر بلکہ قومی رنگ میں ایک مربوط نظام تشکیل پاجائے اور ایک ایسا ذیلی نظام تیار ہو، جو عمر کے اس ابتدائی حصے میں کام اور نظام کو چلانے اور اس کا حصہ بننے کی تربیت حاصل کریں اور پھر یہی تربیت یافتہ افراد مرکزی نظام کو چلانے کے لئے مہیا ہوسکیں۔ آپؓ نے ابتدا سے ہی جماعت کو یہ سبق دیا تھا کہ ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں۔‘‘

# خدام الاحمدیہ کی تنظیم کے ابتدائی اور بنیادی خدوخال

ابتدا میں اس مجلس کا کام علوم دینیہ کا مطالعہ کرنا اور جماعت اور خلافت کے خلاف اعتراضات کی تحقیق اور جواب دینا تھا جو حضورؓ کی ہدایات اور راہنمائی میں خوش اسلوبی سے سرانجام پاتا رہا۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس تنظیم پر ازراہ شفقت غیر معمولی توجہ اور راہنمائی کا آغاز کردیا اور اپنے خطبات، خطابات میں اس تنظیم کے بنیادی خدوخال، دستور العمل اور تنظیم سازی کے لئے ہدایات سے نوازنا شروع کردیا اور یوں خدام الاحمدیہ وجود میں آتے ہی حضرت المصلح الموعودؓ کی غیر معمولی اور خداداد راہنمائی سے مشرف ہونے کی سعادت پانے لگی۔ یکم اپریل 1938ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپناولولہ انگیز خطبہ جمعہ خدام الاحمدیہ کو مخاطب کرکے اس تنظیم کی اہمیت، لائحہ عمل اور مقاصد کو بیان فرمایا۔ حضورؓ نے خدام الاحمدیہ کو حضرت طلحہؓ کا نمونہ اپنانے کی ہدایت فرمائی۔ آپؓ نے احد کے میدان میں حضرت طلحہؓ کا اپنا ہاتھ نبی کریم ﷺ کے چہرہ مبارک کے سامنے کرنے اور اس پر تیر کھانے والے واقعے کا حوالہ دے کر فرمایا۔

”دیکھو کتنا عظیم الشان سبق اس واقعے میں پنہاں ہے۔ طلحہؓ جانتے تھے کہ آج محمد ﷺ کے چہرہ مبارک کی حفاظت میرا ہاتھ کررہا ہے۔ اگر میرے اس ہاتھ میں ذرا بھی حرکت ہوئی تو تیر نکل کر محمد ﷺ کو جالگے گا۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ کو نہیں ہلایا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اس ہاتھ کے پیچھے محمد ﷺ کا چہرہ ہے۔ اسی طرح اگر تم بھی اپنے اندر یہ احساس پیدا کرو۔ اگر تم بھی یہ سمجھنے لگو کہ ہمارے پیچھے اسلام کا چہرہ اور اسلام اور محمد ﷺ دو نہیں بلکہ ایک ہی ہیں۔ تو تم بھی ایک مضبوط چٹان کی طرح قائم ہوجاؤ اور تم بھی ہر وہ تیر جو اسلام کی طرف پھینکا جاتا ہے اپنے ہاتھوں اور سینوں پر لینے کے لئے تیار ہوجاؤ۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اس تنظیم کے لئے علاوہ علمی تحقیق کے بعض مزید امور بھی اسکے لائحہ عمل میں شامل فرمائے۔ جن میں

1. اپنے ہاتھ سے روزانہ کام کرنا (وقار عمل)
2. درس و تدریس (تعلیم و امور طلبا)
3. پابندی نماز کی تلقین (تربیت)
4. بیوگان معذور اور مریضوں کی خبر گیری
5. تدفین و تکفین اور دیگر تقاریب میں امداد وغیرہ (خدمت خلق)۔

## مجلس خدام الاحمدیہ کو عالمگیر مجلس بنانے کا ارشاد

گو ابتدا میں حضورؓ نے مجلس خدام الاحمدیہ کو صرف دو سال کے لئے قائم فرمایا تھا لیکن اسکے باوجود آپؓ نے اسے وسعت دینے کا پلان سامنے رکھ دیا تھا۔ لہٰذا آپ نے اپنے خطبہ فرمودہ یکم اپریل 1938ء میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ”اسی طرح میں اعلان کرتا ہوں کہ موجودہ حالات میں عارضی طور پر سال دو سال کیلئے قادیان کی مجلس خدام الاحمدیہ کی بیرونی جماعتوں کی مجالس خدام الاحمدیہ شاخیں ہونگی۔ اور انکا فرض ہوگا کہ اس انجمن کے ساتھ اپنی انجمنوں کا الحاق کریں۔“

## چھوٹے بچوں کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے سپرد کرنا

قیام کے فوری بعد ہی حضورؓ نے 15 اپریل 1938ء کو 15 سال سے کم عمر بچوں کی تنظیم اطفال الاحمدیہ کے قیام کا ارشاد فرمایا اور 23 اپریل کو یہ تنظیم قائم ہوگئی۔ اس تنظیم کو

آپؓ نے خدام الاحمدیہ کے ماتحت اور زیر نگرانی ہی رکھا۔

## مجلس خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی فوج قرار دینا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 نومبر 1938ء کو جہاں خدام الاحمدیہ کے کام کی تعریف فرمائی اور انکو اپنا کام استقلال سے جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا وہیں آپ نے خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی فوج بھی قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

"مجلس خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہونگے اور اپنی عملی جدوجہد سے ثابت کردیں گے کہ انہوں نے اپنے فرائض کو سمجھا ہوا ہے۔"

## ذیلی تنظیموں میں شمولیت کو لازمی قرار دینا

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جولائی 1940ء میں ذیلی تنظیموں انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ میں شمولیت کو لازمی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا۔

"جو پریذیڈنٹ یا امیر یا سیکرٹری ہیں ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ کسی نہ کسی مجلس میں شامل ہوں۔ کوئی امیر نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصاراللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اور کوئی سیکرٹری نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی عمر کے لحاظ سے انصاراللہ یا خدام الاحمدیہ کا ممبر نہ ہو۔ اگر پندرہ سال سے اوپر اور چالیس سال سے کم ہے تو اسکے لئے خدام الاحمدیہ کا ممبر ہونا ضروری ہوگا۔۔۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی عمر کے مطابق ان

میں سے کسی نہ کسی مجلس کا ممبر بنے۔۔“

## جسمانی استعدادوں کو ترقی دینے سے متعلق ہدایات

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے خدام الاحمدیہ کو اپنی جسمانی استعدادوں کو ترقی دینے سے متعلق بھی خصوصیت سے ہدایات مرحمت فرمائیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو خدام الاحمدیہ کی تعلیم و تربیت کا کس قدر احساس تھا اور آپ خدام کو کس درجے کا علمی اور جسمانی صحت کا نمونہ دیکھنا چاہتے تھے۔ ذیل میں آپ کے بعض ارشادات اس حوالے سے پیش خدمت ہیں۔

”میرے نزدیک تمام مشقوں میں سے ایک نہایت ہی اہم مشق جس سے دشمن کے مقابلے میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور جس طرف ہماری جماعت کے ہر فرد کو توجہ کرنی چاہئے۔ وہ حواس خمسہ کو ترقی دینے کی کوشش ہے۔ یہ ایک نہایت ہی اہم اور ضروری چیز ہے۔۔ ۔۔ مثلاً ناک کی حس ہے اور اس سے بڑے بڑے کام لئے جاسکتے ہیں۔۔۔۔اسی طرح بعض لوگوں کی مزے کی حس اتنی تیز ہوتی ہے کہ حیرت آتی ہے اور یہ حس بھی بہت حد تک بڑھائی جاسکتی ہے۔۔۔اسی طرح کانوں کی حس ہے۔ اسکو بڑھا کر بھی حیرت انگیز کام لئے جاسکتے ہیں۔۔۔۔تو یہ مشقیں نہایت اہم ہیں۔ اسی طرح ذائقہ کی مشق ہے۔ لمس کی مشق ہے۔ ان تمام مشقوں سے بڑے بڑے کام لئے جاسکتے ہیں۔۔ ۔۔ اسی طرح لاٹھی چلانے کا فن نہایت اعلیٰ درجے کی چیز ہے۔۔۔“

(خطاب بر موقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ 18 اکتوبر 1942ء)

## خدام الاحمدیہ کے سات سالہ پروگرام کا اجرا

1945ء میں جب خدام الاحمدیہ کے قیام کو سات سال گزر چکے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے گزشتہ سات سالوں کے کام کو غیر تسلی بخش قرار دیا اور اس کمی کو آئندہ سات سالوں میں پورا کرنے کا ٹارگٹ دیا۔ لہٰذا 1945ء کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ سے خطاب فرماتے ہوئے حضورؓ نے کچھ شعبوں میں بہتری لانے کی تلقین فرمائی اور اس ضمن میں نہائیت موزوں رنگ میں خدام کی راہنمائی فرمائی۔ ان شعبوں کا مختصر جائزہ کچھ اس طرح سے ہے۔

* **وقار عمل:** آپؓ نے فرمایا کہ ”آئندہ سالوں میں ہاتھ سے کام کرنے،کی روح کو دوبارہ زندہ کیا جائےاور خدام سے ایسے کام کرائے جائیں جن میں ہتک محسوس کرتے ہوں اور وہ کام انفرادی طور پر کرائے جائیں۔۔۔

* **تربیت واصلاح:** ”خدام کی سختی کے ساتھ نگرانی کی جائے کہ وہ باجماعت نماز ادا کرتے ہیں یا نہیں۔“

* **تعلیم:** ”خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں یہ بات بھی شامل ہونی چاہیئے کہ خدام کی پڑھائی کا خیال رکھا جائے۔اور اس بات کی نگرانی کی جائے کہ کون کون خادم سٹڈی کے وقت گلیوں میں پھرتا ہے۔“

* **کام کا ریکارڈ رکھنا:** ”کوشش کرنی چاہیئے کہ ہر کام کے نتائج کسی معین صورت میں ہمارے سامنے آسکیں۔ اگر ہمارے پاس ریکارڈ محفوظ ہوتو ہم اندازہ کرسکیں گے کہ پچھلے سال سے اس سال نمازوں میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ تعلیم میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔ اخلاق

میں کتنے فیصدی ترقی ہوئی۔کتنے خدام پچھلے سال باہر کی جماعتوں سے سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے آئے اور کتنے اس سال آئے ہیں۔۔۔"

* **ذہانت و جسمانی صحت:** خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ نوجوانوں کی صحت کی طرف جلد توجہ کریں۔ اور انکے لئے ایسے کام تجویز کریں جو محنت کشی کے ہوں اور جن کے کرنے سے انکی ورزش ہو اور جسم میں طاقت پیدا ہو۔۔"

* **سائنس اور مشینری کے کام سیکھو:** ہر جماعت میں جتنے پیشہ ور ہیں، ان سے کہا جائے کہ وہ خدام کو سائیکل کھولنا اور جوڑنا یا موٹر کی مرمت کا کام یا موٹر ڈرائیونگ سکھا دیں۔ یہ کام ایسے ہیں کہہ ان میں انسان کی صحت بھی ترقی کرتی ہے اور انسان بطور ہابی (hobby) کے سیکھ سکتا ہے۔۔۔ یہ سائنس کی ترقی کا زمانہ ہے۔ اس لئے خدام الاحمدیہ کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ ہماری جماعت کا ہر فرد سائنس کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو جائے۔۔"

## تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف توجہ کرنے کی ہدایت

مورخہ 28 دسمبر 1945ء کو حضورؓ نے خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "ہماری جماعت کو اب تجارت کی طرف زیادہ توجہ کرنی چاہیئے۔ میں نے بارہا بتایا ہے کہ تجارت ایسی چیز ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا میں بہت بڑا اثر و رسوخ پیدا کیا جاسکتا ہے۔۔"

اسی طرح ایک اور موقع پر فرمایا۔

"پس میں اپنے نوجوانوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ تعلیم محض اس لئے حاسل نہ کریں کہ اسکے نتیجہ میں انہیں نوکریاں مل جائیں گی۔ نوکریاں قوم کو کھلانے کا موجب نہیں ہوتیں۔

بلکہ نوکر ملک کی دولت کو کھاتے ہیں۔ اگر تم تجارتیں کرتے ہو۔ صنعتوں میں حصہ لیتے ہو۔ ایجادوں میں لگ جاتے ہو تو تم ملک کو کھلاتے ہو اور یہ صاف بات ہے کہ کھلانے والا کھانے سالے سے بہترین ہوتا ہے۔ نوکریاں بیشک ضروری ہیں لیکن یہ نہیں کہ ہم سب نوکریوں کی طرف متوجہ ہوجائیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ ہم زیادہ سے زیادہ پیشے اختیار کریں تاکہ ملک کو ترقی حاصل ہو اور کم سے کم ملازمتیں کریں۔ صرف اتنی جتنی ملک کو اشد ضرورت ہو۔"

(فرمودہ 21 نومبر 1952ء، مشعل راہ جلد اول صفحہ 648)

## دور خلافت ثالثہ

1965ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی المناک رحلت کے بعد خدام الاحمدیہ کی تنظیم نے قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر کے دور میں قدم رکھا۔ اس وقت تک خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے قیام کے بعد سے 27 سال کا عرصہ خلافت ثانیہ کے زیر سایہ گزار چکی تھی۔ اور اب ایک ایسی شخصیت کو خدا تعالیٰ نے خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا تھا جو خود خدام الاحمدیہ کے بانی کارکنان میں سے تھےاور اس تنظیم کی صدارت کے عہدے پر فائز رہ چکے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جہاں ابتدا سے ہی خدام الاحمدیہ کو اپنی خداداد راہنمائی کی آغوش میں لے لیا وہیں آپؒ کی براہ راست نگرانی اور سرپرستی بھی خدام الاحمدیہ کو میسر رہی۔

## خدام کو ماٹو دینا

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مقام خلافت پر متمکن ہوتے ہی دسمبر 1965ء میں خدام الاحمدیہ کو ماٹو دیا جسکے الفاظ آپ نے یہ بیان فرمائے کہ ”تیری عاجزانہ راہیں اُس کو پسند آئیں۔“

## خدام الاحمدیہ کی مجالس کے کام کا جائزہ

حضور رحمہ اللہ نے مئی 1966ء میں مجلس کے مہتممین اور قائدین اضلاع سے خطاب فرمایا جس میں مجالس کے کام اور رپورٹس کے حوالے سے جائزہ لیا۔ اور اس حوالے سے کارکردگی میں جو کمی تھی اس بارے میں توجہ دلائی۔ آپ نے ایک بنیادی معیار کے حصول کے لئے ٹارگٹ مقرر فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔

”جب تک آپ کے ماتحت یا آپ کے علاقہ یا آپ کے ضلع میں ایک مجلس بھی ایسی ہے جو کم سے کم معیار پر نہیں آئی۔ اگر آپ اس بات سے تسلی پکڑ لیں کہ ہم چونکہ نسبتاً اچھا کام کرکے عَلم انعامی حاصل کرلیتے ہیں اس لئے ہم اچھا کام کرنے والے ہیں تو یہ غلطی ہوگی۔“

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 4)

## احمدی نوجوانوں کو وقف زندگی کی تحریک

حضور رحمہ اللہ نے اسی سال یعنی جون 1966ء میں نوجوانوں کو زندگی وقف کرنے کی

تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔

”مشرقی افریقہ ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے حالات کا یہ تقاضا ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اسکے بعد بیرون پاکستان جاکر تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیں“

(مشعل راہ جلد دوم صفحہ 8)

## وقار عمل، خدمت خلق اور صحت جسمانی کی اہمیت کو از سر نو اجاگر کرنا

حضرت خلیفہ ثالثؒ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع 1966ء سے مورخہ 23 اکتوبر کو باوجود طبیعت کی خرابی اور بخار کے خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں آپؒ نے جہاں دیگر تربیتی امور کی طرف خدام کی توجہ دلائی وہیں خدام الاحمدیہ کے بعض شعبوں میں سستی کیطرف بھی نشاندہی فرمائی۔ ان شعبوں میں وقار عمل، خدمت خلق اور صحت جسمانی شامل تھے۔ اس خطاب سے بعض اقتباسات پیش ہیں۔

”ہمارے سپرد ایک کام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ کیا تھا کہ ہم ایک خاص طریق پر وقار عمل منائیں۔ لیکن اب ہم نے اس طریق پر وقار عمل منانا چھوڑ دیا ہے۔ یا ہم ایک حدتک اس سے غافل ہوگئے ہیں۔۔۔وقار عمل کی روح یہ ہے کہ ہراحمدی نوجوان کو اس بات کی عادت ڈال دی جائے کہ وہ کسی کام کو بھی ذلیل اور حقیر نہ سمجھے اور جب تک یہ ذہنیت ہمارے نوجوانوں میں پیدا نہ ہو اس وقت تک وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے اہل ہوہی نہیں سکتے جو ذمہ داریاں خدا تعالیٰ نے ان پر ڈالی ہوئی ہیں۔۔۔ہر ایک احمدی

نوجوان کا فرض ہے کہ وہ خدمت خلق کی طرف بہت ہی توجہ دے۔ خدمت خلق جس منبع سے نکلی ہے پتہ ہے وہ کیا ہے؟ وہ منبع ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۔ اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے دل کی کیفیت بتائی گئی ہے۔۔ ۔ اس ذہنیت کے سرچشمے سے خدام الاحمدیہ کی خدمت خلق کا جذبہ نکلا ہے۔۔۔ جہاں کہیں کوئی مصیبت زدہ ہو اسکی مصیبت دور کرنے کا پہلا فرض آپ کا ہے۔۔۔

تیسری چیز ہے صحت جسمانی۔ آپ کو پتہ ہی ہے کہ میں نے اپنی آدھی عمر خدام الاحمدیہ میں بحیثیت صدر کے گزاری ہے۔ لیکن ایک چیز جو مجھے سمجھ نہیں آتی تھی آج ہی سمجھ آئی ہے۔ جب میں آپ کے لئے سوچ رہا تھا تو میرے دماغ میں آیا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے صحت جسمانی اور ذہانت کو بریکٹ کرکے ایک ہی شعبہ بنادیا تھا۔ جب میں سوچ رہا تھا تو یکدم میرے ذہن میں قرآن کریم کی ایک آیت کا ٹکڑا آیا اور وہ ٹکڑا یہ ہے اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ (القصص:27) یہ فقرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ان دو لڑکیوں نے اپنے باپ کو کہا تھا جنکے جانوروں کو آپ نے پانی پلایا تھا۔ یعنی اگر تم نے کسی شخص کو اجرت پر ہی رکھنا ہے تو جس شخص کو اجرت پر رکھا جائے اگر اس میں دو خوبیاں پائی جائیں تو وہ بڑا ہی اچھا کام کرنے والا ثابت ہوگا۔ ایک تو وہ مضبوط جسم کا ہو اور دوسرے وہ امین ہو۔ اور لفظ امین میں ذہانت والا پہلو آجاتا ہے۔۔ ۔ پس صحت جسمانی کی طرف اور ذہانت کی طرف ہمیں خاص توجہ کرنی چاہئے۔"

## خدام الاحمدیہ کے رومال کا نمونہ

مرکزی سالانہ اجتماع کے موقع پر 5 اکتوبر 1972 کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے

خدام الاحمدیہ کے لئے ایک رومال تجویز فرمایا۔ اور فرمایا کہ ”ہم نے خادم کی علامت کے طور پر ایک رومال تجویز کیا ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ ساری دنیا میں ہر خادم اسلام کے پاس یہ رومال ہونا چاہئے۔“

## سائیکل چلانے اور غلیل کے استعمال کی تحریک

حضور رحمہ اللہ نے مورخہ 2نومبر 1973ء کے سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ سے خطاب فرماتے ہوئے خدام کو سائیکل چلانے کی تحریک فرمائی۔ اسکے مقاصد جو حضورؒ نے بیان فرمائے وہ جسمانی صحت میں بہتری، بیماریوں سے نجات اور وقت کی بچت تھی۔

اسی خطاب میں حضورؒ نے خدام کو غلیل کے استعمال اور اسے رکھنے کی تحریک بھی فرمائی۔

## دور خلافت رابعہ

قدرت ثانیہ قیامت تک چلنے والا ایک دور ہے۔ لیکن جیسا کہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات اور جماعت کے اندرونی تغیر پذیری تقاضا کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ان تقاضوں کے ماتحت اپنی ایک نئی تجلی کے ماتحت ایک وجود کو قدرت ثانیہ کا مظہر بنا دیتا ہے۔ جو اس دور کی ضروریات اور حالات کے پیش نظر خدا کی عمیق حکمتوں کے موافق مقام خلافت پر سرفراز ہوجایا کرتا ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں جس وجود کو ان حالات میں خدا نے خلیفہ بنانا ہوتا ہے اسے ابتدا سے اپنی آغوش میں لے کر اپنے زیر سایہ اسکی ایسی فطرت تشکیل دیتا ہے اور تربیت کرتا ہے کہ وہ وجود خلافت کے مقام پر فائز ہونے تک اس دور کے تقاضوں کے مطابق دنیا کی خدا کی طرف راہنمائی کے لئے تیار ہوچکا ہوتا ہے۔

خلافت رابعہ کا سارا دور ہی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے میدانوں میں ایک غیر معمولی سرعت کا دور تھا اور اس دور کی سب سے نمایاں خصوصیت ایم ٹی اے کا اجرا، سوال وجواب کی محفلیں اور تبلیغی نشستیں تھیں۔ اس دور میں بھی خدام الاحمدیہ کو ان تمام شعبوں میں نہ صرف خلافت کی ہر موقع پر راہنمائی میسر رہی بلکہ خلافت کی ہر آواز پر لبیک کہنے کی توفیق ملتی رہی۔ نیز حضرت خلیفہ رابعؒ نے بھی ابتدا ہی سے اپنے پیش رو خلفا کی طرح خدام الاحمدیہ پر اپنی خصوصی دست شفقت رکھا۔

## حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا پہلا دورہ یورپ اور مسجد بشارت اسپین کا افتتاح

مقامِ خلافت پر سرفراز ہوتے ہی پہلے دورہ یورپ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ 28 جولائی 1982ء کو روانہ ہوئے اور ناروے، سویڈن، ڈنمارک، مغربی جرمنی، آسٹریا، سوئٹزر لینڈ، فرانس، لکسمبرگ، ہالینڈ، سپین، برطانیہ اور سکاٹ لینڈ تشریف لے گئے۔ اس دوران آپؒ نے 10 ستمبر 1982ء کو 700 سو سال بعد بننے والی مسجد بشارت پیدرو آباد سپین کا افتتاح فرمایا۔ اس پہلے اور تاریخی دورے پر حضور رحمہ اللہ نے خصوصی طور پر صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو اپنی معیت میں لے جانے کی سعادت بخشی۔ اس دورے میں حضورؒ نے اگست 1982ء میں ناروے میں خدام سے خصوصی خطاب فرمایا اور مغربی جرمنی میں بھی خدام کے ساتھ میٹنگ کی۔

## خلافت رابعہ کے دور کا پہلا اجتماع خدام الاحمدیہ منعقدہ 15 تا17 اکتوبر 1982ء

خلافت رابعہ کے پہلے اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقع پر خدام الاحمدیہ کو ایک بار پھر یہ سعادت حاصل ہوئی کہ خلیفہ وقت نے اس اجتماع میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ نیز افتتاحی اور اختتامی خطابات کے ساتھ ساتھ کبڈی میچ میں تشریف آوری کی سعادت بھی بخشی۔ نیز اسی اجتماع پر مجلس سوال و جواب کا انعقاد بھی ہوا۔ اس مجلس میں بھی حضورؒ نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی۔

اس اجتماع کے افتتاحی خطاب میں حضورؒ نے خدام کو مخاطب کرکے جن امور کی طرف توجہ دلائی ان کو دیکھنے سے آج کا انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ یہ ایسے امور تھے جو آئندہ آنے والے ابتلاؤں کے دور میں، جنکا اس وقت تصور محال تھا، خاص اہمیت کے حامل تھے۔ مثلاً حضور نے محبت کے مضمون سے خطاب شروع فرمایا اور اپنے دشمنوں سے بھی محبت کی اہمیت کا واضح فرمایا۔ پھر وطن سے محبت کی طرف بھی خاص توجہ دلائی۔ آپ نے فرمایا "کسی رنگ میں بھی احمدی نوجوان کو کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا جسکے نتیجے میں وطن کے سکون اور امن کی فضا کسی رنگ میں بھی خراب ہو۔ وہ تیر چلاتے ہیں تو آپ تیر چلنے دیں۔ کیونکہ وہ تیر آپ کی طرف نہیں بلکہ دین کی طرف چلائے جارہے ہیں۔۔۔ ہمارا فیصلہ آسمان کے دربار میں ہے۔۔۔ یہ تعلیم ہے احمدیت کی۔ اس تعلیم پر ہم نے بہرحال قائم رہنا ہے۔ اس محبت کے اعلان میں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت کا اعلان ہے ہمیں اس بات کی کوئی بھی پرواہ نہیں کہ ہم پر دنیا کیا ظلم توڑتی ہے اور کیا کرگزرتی ہے۔۔۔ احمدیت مستقل قربانیوں کا ایک لائحہ عمل ہے اور باشعور قربانیوں کا لائحہ عمل ہے جو زندگیوں کے اندر انقلاب چاہتی ہیں۔"

# ہجرت یورپ اور خدام الاحمدیہ کا ایک نئے دور میں داخل ہونا

خلافت رابعہ کے ابتدا میں ہی پاکستان سے ہجرت اور یورپ میں خلافت کی ہجرت کا واقعہ پیش آگیا۔ پاکستان کے بگڑتے حالات اور امتیازی قوانین کی وجہ سے پاکستان سے مہاجرت میں روز افزوں اضافہ اور یورپی ممالک میں احمدیوں کی نقل مکانی اس دور کی ایک بڑی پیش رفت رہی۔ پھر یہی وہ دور تھا جس میں جماعت نے پہلی صدی کا سفر پورا کرکے دوسری صدی میں داخل ہونا تھا۔ خلیفہ وقتؒ کی آئندہ آنے والی صدی میں جماعتی ترقیات اور فتوحات کے لئے جو ضروری تیاری تھی اس پر بھی عمیق نظر تھی۔ حضورؒ نے ایسے وقت میں خدام الاحمدیہ کو اس نئے دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے خصوصی توجہ اور سعی فرمائی۔ اسی ضمن میں یوکے اور جرمنی کے خدام الاحمدیہ کے اجتماعات الا ماشاءاللہ باقاعدگی سے حضورؒ کی بابرکت شمولیت سے باثمر ہوتے رہے۔

آئندہ جماعت کو یورپ میں مستقل قیام اور استحکام اور وسعت پذیری کے لئے جس طرح کے چیلنجوں کا سامنا تھا اس حوالے سے خدا تعالیٰ نے حضرت خلیفہ رابعؒ کو غیر معمولی جوش و ولولہ، حکمت اور تبلیغ کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ یہ جوش اور ولولہ آپ نے جہاں ساری جماعت میں پیدا کرنے کی کوشش فرمائی وہیں یورپ میں خدام الاحمدیہ کو بھی اس ضمن میں وقتاً فوقتاً تحریک اور راہنمائی فرماتے رہے۔ اس ضمن میں مجلس خدام الاحمدیہ کے چوتھے سالانہ یورپین اجتماع سے حضورؒ نے مورخہ 14 جون 1987ء کو خطاب فرمایا۔ اس خطاب میں آپ نے نہائیت جامع اور پرمغز انداز میں خدام کو یورپ میں پیش آمدہ مسائل اور ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے لائحہ عمل پیش فرمایا۔ آپ کے خطاب کے چیدہ چیدہ نکات پیش ہیں۔

”یہ دین ان لوگوں کے لئے بالکل نیا ہے۔ وہ دین جس سے یہ متعارف ہیں وہ دین کی صدیوں سے بگڑی ہوئی صورت ہے۔۔ان نقوش کو پہلے ہمیں مٹانا ہوگا۔۔ عیسائیت نے بھی بہت لمبا عرصہ ان کے دل و دماغ پر حکومت کی ہے۔۔ ۔ آج کی نئی نسلوں پر وہ جادو ٹوٹ چکا ہے۔۔۔یہ عزم لے کر اٹھی ہیں کہ ہم کسی نظریے کسی دعویٰ کو نظریات کی بنا پر قبول نہیں کریں گی۔ بلکہ ہمیں لازماً سچائی کو دیکھنا ہوگا۔۔ ان کے سامنے جب اپنا دین پیش کریں گے تو محض زبانی دعووں پر ہر گز اسے تسلیم نہیں کریں گے۔۔۔ ان کو عملاً ایک تسکین بخش نظریے کی نہیں بلکہ ایک تسکین بخش نمونے کی ضرورت ہے۔۔۔ پس آپ اپنے گردو پیش کو اگر جیتنا چاہتے ہیں گو اپنے فیض کے ذریعہ ہی جیتیں، اپنی محبت کے ذریعہ جیتیں اپنے پیار کے ذریعہ جیتیں اور اپنے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے جیتیں تاکہ آپ کی طمانیت ان کے وجود میں اس طرح منتقل ہو جیسے Radiation ایک وجود سے دوسرے وجود میں منتقل ہوتی ہے۔۔ ۔۔ اس لئے لازماً دعوت الی اللہ کو بڑی سنجیدگی سے اختیار کریں۔ اور پاک اعمال اور دعاؤں کے ذریعہ انکے حالات بدلیں ورنہ آپ تبدیل کردیے جائیں گے۔ خدا نہ کرے ایسا ہو۔۔۔“

## خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو ختم کرکے ہر ملک میں خدام الاحمدیہ کی الگ تنظیم کا قیام

سال 1990ء-1989 تک خدام الاحمدیہ مرکزیہ پاکستان میں قائم تھی اور دیگر ممالک میں قائم مجالس اسی مرکزی مجلس کے ماتحت تھیں۔ لیکن اب احمدیت کے عالمی افق پر روز افزوں پھیلاؤ اور وسعت کے پیش نظر 1989ء - 1990ء سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے مرکزی صدارت کو ختم کرکے ہر ملک میں ذیلی تنظیموں کے صدران کا نظام جاری فرمایا۔

اسکے بعد ہر ملک کی مجلس کا اپنا صدر بنا جو خلیفہ وقت کو براہ راست جوابدہ ہے۔ خدام الاحمدیہ کی تاریخ میں اس اقدام کو ایک اہم سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

## خدام الاحمدیہ کو قوم کی ریڑھ کی ہڈی قرار دینا

حضورؒ نے مجلس خدام الاحمدیہ کے چھٹے سالانہ یورپین اجتماع سے اختتامی خطاب فرمودہ 17 ستمبر 1989ء میں خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

”خدام الاحمدیہ قوم کی ریڑھ کی ہڈی ہیں اور تمام دنیا میں جو ہم نے انقلاب برپا کرنا ہے اگرچہ اس میں انصاراللہ کو بھی غیر معمولی دخل ہے انکی عقل کی خدام کو ضرورت ہے۔ ان کے تجربے کی خدام کو ضرورت ہے۔ جو نیکیاں انہوں نے لمبی محنتوں سے کمائی ہیں ان نیکیوں کے نتیجے میں جو خدا کے فض ان پر نازل ہوتے، انکی دعائیں قبول ہوتی ہیں انکی بھی آپ کو ضرورت ہے۔ اسی لئے انصار اللہ سے تو آپ الگ نہیں ہوسکتے۔ لیکن جو بنیادی مضبوطی کے کام ہیں وہ خدام الاحمدیہ کو ہی کرنے ہیں۔ جو عظیم قربانیاں پیش کرنی ہیں وہ خدام الاحمدیہ کو ہی پیش کرنی ہیں۔ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ کو اپنی اس حیثیت کو سمجھنا چاہئے اور بڑے وسیع پیمانے پر اگلی صدی کے اس کنارے پر جہاں آج آپ کھڑے ہیں اتنی محنت کے ساتھ اپنے وجود میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں کہ جو پھر ماحول کے رنگ میں بدل سکیں اور اسکے بعد پھر ایسی پاک نسلیں آپ پیچھے چھوڑ سکیں کہ جن کی نیکیوں کا پھل پھر آئندہ نسلاً بعد نسلاً بنی نوع انسان کھاتے چلے جائیں۔۔“

# دور خلافت خامسہ

جیسا کہ خلافت رابعہ کا دور یورپ میں جماعت کے نفوذ اور ترقی و استحکام کے ساتھ ساتھ نشر و اشاعت کے میدان میں فتوحات کا دور رہا تو خلافت خامسہ کے دور کو بھی نہ صرف نشرواشاعت کی جدیدترین صورت سوشل میڈیا کے انقلاب کا دور کہا جاسکتا ہے۔ دنیا اس دور میں ہر انسان کے ہاتھ میں سمٹ آئی ہے۔ اس دور میں نہ صرف یہ کہ تربیت، تبلیغ اور دیگر انتظامی امور جیسے چیلنج ایک نئے رنگ میں ابھر کر سامنے آئے بلکہ ان جدید ذرائع اور وسائل کو بروئے کار لاکر انکے مثبت استعمال کی طرف راہنمائی بھی موجودہ دور خامسہ کا ایک خاصہ نظر آتی ہے۔

## سوشل میڈیا کے بد اثرات سے بچاؤ کے حوالے سے نصائح

جدید دور میں سوشل میڈیا اور اسکے منفی اثرات کے علاوہ نوجوان نسل میں پھیلنے والی دیگر برائیوں کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے حضورانور ایدہ اللہ نے خدام سے خطاب میں نہایت مدلّل انداز میں پُرحکمت نصائح کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ:

”اس کے علاوہ کئی اَور برائیاں اور گناہ ہیں جو آج کے معاشرے میں بداخلاقیاں پھیلانے کا باعث ہیں اور افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ روز بروز بڑھ رہی ہیں۔ مثلاً انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کا غلط استعمال عام ہوتا جا رہا ہے جس میں لڑکے اور لڑکیوں کی آن لائن آپس میں نامناسب chatting شامل ہے۔ اسی طرح انٹرنیٹ کے ذریعہ سے بیہودہ اور بد اخلاقیوں سے پُر فلمیں دیکھی جاتی ہیں جس میں pornography بھی شامل ہے۔ سگریٹ پینا اور شیشہ کا

استعمال بھی پھیلنے والی برائیوں میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ اس بات کو یاد رکھیں کہ بعض اوقات جائز چیزوں کا غلط استعمال بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص آدھی رات تک ٹی وی دیکھتا رہے یا انٹرنیٹ استعمال کرتے ہوئے جاگتا رہے اور اس کی فجر کی نماز ضائع ہو جائے۔ اگر چہ وہ اچھے پروگرام ہی کیوں نہ دیکھ رہا ہو۔ اس کے باوجود اس کا نتیجہ نکلا کہ وہ نیکی اور تقویٰ سے دُور ہو رہا ہے۔ پس اس پہلو سے ایک جائز چیز بھی برائی میں شمار ہوگئی جو ایک حقیقی مسلمان کے معیار سے مطابقت نہیں رکھتی۔

پس بنیادی طور پر اگر کسی بھی کام یا چیز کے زہریلے یا نقصان دہ اثرات کسی کے ذہن پر پڑتے ہوں تو قرآن مجید کے مطابق وہ چیز یا کام لغو شمار ہوگا۔“

حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ المومنون کی آیت 6 کے حوالہ سے مزید فرمایا کہ:

”اللہ تعالیٰ نے مومن کی ایک اور خوبی کی نشاندہی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ (المومنون: 6) اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اپنی عفّت وحیا کو قائم رکھنا صرف ایک عورت ہی کا کام نہیں ہے بلکہ مردوں پر بھی فرض ہے۔ اپنی عفّت کی حفاظت کرنے کا صرف یہ مطلب نہیں کہ ایک شخص شادی شدہ زندگی سے باہر ناجائز جنسی تعلقات سے بچتا رہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمیں اس کا یہ مطلب سکھایا ہے کہ ایک مومن ہمیشہ اپنی آنکھیں اور اپنے کان ہر اُس چیز سے پاک رکھے جو نامناسب ہے اور اخلاقی طور پر بُری ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے ایک چیز جو انتہائی بیہودہ ہے وہ پورنوگرافی pornography ہے۔ اسے دیکھنا اپنی آنکھوں اور کانوں کی عفّت اور پاکیزگی کو کھو دینے کے مترادف ہے۔ یہ بات بھی پاکبازی اور حیا سے متعلق اسلامی تعلیمات کے منافی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کا آزادانہ طور پر آپس میں میل

جول ہو اور ان میں باہم تعلقات اور نامناسب دوستیاں ہوں“

(خطاب از خدام برموقع سالانہ اجتماع یُوکے 26/ستمبر 2016 کنگزلے، سرے)
(مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان 7/ستمبر 2017ء)

## آن لائن ملاقاتیں

گزشتہ دو سال سے وبا کے دنوں میں جو ایک نئی جہت خلافت اور جماعت کے مابین تعلق میں ابھری وہ خلیفہ وقت کا مختلف جماعتوں اور تنظیموں سے آن لائن رابطہ اور ملاقاتیں ہیں۔ یہ بلا شبہ ایک ایسا انقلاب ہے جس کا آج سے پہلے مذہبی دنیا میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ سے جہاں دنیا بھر کی جماعتوں اور ذیلی تنظیمیں آن لائن ملاقاتیں اور میٹنگز سے مستفید ہورہی ہیں وہیں خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیموں کو بھی شرف حاصل ہورہا ہے کہ اب نہ صرف حضور ایدہ اللہ انکے کام کا براہ راست جائزہ لے رہے ہیں بلکہ انکو براہ راست ہدایات اور لائحہ عمل سے بھی نواز رہے ہیں۔ اور اس طرح یہ ہدایات جب کسی ایک ملک کی عاملہ کو ملتی ہیں تو ایم ٹی اے کی بدولت ساری دنیا کی مجالس کو بھی یہ قیمتی نصائح اور ہدایات مہیا ہوجاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ کی عمر اور صحت میں برکت عطا فرمائے اور آپ کی راہنمائی میں دنیا بھر کی مجالس خدام الاحمدیہ کو شبانہ روز مقبول خدمت دین کی توفیق عطا ہوتی رہے۔

# حرف آخر

تمام خلفاءِ مسیح موعودؑ نے وقتاً فوقتاً تعلیم و تربیت کے میدان میں جس طرح خدام کی راہنمائی فرمائی ہے اور ان خلفا کرام کی غیر معمولی توجہ اور شفقتیں اس تنظیم پر رہی ہیں انکا کماحقہ احاطہ کرنا اس مضمون میں ممکن ہی نہیں تھا۔ لہٰذا چند ایسے امور جو خدام الاحمدیہ تنظیم کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں ان کا مختصراً ذکر کیا گیا ہے۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 4 اگست 2022ء، لندن)

# (3)
# صحابہ رسولؐ کی فدائیت کے واقعات

## خدام کے لئے خصوصی تحریر

**مجیب اللہ مانگٹ ۔ جرمنی**

حضرت رسول اکرمؐ نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بارے میں فرمایا کہ اَصۡحَابِی کَالنُّجُومِ بِاَیِّہِمُ اقۡتَدَیۡتُمُ اہۡتَدَیۡتُمۡ (الاحکام لابن حزم:6/244) یعنی میرے صحابہ رضوان اللہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس بھی جلیل القدر صحابی کے نمونہ پر چلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔ رسول کریمؐ کی بعثت کے وقت تمام عرب علمی، اخلاقی، معاشرتی اور دینی غرض ہر پہلو سے پستی و ذلت کا شکار تھا۔ مگر کیا وجہ تھی کہ عرب کی بادیہ نشین وحشی قوم میں ایسا انقلاب برپا ہوا کہ وہ نہ صرف انسان بلکہ با اخلاق انسان اور با خدا انسان بن گئے۔

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً
فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آپؐ نے انہیں گوبر کی طرح ذلیل قوم پایا مگر آپؐ کی پاکیزہ صحبت نے سونے کی قیمتی ڈلی کی طرح روشن اور چمکدار بنا دیا۔ بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کے چرواہوں کو تخت شاہی پہ بٹھایا تو غلاموں کو بادشاہ بنادیا۔ ایک ان پڑھ اور امی قوم کو دنیا کا استاد، معلم اور خدا نما وجود بنا دیا۔ اسی بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا کہ:

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل تھا کار
پر بنانا آدمی وحشی کو ہے اک معجزہ
معنئ راز نبوت ہے اسی سے آشکار

(درثمین صفحہ 165)

عرب کے وہ بادیہ نشین صحبت رسولؐ سے عشق الٰہی میں مخمور ایسے باکمال انسان بن گئے کہ بلا چون و چراں اپنی ہر شے کو خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت اور خوشنودی کے لئے قربان کر دیا۔

صحابہ کی قربانیوں کی بلند شان اور اسکی حکمت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”انصافا دیکھا جاوے کہ ہمارے ہادی اکملؐ کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لیے کیا کیا

جانثاریاں کیں۔ جلا وطن ہوئے۔ ظلم اٹھائے۔ طرح طرح کے مصائب برداشت کیے۔ جانیں دیں۔ لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے۔ پس وہ کیا بات تھی کہ جس نے انہیں ایسا جانثار بنا دیا۔ وہ سچی الٰہی محبت کا جوش تھا جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی۔ اس لیے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کر لیا جاوے آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرا دینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لیے خون بہا دینا، اس کی نظیر کہیں نہ مل سکے گی۔ یہ مقام آنحضرتؐ کے صحابہؓ کا ہے"۔

(ملفوظات جلد1 صفحہ42-43 سن اشاعت 1984ء مطبوعہ لندن)

صحابہ رسولؐ نے تو مکمل ایمان و یقین کے ساتھ اپنی جان، مال، وقت، عزت، وطن، غرض ہر شے ہر رنگ میں خدا اور خدا کے رسولؐ پر فدا کر دی جس کے ہزاروں واقعات ہیں۔ مگر آج کے مضمون میں خاکسار صحابہؓ کی انہی قربانیوں اور فدائیت کے کچھ واقعات بیان کرنے کی کوشش کرے گا۔

آنحضورؐ نے جنگ بدر کے موقع پر صحابہ کو جمع کر کے ان سے مشورہ مانگا کہ دشمن کا مقابلہ مدینہ میں رہ کر کیا جائے یا مدینہ سے باہر نکل کر؟ تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مشورہ دیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم ہر قسم کی قربانی کے لیے حاضر ہیں اور حسب ضروت ہم باہر نکل کر بھی دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے بھی یہی مشورہ دیا۔ لیکن حضورؐ پھر بھی مشورہ طلب کرتے رہے۔ آپؐ کا روئے سخن انصار مدینہ کی طرف تھا کہ ان میں سے کوئی مشورہ دے۔ دریں اثناء حضرت مقداد بن اسود کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ایسی پر جوش تقریر کی کہ جس کا اثر انصار و مہاجرین سب پر ہوا۔ اور سب ان جذبات سے سر شار ہو گئے جو حضرت مقداد کے تھے۔ انہوں نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ! ہم موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح نہیں ہیں کہ

یہ کہیں کہ آپ اور آپ کا رب جا کر لڑو۔ ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ خدا کی قسم ہم تو وہ وفا شعار غلام ہیں جو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی، آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ اور دشمن آپ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ گزرے۔ یا رسول اللہؐ اگر آپ حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑے سمندر میں ڈالنے کے لیے تیار ہیں۔" صحابہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مقداد نے جب یہ جوش بھرے الفاظ کہے تو ہم نے دیکھا کہ آنحضورؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ بے شک اس وقت ایثار و فدائیت کے جذبے اگرچہ تمام صحابہ کے دل میں موجیں مار رہے تھے مگر ان کو زبان حضرت مقداد نے دی۔ اس لیے آنحضورؐ کے چہرہ پر رونق آنا ایک طبعی بات ہے کہ آنحضور کو خوش کرنے والے حضرت مقداد تھے۔ اسی لیے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے بزرگ صحابی بعد میں بھی بجا طور پر کہتے تھے کہ "آج بھی میری یہ دلی تمنا ہے کہ وہ نظارہ جو میں نے مقداد سے دیکھا اے کاش میری تمام نیکیاں مقداد کی ہوتیں اور یہ نظارہ مجھ سے ظاہر ہوا ہوتا۔"

(صحیح البخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

جنگ احد کے بعد بعض لوگوں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قبائل میں تعلیم دین کے لیے قاری بھیجنے کی درخواست کی پھر ان کو ساتھ لے جا کر بئر معونہ کے مقام پر شہید کر دیا۔ ان ستر قاریوں میں سے صرف دو زندہ بچے تھے جنہیں کفار نے اسیر کر لیا تھا۔ اور ان میں سے ایک حضرت زیدؓ تھے جنہیں صفوان بن امیہ کے پاس فروخت کر دیا گیا۔ صفوان نے انہیں اپنے باپ کا قاتل سمجھ کر اس لیے خریدا تھا کہ شہید کر کے اپنے جذبہ انتقام کو فرو کرے۔ انہیں مقتل میں لے جایا گیا۔ اور عین اس وقت جبکہ وہ موت سے ہم آغوش ہونے کے لیے تیار کھڑے تھے ایک شخص نے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اس

وقت تمہاری جگہ محمدؐ ہمارے قبضہ میں ہوں اور تم اپنے گھر میں آرام سے بیوی بچوں میں بیٹھے ہو تو تمہیں یہ بات پسند ہے یا نہیں۔ حضرت زید نے نہایت لاپروائی کے ساتھ جواب دیا کہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ آنحضرتؐ کا نعوذ باللہ ظالموں کے پنجہ میں اسیر ہو کر مقتل میں کھڑا ہونا تو درکنار خدا کی قسم! میں تو یہ بھی گوارا نہیں کرسکتا کہ محمدؐ کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے اور میں اپنے گھر میں آرام سے بیٹھا ہوں۔

(سیر انصار جلد1 صفحہ363)

حضرت زید بن حارثؓ گو ایک اچھے خاندان کے نونہال تھے مگر اتفاق ایسا ہوا کہ ڈاکوؤں کے ایک گروہ نے بچپن ہی میں ان کی متاع آزادی کو چھین لیا۔ اور عکاظ کے بازار میں بطور غلام فروخت ہو کر آنحضرتؐ کے حضور پہنچے۔ ان کے والد صاحب کو اطلاع ہوئی تو وہ مکہ پہنچے اور آنحضرتؐ سے بصد منت و الحاح عرض کیا کہ میرے لڑکے کو آزاد کر دیں۔ اور جو فدیہ چاہیں لے لیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ فدیہ کی ضرورت نہیں زید کو بلا کر پوچھ لیا جائے اگر وہ جانا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ حضرت زید کو بلایا گیا۔ اور آنحضرتؐ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا تم ان لوگوں کو جانتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں یہ میرے والد ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر ان کے ساتھ جانا چاہو تو جا سکتے ہو۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ بچپن میں ہی والدین، عزیز و اقارب اور وطن عزیز سے چھوٹ جانے والے کو اتنے لمبے عرصہ کی مایوسی کے بعد جب پھر ان سے ملنے کا موقعہ ملے اور پھر اپنے محبوب وطن میں جا کر ماں باپ، بہن بھائیوں دوسرے رشتہ داروں، دوست، احباب اور بچپن کے ہم جولیوں سے آزادانہ طور پر ملنے جلنے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ اس کے رستہ میں حائل ہو تو اس کے جذبات ایسے وقت میں کیا ہوسکتے ہیں۔ سامنے سگا باپ اور چچا کھڑے تھے مگر

حضرت زید نے جواب دیا کہ میں حضورؐ پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ آپ ہی میرے باپ اور ماں ہیں۔ آپؐ کے در کو چھوڑ کر میں کہیں جانا پسند نہیں کرتا۔ اس جواب کو سن کر ان کے والد اور چچا محو حیرت ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ زید کیا تم ہم پر غلامی کو ترجیح دیتے ہو۔ حضرت زید نے کہا کہ ہاں مجھے اس ذات پاک میں ایسی خوبیاں نظر آتی ہیں کہ اس پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔

(ابن سعد جلد1 صفحہ28)

آنحضرتؐ جب ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکلے اور غار ثور میں پناہ گزین ہوئے تو اس غار کے تمام سوراخ اگرچہ نہایت احتیاط کے ساتھ بند کر دیے گئے تاہم ایک سوراخ باقی رہ گیا۔ آنحضرتؐ حضرت ابو بکرؓ کے زانو پر سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ اتفاقاً اس سوراخ میں سے ایک زہریلے سانپ نے سر نکالا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے محبوب آقا کے آرام میں کوئی معمولی خلل بھی گوارا نہ کرتے ہوئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر فدائیت کے پُر جذبات سے اس سوراخ پر پاؤں رکھ دیا جس پر سانپ نے کاٹ لیا۔ زہر اثر کرنے لگا مگر آپ نے پھر بھی حضورؐ کے آرام کا اس قدر خیال رکھا کہ اُف تک نہ کی۔ اور معمولی سی معمولی حرکت بھی آپ سے سرزد نہ ہوئی۔ لیکن درد کی شدت بے قرار کر رہی تھی۔ اس لیے آنکھوں سے آنسو گر گئے۔ جن کا ایک قطرہ آنحضرتؐ کے رخسار مبارک پر گرا۔ آپ کی آنکھ کھل گئی اور دریافت فرمایا کہ کیا معاملہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ سانپ نے ڈس لیا ہے۔ آنحضرتؐ نے لعاب دہن اس مقام پر لگایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے زہر دور ہو گیا۔

(زرقانی جلد1 صفحہ335)

شراب کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ کے گھر میں ہم جلیسوں کی ایک محفل جمی ہوئی تھی۔ مہمانوں کی تواضع کے لیے حسب دستور شراب بھی پیش کی جا رہی تھی کہ اسی اثناء میں مدینہ کی گلیوں میں ایک منادی نے یہ اعلان کیا کہ اے لوگو! سنو شراب حرام کر دی گئی ہے۔ اس اعلان کا سننا تھا کہ ابو طلحہؓ نے اس نوجوان کو جو شراب کے جام تقسیم کر رہا تھا حکم دیا کہ شراب کے سارے مٹکے فوراً توڑ دو اور ساری شراب بہا دو۔ کسی نے کہا کہ پہلے اس اعلان کی تصدیق تو کر لو مگر آپ نے فرمایا کہ جب ہمارے کانوں میں رسول اللہؐ کا پیغام پڑ گیا تو پھر پہلے اس کی تعمیل لازم ہے تصدیق بعد میں ہو گی۔ اور یوں راوی کہتے ہیں کہ اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہتی پھرتی تھی۔ یعنی تمام گھر والوں نے فوراً حضورؐ کے حکم کی اطاعت میں شراب نالیوں میں بہا دی۔

(صحیح البخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ المائدہ)

حضرت سعد بن ربیعؓ جنگ احد میں سخت زخمی ہوگئے تھے۔ جنگ کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت ابی بن کعب کو ان کے متعلق دریافت حال کے لیے بھیجا۔ وہ تلاش کرتے ہوئے بڑی مشکل سے آپ تک پہنچے۔ حضرت سعد اس وقت حالت نزع میں تھے۔ حضرت ابی نے ان سے دریافت کیا کہ کوئی پیغام ہو تو دے دو۔ اب ہر شخص اپنے دل میں غور کرے کہ ایسی حالت اگر اسے پیش آئے تو وہ کیا پیغام دے گا۔ یقیناً اس کے سامنے اس وقت اس کے بیوی بچے عزیز و اقارب مال اور جائیداد اور لین دین کے معاملات ایک ایک کر کے آتے جائیں گے۔ لیکن اس سعید نوجوان کے سامنے اپنی بیوی کی بیوگی آئی، اور نہ اس کے سامنے بچوں کی یتیمی، نہ ان کے تعلق میں کوئی جملہ زبان سے نکالا۔ بلکہ اس نے جو پیغام دیا وہ یہ تھا کہ میرے بھائی مسلمانوں کو میرا پیغام پہنچا دینا اور میری قوم سے کہنا کہ اگر تمہاری زندگی میں

رسول خداؐ کو کوئی تکلیف پہنچ گئی تو یاد رکھنا کہ خدا تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی جواب مسموع نہ ہو گا۔ یہ الفاظ کہے اور جان دے دی۔

(موطا کتاب الجہاد باب ترغیب فی الجہاد)

جنگ بدر کے موقعہ پر آنحضرتؐ ایک تیر کے ساتھ اسلامی لشکر کی صفیں درست کر رہے تھے۔ ایک صحابی سواد نامی صف سے کچھ آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے تیر کے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے کو کہا تو اتفاق سے تیر کی لکڑی آہستہ سے ان کے سینہ میں لگی۔ انہوں نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ مگر آپ نے مجھے ناحق تیر مارا۔ میں تو اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام ان کی اس بات پر دل ہی دل میں بہت پیچ و تاب کھا رہے تھے اور چاہتے تھے کہ ایسے گستاخانہ کلمات ادا کرنے والی زبان کاٹ ڈالیں۔ آنحضرتؐ جو سراپا انصاف اور مساوات تھے کب اس بات کو گوارا کرسکتے تھے کہ کسی شخص کے دل میں خیال رہے کہ آپ نے اس سے زیادتی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا کہ بہت اچھا تم مجھ سے بدلہ لے لو۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میرا سینہ ننگا تھا۔ جس وقت آپ کا تیر مجھے لگا۔ یہ سن کر آنحضرتؐ نے بھی اپنے سینہ مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ دنیائے عشق و محبت میں ہمیشہ یادگار رہے گا۔ حضرت سواد آگے بڑھے اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے پیارے محبوب کے سینہ مبارک کو چوم لیا۔ یہ دیکھ کر آنحضرتؐ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ سواد یہ تمہیں کیا سوجھی۔ حضرت سواد نے رقت بھری آواز میں عرض کیا۔ یارسول اللہ! زبردست دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے جنگ کا میدان ہے اور خدا جانے کون زندہ رہتا ہے اور کسے شہادت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ میرے دل میں یہ خیالات موجزن تھے کہ معلوم نہیں پھر اس مقدس و

اطہر جسم کو دیکھنے، چھونے کی سعادت کبھی حاصل ہو سکے گی یا نہیں اس لیے میں نے چاہا کہ مرنے سے قبل ایک مرتبہ آپ کے جسم مبارک کو تو چھو لوں اور اس کے لیے میرے دل نے یہی صورت تجویز کی۔

(سیرت ابن ہشام ذکر غزوہ بدر)

جنگ احد کے موقع پر جب گھمسان کا رن پڑا اور کفار کے شدید حملہ کی تاب نہ لا کر صحابہ کی سواریاں بدک گئیں۔ تب حضورؐ نے اپنی تلوار فضا میں لہراتے ہوئے پوچھا کہ کوئی ہے جو آج میری اس تلوار کا حق ادا کرے؟ حضرت ابو دجانہ وہ دبنگ انسان تھے جو نہایت عارفانہ شان کے ساتھ آگے بڑھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میں یہ عہد کرتا ہوں کہ اس تلوار کا حق ادا کر کے دکھاؤں گا۔ آپؐ نے یہ عزم و حوصلہ دیکھ کر تلوار ان کے حوالہ کر دی۔ پھر ابو دجانہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ اس تلوار کا حق کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ تلوار کسی مسلمان کا خون نہیں بہائے گی اور کوئی کافر دشمن اس سے بچ کے نہ جائے۔ ابو دجانہ نے وہ تلوار لے کر اپنے سر پر سرخ رنگ کا کپڑا باندھا اور یہ اشعار پڑھے۔ ”آج میرے پیارے دوست اور میرے آقا حضرت محمدؐ نے مجھ سے ایک عہد لیا۔ ہاں۔ کھجوروں کے دامن میں۔ پہاڑوں کی اس گھاٹی میں یہ عہد آپ نے مجھ سے لیا کہ میں آپ کی اس تلوار کا حق ادا کر کے دکھاؤں“۔ پھر یہ تلوار لے کر اکڑتے ہوئے میدان جہاد کی طرف چلے گئے۔ آنحضرتؐ نے جب ابو دجانہؓ کی یہ چال دیکھی تو فرمایا کہ ”عام حالات میں بڑائی کا ایسا اظہار اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں لیکن آج میدان جنگ میں دشمن کے مقابل پر ابو دجانہ کے اکڑ کر چلنے کی یہ ادا خدا تعالیٰ کو بہت پسند آئی۔ (اسد الغابہ۔ جلد2 صفحہ352) غرض اُحد میں حضرت ابو دجانہ کے ہاتھ میں رسول اللہؐ کی عطا فرمودہ اس تلوار نے ایسے خوب جوہر

دکھائے۔ ولیم میور جیسے مستشرق کو بھی لکھنا پڑا کہ ”جب اپنی خود کے ساتھ سرخ رومال باندھے ابو دجانہؓ ان پر حملہ کرتا تھا اور اس تلوار کے ساتھ جو اسے محمدؐ نے دی تھی، چاروں طرف گویا موت بکھیرتا جاتا تھا۔“

(لائف آف محمد صفحہ 251 بحوالہ سیرت خاتم النبیین)

صلح حدیبیہ کے موقع پر جب حضرت عثمانؓ کو مکہ میں سفیر بنا کر بھیجا گیا مگر آپ کو واپسی پر دیر ہو گئی اور یہ خبر پھیل گئی کہ آپ کو شہید کر دیا گیا ہے تو اس موقع پر فدائیت کا ایک عظیم الشان نمونہ یوں ظاہر ہوا کہ رسول اکرمؐ نے موجود چودہ سو صحابہ سے موت پر بیعت لی کہ اب ہم جان دے دیں گے مگر عثمان کے خون کا بدلہ لیے بغیر نہیں ٹلیں گے۔ (صحیح البخاری: کتاب المناقت باب مناقب عثمانؓ) یہ تاریخ ساز واقعہ بیعت رضوان کے نام سے موسوم ہے کیونکہ اس بیعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی اور رضامندی کا اظہار قرآن شریف میں ہوا۔ (الفتح:20)

مسلمان جب ہجرت کر کے مدینہ آئے تو ان کا ایک بڑا مسئلہ پانی کی فراہمی تھا۔ مدینہ میں ایک ہی بڑا کنواں تھا جس کا مالک یہودی تھا اور وہ اس کا پانی بیچا کرتا تھا جبکہ مسلمان انتہائی مفلسی کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے مسلمانوں کی تکالیف دیکھ کر تحریک فرمائی کہ جو بئر رومہ کا کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے مفت پانی کا انتظام کر دے میں ایسے شخص کے لیے جنت میں کنویں کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس وقت حضرت عثمانؓ آگے بڑھے۔ یہودی جانتا تھا کہ مسلمان انتہائی مجبور ہیں اور اس لیے مجھے منہ مانگے دام ملیں گے۔ تو وہ دام بڑھانے کی خاطر بیچنے سے انکار کرتا رہا۔ بالآخر جب راضی ہوا تو اس نے کہا کہ میں آدھا کنواں بیچوں گا۔ یعنی ایک دن میں خود پانی بیچوں گا اور ایک دن مسلمان مفت اس سے پانی حاصل کر

سکتے ہیں۔ تب حضرت عثمانؓ نے اسی معاہدہ پر اس کی منہ مانگی قیمت یعنی بارہ ہزار درہم پر وہ کنواں خرید کر وقف کر دیا جو اس زمانہ کے لحاظ سے ایک بہت ہی بڑی قیمت تھی۔ آپ کا مقصد صرف خدا اور خدا کے رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنا تھی۔ پھر خوشی خوشی جا کر وہ تحفہ حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس پر حضورؐ بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمان کو جنت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ بعد میں اس یہودی کو مزید آٹھ ہزار درہم دے کر وہ مکمل خرید لیا اور تمام انسانوں کے مفت پانی کے لیے وقف کر دیا۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقت عثمانؓ)

پھر مسجد نبوی میں توسیع کا معاملہ پیدا ہوا کہ ارد گرد کے مکانات خرید کر مسجد میں شامل کر لیے جائیں۔ تب حضرت عثمانؓ آگے بڑھے اور پندرہ ہزار درہم کی خطیر رقم حضورؐ کی خدمت میں پیش کی جس کے نتیجہ میں مسجد نبوی کی توسیع عمل میں آئی۔

(سنن نسائی کتاب الاحباس باب وقف المساجد)

فتح مکہ کے بعد خانہ کعبہ کی توسیع کا معاملہ درپیش ہوا کہ ارد گرد کے گھروں کو خرید کر مسجد الحرام میں شامل کر لیا جائے تو اس وقت بھی حضرت عثمانؓ آگے بڑھے اور دس ہزار دینار کی عظیم قربانی پیش کی۔

(مجمع الزوائد جلد9 صفحہ86)

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مسلمان راشن ختم ہونے کی وجہ سے سخت تکلیف میں تھے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آج غروب آفتاب سے قبل تمہارے لیے رزق کے سامان پیدا فرما دے گا۔ حضرت عثمان کو خبر ہوئی تو فرمایا کہ اللہ اور

اس کا رسول سچ فرماتے ہیں۔ یہ فرما کر انہوں نے غلہ سے لدے ہوئے نو اونٹ رسول اللہؐ کی خدمت میں بھجوائے۔ تب رسول اللہؐ نے ہاتھ اٹھائے اور حضرت عثمانؓ کے لیے ایسی دعائیں کیں کہ اس سے پہلے یا اس کے بعد کسی کے حق میں ایسی دعائیں کرتے میں نے آپؐ کو نہیں سنا۔ آپؐ دعا کر رہے تھے کہ اے اللہ عثمان کو بہت دے۔ اے اللہ عثمان پر بہت فضل فرما۔

(مجمع الزوائد جلد9 صفحہ85)

حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے مال و جان سے دین اسلام اور رسول خداؐ کی اس طرح خدمت کی کہ ان پر عرش کے خدا نے بھی گواہی دی۔ چنانچہ جب سورہ الاحزاب کی آیت 24 نازل ہوئی۔ ترجمہ ”مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اسے سچا کر دکھایا۔ پس ان میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے۔“ تو رسول خداؐ نے حضرت طلحہؓ سے فرمایا کہ اے طلحہ! تم بھی ان خوش نصیب مردان وفا میں شامل ہو جو اپنی قربانی پوری کرنے کی انتظار میں ہیں۔

(اسد الغابہ جلد3 صفحہ61 بحوالہ سیرت صحابہ رسول اللہؐ)

حضرت انسؓ کو بھی آنحضرتؐ سے غایت درجہ کا عشق تھا۔ مدینہ ہجرت کے بعد چھوٹی عمر میں ہی رسول اللہؐ کی خدمت کے لیے وقف ہو گئے اور پھر آخری سانس تک اسے خوب خوب نبھایا۔ جب آپ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کے پاس رسول اللہؐ کا ایک موئے مبارک تھا۔ فرمایا کہ یہ دفن کے وقت میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ اور رسول اللہؐ کی ایک چھڑی بھی آپ کے پاس تھی تو وہ بھی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے پہلو میں دفن کی گئی۔ سبحان اللہ زندگی میں بھی اپنے آقا کے ہر حکم کے غلام اور ہر شے کے محافظ تھے مگر اپنے محبوب

کی جو شے میسر تھی اس سے بوقت وفات بھی جدائی گوارا نہ کی۔

(سیرت صحابہ رسول اللہؐ صفحہ 505)

آپ رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک بیان کرتے تو ایک ایک خدو خال پر روشنی ڈالتے۔ آپ کا بیان کانوں میں امرت گھول دیتا ایک دفعہ اپنے محبوب رسول اللہؐ کا ذکر کرتے ہوئے بے اختیار کہہ اٹھے کہ ”قیامت کے روز جب رسول اللہؐ کا سامنا ہو گا تو عرض کروں گا کہ غلام حاضر ہے“ جب مجلس میں ذکر رسولؐ کرتے آقا کے لیے بے چین ہو جاتے تو گھر جا کر تبرکات نبوی نکالتے اور یوں دل بہلاتے۔

(ترمذی کتاب المناقب باب انس بن مالکؓ)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جب قاتلانہ حملہ میں زخمی ہوئے تو بوقت وفات آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے جا کر میرا سلام عرض کرو اور ان سے کہنا کہ عمر بن الخطاب اپنے دونوں ساتھیوں یعنی رسول اللہؐ اور ابو بکرؓ کے ساتھ حجرہ عائشہ میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس پر فرمایا کہ میں نے یہ جگہ اپنی قبر کے لیے رکھی ہوئی تھی مگر آج میں حضرت عمر کی خاطر انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے ہوئے قربانی کرتی ہوں۔ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ الحمد للہ! میری ذات کے لیے اس سے اہم کوئی چیز نہیں تھی۔ چنانچہ یوں آپ کی تدفین اپنے آقا و مولیٰؐ اور ساتھی ابو بکرؓ کے ساتھ ہوئی اور آپ نے زندگی تو کجا وفات کے بعد بھی اس امر کو پسند نہ کیا کہ رسول اکرمؐ سے ایک لمحہ بھر بھی جدا ہوں۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)

ایک مرتبہ حضورؐ مدینہ میں مسلمانوں، مشرکین اور یہودیوں کی مشترکہ محفل کے پاس سے گزرے۔ جس سواری پر آپ سوار تھے اس سے کچھ گرد سی اڑی جس پر عبد اللہ بن ابی (رئیس المنافقین) نے بڑی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہم پر گرد مت اڑاؤ۔ اس پر رسول اکرمؐ وہاں اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر کچھ دیر رک گئے اور قرآن شریف سنا کر اپنا پیغام پہنچانے لگے۔ تو اس پر وہ دوبارہ بولا کہ اے شخص جو کچھ تو کہتا ہے اگر اس سے اچھا اور کچھ بھی نہیں تو بھی تم اپنے گھر میں بیٹھے رہو لیکن اس طرح ہماری مجالس میں آ کر ہمیں ایذا نہ دیا کرو اور ان کا ماحول خراب نہ کیا کرو۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ جیسے ایمانی غیرت رکھنے والے فدائی وہاں موجود تھے۔ انہوں نے فوراً تمام مسلمانوں کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہؐ آپ ہماری مجالس میں ضرور تشریف لایا کیجیے۔ ہم پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں اپنی باتیں سنائیں اور ہمیں یہ انتہائی محبوب ہے کہ حضور ہم سے مخاطب ہوں۔ یوں حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے اپنی غیرت ایمانی، فدائیت اور محبت رسول کا اظہار نہایت بے باکی اور دلیری سے کر دکھایا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد و السیر باب فی دعاء النبیؐ)

آنحضرتؐ کے ساتھ عبد اللہ بن رواحہؓ کی فدائیت اور اطاعت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضورؐ مسجد میں خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اس دوران آپؐ نے فرمایا لوگو بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ مسجد سے باہر خطبہ سننے کے لیے حاضر ہو رہے تھے۔ وہ وہیں زمین پر بیٹھ گئے اور گھسٹ گھسٹ کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ کسی نے انہیں دیکھ کر کہا کہ حضورؐ کے مخاطب تو مسجد میں موجود لوگ تھے۔ مگر حضرت عبد اللہ نے کہا کہ میرے کانوں میں تو رسول اکرمؐ کا یہ حکم پڑا کہ بیٹھ جاؤ اور اس پر اطاعت لازم تھی۔ اگر

اسی وقت میری جان نکل جاتی تو میں خدا کو کیا جواب دیتا کہ میں نے رسول اکرمؐ کا فرمان اپنے کانوں سے سنا مگر اس کی اطاعت نہ کر سکا۔ اس بے نظیر فدائیت پر رسول اکرمؐ نے بھی خوش ہو کر انہیں دعا دی اور فرمایا "اے عبد اللہ بن رواحہ! اللہ اور رسول کی اطاعت کا تمہارا یہ جذبہ اللہ تعالیٰ اور بڑھائے"

(الاصابہ جزو4 صفحہ66)

حضرت طلحہ بن براء انصاریؓ ایک نو عمر لڑکے تھے۔ مدینہ میں جب حضورؐ تشریف لائے تو حضورؐ کو پہلی مرتبہ دیکھتے اور ملتے ہی حضورؐ کی گہری محبت ان کے دل میں گھر کر گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ میری بیعت قبول فرمائیں اور جو چاہیں حکم دیں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ آپؐ نے ازراہ امتحان فرمایا کہ خواہ میں والدین سے قطع تعلق کا حکم دوں تو بھی مانو گے؟ یہ سوچ میں پڑ گئے۔ حضرت طلحہ نے جب تیسری مرتبہ پھر بیعت کے لیے عرض کیا تو آپ نے از راہ امتحان فرمایا کہ اچھا جاؤ پھر اپنے باپ کو قتل کر کے آؤ۔ اب طلحہ اٹھے اور تلوار نکال کر تعمیل ارشاد میں چل پڑے۔ رسول اکرمؐ نے فورا واپس بلوایا اور فرمایا مجھے قطع رحمی کرنے اور رشتوں کے کاٹنے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ میں نے چاہا تھا کہ تمہاری آزمائش کروں کہ بیعت میں شک و شبہ کی کوئی کسر باقی تو نہیں۔ یوں صحابہ فدائیت کے اظہار میں کہے جانے والے جملہ "فداک ابی و امی" یعنی میرا باپ اور ماں دونوں آپ پر قربان ہوں کے عملی اظہار کے لیے بھی ہر دم تیار ہوا کرتے تھے۔

(الاصابہ جزو1 صفحہ149)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ وہ انتہائی خوش بخت انصاری صحابی تھے جنہیں مدینہ میں سب سے پہلے رسول اللہؐ کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت ابو ایوبؓ مکان کے اوپر کے حصہ میں رہائش پذیر تھے جبکہ نچلی منزل رسول اکرمؐ کو پیش کر دی۔ بعض اوقات آپ اور آپ کی اہلیہ محترمہ ساری رات اس خیال سے جاگتے رہتے کہ ہمارے نیچے رسول اکرمؐ تشریف فرما ہیں تو کہیں کوئی بے ادبی سرزد نہ ہو جائے۔ ایک مرتبہ اتفاق سے رات کے وقت پانی کا برتن ٹوٹ گیا جس سے پانی بہہ نکلا۔ حضرت ابو ایوبؓ کو فکر لاحق ہوئی کہ کہیں چھت سے پانی نیچے نہ ٹپک پڑے اور رسول خداؐ کو کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے۔ سخت سردی کا عالم تھا مگر انہوں نے اور ان کی اہلیہ نے فورا اپنا اوڑھنے والا لحاف پانی پر ڈال کر اسے خشک کر کے دم لیا اور خود دونوں میاں بیوی ساری رات سردی کے عالم میں اسی ٹھنڈے گیلے لحاف کو اوڑھے رہے۔ علی الصبح آپ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رات کا واقعہ کہہ سنایا۔ اور درخواست کی کہ آپ اوپر کی منزل میں تشریف فرما ہو جائیں ہم نیچے مقیم ہوں گے۔ رسول اکرمؐ نے اسے قبول فرمایا اور بالا خانہ میں رہنے لگے۔

(الاستیعاب جلد2 صفحہ10)

حضرت ابو ایوبؓ کی رسول اکرمؐ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ تقریباً سات ماہ کا عرصہ حضور ان کے ہاں قیام پذیر رہے تو انہوں نے مہمان نوازی کا حق خوب ادا کیا۔ سارا عرصہ حضورؐ کے لیے باقاعدگی سے کھانا تیار کر کے بھجواتے رہے۔ جب کھانے کے برتن واپس آتے تو اس پر رسول خداؐ کی انگلیوں کے نشانات دیکھتے اور وہیں سے کھانا تناول کرتے۔ ایک مرتبہ رسول اکرمؐ نے کھانا تناول نہ فرمایا تو حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ناپسندیدگی کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا کہ آج کھانے میں لہسن تھا اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔ ابو ایوبؓ نے فوراً

عرض کی کہ حضور جسے آپ ناپسند فرماتے ہیں آئندہ سے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ 81)

فتح خیبر کے بعد یہودی سردار حی بن اخطب کی بیٹی حضرت صفیہؓ حضورؐ کے عقد میں آئیں تو رخصتانہ کی رات صبح جب حضورؐ فجر پڑھانے کے لیے اپنے خیمہ سے باہر آئے تو دیکھا کہ حضرت ابو ایوب ننگی تلوار سونت کر مستعد پہرے پر کھڑے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ تو انہوں نے عرض کی کہ اے جان سے عزیز آقا! صفیہ کے عزیز اور رشتہ دار ہمارے ہاتھوں جنگوں میں قتل ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے رسول اللہؐ کی حفاظت کے خیال سے میرے دل میں کئی اندیشے اور وسوسے اٹھتے تھے۔ اس لیے میں آج ساری رات حضورؐ کے خیمہ کا پہرہ دیتا رہا ہوں۔ رسول اکرمؐ کے دل میں اس وقت اپنے اس فدائی اور عاشق کے لیے خاص دعا کا جوش پیدا ہوا اور آپؐ نے ان کے لیے یہ دعا فرمائی کہ ”اے اللہ! ابو ایوب کو ہمیشہ اپنی حفاظت اور امان میں رکھنا جس طرح رات بھر یہ میری حفاظت پر مستعد رہے“ اور رسول اکرمؐ کی یہ دعا ایسی مقبول ہوئی کہ آپ نے ایک طویل صحت و سلامتی والی عمر پائی۔

(اسد الغابہ جلد2 صفحہ 81)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ مکہ میں ابتدائی دور میں اسلام قبول کرنے والے انتہائی معزز عمائدین مکہ میں سے تھے۔ مگر شعب ابی طالب میں دیگر صحابہ کے ساتھ آپ نے بھی سخت تکالیف اور مصائب کو انتہائی صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں رسول اللہؐ کے ساتھ پیشاب کرنے کے لیے نکلا تو پاؤں کے نیچے کوئی سخت چیز آئی۔ وہ اونٹ کی کھال کا ٹکڑا تھا۔ میں نے اسے اٹھا کر دھویا، پھر اسے جلاکر دو پتھروں سے باریک

کر کے کھا لیا اور اوپر سے پانی پی لیا اور تین دن کے لیے اس سے قوت حاصل کی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرمؐ مدینہ تشریف لائے تو مخدوش حالات کی وجہ سے رات آرام کی نیند نہ سو سکے۔ ایک رات آپؐ نے فرمایا کہ آج خدا کا کوئی نیک بندہ پہرہ دیتا تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ تب اچانک ہمیں ہتھیاروں کی آواز سنائی دی۔ رسول اکرمؐ نے پوچھا کہ کون ہے؟ آواز آئی میں سعد (سعد بن ابی وقاصؓ) ہوں۔ فرمایا کیسے آئے؟ عرض کیا مجھے آپ کی حفاظت کے بارہ میں خطرہ ہوا اس لیے پہرہ دینے آیا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پہرہ دیا اور رسول کریمؐ آرام سے اس رات سوئے۔

(منتخب کنز العمال بر حاشیہ مسند جلد5 صفحہ 71 بحوالہ سیرت صحابہ رسولؐ)

مردوں کی فدائیت تو کجا مسلم خواتین کو بھی آنحضرتؐ کے ساتھ ایسا بے نظیر اخلاص تھا کہ وہ حضورؐ کے وجود کو اپنے تمام اقرباء سے زیادہ قیمتی تصور کرتی تھیں۔ جنگ احد سے فارغ ہونے کے بعد آنحضرتؐ بمع صحابہ کرام کے شام کے قریب مدینہ کو واپس ہوئے۔ چونکہ اس جنگ میں یہ افواہ پھیل چکی تھی کہ آنحضرتؐ نے شہادت پائی ہے اس لیے مدینہ کی عورتیں عالم گھبراہٹ میں گھروں سے نکل کر رستہ پر کھڑی تھیں۔ اور عالم بے تابی میں منہ اٹھا اٹھا کر دیکھ رہی تھیں کہ اس طرف سے کوئی آتا ہوا دکھائی دے اور وہ آنحضرتؐ کے متعلق دریافت کریں۔ ایک انصاری عورت نے ایک شخص سے جو اسے احد سے واپس آتا ہوا دکھائی دیا آنحضرتؐ کے متعلق دریافت کیا۔ اس آدمی نے عورت کے سوال کا تو کوئی جواب نہ دیا لیکن یہ کہا کہ تمہارا باپ شہید ہوگیا ہے۔ اس عورت نے اپنی بے تابی کے باعث اس خبر کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے پھر حضورؐ کے متعلق پوچھا۔ اس نے پھر اس کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ کہا کہ تمہارا بھائی بھی شہید ہو چکا ہے۔ مگر اس عورت کے نزدیک یہ خبر

بھی چنداں اہمیت نہ رکھتی تھی۔ اس کی نظر میں باپ اور بھائی بہن سب اس وقت ہیچ نظر آرہے تھے اور ایک ہی خیال تھا کہ اس محبوب حقیقی کی حالت سے آگاہ ہو۔ اس لیے اس نے نہایت بے تابی کے ساتھ پھر وہی سوال دہرایا۔ یعنی آنحضرتؐ کے متعلق دریافت کیا کہ آپؐ کیسے ہیں لیکن اب بھی اس شخص نے اسے اس کے خاوند کی شہادت کی اندوہناک خبر سنائی۔ مگر اس خبر نے بھی جو اس کے خرمن امن کو جلا کر خاکستر کر دینے کے لیے کافی تھی اس شمع نبوت کے پروانہ پر کوئی اثر نہ کیا۔ وہ عورت پھر بے چین ہو کر بولی کہ مجھے ان خبروں کی ضرورت نہیں۔ مجھے تو صرف یہ بتاؤ کہ رسول خداؐ کا کیا حال ہے۔ آخر جب اس نے اسے بتایا کہ آنحضرتؐ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور صحیح و سالم تشریف لا رہے ہیں۔ یہ جواب سن کر اس عورت کی جان میں جان آئی اور باوجود یہ کہ ایک لمحہ پہلے وہ اپنے تمام خاندان کی تباہی کی خبر سن چکی تھی لیکن آنحضرتؐ کی سلامتی کی خبر نے تمام صدمات کو اس کے دل سے محو کر دیا۔ اور ایک ایسی راحت اور تسکین کی لہر اس کے رگ و ریشہ میں سرایت کر گئی کہ بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا۔ کل مصیبۃ جلل۔ یعنی اگر آپؐ زندہ ہیں تو پھر سب مصائب ہیچ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد3 صفحہ105)

حضرت ام عمارہؓ ایک صحابیہ تھیں۔ غزوہ احد میں جب ایک اچانک حملہ کی وجہ سے بڑے بڑے بہادران اسلام کے پاؤں کچھ وقت کے لیے اکھڑ گئے تو وہ آنحضرتؐ کے پاس آپ کی حفاظت کے لیے پہنچ گئیں۔ کفار آپ کو گزند پہنچانے کے لیے نہایت بے جگری کے ساتھ حملہ پر حملہ کر رہے تھے۔ ادھر آپ کے گرد بہت تھوڑے لوگ رہ گئے تھے۔ جو آپؐ کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں پر کھیل رہے تھے۔ ایسے نازک اور خطرناک موقعہ پر حضرت ام

عمارہؓ آپؐ کے لیے سینہ سپر تھیں۔ کفار جب آنحضرتؐ پر حملہ کرتے تو وہ تیر اور تلوار کے ساتھ ان کو روکتی تھیں۔ آنحضرتؐ نے خود فرمایا کہ میں غزوہ احد میں ام عمارہ کو برابر اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھتا تھا۔ ابن قیمہ جب آنحضرتؐ کے عین قریب پہنچ گیا تو اسی بہادر خاتون نے اسے روکا۔ اس کمبخت نے تلوار کا ایسا وار کیا کہ اس جانباز خاتون کا کندھا زخمی ہوا۔ اور اس قدر گہرا زخم آیا کہ غار پڑ گیا۔ مگر کیا مجال کہ قدم پیچھے ہٹا ہو بلکہ آگے بڑھ کر اس پر خود تلوار سے حملہ آور ہوئیں اور ایسے جوش کے ساتھ اس پر وار کیا کہ اگر وہ دوہری زرہ نہ پہنے ہوئے ہوتا تو قتل ہو جاتا۔

(سیرۃ ابن ہشام ذکر احد)

(حضرت ام عمارہؓ کے اسی فدائیانہ واقعہ کا ذکر ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے حالیہ خطبہ جمعہ مؤرخہ 10جون 2022 میں بھی فرمایا ہے)

آخر پر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے نیک اور پاکیزہ نمونہ پر چلتے ہوئے خدا اور خدا کے رسولؐ کی راہ میں اسی طرح کی فدائیت، اطاعت اور محبت کے نمونے پیش کرتے ہوئے ایمان، اخلاص، اور اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 4 اگست 2022ء، لندن)

# (4)
# خدام صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے فدائیت کے واقعات

ابن زاہد شیخ

”۔۔میں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔۔“

اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات کے ساتھ ہی انسان کی جسمانی اور روحانی نشو و نما کے سامان پیدا فرما دیئے۔ صفت رحمٰن کے تحت والدین عطا کر دیئے جو ہر دم انسان کی جسمانی نشوونما، خوراک وغیرہ کا خیال رکھتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کے ذریعہ انسان کی روحانی نشو و نما کا سامان مہیا فرما دیا۔ حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ اور اس زمانہ میں آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ تک تمام انبیاء نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اپنے ماننے والوں میں ایک روحانی انقلاب برپا کر دیااور تمام انبیاء نے اس کام کی تکمیل کے لئے مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ (الصف: 15) یعنی کون ہے جو اللہ کے کام

میں مددگار بنے گا؟ کا نعرہ بلند کیا۔ اس پر ہمیشہ انبیاء کی امتوں میں سے جواں مرد افراد نے نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ یعنی ہم ہیں جو اللہ کے کام میں مددگار ہوں گے (الصف: 15) کا جوابی نعرہ بلند کیا۔

تاریخ اُمم ان جواں مردوں کے انبیاء پر فدائیت کے واقعات سے بھری پڑی ہے لیکن جس قسم کی فدائیت ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصحاب و خدام نے آپ ﷺ پر دکھائی اس کی نظیر تاریخ مذاہب میں نہیں ملتی۔ اس سبب سے حضرت رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اَصۡحَابِی کَالنُّجُومِ بِأَیِّھِمُ اقۡتَدَیۡتُمۡ اھۡتَدَیۡتُمۡ یعنی میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کسی کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے (للبیھقی 152)۔

پس اس زمانہ میں حضرت رسول کریم ﷺ کے غلام صادق اور عاشق صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک مرتبہ پھر ان صحابہ کی یاد کو زندہ کرتے ہوئے، دوبارہ اس روحانی مقام کو حاصل کرنے کے راستے دکھائے اور اپنے منظوم کلام میں فرمایا۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

پھر جب آپؑ کے اصحاب نے محبت رسول ﷺ و اصحابہ کا مے پی لیا اور صحابہ رسول ﷺ کے رنگ میں رنگیں ہو گئے تو آپؑ نے اپنے اصحاب کے متعلق یہ گواہی دی کہ ”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر

روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزار ہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزار ہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرے پر صحابہؓ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نُور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنی فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذو نادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔ اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام مال سے دستبردار ہو جاؤ تو وہ دستبردار ہونے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا۔ مگر دل میں خوش ہوں“

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ150)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے علم کلام میں اپنے اصحاب کو نصائح کرتے ہوئے فارسی شعر کے اس مصرعے کا باکثرت استعمال فرمایا ہے کہ ”گر جوانی توبہ کردن شیوہ پیغمبری“ یعنی جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے۔ آپؑ کے اصحاب نے آپ کی اس نصیحت کی خوب لاج رکھی اور جوانی میں ہی تعلق باللہ، عشق رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اور محبت و اطاعت مسیحؑ کا ایسا عملی نمونہ دکھایا جس کی نظیر یا تو دور اوّلین میں ہم کو ملتی ہے یا پھر آخرین کے اس دور میں ہمیں نظر آتی ہے۔ ذیل میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خدام صحابہ کے فدائیت یعنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے واقعات پیش ہیں۔ جیسا کہ خدام الاحمدیہ کا عہد بھی ہم سے اسی قربانی کا تقاضا کرتا ہے۔

# صحابہؓ کا جان کی قربانی کے لئے پیش پیش رہنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت سی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑھ کر انسان کی جان قیمتی ہے۔ لیکن صحابہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے حضورؑ کے لئے جان کی قربانی کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا اور ہمیشہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی حفاظت کے لئے حاضر رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے 29 ستمبر 1891ء کو تبلیغ و اشاعت کے لئے دہلی کا سفر کیا۔ اہل دہلی کے ایک طبقے نے خدا کے مسیح کے ساتھ ویسا ہی سلوک روا رکھا جیسا ماموران الٰہی کے ساتھ منکرین حق ابتداء سے کرتے چلے آئے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے پیغام حق پہنچانے اور اہل دہلی جو علماء کے زیر اثر خطرناک غلط فہمیوں اور مخالفت و تشدد میں مبتلا تھے ان کو راہ راست پر لانے کے لئے 2 اکتوبر1891ء کو مولوی نذیر حسین صاحب اور شمس العلماء مولوی عبد الحق حقانی صاحب کو بذریعہ اشتہار وفات و حیات مسیح پر بحث کی کھلی دعوت دی۔ اس کے جواب میں مولوی عبدالحق صاحب نے تو عرض کی کہ ”حضرت میں تو آپ کا بچہ ہوں۔ آپ میرے بزرگ ہیں۔ آپ کا مقابلہ بھلا مجھ جیسا ناچیز آدمی کیا کر سکتا ہے۔ میرا نام اس اشتہار سے کاٹ دیں“۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ اچھا آپ ہی اپنے ہاتھ سے کاٹ دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اپنے ہاتھ سے اپنا نام کاٹ دیا لیکن مولوی نذیر حسین صاحب نے مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے مجبور کرنے پر حضورؑ سے بحث کرنے کی حامی بھر لی۔

اس پر بالآخر 20 اکتوبر 1891ء کو دہلی کی جامع مسجد میں تحریری بحث یا قسم کھانے کے

متعلق پروگرام طے پایا۔ مخالف عنصر نے حضورؑ کے مسجد میں قتل کے منصوبے بنا لیئے۔ 20 اکتوبر کی صبح ہی سے یہ پیغام آنے لگے کہ آپ جامع مسجد میں ہر گز نہ جائیں فساد کا اندیشہ ہے، دہلی کے لوگ آپ کے قتل کے درپے ہیں۔ یہ بات بالکل صحیح تھی۔ مگر حضرت اقدس مسیح موعودؑ بار بار فرماتے تھے کہ کوئی بات نہیں۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کافی ہے۔

ظہر و عصر کی نماز، ظہر کے وقت ہی جمع کی گئی اور دو تین بگھیاں کرایہ کی منگائی گئیں۔ ایک بگھی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ، سید امیر علی شاہ صاحب، مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی اور ایک اور بزرگ سوار ہوئے۔ ایک بگھی میں پیر سراج الحق صاحب، غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی اور محمد خاں صاحب کپورتھلوی اور ایک اور بزرگ اور تیسری میں حکیم فضل دین صاحب بھیروی اور بعض اور بزرگ بیٹھ گئے جن سب کی تعداد حضرت مسیح ناصریؑ کے حواریوں کی مانند بارہ تھی۔ ان بزرگوں میں سے باقی چھ کے نام یہ ہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب، منشی اروڑا خان صاحب، حافظ حامد علی صاحب، میر محمد سعید صاحب، سید فضیلت علی صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی تھے۔ راستے میں کئی بد بخت گھات میں بیٹھے گئے کہ بندوق سے حضور پر فائر کر دیں۔ لیکن خدا کی قدرت جس راہ سے بگھی والوں نے جانا تھا بگھی والوں نے کہا کہ ہم اس راہ سے نہیں جائیں گے۔ حضور بخیریت جامع مسجد کے جنوبی دروازے کی سیڑھیوں تک پہنچ کر جو آدمیوں سے بھری ہوئیں تھیں۔ گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ خدام کچھ حضور کے دائیں بائیں ہو گئے اور کچھ عقب میں اور حضور نہایت متانت و وقار سے سیڑھیاں طے فرما کر دروازہ مسجد کے اندر داخل ہوئے اور صحن مسجد سے گذر کر وسطی محراب مسجد میں رونق افروز ہوگئے۔ مسجد میں بھی ہزاروں کا مجمع تھا۔ حضورؑ کے دائیں بائیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب وغیرہ بیٹھے۔

حضورؑ کی طرف سے مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے ساتھیوں کو وفات و حیات مسیح پر بحث شروع کرنے کا کہا گیا مگر وہ نہ مانے۔ پھر حضور نے قسم کھانے کا کہا تو اس پر بھی وہ نہ مانے۔ یہاں تک کہ انہوں نے بحث نہ کرنے کے لئے عذر کیئے۔ اس پر ایک شخص نے کھڑے ہو کر بڑے درد سے کہا کہ ”آج تو شیخ الکل صاحب نے دہلی کی عزت خاک میں ملادی اور ہمیں خجالت کے دریا میں ڈبو دیا“۔ اس پر نادان اور جاہل مشتعل ہوگئے اور اپنے خونی پروگرام کی تکمیل کے لئے آمادہ ہوگئے۔ پولیس کی طرف سے مباحثہ ختم کرنے کا اعلان ہوگیا۔ اس موقع پر بھی حضور کے خدام نے آپ کو گھیرے میں لے لیا اور باہر آگئے مگر بگھی والوں کو مخالفین نے بھگا دیا تھا۔ پھر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے گاڑی پر حضور کو کوٹھی روانہ کیا اور جب تک حضور کو کوٹھی تک پہنچا کر گاڑی واپس نہیں آگئی حضور کے خدام اور فرض شناس سپرنٹنڈنٹ سیڑھیوں پر ٹھہرے رہے۔ پھر خدام حضور کی خدمت میں پہنچ گئے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 421-430)

اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دو صحابہ حضرت میاں عبد الرحمٰن صاحب کو20 جون 1901ء کو اور حضرت صاحبزادہ عبد الطیف صاحب شہید کو 14 جولائی 1903ء کو حضور کی حیات مبارکہ میں افغانستان میں شہید کیا گیا۔ ان دونوں شہداء کاواقعہ شہادت حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں بیان فرمایا ہے۔

## صحابہؓ کا مالی قربانی کے لئے پیش پیش رہنا

اس دنیا میں جان کی اہمیت کے بعد عموماًمال کو مقدم رکھا جاتا ہے۔ خاص طور پر جوانی کی عمر میں تو مال سے محبت اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ حضورؑ کے صحابہؓ نے مال کی قربانی سے بھی

کبھی دریغ نہیں کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی تھے۔ آپ 1863ء میں پیدا ہوئے اور آپ کو 26 سال کی عمر میں 23 مارچ 1889ء کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ دل و جان سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر فدا تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ ایک کتاب کی اشاعت کے سلسلہ میں فرمایا کہ کپورتھلہ کی جماعت اس کی اشاعت کا خرچ برداشت کرے۔ حضرت منشی صاحب نے فوراً جا کر اپنی اہلیہ محترمہ کا زیور فروخت کیا اور خود ہی اشاعت کا خرچ برداشت کیا۔

(313،اصحاب صدق و صفا صفحہ36)

حضرت اقدسؑ کے ایک صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ تھے۔ آپ 1866ء میں پیدا ہوئے اور 26سال کی عمر میں1892ء میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ آپ کی بیٹی حضرت رشیدہ بیگم صاحبہ (المعروف حضرت محمودہ بیگم) حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عقد میں آئیں اور ام ناصر تھیں۔ آپ کو جماعت کے لئے غیر معمولی مالی قربانی کی توفیق ملی یہاں تک کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے گورداسپور میں مقدمہ کے وقت مالی تحریک فرمائی تو جس دن انہیں تنخواہ ملی اسی دن اس مالی تحریک کا علم ہوا اور ساری تنخواہ 450 روپے حضرت اقدس کی خدمت میں بھیج دیئے۔ کسی دوست نے گھر کی ضرورت کے لئے کچھ پیسے رکھنے کا کہا تو جواب دیا کہ ”خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے۔

تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں“۔

(313 اصحاب صدق و صفا صفحہ204)

## صحابہؓ کا اپنی اولاد کو حضورؑ پر فدا کرنا

قرآن کریم نے مال اور اولاد کی محبت کو ایک ساتھ بیان کیا ہے۔ اولاد دنیوی نعمتوں میں سے انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ صحابہؓ نے اپنی اولاد کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے قدموں پر فداء کرنے کی خواہش کا اظہار بھی کیا۔ گویا کہ صحابہ رسول ﷺ کے فداک امی و ابی یا رسول اللہ ﷺ کے انداز تخاطب کو فداک ذریتی یا مسیح الزمان کے انداز میں پیش کر دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت میاں محمد خان صاحب کپورتھلوی تھے۔ آپ 1860ء میں پیدا ہوئے اور 29 سال کی عمر میں 23 مارچ 1889ء کو حضرت اقدسؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ جب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بیٹے بشیر اول کی وفات ہوئی تو آپ نے صدمہ سے ان جذبات کا اظہار کیا کہ ”اگر میری ساری اولاد بھی مرجاتی اور ایک بشیر جیتا تو کچھ رنج نہ تھا“۔ حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحبؓ نے اس موقع پر فرمایا کہ ”یہ شخص تو ہم سے بھی آگے نکل گیا ہے“۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت میاں محمد خان صاحبؓ کی اس فدائیت کی گواہی آپؓ کی وفات پر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو الہام کی صورت میں اس طرح دی کہ الہام ہوا ”اہل بیت میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے“

مجلس میں بیٹھے حاضرین کو تعجب ہوا۔ درایں اثناء مجلس میں حضرت میاں محمد خاں صاحبؓ کی وفات کی خبر ملی تو حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ یہ الہام انہی کے بارہ میں تھا۔ آپ کی وفات یکم جنوری 1904ء کو ہوئی۔

(313، اصحاب صدق و صفا صفحہ 34)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحبؓ تھے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ ”میرا ایک لڑکا تھا جو کافی بڑا ہوگیا تھا اور وہ کھیلتا پھرتا تھا مگر میں نے اس کا نام نہیں رکھا تھا۔ میری نیت یہ تھی کہ میں اسے قادیان لے کر جاؤں گا اور حضرت صاحب سے اس کا نام رکھواؤں گا۔ کوئی اسے کسی نام سے پکارتا تھا کوئی اور کسی نام سے۔ ان دنوں صاحبزادہ سید عبد اللطیف صاحب کی تازہ ہی شہادت ہوئی تھی۔ حضورؑ کی مجلس میں صاحبزادہ صاحب کا ہی ذکر ہورہا تھا۔ نیر صاحب نے یہ کہہ کر بچہ پیش کیا کہ حضور یہ سید عزیز الرحمٰن صاحب کا بچہ ہے۔ حضور اس کا کوئی نام تجویز فرمائیں۔ حضور نے اس محبت کی وجہ سے جو حضور کو شہید مرحوم کے ساتھ تھی فرمایا: اس کا نام عبد الطیف رکھ دو۔ میں (سید عزیزالرحمٰن) اس کو شہید کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ اس کی ماں اس بات پر چیں بجبیں ہوتی تھی۔ خدا کی قدرت کچھ عرصہ بعد اس کا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اس وقت حضور کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اسے مقبرہ بہشتی میں دفن کردیا جائے؟ مگر حضور نے فرمایا کہ دوسرے قبرستان میں دفن کر دو۔ وہ لڑکا شہید ہے۔ اس طرح حضور کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہوئے“

(الفضل انٹرنیشنل 13 تا 19 جنوری 1995ء صفحہ 13، سیرت المہدی)

# صحابہؓ کی وقت کی قربانی

وقت کی اہمیت کو ہر دور میں سمجھا گیا ہے اور اس زمانہ میں وقت کی قدرو قیمت اور بھی بڑھ گئی ہے جبکہ اداروں کی طرف سے گھنٹوں کے حساب سے معاوضہ مقرر کیا جاتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے صحابہ نے رسول اکرم ﷺ کے اصحاب صفہ کی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا در پکڑا اور پھر سارا وقت آپ کے در پر اپنی جھولیوں کو پھیلائے ہوئے خدا کے فضلوں کو سمیٹنے کے لئے بیٹھے رہے۔ ان صحابہ نے حقیقی معنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کر دکھایا۔

انہی اصحاب میں سے ایک حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی تھے۔ آپؓ 1858ء میں پیدا ہوئے اور 21 مارچ 1889ء کو 31 سال کی عمر میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی۔ آپ 1898ء میں سیالکوٹ سے ہجرت کرکے قادیان تشریف لے آئے۔ حضرت اقدسؑ کا ”اسلامی اصول کی فلاسفی“ والا مضمون جلسہ اعظم مذاہب عالم میں حضرت مولوی صاحب نے ہی پڑھ کر سنایا تھا۔ اس کے علاوہ خطبہ الہامیہ کو دوران خطبہ ساتھ ساتھ لکھتے رہے اور اس کا ترجمہ بھی کیا۔ حضرت اقدسؑ کا لیکچر لاہور اور لیکچر سیالکوٹ بھی جلسہ عام میں پڑھنے کی سعادت آپ کو حاصل ہوئی۔

(313، اصحاب صدق و صفا صفحہ 41)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ازالہ اوہام میں آپؓ کے متعلق فرمایا کہ ”حبّی فی اللہ مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی: مولوی صاحب اس عاجز کے یک رنگ دوست ہیں اور مجھ سے ایک سچی اور زندہ محبت رکھتے ہیں اور اپنے اوقات عزیز کا اکثر حصہ انہوں نے تائید دین کے

لئے وقف کر رکھا ہے"

(ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 523)

اسی طرح حضورؑ کے ایک جوان صحابی حضرت صاحبزادہ محمد سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی تھے۔ آپ کے والد کا نام شاہ حبیب الرّحمٰن تھا اور آپ نبیرہ قطب الاقطاب شیخ جمال الدینؒ احمد و حضرت امام المسلمین نعمان ابوحنیفہ کوفی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ 1855ء میں پیدا ہوئے اور 34 سال کی عمر میں 23 دسمبر 1889ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ حضورؑ کی خط و کتابت میں معاونت کرتے اور آپکو حضورؑ کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب "تذکرۃ المہدی" بھی تصنیف کرنے کی توفیق ملی۔

(313 اصحاب صدق و صفا صفحہ 61)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت صاحبزادہ سراج الحق صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ "صاف باطن یک رنگ و للّٰھی کاموں میں جوش رکھنے والے اور اعلائے کلمہ حق کے لئے بدل و جان ساعی و سرگرم ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ 534)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کا نام بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے جلیل القدر صحابی اور سلسلہ کے دیرینہ خادم تھے۔ آپ 1873ء میں پیدا ہوئے اور 18 سال کی عمر میں 1891ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے چہرہ مبارک پر فدا ہوگئے اور بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا چیز تھی جس نے مجھے حضرت صاحب کی صداقت کو قبول کرنے اور آپ کی بیعت کرلینے

کی طرف کشش کی سوائے اس کے کہ آپ کا چہرہ مبارک ایسا تھا جس پر یہ گمان نہ ہو سکتا تھا کہ وہ جھوٹا ہے“

سنہ 1900ء میں آپ ایک سرکاری عہدے سے مستعفی ہو گئے اور خدمت سلسلہ کے لئے قادیان ہجرت کر لی۔ آپ کو بطور ایڈیٹر اخبار البدر اور مبلغ سلسلہ انگلستان و امریکہ خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو انگریزی اخبارات اور کتب کا ترجمہ سنایا کرتے تھے۔ انگریزی زبان میں خط و کتابت آپ ہی کہ ذریعہ ہوا کرتی تھی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے الہامات اور ملفوظات بھی آپ کو لکھنے کی توفیق ملی۔

(313، اصحاب صدق و صفا صفحہ113)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ ”میں بڑی خوشی سے یہ چند سطریں تحریر کرتا ہوں کہ اگرچہ منشی محمد افضل صاحب مرحوم ایڈیٹر اخبار البدر بقضائے الٰہی فوت ہوگئے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے شکر اور فضل سے ان کا نعم البدل اخبار کو ہاتھ آگیا ہے۔ یعنی ہمارے سلسلہ کے ایک بزرگ رکن جوان، صالح اور ہر ایک طور سے لائق جن کی خوبیوں کے بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں یعنی تھی، محمد صادق صاحب بھیروی قائمقام محمد افضل مرحوم ہو گئے ہیں۔ میری دانست میں خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اس اخبار کی قسمت جاگ اٹھی ہے کہ اس کا ایسا لائق اور صالح ایڈیٹر ہاتھ آیا یہ کام ان کے لئے مبارک کرے اور ان کے کاروبار میں برکت ڈالے“۔ آمین

(ریویو آف ریلجنز اپریل 1905ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت میاں عبد اللہ صاحبؓ پٹواری سنوری تھے۔ آپ 1861ء میں پیدا ہوئے اور آپ کو اپنے ماموں مولوی محمد یوسف صاحب سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بارہ میں علم ہوا۔ حضور اس وقت براہین احمدیہ تصنیف فرما رہے تھے۔ چنانچہ آپ 21 سال کی عمر میں 1882ء میں قادیان چلے گئے اور حضور کے ساتھ براہین احمدیہ حصہ چہارم کے طبع میں خدمت کی توفیق پائی اور بالآخر 29 سال کی عمر میں 22 مارچ 1889ء کو بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ "اس وقت تک میں نے براہین احمدیہ یا اس کا اشتہار خود نہیں دیکھا تھا۔ یہاں آکر بھی کوئی دلائل حضور یا کسی اور سے نہیں سنے بلکہ میری ہدایت کا موجب صرف حضور کا چہرہ مبارک ہی ہوا"

سرخ چھینٹوں والے واقعہ کے بھی آپ عینی شاہد تھے اور سرخ چھینٹوں والا کرتہ آپ کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر فدائیت کا ثبوت بن گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ "حبی فی اللہ میاں عبد اللہ سنوری۔ یہ جوان، صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لا سکتا"

(313 اصحاب صدق و صفا صفحہ 77)

## صحابہؓ کا دنیوی مقاموں کو چھوڑ کر حضور کے قدموں میں بیٹھ جانا

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب تھے۔ آپ 1875ء میں پیدا ہوئے اور 17 سال کی عمر میں 1892ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا اور جوانی میں ہی آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ کا خاندان مغل برلاس قوم

سے تعلق رکھتا تھا اور مورث اعلیٰ مرزا عبد الحکیم بیگ صاحب تھے۔ ان کا بنا کردہ گاؤں موضع حکیم پور تھا اور فوج کے سرداروں میں سے تھے۔ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کے پڑدادا مرزا عبد الرحیم صاحب مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مصاحبوں میں سے تھے اور سکھ حکومت سے قبل ریاست ٹونک میں وزیر اعظم رہ چکے تھے۔ آپؓ کے والد مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر پراونشل درباری تھے۔ آپ کے قدیم معزز خاندان کا ذکر ضلع گرداسپور کے سرکاری گزٹ میں جو بحکم سرکار 1891ء، 1892ء میں طبع ہوا پایا جاتا ہے۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ نے دور طالبِ علمی میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور اخلاص و وفا میں غیر معمولی ترقی کر گئے۔ آپؓ نے کبھی بھی اپنے حسب و نسب اور خاندانی جاہ و حشمت کو اپنے ایمان اور فدائیت کے درمیان حائل ہونے نہیں دیا۔ بلکہ عاجزی اور درویشی کا رنگ ہمیشہ آپ کی پاکیزہ فطرت سے ظاہر ہوتا رہا۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اتنی تڑپ تھی کہ کوئی مہینہ نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو مرتبہ حضورؑ کی زیارت سے مشرف نہ ہو آتے تھے۔ جب دو چار روز کی رخصت ہوتی تو قادیان جا گزارتے۔ آپ قادیان میں آکر اپنا وقت حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحبؓ کے درس میں گزارتے۔ اس طرح آپؓ نے قریباً سارے قرآن مجید کی تفسیر پر عبور حاصل کر لیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ موسم گرما میں جب ڈیوڑھی کے باہر مسقف کوچہ میں آرام کرتے تو آپؓ پاؤں اور بدن دباتے اور کبھی نیند آجاتی تو چار پائی پر حضورؑ کے ساتھ ہی سو جاتے۔ بارہا آپ نے حضورؑ کی کمر کو بوسہ دیا اور ان کی عادت تھی کہ بوسہ دیتے اور جسم دباتے وقت تضرّع کے ساتھ اپنے لئے دعا بھی کرتے تھے۔ آپؓ حضورؑ کے پرانے کپڑے اور بال تبرکاً اپنے پاس رکھتے اور حضورؑ

کے لئے نئی رومی ٹوپی لاتے اور پرانی خود لے لیتے۔ مجلس میں حضور کے بہت زیادہ قریب بیٹھتے اور ٹکٹکی لگا کر چہرہ مبارک کو دیکھتے۔ اور پاؤں یا بازو یا کمر وغیرہ دباتے۔ اور درود و استغفار پڑھتے رہتے۔

1898ء میں جب مدرسہ احمدیہ پرائمری کا آغاز ہوا اور اسی سال ہی مڈل کی کلاسز بھی شروع ہوئیں تو آپ کو مڈل کا ہیڈ ماسٹر مقرر کیا گیا۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کی وفات جوانی میں سن 1900ء میں ہوئی۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپ کی وفات پر تعزیت نامہ میں فرمایا کہ ''۔۔۔ ایک جوان، صالح، نیک بخت، جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھا اور ایک پودہ نشو و نما یافتہ جو امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا۔ یک دفعہ اس کا کاٹا جانا اور دنیا سے ناپدید ہوجانا، سخت صدمہ ہے۔ اللہ جلّ شانہ سوختہ دلوں پر رحمت کی بارش کرے۔ اس خط کے لکھنے کے وقت جو ایوب بیگ مرحوم کی طرف توجہ تھی کہ وہ کیونکر جلد ہماری آنکھوں سے ناپدید ہوگیا۔ اور تمام تعلقات کو خواب و خیال کر گیا۔ یکدفعہ میں الہام ہوا مبارک وہ آدمی جو اس دروازے کے راہ سے داخل ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔۔۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ''

(اصحاب احمد جلد اول صفحہ 79-110)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک صحابی حضرت صاحب دین صاحبؓ آف تہال گجرات تھے۔ آپ 1874ء میں پیدا ہوئے اور 18 سال کی عمر میں 1892 ء میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ تہال میں امام مسجد تھے۔ آپ ٹائیپسٹ بھی

تھے اور حضرت اقدسؑ کے لئے ان کے دستاویزات ٹائپ کرکے دیا کرتے تھے۔

آپ بیان کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بارے میں اطلاع ملی کہ حضور فلاں وقت لاہور پہنچ رہے ہیں ہم ریلوے اسٹیشن گئے۔ اس وقت فٹن گاڑی کا رواج تھا۔ ہم نے گھوڑے الگ کئے اور گاڑی کو خود کھینچنے کی سعادت حاصل کرنا چاہی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ ہم انسانوں کو ترقی دے کر اعلیٰ مدارج کے انسان بنانے آئے ہیں نہ یہ کہ ان کو جانور بنا دیں۔ گھوڑے جوڑ دو۔ یہ سن کر ہم نے فوراً گھوڑے جوڑ دیئے۔ میں سارا وقت گاڑی پر کھڑا حضور پر چھتری تانے رہا۔ مجھے یہ سعادت ملی کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا چھتر بردار ہوں۔

(313 اصحاب صدق و صفا صفحہ 298)

## فدائیت کے لئے اخلاص ہونا چاہیے

اب مضمون کے آخر پر خاکسار ایک سوال جو اس مضمون کو پڑھ کر ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ فدائیت کے لئے کون سی صفات ضروری ہیں؟ اس کا مختصر جواب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی کی زندگی کے واقعات کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ راجیکی تقریباً 1878ء میں پیدا ہوئے اور 19 سال کی عمر میں1897ء کو حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ آپ صاحب رؤیا و کشوف والہام بزرگ تھے۔

آپ اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ سن1899ء میں، میں اور مولوی امام الدین صاحبؓ جب قادیان پہنچے اور حضور کی خدمت اقدس میں پیش ہونے لگے تو اندرونی زینہ پر چڑھنے سے قبل حضورؑ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لئے میں رک گیا۔ مولوی صاحب اتنی دیر میں مسجد کے اوپر بارگاہ نبوت میں جا پہنچے۔ حضورؑ نے مولوی صاحب کو مصافحہ کا شرف بخشتے ہی فرمایا کہ ”وہ لڑکا جو آپ کے پیچھے آرہا تھا اس کو بلاؤ“۔ چنانچہ مولوی صاحب واپس لوٹے اور زینہ پر آکر کہنے لگے میاں غلام رسول آپ کو حضرت صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ میں یہ سنتے ہی حضور کی خدمتِ عالیہ میں جا پہنچا اور جب مصافحہ اور دیدار مسیح سے مشرف ہوا تو اس وقت مجھ پر کچھ ایسی رقت طاری ہوئی کہ میں بے ساختہ حضور کے قدموں میں گر گیا اور روتے روتے ہچکی بند گئی۔ حضور انور اس وقت نہایت ہی شفقت سے میرے سر اور اور میری پیٹھ پر دست مسیحائی پھیرتے جاتے تھے اور مجھے دلاسا دیئے جاتے تھے۔

(حیات قدسی صفحہ18-19)

اسی طرح آپ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں قادیان میں حضور اقدسؑ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس کافی رقم نہ تھی کہ خدمت عالیہ میں مناسب نذرانہ پیش کرتا۔ اس لئے جذبۂ محبت و عقیدت سے دو آنہ کے پتاشے ہی لے کر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور نماز عصر کے بعد پیش کر دیئے۔ حضور اقدسؑ نے بڑی مسرت سے انہیں قبول فرمایا اور ایک خادم کے ذریعہ اندرون خانہ بھجوا دیئے۔

(حیات قدسی صفحہ 72)

پس فدائیت کے لئے بہت مالدار ہونا، عمر میں زیادہ ہونا یا خوبصورت لباس کو زیب تن کئے ہونا ضروری نہیں بلکہ اخلاص و وفا میں بڑھے ہونا اور باادب ہونا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحبؓ کے دو آنے کے پتاشوں کو بھی حضور نے نہایت مسرت سے قبول فرمایا اور آپ کے اخلاص کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

## حرف آخر

آج ہم بھی اپنی جوانی کے دور سے گزر رہے ہیں۔ جس میں رجوع الی اللہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہوتا ہے اور پیغمبروں کا شیوہ جانا جاتا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت ہمیں اپنی روحانی صلاحیتوں کو بڑھانے اور جماعت کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کا ایک زریں موقع مہیا ہے۔ ہمارا خدام الاحمدیہ کا عہد بھی اس بات تقاضا کرتا ہے کہ ہم ہر وقت ہر قربانی کے لئے تیار رہیں اور بوقت ضرورت اپنی قربانیاں پیش کرتے رہیں۔ جیسا کہ عہد کے الفاظ ہیں کہ ”میں اقرار کرتا ہوں کہ دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر میں اپنی جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ اسی طرح خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار رہوں گا اور خلیفۂ وقت جو بھی معروف فیصلہ فرمائیں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا“۔ (ان شاء اللہ)

(لائحہ عمل مجلس خدام الاحمدیہ صفحہ 1)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

”جب ہم حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ کے واقعات پڑھتے ہیں یا سنتے ہیں تو ان کی نیک

فطرت، ان کی صداقت کی پہچان کے لئے تڑپ، ان کی جان مال قربان کرنے کے لئے تڑپ اور کوشش اور ان کے حضرت مسیح موعودؑ سے عشق و محبت کے اپنے اپنے ذوق اور سمجھ کے مطابق معیار اور اس کا اظہار نظر آتا ہے۔ غرضیکہ یہ وہ آخرین تھے جو پہلوں سے ملنے کے لئے اپنے اپنے رنگ میں حق ادا کرنے والے بننے کے لئے کوشش کرنے والے تھے۔ ہر ایک کا اپنا انداز تھا اور ان کو دیکھنے والوں اور ان سے قریبی تعلق والوں نے بھی ان صحابہ کے ہر انداز اور اخلاق و کردار سے اپنے اپنے رنگ میں نصیحت حاصل کی یا بعض باتوں سے نتائج اَخذ کئے‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 اگست 2015۔روزنامہ الفضل 22 ستمبر 2015 صفحہ2)

’’رفقاء حضرت مسیح موعود کی روایات ہماری نسلوں کیلئے نصیحت اور بعض مسائل کا حل پیش کرنے والی ہیں‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 ستمبر2015۔روزنامہ الفضل 22 ستمبر 2015 صفحہ2)

خاکسار نے مندرجہ بالا مضمون میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خدام صحابہ کے جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کے چند واقعات بیان کئے ہیں۔ تاریخ احمدیت ان واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہ واقعات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان باتوں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے ان پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 4 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت اقدس مسیح موعودؑ

سرخ چھینٹوں والے واقعہ کے بھی آپ عینی شاہد تھے اور سرخ چھینٹوں والا کرتہ آپ کی حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر فدائیت کا ثبوت بن گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

”حبی فی اللہ میاں عبد اللہ سنوری۔ یہ جوان، صالح اپنی فطرتی مناسبت کی وجہ سے میری طرف کھینچا گیا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ وفادار دوستوں میں سے ہے جن پر کوئی ابتلاء جنبش نہیں لا سکتا“

# (5)
# حضرت مسیح موعودؑ کے نوجوان صحابہؓ کے جذبۂ عشق وفدائیت کے روح پرور نظارے

ابو سدید

”میں خداتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے۔“

(حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے سچے، مخلص اور قابل رشک فدائی اور جاں نثار عطا فرمائے تھے جو ہر لحہ اپنا تن، من، دھن آپؑ کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ زندگی میں آپؑ پر ایمان لا کر آپؑ کی صحبت

سے مستفیض ہونے والوں کو صحابہ مسیح موعودؑ کہا جاتا ہے۔ ان خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی شناخت کی توفیق بخشی اور اس امر کی سعادت عطا فرمائی کہ وہ آپؑ کے پاس بیٹھے، آپؑ کی باتیں اپنے کانوں سے سنیں۔ آپؑ کی تعلیم کو حرز جان بنایا۔ حضرت اقدس کی قوت قدسیہ کے اثر کی وجہ سے آپؑ کے ارد گرد جو نوجوان اکٹھے ہوئے ان میں عشق و محبت اور فدائیت کا جذبہ دیکھنے کے لائق تھا، جو حضرت اقدسؑ کے بلند اور کریمانہ اخلاق کا نتیجہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان جاں نثاروں کو صحابہؓ قرار دیا جو آپؑ کی زندگی میں آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ سے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو ایسے سچے، مخلص اور قابل فخر اور قابل رشک فدائی اور جاں نثار عطا فرمائے تھے جو ہر آن و ہر لمحہ اپنا تن، من، دھن آپ کے ایک اشارہ پر قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ اسی حوالہ سے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”صحابہؓ کی جماعت اتنی ہی نہ سمجھو۔ جو پہلے گزر چکے۔ بلکہ ایک اور گروہ بھی ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے۔ وہ بھی صحابہ ہی میں داخل ہے۔ جو احمدؐ کے بروز کے ساتھ ہوں گے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم یعنی صحابہ کی جماعت کو اسی قدر نہ سمجھو بلکہ مسیح موعودؑ کے زمانہ کی جماعت بھی صحابہ ہی ہوگی۔ اس آیت کے متعلق مفسروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعود کی جماعت ہے منھم کے لفظ سے پتہ چلتا ہے کہ باطنی توجہ اور استفاضہ صحابہ ہی کی طرح ہوگا۔ صحابہ کی تربیت ظاہر طور پر ہوئی تھی۔ ۔ ۔وہ بھی رسول اللہ ﷺ ہی کی تربیت کے نیچے ہونگے اس لیے سب علماء نے اس گروہ کا نام صحابہ ہی رکھا ہے۔“

(الحکم 24 جنوری 1901ء)

حضرت مسیح موعودؑ صحابہ کی جماعت کے حوالے سے فرماتے ہیں: ”میرا مدعا اور منشاء اس بیان سے یہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے اور اس کی تائید میں صدہا نشان اس نے ظاہر کئے ہیں۔ اس سے اس کی غرض یہ ہے کہ یہ جماعت صحابہ کی جماعت ہو اور پھر خیر القرون کا زمانہ آجائے۔“

(الحکم 17 اگست 1902ء)

## آپؑ کے عشق میں مخمور جماعت

اسی طرح آپؑ کو خداتعالیٰ نے ایسی جماعت عطا فرمائی تھی جو آپ کے عشق میں مخمور تھی اور آپ کی خاطر جان مال اور عزت کی قربانی کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود ایسی ہی جماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی تصنیف لطیف ”حقیقۃ الوحی“ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”ہزار ہا انسان خدا نے ایسے پیدا کئے کہ جن کے دلوں میں اس نے میری محبت بھر دی، بعض نے میرے لئے جان دی اور بعض نے اپنی مالی تباہی میرے لئے منظور کی اور بعض میرے لئے اپنے وطنوں سے نکالے گئے اور دکھ دیئے گئے اور ستائے گئے اور ہزار ہا ایسے ہیں کہ وہ اپنے نفس کی حاجات پر مجھے مقدم رکھ کر اپنے عزیز مال میرے آگے رکھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے دل محبت سے پُر ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ اگر میں کہوں کہ وہ اپنے مالوں سے بکلی دستبردار ہو جائیں یا اپنی جانوں کو میرے لئے فدا کریں تو

وہ تیار ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 24)

ایسے وجود اصل میں خداتعالیٰ کی طرف سے تائید یافتہ ہوتے ہیں اور خداتعالیٰ براہ راست ان کی رہنمائی کرتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود کو خداتعالیٰ نے خبر دے دی تھی کہ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے قدم قدم پر صدق و وفا کے نمونے دکھلائے۔ ان کے اخلاص و وفا کی شہادت مسیح دوراںؑ نے ان الفاظ میں دی:

”میں خداتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار۔“

(ملفوظات جلد اول صفحہ 223)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں...... میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ہزار ہا آدمی

دل سے فدا ہیں“

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 165)

اس دور کے نبی حضرت مسیح موعودؑ کی محفلوں سے فیض حاصل کرنے والے خدام کے قلب و ذہن پر وہ انقلاب آیا کہ آنے والی نسلوں کا مستقبل سنور گیا اور حضرت اقدسؑ کی تربیت کے نرالے اصول برسوں تک نسل در نسل منتقل ہوتے چلے گئے۔

## حضرت اقدسؑ کی قوت قدسیہ کا نوجوانوں پر اثر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت صالحہ کا ایک یہ اعجاز بھی تھا کہ آپؑ کے دور مبارک کے نوجوان چلتے پھرتے فرشتہ تھے۔ ایک روایت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل صاحبؓ (سکنہ سرساوہ ضلع سہارنپور، ثم قادیان دارالامان۔ سن بیعت:1894ء۔ سن زیارت حضرت مسیح موعودعلیہ السلام:1894ء) فرماتے ہیں:

”حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دوستوں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے اور حق کہنے سے رکتے نہیں تھے اور اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہو گئے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے یہ یقین ہی تھا کہ آپؑ کے دوستوں کے دشمن ذلیل و خوار ہو جاتے تھے اور آپ کے دوست ہروقت خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہی رہتے تھے اور خدا تعالیٰ کی معیت ان کے ساتھ ہی رہتی تھی اور آپ کے دوستوں میں غنیٰ تھا اور خدائے تعالیٰ پر

ہی بھروسہ رکھتے تھے اور حق کہنے سے نہ رکتے تھے اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔ اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الٰہی سے ابلتے رہتے تھے اور جو بھی کام کرتے تھے خالصاً للّٰہی سے ہی کرتے تھے۔ ریا جیسی ناپاکی سے بالکل متنفر رہتے تھے۔“

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 60 تا 79)

## بیس اکیس سال کی عمر میں بیعت کی سعادت

اللہ تعالیٰ نے صالح اور سعید فطرت جوانوں کوخوابوں کے ذریعے حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی زمانہ میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت عطا فرمائی تھی۔ جنہوں نے آنے والے وقت میں فدائیت اور عشق و محبت کی مثالیں رقم کرنی تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کریمانہ اور قیمتی ارشادات کو محفوظ کرنا تھا۔

حضرت حکیم عطاء محمد صاحبؓ ولد حافظ غلام محمد صاحب بیان فرماتے ہیں:

رات کو خواب میں دیکھا کہ مجھ کو ہمارے محلہ کے نمازی پکڑ کر مسجد کی طرف نماز کے لئے لے جا رہے ہیں اور میں اُن سے بھاگنا چاہتا ہوں۔ راستہ میں ایک اونچی جگہ پر نہایت خوش رو انسان بیٹھا ہوا نظر آیا۔ جس کا چہرہ نہایت نورانی اور نور کی شعاعیں چہرہ اور مُنہ سے نکل نکل کر لوگوں کے دلوں پر پڑ رہی ہیں اور لوگ اس نور کی کشش کے ساتھ کھینچے ہوئے اُس کے ارد گرد حلقہ باندھے بیٹھے ہیں۔ میں نے اُس نورانی شخص کو دیکھ کر شور مچایا کہ میری مدد کرو۔ اُنہوں نے فرمایا: کیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ یہ لوگ مجھے زبردستی نماز کے لئے لے جارہے ہیں اور میں جانا نہیں چاہتا تو پھر اُس نُورانی انسان نے دیکھ کر اشارہ سے

فرمایا اسے چھوڑ دو اور مجھ کو اُن لوگوں کے پاس بٹھا دیا جو کہ اُن کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور وہ تمام اشخاص جو مجھ کو پکڑ کر لے جا رہے تھے یہ حال دیکھ کر اُن سب کے چہرے دھوئیں کی طرح سیاہ ہو گئے اور پھر بالکل غائب ہو گئے۔ جب میری آنکھ کھلی تو عجیب حالت تھی۔ دل میں اُس شخص کے دیکھنے کی تڑپ اور اُن نورانی شعاعوں کا سرور تمام جسم میں سنسنی، غرض اُس حالت کا نقشہ میری قلم ادا نہیں کر سکتی۔۔ ۔میں فوراً دوسرے دن پروانہ وار صوفی احمد دین صاحب سے راستہ کا پتہ دریافت کر کے قادیان پہنچا۔۔۔ مسجد نبوی میں جاکر بیٹھا تو مولوی محمد احسن صاحب سے مُلاقات ہوئی۔ اتنے میں حضورؑ کچھ پروف لے کر تشریف لائے۔ میری جونہی آپ پر نظر پڑی وہ خواب والا نورانی انسان بیداری میں دوبارہ نظر آیا۔ اُسی دن بوقت شام بغیر کسی دلیل اور شک و شُبہ کے بیعت کر لی اور میری عمر اُس وقت غالباً بیس اکیس سال کی ہو گی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

(رجسٹر روایات جلد7 صفحہ228-229)

یہ وہ فرشتے ہیں جو میری باتیں سننے کے لئے آگے پیچھے دوڑتے ہیں:

اُس دور کے نوجوان صحابہؓ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اتنا گہرا تعلق تھا کہ ایک لمحہ بھی دُور نہ رہ سکتے تھے اور حضرت اقدسؑ بھی ان سے بہت محبت فرماتے تھے:

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی یہاں (قادیان) تشریف لائے۔ شام کو آئے تھے۔ رات گزر گئی۔ اگلے دن حضرت اقدسؑ سیر کے لئے نکلے اور صحن میں کھڑے ہو کر دوستوں کو اکٹھا کیا۔ چل پڑے۔ ہم بھی ساتھ تھے۔ بسراواں کی طرف

گئے۔ ہم حضرت صاحبؑ کی باتیں سننے کے لئے بہت بھاگتے تھے۔ کبھی دائیں کبھی بائیں کبھی آگے کبھی پیچھے تا کہ آواز سن سکیں۔ حضرت اقدسؑ کثرت گرد کی وجہ سے شملہ ناک کے سامنے رکھ لیتے تھے۔ واپسی پر حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ذکر کیا کہ جو نظارہ میں نے آج سیر میں دیکھا ہے وہ بہت تکلیف دہ ہے اور وہ یہ کہ سیر کے وقت نوجوان لڑکے بہت ادھر ادھر بھاگتے ہیں اور گرد کی وجہ سے حضرت صاحبؑ کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کو روک دینا چاہئے۔ یہ نوجوان ساتھ نہ جایا کریں۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے بھی اس تکلیف کو بہت محسوس کیا اور حضرت اقدسؑ شام کو جب کھانا کھانے کے بعد شاہ نشین پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت اقدس کی خدمت میں مولوی صاحب نے عرض کی۔ حضور آپ کو سیر کے وقت بہت تکلیف ہوتی ہے۔ یہ جو بچھیرا پلٹن (نوجوان لڑکے) ہے اسے روک دیا جائے۔ حضور نے فرمایا۔ مولوی صاحب! قرآن کریم میں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کو فرمایا کہ ہم تیرے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں فرشتے مقرر کریں گے۔ یہی الہام مجھ پر بھی نازل ہوا ہے اور وہ فرشتے یہی ہیں جو میری باتیں سننے کے لئے آگے پیچھے بھاگتے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو میری باتیں کون سنے گا اور کون آگے پہنچائے گا۔ مجھے تو ان کو دیکھ کر راحت ہوتی ہے کہ یہ میری باتیں سننے کے لئے آگے پیچھے دوڑتے ہیں۔

(رجسٹر روایات جلد10 صفحہ270)

## حضرت اقدسؑ کی محفل میں بیٹھنے والے نوجوان صحابہ

حضرت سرساوی صاحبؓ حضرت اقدسؑ کی محفل میں نوجوان صحابہ پر پاک اثرات کے بارے

میں مزید بیان فرماتے ہیں:

”میں جب مسجد مبارک میں جا کر نماز ادا کرتا ہوں تو نماز میں وہ حلاوت اور خشیت اللہ دل میں پیدا ہوتی ہے۔ کہ دل محبت الٰہی سے سرشار ہو جاتا ہے۔ مگر میرے دوستو جب اس نور الٰہی کے دیکھنے سے آنکھیں محروم رہتی ہیں تو مجھے کرب بے چین کر دیتا ہے اور وہ صحبت یاد آکر دل درد سے بھی پُر ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ اس نور الٰہی کو دیکھ کر دل کی تمام تکلیفیں دور ہو جاتی تھیں۔ اور حضرت اقدسؑ کے پاک اور منور چہرہ کو دیکھ کر نہ کوئی غم ہی رہتا ہے اور نہ کسی کا گلہ شکوہ ہی رہتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب ہم جنت میں ہیں اور آپ کو دیکھ کر ہماری آنکھیں اکتاتی نہ تھیں۔ ایسا پاک اور منور رُخ مبارک تھا ہم نوجوان پانچوں نمازیں ایسے شوق سے پڑھتے تھے کہ ایک نماز کو پڑھ کر دوسری نماز کی تیاری میں لگ جاتے تھے تا کہ آپ کے بائیں پہلو میں ہمیں جگہ مل جاوے اور ہم نوجوانوں میں یہی کش مکش رہتی تھی کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ہی جگہ نصیب ہو اور آپ کے ساتھ ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں۔

اس مختصر سی مسجد میں ایک صف میں چھ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے اگر کبھی ساتواں آدمی کھڑا ہو بھی گیا تو بہت ہی تنگی سے نماز پڑھی جاتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ جب کبھی ساتواں آدمی صف میں کھڑا ہو گیا تو حضرت اقدس دیوار سے چمٹ جاتے تھے۔ مگر کبھی اپنی پاک زبان سے یہ نہیں فرمایا کہ نماز تکلیف سے پڑھی گئی ہے اگر فرماتے تو یہ فرماتے اب مسجد اللہ تعالیٰ سے فراخی چاہتی ہے۔ یہ تھے آپ کے پاک اخلاق۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ امام سے پہلے بھی مسجد میں تشریف لے آتے تھے اور اپنی جگہ پر بیٹھ جاتے تھے اور ہم نوجوان دبانے لگتے تھے تو آپ اپنے دوستوں سے باتیں کرنے لگتے تھے۔ مگر کبھی

امام الصلوٰۃ پر خفا ہوتے ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ ہمیں ایسا معلوم ہوا کرتا تھا کہ آپ ہر وقت خدائے قدوس کی ہی محبت میں چُور ہی رہتے ہیں۔ ہمیں کبھی آپ کی زبان مبارک سے خدائے تعالیٰ کا شکوہ کرتے نہیں سنا۔ جب سنا یہی سنا اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اتنے احسان ہیں کہ اگر بندہ گننا چاہیں تو گنے نہیں جاسکتے۔ مگر یہ کیسی غفلت کی بات ہے کہ بندہ اس خدائے قدوس کے احسانوں کو یاد نہیں کرتے۔ احسان الٰہی کو یاد رکھنے سے شکر گزاری کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس سے گناہ آلود زندگی میں تغیر عظیم پیدا ہو کر گناہوں سے نجات ملتی ہے۔ ہر وقت آپ کو اپنی جماعت کے تزکیہ نفس کا ہی خیال رہتا تھا۔ میں نے جب سنا یہی تاکید فرماتے ہوئے سنا۔ زندگی تو چند روزہ ہے ہمارے دوستو دین الٰہی کی خدمت میں ہی لگا رہنا چاہئے۔ یہ بھی دین الٰہی کی خدمت ہی ہے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دین الٰہی کے لئے دعائیں کریں کہ یا اللہ العالمین (تو ہی) اپنے دین کی نصرت کے لئے ایسے ایسے بندے پیدا کر (جو) دین الٰہی کی اشاعت کے لئے دنیا میں منادی کریں۔ جب تک ہماری جماعت میں ایسے لوگ داخل نہ ہوں گے تو اشاعت اسلام کا کام بھی جب ہی پورا ہو گا۔ مجھے دین کا غم ہر وقت ہی بے چین کئے رکھتا ہے بعض وقت تو یہ غم مجھے ایسا نڈھال کر دیتا ہے کہ مجھے یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اب میرا آخری وقت ہے۔ مگر پھر مجھے میرا خدا ہی تسلی دیتا ہے اور فرماتا ہے۔ تو میری مراد ہے تجھے نامراد نہیں ہونے دوں گا تیرے سب مقصد پورے میں کروں گا۔ اور تیرے مقصد کے پورا کرنے کے لئے میرے ایسے بندے تیری طرف رجوع کریں گے وہ تیرے مقصد کو زمین کے کناروں تک پہنچا دیں گے اور میرے انعامات کے وارث ہوں گے اور میں ان کی نصرت کروں گا۔

اللہ اللہ وہ کیسا مبارک اور پاک وجود تھا۔ جس کی صحبت نے ہمیں مخلوق سے مستغنی کر دیا اور ایسا صبر دے دیا کہ غیروں کی محبت سے ہمیں نجات دلا دی اور ہمیں ہمارے مولا ہی کا

آستانہ دکھا دیا۔ اور اب ہمارا سارا وہی خدا ہے۔ جو آسمانوں زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ کیسی ہی مصیبت اور دکھ ہمیں پہنچیں صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ مگر اُف بھی نہیں کرتے۔ یہ جو کچھ بھی ہوا اسی پاک وجود کی صحبت سے ہمیں ملا ہے۔ اے اللہ تو نے ہی ہمارے پیارے کو ہم سے جدا کر کے اپنے پاس بلا لیا۔ پس ہمیں تو ہی صبر دے۔ کیونکہ اس پیارے کی جدائی ہمیں بہت ہی شاق ہے۔ اس جیسی محبت کرنے والا اب کون ہے۔ اے اللہ تو ہی اس پیارے کو میرا سلام رحمت کا پیغام دے۔اور یہ بھی کہہ دے تیری محبت میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر زندگی کے دن پورے کر رہا ہے اور تیری محبت میں ڈوب ڈوب کر میرے سامنے بیٹھ بیٹھ کر روتا ہی رہتا ہے اور بارہا میرے سے بھی یہی فریاد کرتا ہے۔ میرے مجھے بھی تو میرے پیارے کے پاس ہی بلا لے، اس کے بغیر زندگی کا مزا ہی نہ رہا۔ جس جگہ وہ پیارا کھڑا ہوتا تھا۔ اس جگہ کو خالی دیکھ کر میرا دل میرے قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔

اللھم صل علی عبدك المسیح الموعود الصلوۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مسجد مبارک میں نماز سے فارغ ہو کر تشریف رکھتے تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ کیونکہ ہم یہ جانتے تھے کہ اب اللہ تعالیٰ کی معرفت (کے) نکات بیان فرما کر محبت الٰہی کے جام ہم پئیں گے اور ہمارے دلوں کے زنگ دور ہوں گے سب چھوٹے بڑے ہمہ تن گوش ہو کر اپنے محبوب کے پیارے اور پاک منہ کی طرف شوق بھری نظروں سے دیکھا کرتے تھے۔ کہ آپ اپنے رخ مبارک سے جو بیان فرمائیں گے۔ اسے اچھی طرح سے سن لیں۔ یہ حال تھا آپ کے عشاق کا کہ آپ کی باتوں کو سننے سے کبھی ہم نہ تھکے تھے۔ اور حضرت اقدس کبھی اپنے دوستوں کی باتیں سننے سے نہ

گھبراتے تھے اور نہ روکتے تھے۔ میں نے کبھی آپ کو سرگوشی سے باتیں کرتے نہیں دیکھا۔"

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 60 تا 79)

## یہ تو مجھے راحت پہنچاتا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت کرنا ان کے لیے اعزاز ہوتا تھا۔ حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

"میں ظہر اور عصر کے وقت حضور کے پاس بیٹھ کر کمر کو دبایا کرتا۔ مغرب کے بعد شاہ نشین پر بھی پیچھے بیٹھ جاتا۔ مولوی برہان الدین صاحب نے یہ بات بھی مولوی عبدالکریم صاحب سے عرض کر دی۔ مولوی صاحب نے اس بات کا بھی حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ حضور جگہ تھوڑی ہے۔ محمد اسماعیل پیچھے بیٹھ جاتا ہے۔ حضور کو تکلیف ہوتی ہے۔ فرمایا نہیں مجھے ہرگز کوئی تکلیف نہیں ہوتی بلکہ یہ تو مجھے راحت پہنچاتا ہے۔ میری یہ کوشش ہمیشہ ہوتی تھی کہ حضرت صاحب تشریف لاویں تو مجھے دبانے کا موقع مل جائے اور باتیں سن سکوں۔"

(رجسٹر روایات جلد10 صفحہ252 تا 257)

## 313 اصحاب بدر میں شمولیت کا احوال

حضرت مسیح موعودؑ کے تربیت یافتہ یہ نوجوان صحابہ روحانیت میں اتنی ترقی کر گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تین سو تیرہ اصحاب بدر میں شامل کرنے کا اعزاز عطا فرمایا:

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

”جب تین سو تیرہ کی حدیث کا خیال حضرت اقدسؑ کو آیا تو مسجد میں تشریف لا کر مولوی صاحب حضرت خلیفہ اوّل کو فرمایا کہ مولوی صاحب یہ حدیث ہماری نظر سے آج گزری ہے کہ امام مہدی کے ساتھ تین سو تیرہ دوستوں کی فہرست لکھی ہوئی ہو گی جیسے رسول کریم ﷺ کے ساتھ تین سو تیرہ جنگ بدر میں تھے۔ وہی صورت یہاں بھی ہو گی۔ پھر حضور نے نام لکھنے شروع کر دیئے۔ ہر دوست چاہتا تھا کہ اس کا نام بھی لکھا جائے۔ میں (شیخ محمد اسماعیل سرساوی) نواب صاحب اور بھائی عبدالرحیم صاحب اکٹھے بیٹھے تھے مکان کے دوسرے حصہ میں۔ حضرت صاحب نے فرمایا: میاں اسماعیل آج نظر نہیں آتا۔ کسی نے کہا حضور دوسرے حصہ میں نواب اور بھائی عبدالرحیم صاحب کے ساتھ باتیں کر رہا ہے۔ میں حاضر ہوا۔ فرمایا: میاں اسماعیل میں نے تمہارا نام لکھ لیا ہے۔ میری چیخیں نکل گئیں اور میں نے عرض کیا۔ حضورؑ میں تو حضور ﷺ کے صحابہ میں شامل ہونے کا اپنے آپ کو قابل ہی نہیں سمجھتا تھا۔ حضور نے بڑا احسان کیا۔ غرض جب تین سو تیرہ کی فہرست پوری ہو گئی تو فرمایا کہ اب بس کسی اور کا نام نہیں لکھا جاوے گا۔“

(رجسٹر روایات جلد10 صفحہ252 تا 257)

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے نمونہ کو زندہ کرتے ہوئے گھروں میں خدا اور رسول کا نام چھوڑا اور دیگر ہر مال و متاع اپنے آقاؑ کے قدموں میں حاضر کر دیا۔ آئیے اس کے چند نظارے کریں۔

## حضرت ابو بکرؓ کی قربانی کی یاد تازہ ہو گئی

حضرت مسیح موعودؑ نے 28مئی 1900ء کو ایک اشتہار دیا کہ حدیث نبویؐ میں مسیح موعود کے منارہ شرقی کے قریب اترنے کی پیشگوئی ہے جو وسیع معانی پر مشتمل ہے لیکن اس کو ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے کئی مصالح کی خاطر ہم ایک منارہ تعمیر کرنا چاہتے ہیں، اس مقصد کے لئے حضورؑ نے احباب جماعت کو مالی قربانی کی تحریک کی تو اخلاص و وفا کی بے نظیر مثالیں رقم ہوئیں۔

(تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 282)

ان جاں نثاروں میں سے ایک حضرت منشی شادی خان صاحب بھی تھے ان کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:

”دوسرے مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے۔ میاں شادیخاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لئے دو سوروپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ ”چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں۔ اس لئے جو کچھ اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔ اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد3صفحہ 315)

حضرت منشی صاحب نے جب حضور کا یہ ارشاد سنا تو سوچا کہ ابھی ابو بکر کی قربانی میں کچھ کسر رہ گئی ہے۔ اور گھر میں جو چارپائیاں تھیں ان کو بھی فروخت کرڈالا اور ان کی رقم بھی حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔

(تاریخ احمدیت جلد 3صفحہ 126)

حضرت مسیح موعود نے جب 1900ء میں ایک اشتہار کے ذریعہ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے مالی قربانی کی تحریک فرمائی تو 101 رفقاء کی فہرست بھی شائع کی اور ان سے کم از کم ایک ایک سو روپیہ چندہ کامطالبہ فرمایاکیونکہ کل تخمینہ اخراجات دس ہزار روپیہ تھا۔ یہ اعلان بھی فرمایا کہ اس تحریک میں مطلوبہ چندہ دینے والوں کے نام بطور یاد گار مینار پر کندہ کئے جائیں گے۔ اس تحریک میں جس ذوق وشوق اور روح پرور جذبہ کا مظاہر ہ ہو ا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔

چنانچہ منارہ کی تکمیل پر 298 مخلصین کے نام کندہ ہوئے جنہوں نے کم از کم سو سو روپیہ چندہ دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ ایسے ہی سرفروشوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیردین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں وہ تینوں غریب بھائی ہیں جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روزا نہ مزدوری کرتے ہیں سرگرمی سے ماہوار ی چندہ میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ باوجود قلت معاش کے ایک دن سو روپیہ

دے گیا کہ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا۔ مگر للہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلایا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313)

## حضرت ابوبکرؓ کی طرح

اکتوبر 1899ء میں اپنے اشتہار بعنوان "جلسہ الوداع" میں وفد نصیبین کے اخراجات کے متعلق تحریر فرمایا:

"منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپورہ نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سو پچیس روپے دیئے ہیں۔ میاں جمال الدین کشمیر ساکن سیکھواں ضلع گورداسپور اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیرالدین نے پچاس روپے دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آئے ہیں اور دین کو آخرت پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 166)

ان عشاق خدام نے اس زمانہ میں مسیح موعود کی تحریک پر اپنا سب کچھ قربان کر دیا مگر ان کے نام خدا کے ابدی رجسٹر میں لکھے گئے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئے۔ انہوں نے دین خدا کی نصرت کی۔ خدا کی نصرت نے ان کی اولادوں کو اس قدر نوازا کہ ان کی جھولیاں بھر گئیں اور ان سے سنبھالا نہیں جاتا۔

آج بھی ہر مومن کیلئے صلائے عام ہے امام وقت کی نصرت کرے اور آسمانی نصرت کو حاصل کرے۔

## محبت بھرا خط

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے نام ایک مخلص اور عاشق صادق کا خط آیا، جس میں اس نے آپ سے انتہائی درجہ کے اخلاص ومحبت کا اظہار کیا اس خط کے متن کا ایک حصہ پیش ہے۔

لکھا: ”...... حضور عالی! اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار کو اس قدر محبت ذات والا صفات کی ہے کہ میرا تمام مال وجان آپ پر قربان ہے اور میں ہزار جان سے آپ پر قربان ہوں میرے بھائی اور والدین آپ پر نثار ہوں خدا میرا خاتمہ آپ کی محبت اور اطاعت میں کرے۔ (آمین)“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ240 حاشیہ)

## حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے خدام میں کیا تبدیلی کی؟

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خادموں میں اپنی قوت قدسیہ سے یہ اثر پیدا کر دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو کارساز یقین کرتے تھے اور کسی سے ڈر کر جھوٹ جیسی نجاست کو اختیار نہیں کرتے تھے اور حق کہنے سے رکتے نہیں تھے۔ اخلاق رذیلہ سے بچتے تھے اور اخلاق فاضلہ کے ایسے خوگر ہو گئے تھے کہ وہ ہر وقت اپنے خدا پر ناز کرتے تھے

کہ ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تو بات ہی الگ ہے۔ خو دآپ کے خدام سے خدا تعالیٰ کا یہ معاملہ تھا کہ ان کے دشمن ذلیل و خوار ہو جاتے تھے۔ خدا تعالیٰ کی معیت آپ کے خدام کے ساتھ ہر وقت رہتی تھی۔ آپ کے خدام میں ایک غنٰی تھا۔وہ حق کہنے سے نہ رکتے تھے اور کسی کا خوف نہ کرتے تھے۔

اعمال صالحہ کا یہ حال تھا کہ ان کے دل محبت الٰہی سے ابلتے رہتے تھے اور جو بھی کام کرتے تھے۔ خالصۃً للھی سے ہی کرتے تھے۔ ریا کاری جیسی نا پا کی سے بالکل متنفر رہتے تھے۔ کیونکہ ریا کاری کو حضرت اقدس خطر ناک بداخلاقی فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ انسان اس سے منافق بن جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا۔ وہیں سر تسلیم خم ہو جاتا تھا اور آپ کی محبت میں چور ہو جاتا تھا اور آپؑ کی جدا ئی کو پسند نہ کرتا تھا اور دھونی روما کر آپ کے قدموں میں گر جا تا تھا اور گیند کی طرح لوگوں کی ٹھوکریں کھا کر بھی آپ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔“

(الحکم 7دسمبر 1936ء جلد جلد39 نمبر29 صفحہ3)

## اٹھارہ سالہ نوجوان کا پُر شوکت عہد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 9۔ اپریل 1944ء کو مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”مجھے اپنی زندگی کے چند نہایت ہی پسندیدہ خیالوں میں سے جن کو میں اپنی ہزاروں نمازوں اور ہزاروں روزوں اور ہزاروں قربانیوں اور ہزاروں چندوں سے

بڑھ کر سمجھتا ہوں، اپنا وہ واقعہ ہمیشہ یاد رہتا ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال ہوا جماعت کے ایک حصہ نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اب نہ معلوم کیا ہوگا میری عمر اس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔ ۔۔ میں اس کمرہ میں گیا جس میں حضرت مسیح موعودؑ کا جسد اطہر چارپائی پر پڑا تھا اور میں نے آپ کے سرہانے کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کیا کہ اے خدا میں تیرے نبی کی نعش کے پاس کھڑے ہوکر عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت بھی اس سلسلہ سے منحرف ہوجائے تب بھی میں اکیلا اس کام کو جاری رکھوں گا جس کام کے لیے تو نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھیجا تھا۔ اس موقع کے لحاظ سے اور اس مصیبت عظمیٰ کے لحاظ سے جو جماعت پر اس وقت آئی میرا اس قسم کا عہد کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو مجھے اپنی زندگی کے نہایت ہی شاندار کارناموں میں سے ایک سنہری کارنامہ نظر آتا ہے اور میں خداتعالیٰ کا بے انتہا شکر کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل سے مجھے ہمیشہ اس عہد کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائی“

(رپورٹ مجلس مشاورت 1944ء صفحہ 115-116)

## حضرت مولانا شیر علیؓ جب طالبعلم تھے

حضرت مسیح موعودؑ کی ذات سے آپ کو عشق تھا۔ ایسا عشق جو نور ایمان اور نور فراست سے لبریز تھا۔ اس عشق و محبت کی ادنیٰ جھلک حضرت مفتی صاحب کے بیان فرمودہ اس واقعہ سے بخوبی عیاں ہوتی ہے۔

”ابتدائی ایام میں جب کہ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ ہنوز لاہور میں طالب علم تھے۔ اور رخصتوں پر کبھی کبھی قادیان آ جاتے تھے۔ ایک ایسے ہی موقعہ پر احباب کی مجلس میں

آپ نے نہایت محبت بھرے انداز میں فرمایا:

’’معلوم نہیں حضرت صاحبؑ مجھے پہچانتے بھی ہیں یا نہیں‘‘ اتفاق سے اسی وقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ بھی تشریف لے آئے تو حافظ حامد علی صاحبؓ نے حضورؑ سے عرض کی کہ:

’’حضور مجھے آٹا پسوانے جانا ہے میرے ساتھ دوسرا آدمی جائے تو بہتر ہے‘‘ اس پر حضورؑ نے حضرت مولوی صاحب کا بازو پکڑ کر حافظ حامد علی صاحب سے فرمایا:

’’میاں شیر علی کو ساتھ لے جاؤ‘‘۔ یہ فقرہ سن کر حضرت مولوی صاحب کی مسرت کی انتہا نہ رہی۔ اور اس امر کا بار بار ذکر کرتے کہ حضرت صاحبؑ مجھے پہچانتے ہیں۔ اور میرا نام بھی جانتے ہیں۔

(سیرت شیر علیؓ صفحہ 40-41)

## حضورؑ کا جوتا اٹھا لیتے

مکرم فتح محمد سیال صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو حضرت مسیح موعودؑ سے عاشقانہ محبت تھی۔ جب دوسرے گریجویٹ اور صاحب حیثیت لوگ حضورؑ کی آمد پر بیٹھے رہتے۔ حضرت مولوی صاحب کا یہ معمول تھا۔ کہ آپ ادنیٰ سے ادنیٰ خدمت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے چنانچہ میں نے خاص طور پر اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ جب حضرت اقدسؑ بیت الذکر میں تشریف لاتے۔ تو حضرت مولوی صاحب اس عشق ومحبت سے معمور دل کے ساتھ آگے بڑھ کر حضور کا

جوتا اٹھا لیتے۔ اور نماز سے فراغت کے بعد جب حضور رخصت ہونے لگتے تو حضور کو جوتا پہنانے میں ایک سرور کی کیفیت محسوس کرتے۔

(سیرت شیر علیؓ صفحہ 295,294)

## اٹھارہ سال کی عمر میں شوقِ دیدارِ یارؑ

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب جو حضرت مصلح موعودؓ کے معالج خاص تھے، حضرت مسیح موعودؑ کے مخلصین میں سے تھے، آپ اپنی ہی زبانی حضرت مسیح موعودؑ کے شوق دیدار کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں:

”جب میری عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو میرے دل کو شوق دیدار یار نے پکڑ لیا اور مولیٰ کے حضور گریہ و بکا کرنے پر مجبور کر دیا چنانچہ ایک روز اللہ تعالیٰ کے حضور رو رو کر دعا کی تو کچھ دونوں بعد رویاء ہوئی۔

”میں دیکھتا ہوں کہ اپنی مسجد کے حجرے میں لیٹا ہوا ہوں اور وہ ماہ خوباں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ہے نظر پڑتے ہی فرط محبت سے چار پائی سے اٹھ کر اپنے شفیق اور مہربان اور ماں باپ سے زیادہ پیارے باپ کو لپٹ جاتا ہوں اور رونے لگ جاتا ہوں اور اس طرح پر اعلیٰ لذات اور تسکین حاصل کرتا ہوں“

اس پاک اور سچی رویاء کو دیکھے ابھی ایک دو ماہ ہی گزرے تھے کہ اگست 1905ء میں مجھے قادیان جانا اور پہلی مرتبہ پیارے آقا کی زیارت کرنا، حضور کے دست مبارک پر بیعت کرنا اور پاؤں دبانے کی عزت حاصل کرنا اور دس روز تک وہاں قیام کرنا نصیب ہوتا ہے یہ کوئی

دعا نہ تھی بلکہ نارِ عشق کی بھڑک تھی جس نے اس قدر اثر دکھایا کہ مجھ ناچیز وفادار کو کوچۂ یار میں پہنچا دیا۔“

(رفقائے احمد جلد8 صفحہ87)

## اپنے خدام کو چھوڑنے پیدل آتے

حضرت سیٹھ شیخ حسن آف یادگیر (وفات 17 ستمبر 1945ء) حیدر آباد دکن کے ان بزرگوں میں سے تھے جن کی حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ محبت و فدائیت کے کارنامے قیامت تک ستاروں کی طرح جگمگاتے رہیں گے۔ حضرت سیٹھ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے عہد مبارک میں زیارت قادیان اور الوداع کا دلربا انداز میں تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”ہر مرتبہ جب ہم واپس ہوتے تو باوجود تانگوں کی موجودگی کے اپنے خدام کو چھوڑنے کے لیے حضرت صاحبؑ نہر تک پیدل تشریف لاتے، باوجود اصرار کے بھی تانگوں پر نہ بیٹھتے۔ رخصت کرتے وقت دعا کے بعد ہمیشہ فرماتے مجھ سے ہمیشہ ملا کرو اور بار بار قادیان آیا کرو۔ ہم کو اس قدر تڑپ ہوتی تھی کہ کسی طرح اس مبارک چہرہ کو دیکھیں اور حضرت کی باتیں سنیں۔ حضور اس ناچیز کو سیٹھ صاحب کے لقب سے یاد فرماتے چنانچہ حضورؑ کی دعاؤں کے طفیل خدا نے عاجز کو فع الواقع مالا مال کر دیا اور سیٹھ بنادیا۔“

(حیات حسن صفحہ29-30 مرتبہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

## عظیم الشان مقصد

حضرت مصلح موعودؓ نے 28 دسمبر 1952ء کو جلسہ سالانہ سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا برہان الدین جہلمیؓ کے بغرض زیارت مسیح موعودؑ جہلم سے قادیان اور پھر ہوشیار پور جانے کا یہ ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا کہ جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کرکے آئے ہیں یا نہیں تو آپ نے جواب دیا کہ: ”میں نے مرزا صاحب کو دیکھ لیا ہے بات تو میں نے آپ سے کوئی نہیں کی لیکن میں نے دیکھا کہ وہ کمرے کے اندر بھی اتنی جلدی جلدی ٹہل رہے تھے جیسے کسی نے بڑی دُور جانا ہو اور وہ اپنے کام کو تیزی کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہو۔ اس سے میں سمجھتا ہوں کہ آپؑ کی منزل بہت دُور ہے اور کوئی عظیم الشان مقصد ہے جو آپ کے سامنے ہے۔“

(تعلق باللہ، لیکچر حضرت مصلح موعودؓ صفحہ72)

(یاد رہے کہ یہ واقعہ فروری 1886ء کا ہے یعنی سلسلہ احمدیہ کے قیام سے تین برس قبل، جب حضرت برہان الدینؓ ابھی جوان تھے)

## ہم دونوں طالب علم حضرت اقدسؑ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں

مباحثہ دہلی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے لاہور میں کئی روز تک قیام رکھا۔ اس قیام کے دوران بیعت کرنے والوں میں ایک نام حضرت مرزا ایوب بیگ صاحبؓ کا ہے۔ حضرت بیگ صاحب اپنی بیعت کا حال یوں بیان کرتے ہیں:

’’میں دو تین روز حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور لوگوں کے ساتھ حضور کی گفتگو سنتا رہا۔ 5 فروری 1892ء کو اسلامیہ ہائی اسکول کہ جہاں میں پڑھتا تھا، چار بجے بعد دوپہر واپس آیا، تو حضرت مسیح موعودؑ کی قیامگاہ پر پہنچا وہاں دو رکعت نماز پڑھی، جس میں ایسا خشوع و خضوع اور حضور قلب میسر آیا، کہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ طبیعت میں بے حد رقت تھی، اور آنکھوں میں آنسو، حضرت اقدس مسیح موعود اس وقت بالاخانہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔ میرا دل تڑپتا تھا کہ اس صادق مرسل من اللہ کی فوراً بیعت کر لوں۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کس طرح حضور کی خدمت میں پہنچوں۔ دل قابو میں نہ تھا۔ یہاں تک کہ بلند آواز سے رونے تک نوبت پہنچی، اور ہچکی بندھ گئی ایک ہم جماعت بھی میرے ساتھ تھا۔ دروازہ کھٹکھٹانے پر مرزا اسمٰعیل صاحب پریس مین و ملازم حضرت اقدسؑ نیچے اترے تو ان سے کہا کہ ہم دونوں طالب علم اس وقت حضرت سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں حضور نے نہایت کرم سے دونوں کو اپنے پاس بالاخانہ میں بلا لیا۔ میں نے عرض کی کہ ہم دونوں بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ حضور نے ہماری درخواست منظور کی پہلے میرے ہم جماعت کو بیعت کے لئے اندر بلایا (ان دنوں ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ بیعت لیا کرتے تھے اور دس شرائط بیعت میں سے ہر ایک کی نسبت تفصیل وار بیان کر کے اس پر کار بند رہنے کے لئے اقرار لیا کرتے تھے) جس وقت میرا ہم جماعت اندر بیعت کر رہا تھا، میرے دل میں تضرع اور خشیت اللہ نے اور بھی زور کیا۔ اس وقت تین چار دفعہ میری آنکھوں کے سامنے بجلی کی طرح ایک نور کی چمک نظر آئی۔ پھر حضرت اقدس نے مجھے بیعت کے لئے اپنے پاس اندر بلالیا۔ جب مجھے حضور نے دیکھا تو فرمایا کہ ’’تمہارے چہرہ سے رشد اور سعادت ٹپکتی ہے‘‘ پھر پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو، اور تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ جواب پر (چونکہ حضور والد صاحب اور خاندان کو جانتے تھے) فرمایا کہ تم تو ہمارے قریبی ہو۔ پھر بیعت لی۔

بیعت کرنے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے نور اندر بھر جاتا ہے۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایک روز قبل بیعت کر چکے تھے۔"

(ریویو آف ریلیجنز فروری 1947ء صفحہ 37)

## ایک نوجوان صالح نیک بخت

حضرت مرزا ایوب بیگ ؓحضرت مسیح موعودؑ کے قدیم فدائی اور شیدائی تھے جو 1892ء میں بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپؓ نے بیعت کے بعد اپنے عشق و اخلاص میں جلد جلد ترقی کرکے ایک قابل رشک مقام حاصل کیا اور عین عالم شباب میں 28۔ اپریل 1900ء کو انتقال فرما گئے۔ آپ کے المناک سانحہ ارتحال نے پوری دنیائے احمدیت کو سوگوار اور افسردہ کردیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے موصوف کے بھائی ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کے نام تعزیت نامہ میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا: "عزیزی مرزا ایوب بیگ جیسا سعید لڑکا جو سراسر نیک بختی اور محبت اور اخلاص سے پُر تھا اس کی جدائی سے ہمیں بہت صدمہ اور درد پہنچاہے۔۔۔ ایک نوجوان صالح نیک بخت جو اولیاء اللہ کی صفات اپنے اندر رکھتا تھااور ایک پودا نشوونما یافتہ جو امید کے وقت پر پہنچ گیا تھا یک دفعہ اس کا کاٹاجانا اور دنیا سے ناپید ہوجانا سخت صدمہ ہے۔۔۔ یکدفعہ الہام ہوا مبارک وہ آدمی جو اس دروازہ کی راہ سے داخل ہو۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عزیزی ایوب بیگ کی موت نہایت نیک طور پر ہوئی ہے اور خوش نصیب وہ ہے جس کی ایسی موت ہو۔"

(آئینہ صدق و صفا صفحہ 67)

# حضرت مرزا ایوب بیگؓ کی مبارک زندگی

حضرت مرزا ایوب بیگؓ کی مبارک زندگی کے والہانہ اخلاص اور عاشقانہ رنگ کا کسی قدر اندازہ ان کے ان ایمان افروز حالات کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے جو ان کے بھائی اور حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق خاص ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگؓ نے مرتب فرمائے ہیں، آپؓ تحریر فرماتے ہیں: ”میرا بھائی مرزا ایوب بیگؓ کامل عشق اور اخلاص کا کامل نمونہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جب وہ ہوتا تو اس نے زیادہ حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھنا اور وہ اس بات سے کبھی باز نہ رہ سکتا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ہر وقت پاؤں یا بازو دباتا رہے اور اس کی نظر کو حضرت مسیح موعودؑ کے مبارک چہرہ سے کوئی چیز نہیں پھیر سکتی تھی۔ ہر وقت ٹکٹکی لگا کر حضرت مسیح موعودؑ کے چہرہ کی طرف دیکھتا رہتا تھا اور منہ سے درود شریف اور استغفار پڑھتا رہتا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اور جب حضرت مسیح موعودؑ کوئی تقریر تقویٰ و طہارت یا تزکیہ نفس کے متعلق فرماتے تو ساری جماعت میں سب سے پہلا انسان ہوتا جس کا پیرہن آنسوؤں سے تر ہوتا تھا۔ ۔ ۔۔ بارش اور آندھی کوئی چیز اس کو قادیان کے سفر سے روک نہ سکتی تھی۔ بہت دفعہ یہ اتفاق ہوا کہ وہ بارش میں بھیگتا ہوا قادیان پہنچا اور چونکہ برسات میں اکثر اوقات قادیان ایک جزیرہ بن جاتی ہے وہ کمر تک بلکہ اس سے بھی زیادہ پانی سے گزر کر قادیان پہنچا، وہ تمام رستہ قادیان تک درود شریف اور استغفار پڑھتا ہوا جاتا اور نہایت عجز و انکسار سے دعا مانگتا یعنی وہ دعا جو نیا شہر نظر پڑنے پر رسول اللہ ﷺ نے مانگنے کی ہدایت فرمائی ہے اور بہت دعا مانگتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور انوار اور برکات اور روحانی فیوض اور ایمان و عرفان کا وافر حصہ اپنی رحمت سے اس سفر

میں عنایت فرمائے۔“

(آئینہ صدق و صفا صفحہ42 تا 45)

حضرت مسیح موعود کے رفقاء کا یہ حال تھا کہ آخری دم تک اپنے معشوق کے دیدار کو ترستے رہتے اور جس طرح بھی بن پڑے معشوق کو دیکھنا چاہتے۔ نہ صرف عاشق معشوق کے لئے تڑپتا تھا بلکہ معشوق بھی اپنے عاشق کے لئے گراں قدر جذبات رکھتا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آگ دونوں طرف برابر لگی ہوئی تھی۔

## حاضر ہونے کی تڑپ

ریویو آف ریلیجنز رقمطراز ہے: ”حضرت مرزا ایوب بیگؓ کو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اتنی تڑپ تھی، کہ کوئی مہینہ نہ گزرتا تھا جس میں ایک دو مرتبہ حضور کی زیارت سے مشرف نہ ہو آتے تھے۔ جب دو چار روز کی رخصت ہوتی قادیان جا گزارتے۔ اسی طرح موسم گرما کی دو اڑھائی ماہ کی تعطیلات کا اکثر حصہ بھی حضرت مولوی نور الدینؓ کے درس قرآن میں شامل ہوتے تھے۔ اسی طرح آپ نے قریباً سارے قرآن مجید کی تفسیر پر عبور حاص کرلیا تھا۔ حضرت اقدسؑ موسم گرما میں جب ڈیوڑھی کے باہر مسقف کوچہ میں آرام کرتے، تو مرحوم پاؤں اور بدن دابتے بارہا مرحوم نے حضور کی کمر کو بوسہ دیا۔ اور ان کی عادت تھی کہ بوسہ دیتے اور جسم دابتے وقت تضرع کے ساتھ اپنے لئے دعا بھی کرتے تھے۔

آپ حضور کے پرانے کپڑے اور بال تبرکاً اپنے پاس رکھتے، اور حضور کے لئے نئی رومی ٹوپی

لاتے، اور پرانی خود لے لیتے مجلس میں حضور کے سب سے زیادہ قریب بیٹھتے، اور ٹکٹکی لگا کر چہرہ مبارک دیکھتے اور پائوں یا بازو یا کمر وغیرہ دباتے اوردرود واستغفار پڑھتے رہتے۔ حضور کوئی تقریر تقویٰ وطہارت کے متعلق فرماتے تو آپ کا پیراہن آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ جسم دباتے دباتے مرحوم حضور کے شانہ پر سر رکھ کر روتے رہتے لیکن حضور اس وجہ سے کبھی کشیدہ خاطر نہ ہوتے اور دبانے سے منع نہ فرماتے۔“

(ریویو آف ریلیجنز مارچ 1947ء صفحہ 50-51)

## حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاق کا نوجوانوں پر اثر

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو نوجوان صحابہ کی ایک ایسی فوج عطا فرمائی کہ جس نے آنے والے وقت میں پاک باز وجود بن کر آپؑ کے اخلاق اور ارشادات و ملفوظات کو آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ کرنا تھا۔ حضرت محمد اسماعیل سرساوی کی روایات درج ذیل ہیں، فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اس قدر بلند و بالا تھے کہ آپ کا ہر ایک خادم اس یقین سے لبریز رہتا تھا کہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس قدر مُجھ سے محبت فرماتے ہیں اور کسی سے محبت نہیں فرماتے۔ ان اخلاق عالیہ کی وجہ سے ہم نے تمام دنیا کو کاٹ کر ایک طرف پھینک دیا اور صرف حضورؑ کے ہی ہو گئے۔

حضور کی سادگی اور محبت ایک ایسی چیز تھی کہ ہم کو آپؑ کی محبت کے سوا تمام دنیا کی زینتیں ہیچ نظر آتی تھیں اور ہم ان سے ایسے متنفر ہو گئے تھی کہ آج بھی ہم سادگی سے

ہی پیار کرتے ہیں۔سچ پوچھو تو پیار کرنا ہم نے حضورؑ ہی سے سیکھا۔ اسی لیے وہ آج تک ہم کو ایسا پیارا ہے کہ اس کے بغیر ہماری زندگی کا مزہ جا تا رہا۔وہ ایک ایسا نور تھا کہ اس کے بغیر ہم اندھے معلوم ہو تے ہیں۔

حضورؑ نے ہی ہم کو وقار سکھا یااور حضورؑ نے ہی ہم کو با تمیز بنا یا تھا۔ آہ!میرے پیارے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔ تیری پاک بہا دری نے ہم کو بہا دری سکھا ئی اور تیرے حیاء نے ہمیں با حیاء بنا دیا۔ تیری چشم پو شی نے ہمیں چشم پو ش بنا دیا اور تیرے ہی حلم نے ہم کو حلیم بنا دیا۔ ورنہ ہم میں حلم کہاں تھا۔

آہ!میرے پیارے تیرے دامن کو پکڑ کر ہم نے تیری عفت سے عفت سیکھی ورنہ ہم میں عفت کہاں تھی۔ تیرے ادب سے ہم نے ادب کرنا سیکھا ورنہ ہم میں ادب کہاں تھا۔ میرے پیارے آ قا تجھ پر سلام اور رحمتیں ہوں تو ایسا کامل استاد تھا کہ تو نے ہم کو سب کچھ سکھا دیا۔

(الحکم 7دسمبر 1936ء جلد جلد39 نمبر29 صفحہ 3)

## حضورؑ کے رخ انور کا احوال

حضرت سرساویؓ مزید فرماتے ہیں:

’’ہم جب حضور کے روئے انورکو دیکھتے تو ہم کو ایسا معلوم ہو تا کہ ہم جنت میں ہیں۔ آپ کے چہرہ منور کو دیکھ کر ہم کو کوئی غم باقی نہ رہتانہ ہماری آنکھیں - حضور کے چہرے کو دیکھ کر اکتاتی تھیں۔ آپ کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں خشیت اللہ پیدا ہو تی تھی اور نماز

میں ایک حلاوت پیدا ہو تی تھی اور دل محبت الٰہی سے سر شار ہو جاتا تھا اور اگر کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا۔ کہ ہماری آنکھیں اس چہرہ منور کو دیکھنے سے محروم ہو جاتی تھیں۔ تو ہمارے اندر ایک شدید کرب و بے چینی پیدا ہو جاتی تھی۔"

## حضرت مسیح موعودؑ کی اپنے صحابہ سے محبت

جب آقا غلام سے محبت کرے تو غلام تو ایسی محبت و الفت میں رنگین ہوجاتے ہیں کہ من تو شدم تو من شدی والا حال ہوجاتا ہے۔ کچھ اسی قسم کی محبت کا احوال پڑھیں اور سر دُھنیں۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی بیان فرماتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق اس قدر بلند و بالا تھے کہ آپ کا ہر ایک خادم اس یقین سے لبریز رہتا تھا کہ میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس قدر مُجھ سے محبت فرماتے ہیں اور کسی سے محبت نہیں فرماتے۔ ان اخلاق عالیہ کی وجہ سے ہم نے تمام دنیا کو کاٹ کر ایک طرف پھینک دیا اور صرف حضورؑ کے ہی ہو گئے۔

حضور کی سادگی اور محبت ایک ایسی چیز تھی کہ ہم کو آپؑ کی محبت کے سوا تمام دنیا کی زینتیں ہیچ نظر آتی تھیں اور ہم ان سے ایسے متنفر ہو گئے تھی کہ آج بھی ہم سادگی سے ہی پیار کرتے ہیں۔سچ پوچھو تو پیار کرنا ہم نے حضورؑ ہی سے سیکھا۔ اسی لیے وہ آج تک ہم کو ایسا پیارا ہے کہ اس کے بغیر ہماری زندگی کا مزہ جاتا رہا۔وہ ایک ایسا نور تھا کہ اس کے بغیر ہم اندھے معلوم ہو تے ہیں۔

حضورؐ نے ہی ہم کو وقار سکھایا اور حضورؐ نے ہی ہم کو با تمیز بنا یا تھا۔ آہ!میرے پیارے میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں۔تیری پاک بہادری نے ہم کو بہادری سکھائی اور تیرے حیاء نے ہمیں باحیاء بنا دیا۔ تیری چشم پوشی نے ہمیں چشم پوش بنا دیا اور تیرے ہی حلم نے ہم کو حلیم بنا دیا۔ ورنہ ہم میں حلم کہاں تھا۔

آہ!میرے پیارے تیرے دامن کو پکڑ کر ہم نے تیری عفت سے عفت سیکھی ورنہ ہم میں عفت کہاں تھی۔ تیرے ادب سے ہم نے ادب کرنا سیکھا ورنہ ہم میں ادب کہاں تھا۔ میرے پیارے آقا تجھ پر سلام اور رحمتیں ہوں تو ایسا کامل استاد تھا کہ تو نے ہم کو سب کچھ سکھا دیا۔"

(الحکم 7دسمبر 1936ء جلد جلد39 نمبر29 صفحہ 3)

# حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس پاک مجلس تھی

حضرت سرساویؓ مزید فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں قال اللہ وقال الرسول کی باتیں ہی ہوا کرتی تھیں۔ جن سے آپ کی غرض تزکیہ نفس ہی ہوتی تھی۔ آپ کو اپنی جماعت کے اخلاق کا بہت ہی خیال رہتا تھا۔ چھوٹی سے چھوٹی برائی بھی آپ اپنی جماعت کو بتاتے کہ یہ دیکھنے میں اور سننے میں چھوٹی نظر آتی ہے۔ مگر اس کا انجام آخر میں بڑا بن جاتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ جس نے غور سے آپ کے اخلاق کو دیکھا وہی سرخم تسلیم ہو جاتا تھا اور آپ کی محبت میں چُور ہو جاتا تھا اور

آپ کی جدائی کو پسند ہی نہ کرتا تھا اور دھونی رما کر آپؑ کے ہی قدموں میں گر جاتا تھا اور گیند کی طرح لوگوں کی ٹھوکریں کھا کر بھی آپؑ کی جدائی کو پسند نہ کرتا تھا۔ یہ تھے میرے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حسنہ۔“

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ نمبر6 کمپوزڈ صفحہ 60 تا 82)

”آپؑ کی مجلس میں بہت زیادہ ذکر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا اور اس کی نکتہ نوازیوں کا ہوتا تھا۔ اور آپؑ ایسے پاک الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی قدرتوں کا ذکر فرماتے کہ ہمیں یہ محسوس ہوا کرتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ خود اس مجلس میں نازل ہیں اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت کو مٹا کر اپنی محبت ہمارے دلوں میں بھر رہے ہیں۔ اللہ اللہ کیسی خدا نما مجلس آپؑ کی تھی کہ دنیا ہماری نظروں میں ہیچ ہو جاتی تھی اور مردار کی طرح نظر آنے لگتی تھی۔

دوسری بات آپ کی مجلس میں خاص بات یہ ہوتی تھی کہ

اللہ تعالیٰ کے پاک نبیوں اوراس کے رسول کا ذکر بہت کثرت سے ہوا کرتا تھا اور خاص کر آنحضرت ﷺ کی سیرت پاک کا اتنا ذکر ہوتا تھا۔ کہ سینکڑوں ہزاروں درود آپؐ کے نام کو سن کر بھیجے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی محبت سے ہم سرشار ہو جایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی پاک محبت کا نقشہ ایسا جم جاتا تھا۔ کہ وہ اثر کئی کئی دن ہمارے دلوں میں رہتا تھا۔ بعض وقت تو ہمارے دل یہ محسوس کرنے لگتے تھے کہ اب اس وقت تمام بندوں کی روحیں اس مجلس میں جمع ہیں۔“

(الحکم 21 جنوری 1937ء جلد40 نمبر2 صفحہ3)

یہ وہ ہستیاں تھیں جو آج ہم میں موجود نہیں مگر ان کے نمونے ہمارے پاس ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے ہم بھی ان کی خوُبو میں رنگین ہو سکتے ہیں اور ایک ایسی جماعت تیار کر سکتے ہیں کہ جن کی نسبت مسیح دوراں نے ارشاد فرمایا تھا کہ ”میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار“

یہی جذبہ عشق وفدائیت ہے جو فی زمانہ ہمیں اپنے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کرنا چاہئے اور خلافت سے ایسا زندہ تعلق قائم کر لیا جائے کہ ادھر سے کوئی حکم ہو اور ادھر دیوانہ وار اس کی تعمیل کو دوڑ پڑیں اور یہ وہ طریق ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم دین و دنیا میں کامیاب ہو سکیں گے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 5 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

”عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿۵۷﴾

(الذاریات: 57)“

# (6)
# افریقن احمدی خدام کا عشق خلافت اور فدائیت کے نظارے

ذیشان محمود ۔ سیرالیون

اس مضمون کے کئی زاوئے ہیں انفرادی بھی اور اجتماعی بھی۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ اجتماعیت کو فروغ دیتی ہے۔ اسی لئے اجتماعی طور پر پیش آمدہ فدائیت کے چند نظارے پیشِ خدمت ہیں۔ جن سے احبابِ جماعت کی خلافتِ احمدیہ سے عشق و محبت عیاں ہوتی ہے اور وارفتگی کے عالم کا اظہار ہوتا ہے۔(ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جات کے دوران پیش آنے والے واقعات جمع کئے گئے ہیں۔ دور خلافت رابعہ میں دورہ 1988ء کی رپورٹس والفضل میسر نہ آنے کے سبب درج نہ ہو سکے۔)

1970ء اور 1980ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مغربی افریقہ کا سفر اختیار کیا۔ مغربی

افریقہ کے قریباً تمام ممالک میں کثرت کے ساتھ احمدی جماعتیں موجود ہیں۔ حضور کے اس سفر سے ان کی برسوں کی آرزو اور تمنا پوری ہوئی اور وہ حضور کی زیارت کے شرف سے مشرف ہوئیں۔ جس جگہ بھی حضور تشریف لے گئے افریقن احمدی مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے دور دراز کی مسافت طے کرکے حضور کی زیارت کے لئے جوق در جوق جمع ہوئے اور انہوں نے اپنی مخصوص روایات کے ساتھ دینی نظمیں پڑھ کر اور پرجوش نعرے لگا کر والہانہ رنگ میں حضور کا خیر مقدم کیا۔ اور حضور کے ارشادات سن کر اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔

## لیگوس۔ نائیجیریا کے ہوائی مستقر پر ہزار ہا افریقن فدائی احمدیوں کی جانب سے پرتپاک خیر مقدم

11 اپریل 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا جہاز فرینکفورٹ (جرمنی) سے پرواز کر کے تقریبا ساڑھے چار بجے شام نائیجیریا کے شہر لیگوس کے ہوائی اڈہ پر پہنچا۔ حضور کے جہاز سے اترتے ہی اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد حضرت امیرالمومنین زندہ باد کے فلک شگاف نعروں اور احمدی احباب اور بہنوں کے والہانہ انداز میں ''اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّ مَرْحَباً بِّکُمْ'' کے الفاظ سے حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے جہاز سے اتر کر نائیجیریا کی یوروبا قبیلوں کی زبان میں فرمایا:

INU MI DUN PUPO LATI RI YIN

یعنی میں آپ سے مل کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اس پر حضور کے، خدام کی وجد کی کیفیت میں تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے فضائی مستقر گونج اٹھا۔۔ فضائی مستقر پر نہ صرف لیگوس کی مقامی جماعت کے احباب نے بلکہ نائیجیریا کے تمام علاقوں سے آئے ہوئے متعدد

احباب نے بڑی گرمجوشی سے حضور کا استقبال کیا۔اندازہ ہے کہ تقریباً ایک ہزار سے 1500 تک احباب ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ غیر از جماعت مسلمان احباب اور معززین شہر بھی استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے۔

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 19)

## اکرا غانا کے ہوائی اڈے پر دس ہزار افریقن احمدیوں کی طرف سے والہانہ خیر مقدم

حضرت خلیفۃ المسیح لثالث ؒ 18 اپریل1970ء کو لیگوس سے بذریعہ ہوائی جہاز غانا کے دارالحکومت اکرا میں تشریف لائے۔ اکرا کے فضائی مستقر پر خوشیوں سے معمور دس ہزار احمدی فدائیوں نے اپنے پیارے آقا کانہایت شاندار استقبال کیا۔ جہاز کے اندر ہی حضور کی نظر اس جم غفیر پر پڑی تو حضور کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور حضور نے جہاز کی کھڑکی سے ہی اپنے عشاق کو ہاتھ ہلا ہلا کر ان کے والہانہ استقبال کا جواب دیا۔ اور جب حضور جہاز سے باہر تشریف لائے تو فضا میں اللہ اکبر اسلام احمدیت حضرت خلیفۃ المسیح۔ زندہ باد کے فلک شگاف نعرے بلند ہوئے۔ احمدی احباب کے والہانہ اظہار سے متاثر ہو کر حضور نے فرمایا کہ آج مسکراہٹوں کا دن ہے۔ ہم اس لئے مسکراتے ہیں کہ اسلام کی فتح کا دن قریب آ چکا ہے۔ یہ دلوں کی فتح ہو گی۔

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ47)

## وآ کے احباب کا منفرد انداز

وآ کے ڈیڑھ صد احباب والہانہ انداز میں اپنے آقا کی ملاقات کے لئے کماسی میں حاضر ہوئے۔ نماز کے بعد ان سے ملاقات کے لئے حضور کا زیج کے ہال میں داخل ہوئے جو روشنیوں سے بقعۂ نور بنا ہوا تھا۔ جونہی حضور ہال میں داخل ہوئے ڈیڑھ سو مخلصین سفید لبادوں میں ملبوس سروں پر کلاہ اور سفید شملے اور طرے دار پاکستانی پگڑیاں پہنے اپنے آقا کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ بعض احباب نے اپنے پاکستانی بھائیوں کی تقلید میں اچکنیں بھی پہنی ہوئی تھیں۔ پہلے انہوں نے آواز بلند اَھْلاً وَّسَھْلاً وَّمَرْحَباً کہا۔ پھر نہایت خوش الحانی اور وجد کی کیفیت کے ساتھ یہ عربی قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اس قصیدہ کے ختم ہونے کے بعد انہوں نے ایک اور عربی قصیدہ پڑھا۔ ان قصائد کے دوران پڑھنے والے عشاق کے چہرے بہت عشق اور ایمان و تشکر کے جذبات سے منور رتھے۔

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 64)

## سیرالیون کے فضائی مستقر پر حضور کا پر جوش اور والہانہ استقبال

جس وقت حضور کا جہاز لنگی ایئر پورٹ (سیرالیون) پہنچا تو مقامی احمدی احباب ایئر پورٹ کی چھت پر بے تابانہ رنگ میں ہاتھ، رومال اور کپڑے ہلا ہلا کر حضور کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ جہاز کے ہوائی اڈے پر اترتے ہی احباب جماعت نے اسلام اور حضرت امیر المومنین۔

زندہ باد کے نعرے بلند کئے۔ حضور کا قافلہ ایئر پورٹ سے روانہ ہوا تو فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ فری ٹاؤن جانے کے لئے حضور کے قافلہ کی کاریں کشتی کے ذریعہ سمندر پار لے جائی گئیں۔ وہاں جماعتوں کا اکثر حصہ اپنے پیارے امام کے انتظار میں اپنی وردیوں میں ملبوس کھڑا تھا۔ حضور کی کار اللہ اکبر کے نعروں، منظوم دعائیہ اور استقبالیہ ترانوں کے درمیان آگے بڑھ رہی تھی۔ اور حضور ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھا کر سلام کا جواب دیتے جا رہے تھے۔ قافلے کے آگے لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہو رہا تھا کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے تیسرے خلیفہ تشریف لا رہے ہیں۔ احمدی سکولوں کے طلباء اپنی اپنی خوشنما وردیوں میں ملبوس خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے۔

اهلا و سهلا و مرحباً
بارك خليفتنا خليفة المسيح
يارب مولىٰ خلق الورىٰ
بارك امير المومنين

(ماہنامہ خالد دورۂ مغربی افریقہ نمبر صفحہ 93 و تاریخ احمدیت جلد 26 صفحہ 59)

## چھ ماہ کا کام ایک ماہ میں مکمل

دورہ نائیجیریا 1980ء کے موقع پر جماعت احمدیہ ابادان کی جامع مسجد تا حال زیر تعمیر تھی۔ جب حضور کے دورے کا پروگرام بننے لگا مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے حضور کے دورے سے ایک ماہ قبل جب اس مسجد کا معائنہ کیا تو آپ نے اندازہ لگایا کہ مسجد کا بقیہ کام اندازاً چھ ماہ کے عرصے میں پایۂ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔ ادھر جماعت ابادان کی شدید خواہش

تھی کہ ان کے محبوب امام اس شہر کو اپنی تشریف آوری کا شرف بخشیں۔ تب مکرم امیر صاحب نے جماعت ابادان کو چیلنج دیا کہ اگر جماعت یہ وعدہ کرے کہ حضور کی نائیجریا میں آمد سے قبل یہ مسجد مکمل کر دی جائے گی تو حضور کی خدمت میں اس مسجد کے افتتاح کی درخواست کی جائے گی۔ جماعت احمدیہ ابادان نے فلک شگاف نعرۂ تکبیر کے ساتھ اس خوشکن چیلنج کو قبول کر لیا اور الحمد للہ کہ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی اور انہوں نے وقتِ مقررہ سے قبل یعنی چھ ماہ کا کام ایک ماہ میں مکمل کر لیا۔

اسی طرح لیگوس اور الارو کی مساجد میں کافی کام ہوناباقی تھا مگر ان دونوں جماعتوں نے بھی دن رات کام کر کے اس مسجد کو مکمل کر لیا اور حضور کی آمد سے پہلے پہلے اسے غریب دلہن کی طرح سجا دیا۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 13)

## نائیجریا کے ہوائی مستقر کا نظارہ

18 اگست 1980ء کا وہ تاریخی دن تھا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا نائیجیریا کی سرزمین پر ورود مبارک ہونا تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ نائیجریا کے افراد جوق در جوق وقتِ مقررہ سے کئی گھنٹے قبل ہوائی مستقر پر پہنچنے شروع ہو گئے۔ بزرگ انصار، خدام، اطفال، مستورات، ناصرات اپنے آقا کی راہ تک رہے تھے۔ سارا مہینہ ساری جماعت نے نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے حضور خاص دعاؤں میں بسر کیا اور اب وہ مبارک گھڑی آ رہی تھی جس کی ان کو عرصۂ دراز سے انتظار تھی۔ افراد جماعت اس وقت بھی بعض زیرِ لب اور بعض بآواز بلند دعاؤں میں مصروف تھے جماعت کے سرکردہ احباب باربار احباب کو بطور یاددہانی دعاؤں

کی تلقین کر رہے تھے۔ تین منزلہ وسیع و عریض اور جدید سہولتوں سے آراستہ فضائی مستقر فدایانِ خلافت سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہوائی اڈے پر کام کرنے والے اور مختلف علاقوں سے آنے والے مسافروں کے لئے یہ ایک عجیب تجربہ اور نیا اور اچھوتا موقع تھا۔ چنانچہ بہت سے مسافر بھی حضور کا انتظار کرنے لگے۔ ساری نظریں فرشِ راہ تھیں۔ دل خدا کی حمد کے ترانے گا رہے تھے۔ زبانوں پر درود اور دعا تھی اور سر فخر سے بلند تھے۔ چہرے خوشی و مسرت سے دمک رہے تھے۔ بوڑھے سے لے کے بچے تک ہر شخص مسرور اور خوش تھا۔ ۔۔ نہ صرف ہوائی مستقر کی تینوں منزلیں فدایانِ خلافت سے بھری پڑی تھیں بلکہ انتظامیہ کی درخواست پر افرادِ جماعت کی کثیر تعداد ایئر پورٹ سے باہر سڑک پر ایک قطار میں کھڑی ہو گئی۔

اس دوران فدائیت کا ایک عجیب منظر دیکھنے میں آیا۔ تیسری منزل سے ایک معمر اور بزرگ احمدی اس قدر خوشی و مسرت کے عالم میں اچھلتا ہوا نمودار ہوا۔ گویا کہ دنیا و مافیھا کی دولت اسے مل گئی ہو۔ اس کی زبان پر صرف یہی دو فقرے تھے جن کو وہ باآوازِ بلند بار بار دوہرا رہا تھا۔

I have seen Huzur, I have seen Huzur

اپنے بڑھاپے کے بوجود وہ ایئر پورٹ پر دوڑ دوڑ کر عالم وجد میں احمدیوں کو حضور کی بخیریت تشریف آوری کی خبر سنا رہا تھا۔ اس کے بعد حضور کو ان کے خدام نے اطلاع دی کہ VIP لاؤنج کے باہر نائیجیریا کے احمدی احباب حضور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے چشم براہ ہیں۔ تب حضور اپنے عشاق سے ملنے کے لئے عام انتظار گاہ میں تشریف لائے۔ حضور کا چہرۂ مبارک دیکھتے ہی ساری فضا نعرۂ تکبیر اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، انسانیت زندہ باد اور

حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی۔ وہاں موجود جملہ احبابِ جماعت دیوانہ وار اپنے محبوب آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑے۔ ہر ایک کی یہ خوہش تھی کہ وہ حضور کو ایک نظر قریب سے دیکھ لے۔۔۔

حضور کی کار روانہ ہوئی تو سڑک کے اطراف میں کھڑے ہزاروں فدائی اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے چین تھے۔ حضور کی کار نہایت آہستگی سے چلتی رہی۔ سڑک کے دونوں کناروں پر جمع احباب حضور کو دیکھ کر جھنڈیاں لہراتے رہے اور ان کا جان سے پیارا آقا اپنے متبسم چہرے کے ساتھ ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے خدام کے نعروں اور محبت کا جواب دے رہا تھا۔ سڑکوں پر خدام اپنے مخصوص لباس میں ٹریفک کنٹرول کر رہے تھے۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ14-15)

## غانا کے فدائی احمدیوں کے ایک جمِ غفیر کا روح پرور نظارہ

احمدیہ سیکنڈری سکول فومینا (غانا) کے پرنسپل مکرم کمال الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ

24 اگست 1980ء کے روز صبح ہی صبح بے شمار بسیں متعدد ٹرک جو کہ دو دو سن کے لئے چارٹر کئے گئے تھے۔ ایئر پورٹ کی طرف روانہ تھے۔ ملک کے دور دراز علاقوں سے لوگ آئے ہوئے تھے۔ حضور کے طیارے کی آمد کا وقت دس بجے صبح تھا مگر صبح چھ بجے سے ہی لوگ ہوائی اڈے پر پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔۔ ۔ اس روز ہوائی اڈے پر اتنے افریقی جمع تھے کہ انھیں دیکھ کر دل شکر اور حمد کے جذبات سے لبریز ہو گیا۔۔ ۔ حضور کی آمد کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس موقع پر مرد عورتوں نے خصوصی طور پر خاص لباس بنوائے تھے۔

اس علاقہ کی یہ روایت ہے کہ بہت خاص خاص مواقع پر جو کئی سالوں میں ایک بار آتا ہے تمام مرد و زن نیا لباس بنواتے ہیں۔ چنانچہ جماعت احمدیہ غانا کے تمام افرا د اس روز ایک مخصوص رنگ کا نیا لباس پہنے ہوئے تھے جو کہ ان کو نمایاں طور پر ممتاز کرتا تھا۔ یہ لباس لجنات کی خواتین اور مرد و ں نے پہن رکھے تھے۔ یہ سفید لباس تھا۔۔۔ اس کے علاوہ مردوں اور عورتوں کے لباس میں جو بہت نمایاں چیز تھے وہ سفید رومال تھے جو کہ ہر مرد و زن، بچے بوڑھے نے ہاتھوں میں پکڑ رکھے تھے۔۔۔

ایئر پورٹ پر رش کے ساتھ ہر افریقی احمدی کے چہرے پر حضور کی آمد کے خیال سے ایسی خوشی اور مسرت دمک رہی تھی جیسے وہ دن ان کی بہت بڑی عید کا دن ہو۔ جس چہرے کو دیکھیں مسرت سے کھلا ہوا ہے۔ جس شخص سے ملیں اس کی باچھیں کھلی جا رہے ہیں۔ لوگ خوشی میں ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ میں بعض احباب سے ملا تو وہ یہ کہہ رہے تھے کہ آج ہمارے لئے بہت بڑی عظمت کا دن ہے۔ آج ہماری فتح کا دن ہے۔

Today is our great day. Today is our victory.

جگہ جگہ خدام الاحمدیہ کے اراکین اپنے مخصوص لباس میں کھڑے ہجوم کو منظم کر رہے تھے۔ ان کے مخصوص لباس میں سیاہ اور سفید سکارف، سر پر سیاہ ٹوپی، سفید قمیض اور سیاہ پتلون شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سیاہ و سفید رنگ کی چھڑی تھامے یہ خدا ایئر پورٹ سے سٹیٹ گیسٹ ہاوس جانے والی سڑک کے پانچ سات میل لمبے راستے پر جا بجا کھڑے تھے۔

اکرا کا کوٹوکا ایئر پورٹ افریقہ کے خوبصورت ترین ہوئی اڈوں میں شمار ہوتا ہے اس کی بلڈنگ کے اوپر ایک وسیع و عریض اور نہایت خوب صورت بالکنی بنی ہوئی ہے۔ جس میں آٹھ

دس ہزار افراد کے سمانے کی گنجائش موجود ہے۔ (اس دن) وہاں تل دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔۔۔

سب سے پہلے ایک نہایت مخلص غانئین احمدی احمد بوائٹنگ نے حضور کے طیارہ کو لینڈ کرتے دیکھا اور چشمِ زدن میں اس کے جسم کی ساری قوت اس کے حلق میں جمع ہوگئی اور اس نے جلسہ سالانہ ربوہ کے مخصوص انداز میں ہاتھ بلند کر کے نعرۂ تکبیر کی آواز بلند کی اور اس احمدی کی بلند اور بھاری آواز کی گونج ایئر پورٹ کی خاموش بلڈنگ کی دیواروں سے ابھی ٹکرا رہی تھی کہ پندرہ ہزار افراد کا آتش فشاں گویا پوری قوت سے پھٹ پڑا۔ زیر لب دعائیں کرنے والے ہونٹوں اور آہستہ آہستہ سرگوشیوں میں ایک دوسرے سے باتیں کرنے والے احباب کے جذبوں اور جوش کے بارود کو جیسے کسی نے تیلی دکھا دی ہو اور ہزاروں بادلوں کی گرج کے ساتھ نعرہ تکبیر کا پہلا زبردست جواب گونجا۔ اللہ اکبر

اور ایئر پورٹ پر جیسے جوش و جذبے، وارفتگی اور دیوانگی کا ایک سیلاب آگیا۔ اس نعرے سے جس نے حضور کا طیارہ آتے نہ بھی دیکھا تھا اس نے بھی دیکھ لیا۔ رَن وے کے آخری کونے سے تیز رفتاری سے ہوائے اڈے کی بلڈنگ کی طرف بڑھتا ہوا طیارہ جوں جوں نزدیک آ رہا تھا۔ فلک شگاف نعروں کا ایک طوفان ابل رہا تھا۔ احباب اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے سفید رومال اپنے سروں سے اونچے کر کے لہرا رہے تھے۔ بیک وقت سینکڑوں نعرے لگانے والے آوازیں بلند کرتے اور ہزاروں احباب روحانی جذب و شوق میں مست اور بے خود ہو کر گلے پھاڑ پھاڑ کر ان کا جواب دیتے ان کے نعروں میں نمایاں ترین نعرہ ''خلیفۃ المسیح زندہ باد'' کا اردو نعرہ تھا۔

محبت اور دیوانگی کے بھی عجیب عجیب روپ ہیں۔ کہاں تو یہ افریقی احمدی اپنے آقا کا طیارہ

دیکھ کر خوشی اور مسرت سے پاگل ہو رہے تھے اور کہاں یہ حیرت ناک بات ہوئی کہ جونہی طیارہ ایئر پورٹ کی عمارت کے عین سامنے آکر رکا تو سب پر ایک خاموشی چھاگئی۔ خوشی و مسرت سے مبہوت ہو کر ہزاروں نگاہیں طیارے کے دروازے پر جم گئیں۔ احترام و محبت کے ملے جلے جذبات نے اس قدر رعب طاری کیا کہ یک لخت ہر طرف خاموشی چھاگئی۔ اس خاموشی میں زیر لب دعائیں کرنے اور آہستہ آہستہ قرآنی آیات کی تلاوت کرنے کی سرگوشیاں سنائی دے رہی تھیں۔ حضور کا طیارہ رک چکا تھا سیڑھی لگائی جا رہی تھی اور کوئی دم میں حضور طیارے سے باہر آیا چاہتے تھے۔ افریقی احباب اس دوران آہستہ آواز میں سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کر رہے تھے۔۔ ۔ طیارے کا دروازہ کھلا تو سب سے پہلے طیارے سے باہر آنے والی شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث (رحمہ اللہ) کی تھی۔ حضور انے احباب کے پر جوش مجمع کو دیکھتے ہی ہاتھ ہلائے اور چونکہ طیارہ عمارت کے عین درمیان میں آکر کھڑا ہوا تھا اس لئے حضور نے دائیں اور بائیں گھوم کر تمام احباب کی طرف ہاتھ ہلائے۔ حضور کے ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہی خاموشی کا طلسم ایک بار پھر ٹوٹ گیا اور فضا میں محبت و فدائیت کے نعرے۔ احباب کا زور دار طریقے سے سفید رومالوں کو ہلانا اچھل اچھل کر حضور کی آمد پر خوشی کا اظہار اور ایک دفعہ پھر ہوائی اڈے کی عمارت کے درو دیوار نعروں کی گونج سے کانپنے لگے۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 14-15)

## بارش اور ٹھنڈ میں بیٹھے رہے

24 اگست 1980ء اکرا میں مشن ہاوس میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔اس اثناء میں ابھی حضور

تشریف نہ لائے تھے کہ تین بجے کے قریب بارش شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ اس علاقہ میں بارش کے ساتھ جب ہوا چلنے لگے تو یکدم شدید ٹھنڈ ہو جاتی ہے اور لوگ گھروں کے اندر تو آگ بھی جلا لیتے ہیں۔ بارش شروع ہونے سے قبل ہزاروں افراد کو جو حضور کے انتظار میں تھے یہ ہدایت کی گئی کہ حضور تشریف لانے والے ہیں اس لئے کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اس اثناء میں بارش شروع ہو گئی مگر خلیفۃ وقت سے وارفتگی اور محبت کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا اور اس دوران عربی نظمیں مقامی زبان میں مسیح کی آمد کے متعلق پڑھی جاتی رہیں۔ کورس کے رنگ میں دعائیں پڑھی گئیں۔ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور تسبیحات و تکبیرات کا ورد جاری رہا۔ کبھی کبھی کوئی نعرہ بھی لگا دیتا۔ جماعت کے انتظام کا یہ عالم تھا کہ ہزاروں ہزار لوگوں کا انتظام کرسیوں پر کیا گیا تھا۔ بارش جاری تھی اور لوگ آرام و سکون سے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس دوران جبکہ بارش پورے زور سے جاری تھی حضور تشریف لے آئے، احباب کو بارش میں بھیگتا دیکھ کر حضور بھی احباب کی محبت کی وجہ سے اسی بارش میں بھیگتے خود بھی سٹیج پر تشریف لے آئے۔ حضور کی شیروانی مبارک بارش میں بھیگ گئی اور اسی عالم میں زبردست نعروں کے جلو میں حضور نے احباب کو خطاب فرمایا۔

(روزنامہ الفضل خاص نمبر 26 اکتوبر 1980ء صفحہ 23)

## غانا کے عشاقِ خلافت

13 مارچ 2004ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جہاز غانا کے لوکل ٹائم کے مطابق شام چھ بجکر 35 منٹ پر اکرا کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ (Kotoka) پر اترا۔ غانا

کے جملہ ریجنز سے 3000سے زائد احمدی احباب حضور انور کے استقبال کے لئے ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ استقبال کے لئے آنے والوں کا سلسلہ صبح سے جاری تھا۔ بعض احباب ایک دو دن قبل ہی اکرا پہنچے ہوئے تھے۔ حضور انور کے جہاز کا اترنا ہی تھا کہ احباب جماعت نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے اور خوب گرمجوشی سے اپنے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ جہاز کی کھڑکیوں سے یہ سارا دل فریب نظارہ نظر آ رہا تھا۔

## جلسہ سالانہ غانا کا منظر

جلسہ گاہ کو بینرز سے خوب سجایا گیا ہے۔ بینرز پر مختلف آیات، احادیث نبویہ اور الہامات حضرت مسیح موعود درج تھے۔

بستان احمد کی چار دیواری پر نظر ڈالیں تو ہر طرف سفید اور کالے رنگ کے یونیفارم میں ملبوس خدام ڈیوٹی پر کھڑے نظر آتے تھے۔ 60 خدام اپنے مخصوص یونیفارم میں حضور انور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کرنے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ حضور انور پولیس کی گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے سکواڈ میں جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ ... خدام کے ایک دستہ نے حضور پر نور کے اعزاز میں گارڈ آف آنر پیش کیا اور حضور انور کو خوش آمدید کہا۔۔۔

## حضور انور کا والہانہ استقبال

پرچم کشائی کے بعد حضور انور جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تو ساری فضا نعرہ ہائے تکبیر کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی۔ حضور انور پہلے مردوں کی طرف تشریف لے گئے او رہاتھ

ہلا کر ان کے نعروں کا جواب دیا۔ پھر آپ عورتوں کی طرف تشریف لائے جہاں عورتوں نے ہاتھوں میں لئے سفید رومال ہلا ہلا کر پر جوش نعروں سے حضور انور کا خیر مقدم کیا۔ ہر احمدی کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا۔ اسے پیارے محبوب امام کا دیدار ہو رہا تھا۔ غانا کی تاریخ میں یہ وہ تاریخی دن تھا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ آج غانا سے پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح کا خطاب اور جلسہ کی کارروائی MTA کے ذریعہ ساری دنیا میں براہ راست نشر کی جا رہی تھی۔

## کماسی کا دل فریب نظارہ

20 مارچ 2004ء کو حضور انور آسوکورے سے کماسی کے لئے روانہ ہوئے۔ 4 بجے سہ پہر حضور انور کماسی پہنچے اور مشن ہاؤس کا معائنہ فرمایا مشن ہاؤس سے ایک کلومیٹر باہر سے سڑک کے دونوں طرف مرد وزن بچے اور بچیاں ہزار ہا کی تعداد میں، احمدیت کے جھنڈے لہراتے ہوئے حضور کا استقبال کر رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔ حضور انور مشن ہاؤس کے گیٹ میں داخل ہوئے تو قریباً 60 بچیوں نے بڑی مترنم آواز سے ترانہ ''سیدی، مشفقی، مرشدی، مہرباں'' پڑھا، غانین بچوں کے منہ سے پیارے آقا کی محبت میں اردو ترانہ، دل کو بہت بھا رہا تھا، دل ان کی خلافت سے محبت پر واری ہوا جاتا تھا، یہ بچیاں سفید دوپٹے، سفید لباس پہنے ہوئے تھیں اور ہاتھوں میں احمدیت کے جھنڈے لہرا رہی تھیں۔ حضور انور ان بچوں کے پاس کھڑے ہو گئے۔ اور ترانہ سنتے رہے۔ اس ترانہ کے بعد غانین احمدی بچیوں نے نظم، ''ہے دست قبلہ نما لاالٰہ الا اللّٰہ'' مترنم آواز سے پڑھی، حضور انور نے یہ نظم سنی اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔ حضور انور نے اپنے استقبال کے لئے آنے والے غیر احمدی چیف اور ائمہ کرام کو شرف مصافحہ بخشا۔ ریجنل صدر Mr. Abdullah Nasir Boateng نے حضور

انور کو ایک سکارف پہنایا جس پر "Welcome to Ashanti Region" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ ایک طفل عدنان ابوبکر نے حضور انور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔

## کماسی کی مسجد میں

چار بج کر پچیس منٹ پر حضور انور نے کماسی کی تین منزلہ بہت خوبصورت اور وسیع وعریض مسجد میں نماز ظہر وعصر پڑھائیں اور اس پر نصب "یادگاری تختی" کی نقاب کشائی فرمائی۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں احمدی احباب موجود تھے۔ غیر احمدی چیف اور ائمہ نے بھی حضور انور کے ساتھ نمازادا کی۔ اس مسجد میں چھ ہزار نمازیوں کے نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔ نماز ادا کرنے کے بعد حضور انور مسجد کی تیسری منزل کی بالکنی پر تشریف لے گئے۔ مسجد کے احاطہ میں ہزار ہا احمدی اپنے پیارے آقا کے دیدار کے منتظر تھے۔

حضور انور کا چہرہ مبارک دیکھنا ہی تھا کہ ہر طرف سے نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے۔ احباب کی خوشی ومسرت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ ہجوم بڑے جوش وخروش کے ساتھ نعرے لگا رہا تھا۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے فلک شگاف نعروں سے بیت الذکر کی فضا گونج رہی تھی۔ یہ انبوہ کثیر جب کورس کی شکل میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتا تو دلوں پر عجیب کیفیت طاری ہوتی۔ منظر ناقابل بیان ہے۔

سب یک آواز ہو کر احمدیت زندہ باد، کے نعرے لگا رہے تھے۔ نیز لبیك اللھم لبیك کے الفاظ کورس کی شکل میں پڑھ رہے تھے۔

یہ عجیب روح پرور اور ایمان افروز نظارہ تھا۔ حضور انور مسلسل 10منٹ تک متبسم چہرہ کے

ساتھ ہاتھ ہلا ہلا کر ”مشتاقان دید“ کے والہانہ نعروں کا جواب دے رہے تھے۔

## بھاگتے بھاگتے گاڑی صاف کر ڈالی

22 مارچ 2004ء کو حضور انور وا (Wa) اپرویسٹ ریجن (Upper West Region) کے لئے روانہ ہوئے۔ قریباً چھ گھنٹے کے طویل اور تھکا دینے والے سفر کے بعد حضور انور پونے تین بجے WA مشن ہاؤس پہنچے۔ ٹیچی مان سے وا (WA)جانے والی 195 میل لمبی سڑک میں سے 71میل کا حصہ کچا ہے اور اتنی گردپائی جاتی ہے کہ کچھ سجھائی نہیں دیتا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ نہ اگلی گاڑی نظر آتی ہے نہ پچھلی۔ اس گردوغبار میں اندازہ لگا کر ہی سڑک پر رہنا پڑتا ہے۔ سڑک میں چھوٹے چھوٹے گڑھے ہونے کی وجہ سے اس قدر جھٹکے لگتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ 71 میل کا سفر قریباً چار گھنٹے میں طے ہوا۔ اگر یہ حصہ، پختہ سڑک پر مشتمل ہوتا تو وا کا سارا سفر تین ساڑھے تین گھنٹے کا بنتا ہے۔ حضور انور کی گاڑی مسلسل ”WA“ کی جانب عازم سفر تھی۔

وا کی حدود میں داخل ہوئے تو سڑک کے دونوں طرف خدام اورلجنہ نے نعرہ ہائے تکبیر سے حضور انور کا استقبال کیا۔ مشن ہاؤس تک پہنچنے کے لئے ابھی دو میل کا سفر باقی تھا۔ اس سارے راستے میں احباب جماعت مختلف گروپس اور ٹولیوں کی شکل میں حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ سڑکوں پر خوش آمدید اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کے بینرز لگے ہوئے تھے۔

حضور انور کی گاڑی مشن ہاؤس پہنچی تو احمدیوں کی بھاری تعداد حضور کے استقبال کے لئے موجود تھی۔ سب احمدی احباب سفید لباس میں ملبوس نعرہ ہائے تکبیر لگا رہے تھے اور اھلاً وسھلاً ومرحبا کے الفاظ پڑھ رہے تھے۔

خدام کی حضور انور سے وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ جب انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گاڑی مٹی سے اٹی پڑی ہے تو وہ گاڑی کے دونوں طرف بھاگنے لگے۔ بھاگتے بھاگتے حضور انور کی چلتی ہوئی گاڑی مشن ہاؤس میں پہنچنے سے پہلے ہی صاف کر ڈالی۔

حضور انور کے استقبال کے وقت لاؤڈ سپیکر پر، احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس زندہ باد کے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے جا رہے تھے۔ حضور انور لجنہ کی طرف بھی تشریف لے گئے اور ہاتھ ہلا کر ان کے والہانہ نعروں کا جواب دیا۔ حضور انور نے Elders کو بھی جو ایک قطار میں کھڑے تھے شرف مصافحہ بخشا۔

## برکینافاسو میں مصافحہ کے بعد کا عالم

مصافحہ کے بعد بعض لوگوں نے خصوصاً بڑی عمر کے لوگوں نے کہا کہ ہم بہت تکلیف اٹھا کر اور لمبا سفر کر کے دو دن میں یہاں پہنچے ہیں اور ہم سارے راستہ میں یہ دعا کرتے رہے کہ خداتعالیٰ ایسا موقع پیدا فرما دے کہ ہم خلیفہ کو اپنا ہاتھ لگالیں۔بعد میں معلوم نہیں کہ زندگی میں دوبارہ ملاقات ہو آج اللہ نے ہماری دعا سن لی ہے۔ اور ہمارے ہاتھوں نے حضور انور کے ہاتھوں کو چھو لیا ہے۔

حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد بعض لوگ اپنا ہاتھ اپنے چہرہ پر اور اپنے کپڑوں پر ملتے۔ ہر ایک کی محبت کا اپنا اپنا انداز تھا۔ ایک صاحب نے مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھ پر رومال لپیٹ لیا کہ اب میرے ہاتھ کو کوئی دوسراہاتھ نہ لگے اور میں اس برکت کو ساتھ لئے رکھوں۔

ایک روز حضور انورنے گزرتے ہوئے ایک بچے کو پیار کیا اور اس سے مصافحہ فرمایا تو قریب

کھڑے لوگوں نے اس بچے کا ہاتھ چومنا شروع کر دیا کہ حضور کا ہاتھ اس بچے کے ہاتھ کو لگا ہے۔

## ایک فدائی خلافت کا منفرد تحفہ

بوبو جلاسو برکینا فاسو میں ریڈیو سٹیشن کے معائنہ کے بعد حضور باہر تشریف لائے تو Koudogou ریجن کے Tyniema (چینما) نامی گاؤں کے ایک مخلص دوست جن کا نام مسٹر ادریس تھا حضورانور کی خدمت میں ایک چھڑی اور اپنا اکلوتا بیٹا پیش کیا بیٹے کی عمر 25سال ہے۔ والد کی خواہش ہے کہ اس کا بچہ جماعت کی خدمت کرے۔اس شخص کے ذریعہ Tyniena اور Naba Dougou میں احمدیت کا نفوذ ہوا ہے۔ اور جماعتوں کا قیام عمل میں آیا ہے۔ یہ صاحب اپنی بزرگی کی وجہ سے اپنے علاقہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

## بینن کے فدائیانِ خلافت کے اخلاص کا نظارہ

بینن کے مقامی وقت کے مطابق رات 7بجکر بیس منٹ پر حضور انور کا طیارہ بینن کے انٹرنیشنل کوتونو (Cotunou) ایئرپورٹ پر اترا اور وہ تاریخ ساز لمحہ آ پہنچا جب خلیفۃ المسیح کے قدم پہلی بار بینن (بادشاہوں کی سرزمین) پر پڑے۔ جہاز کی سیڑھیوں پر امیر صاحب بینن، مجلس عاملہ کے بعض ممبران، مربیان اور ڈاکٹرز نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔

حضور انور ایئرپورٹ سے Portonovo (پورٹونووو) روانہ ہونے کے لئے VIPلاؤنج سے جب باہر تشریف لائے تو بینن کی مختلف جماعتوں سے حضور انور کے استقبال کے لئے آئے

ہوئے دو ہزار سے زائد افراد نے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ اھلا و سھلا و مرحبا لکم کی آوازیں ہر طرف سے آ رہی تھیں۔ خواتین اور بچیاں استقبالیہ گیت گا رہی تھیں۔ اور مرد و زن چھوٹے بڑے سبھی ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ حضور انور نے ہاتھ ہلا کر سب کو سلام کیا۔ خدام الاحمدیہ کے گروپس اپنے مخصوص لباس میں چاق وچوبند ڈیوٹی پر موجود تھے۔ بچیاں سفید لباس میں ملبوس والہانہ انداز میں نغمے گا رہی تھیں۔ بڑا ہی ایمان افروز اور روح پرور منظر تھا۔ سبھی کی نظریں اپنے پیارے امام کے چہرہ پر مرکوز تھیں سبھی نے پہلی بار حضور انور کو اپنے درمیان دیکھا تھا۔ ہر کوئی خوشی سے پھولے نہ سماتا تھا۔

## دیدار کے واسطے پیدل سفر

مشن ہاؤس جانے والی سڑک پر جونہی حضور انور کی گاڑی داخل ہوئی سڑک کے دونوں طرف کھڑے احباب جماعت نے والہانہ انداز میں حضور انور کا استقبال کیا بچے استقبالیہ نغمے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہاتھ اٹھا کر حضور انور کو سلامی دے رہے تھے۔ جب حضور انور گاڑی سے اترے تو ایک طفل نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے اور ساتھ ہی تمام بچوں نے یک زبان ہو کر اردو میں یہ کہا ”ہم پیارے حضور کو بینن کی سرزمین پر خوش آمدید کہتے ہیں“ یہ فقرہ بچوں نے بار بار دہرایا۔ اور پھر فرنچ زبان میں بھی حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس ریجن کی 17 جماعتوں کے 1700 سے زائد احباب نے والہانہ انداز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے حضور انور کا استقبال کیا۔ ہر طرف سے اھلا وسھلا ومرحباً لکم کی آوازیں آ رہی تھیں۔

یہ سب احباب دور دور کی جماعتوں سے سفر کی تکالیف اٹھا کر یہاں پہنچے تھے اکثر جگہوں پر

کچے راستے ہیں اور ٹرانسپورٹ بھی نہیں ہے۔ بعض جماعتیں 18 کلو میٹر تک پیدل سفر کر کے اس جگہ پہنچیں جہاں سے ٹرانسپورٹ مل سکتی تھی۔ بعض لوگ 135 کلو میٹر کے کچے راستوں سے سفر کر کے پہنچے۔ لیکن کسی کے چہرے پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہیں تھے ہر ایک کے چہرہ پر خوشی و مسرت تھی۔ ہر ایک مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے بیتاب تھا ایسا کیوں نہ ہوتا آج ان کی زندگی میں ایسا دن آیا تھا جب ان کا محبوب امام ان میں موجود تھا۔

(دورہ افریقہ نمبر الفضل ربوہ 28 دسمبر 2004ء)

## فدائیانِ خلافت کے عشق کا ایک نظارہ

16 اپریل 2008ء کو اکرا غانا میں گیسٹ ہاؤسز کے افتتاح کے بعد حضور انور واپس رہائش گاہ جانے کے لئے روانہ ہوئے تو راستہ کے دونوں طرف جو قریباً ڈیڑھ فرلانگ ہے، حضور انور کے عشاق پروانوں کی طرح اپنی شمع پر اُمڈ آئے۔ ہر طرف ایک ہجوم تھا، تل دھرنے کو جگہ نہیں ملتی تھی۔ عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے سب خوشی و مسرت سے جھومتے ہوئے نعرے بلند کر رہے تھے اور استقبالیہ نغمے الاپ رہے تھے۔ قابل دید منظر تھا لیکن ناقابل بیان۔ ہر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ عورتیں بھاگتے ہوئے جگہ تلاش کرتی تھیں کہ کہیں قدم رکھنے کی جگہ مل جائے اور اپنے آقا کی ایک جھلک دیکھ سکیں۔ خدام اپنے مخصوص لباس سفید شرٹ اور سیاہ پتلون میں ملبوس، گلوں میں خدام کے رومال ڈالے اور سروں پر اپنی مخصوص سفید دھاری والی سیاہ ٹوپی پہنے، سینکڑوں کی تعداد میں چاک وچوبند ڈیوٹی پر موجود تھے اور حضور انور کی کار اور راستہ کے دونوں طرف مسلسل

ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ حضور انور کی گاڑی بہت آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ایک طرف حضور انور اپنے عشاق کو دیکھ رہے تھے تو دوسری طرف عشاق کی نظریں مسلسل حضور انور کے پُرنور چہرہ پر مرکوز تھیں اور ہر ایک اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔ یہ پیاسے لوگ آج سیراب ہورہے تھے اور ان کی ترسی ہوئی نگاہوں کو تراوت نصیب ہورہی تھی۔ یہ روح پرور، ایمان افروز منظر اور ماحول حضور انور کی رہائش گاہ تک جاری رہا۔ حضور انور کی گاڑی آہستہ آہستہ رہائش گاہ میں داخل ہوئی۔

(الفضل ربوہ 28 اپریل 2008ء)

## 305 سائیکل سوار خدام

غانا کے جوبلی جلسہ میں سب سے بڑا وفد بورکینا فاسو سے شامل ہوا جس کی تعداد تین ہزار کے لگ بھگ تھی۔ یہ وفد 44 بسوں اور 13 گاڑیوں اور ٹرکوں کے ذریعہ بڑا لمبا سفر طے کرکے غانا پہنچا۔ اس وفد کی سب سے اہم بات یہ تھی کہ تین صد سے زائد خدام سائیکلوں پر 1600 کلومیٹر سے زائد بڑا طویل، تکلیف دہ اور انتہائی کٹھن سفر طے کر کے اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے غانا پہنچے۔ ان خدام کو جونہی علم ہوا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز غانا کے جلسہ میں شامل ہورہے ہیں تو 1135 خدام سائیکلوں پر اس سفر کے لئے تیار ہوگئے۔ ہر ایک میں ایک غیر معمولی جوش اور جذبہ تھا۔ جماعتی انتظامیہ نے بڑی مشکل سے صرف 300 خدام کو اجازت دی۔ اس سفر کے لئے حکومتی انتظامیہ نے بھی ہر لحاظ سے تعاون کیا اور غانا کے ایمبیسڈر صاحب نے خصوصی اجازت نامہ جاری کیا۔ ان خدام کی روانگی سے قبل 5اپریل 2008ء کو واگاڈوگو شہر کے وسط میں واقع Palace Da Nation

جس میں سرکاری پریڈ ہوتی ہے۔ ایک تقریب منعقد ہوئی جس میں Youth Ministry کے جنرل سیکرٹری، غانا کے ایمبیسڈر صاحب، ممبر قومی اسمبلی اور بہت سے دیگر حضرات نے شرکت کی۔ میڈیا کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

اس موقعہ پر وزارت یوتھ کے جنرل سیکرٹری نے کہا کہ وہ اس بات کا گواہ ہے کہ احمدی نوجوان عزم رکھتے ہیں۔ نیشنل اجتماع کے موقع پر خدام نے بڑی تعداد میں اپنے خون کا عطیہ دیا تھا۔ ایک زمانہ تھا کہ ہمارے بزرگ پیدل غانا جایا کرتے تھے۔ پھر غانا کے ذریعہ پہلا سائیکل سوار بورکینا فاسو آیا تھا اور آج ہم تین سو سائیکل سوار غانا بھجوا رہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔

غانا کے ایمبیسڈر نے کہا کہ اگرچہ یہ لمبا اور کٹھن سفر بہت مشکل کام ہے لیکن جب احمدی خدام نے عزم کرلیا ہے تو پھر ان کے لئے کوئی مشکل نہیں۔

اس موقع پر TV کے ایک نمائندہ نے پوچھا کہ سائیکل بہت خستہ حال ہیں یہ کس طرح اتنا بڑا سفر کرسکتے ہیں تو جماعتی نمائندہ نے اس کا جواب دیا کہ اگرچہ سائیکل خستہ ہیں لیکن ایمان اور عزم بڑا ہے کہ ہم خلافت کے انعام کے شکرانے کے طور پر یہ سفر اختیار کررہے ہیں۔ جب نیشنل TV نے اسی شام یہ خبر نشر کی تو اس کا آغاز اس طرح کیا۔

”اللہ کی خاطر خلافت جوبلی کے لئے واگا ڈوگو سے اکرا کا سائیکل سفر! اگرچہ سائیکل خستہ ہیں لیکن ایمان بہت مضبوط“

پھر TV نے یہ خستہ حال سائیکل بھی دکھائے۔ پھر دو خدام سے سوال پوچھے کہ کیوں جارہے ہیں۔ ایک خادم نے جواب دیا کہ اپنے خلیفہ سے ملنے جارہا ہوں۔ دوسرے نے کہا احمدیہ

خلافت جوبلی کی سو سالہ تقریبات میں ہمارے خلیفہ آرہے ہیں ان میں شامل ہونے کے لئے جارہاہوں۔

جب خلافت احمدیہ کے ان فدائی احمدی سائیکل سواروں کا قافلہ واگاڈوگو سے روانہ ہوا تو پولیس نے وہ تمام راستے جن سے اس قافلہ کا گزر ہونا تھا بند کر دیئے۔ سڑک کے دونوں طرف لوگوں کا ہجوم تھا جو یہ نظارہ دیکھ رہا تھا اور ان کے درمیان یہ احمدی فدائی نوجوان خلافت جوبلی کے لوگو کی شرٹس پہنے غانا کی طرف رواں دواں تھے۔ جب یہ قافلہ شام کو غانا کے بارڈر پر پہنچا تو باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوئی اور بارڈر کی انتظامیہ، پولیس اور سرکردہ افراد نے ان کو رخصت کیا اور یوں یہ قافلہ نعرے لگاتا ہوا غانا کی سرزمین میں داخل ہوا۔ غانا میں بارڈر سے ہی TV، ریڈیو اور میڈیا نے اپنی خبروں میں وسیع پیمانہ پر Coverage دی۔

یہ قافلہ جس گاؤں، قصبے اور شہر سے گزرتا تو سارا شہر امڈ آتا اور والہانہ استقبال کرتے اور ہمارے سائیکل سوار بھرپور نعرے لگاتے۔ پہلی رات بولغا میں رہے اور دوسری رات ٹمالے میں۔ ٹمالے میں اس قافلہ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں امیر صاحب غانا بھی اکرا سے ہوائی جہاز کے ذریعہ پہنچے۔ ناردرن ریجن کے منسٹر، اعلیٰ سرکاری حکام اور TV، پریس کے نمائندوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔

مختلف مقامات پر پڑاؤ کرتے ہوئے سات دن مسلسل ان کا سفر جاری رہا۔ ان سائیکل سواروں میں پچاس سے ساٹھ سال کی عمر کے سات انصار بھی شامل تھے اور دو تیرہ تیرہ سال کے بچے بھی شامل تھے۔ جب ان بچوں سے امیر صاحب بورکینا فاسو نے کہا کہ آپ سفر پر نہیں جائیں گے تو یہ غمزدہ ہوگئے اور اپنے قائد اور معلم کے پیچھے بھاگے کہ امیر صاحب کو کہیں

کہ ہم ضرور جائیں گے۔ اب ہم واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ ان بچوں کو اجازت دے دی گئی اور ان دونوں نے بہت ہی خوشی کے ساتھ یہ سارا سفر مکمل کیا۔

صدر صاحب خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو جالو عبدالرحمن صاحب نے بتایا کہ ابتدائی جاں نثاروں نے دین کی خاطر بے حد قربانیاں کیں۔ ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمارے خدام بھی ہر طرح کی قربانی کے لئے تیار ہوں اور ہماری خواہش تھی کہ خلافت جوبلی کے سلسلہ میں کوئی ایسا خاص کام کیا جائے جس سے ہمارے اخلاص اور وفا کا اظہار خلافت کے ساتھ ہو اور ہم حضور انور کو بتائیں کہ ہم ہر قربانی کے لئے تیار ہیں اور ہر چیلنج کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ ہم نے سائیکل سفر کے ذریعہ جلسہ سالانہ غانا میں شمولیت کی تحریک کی۔ جس پر خدام نے لبیک کہا اور 1435 خدام نے اپنے نام پیش کردیئے۔ بعض انتظامی مشکلات کی وجہ سے 300 کا انتخاب کیا گیا اور ہم اپنے عزم میں سرخرو ہوئے۔

(الفضل ربوہ 10 مئی 2008ء)

## مصافحہ کا شرف

جلسہ کے انتظامات کے دوران حضور انور مختلف راستوں سے گزر رہے تھے ایک جگہ پر بورکینا فاسو سے سائیکلوں پر آنے والے 305 خدام کھڑے تھے جو سولہ سو کلومیٹر سے زائد سفر طے کرکے جلسہ میں شرکت کے لئے غانا پہنچے تھے۔ حضور انور ان کے قریب پہنچ کر گاڑی سے اتر آئے اور ان میں سے ہر ایک کو شرف مصافحہ بخشا۔ ان خدام کے چہرے خوشی سے کھِل اٹھے۔ سات دن کے طویل اور انتہائی کٹھن سفر کی تھکاوٹ پل بھر میں دور ہوگئی اور ان میں نئی جان آگئی۔ ہر ایک بے حد خوش تھا۔ ایک دوسرے کو گلے لگ کر مبارکباد دیتے

تھے۔ حضور انور سے مصافحہ کے بعد اپنے ہاتھ چومتے اور بعض اپنے جسم پر پھیرتے اور ان برکتوں کے مزے لوٹتے۔ زہے قسمت زہے نصیب۔

(الفضل ربوہ 2 مئی 2008ء)

## برکت کے حصول کے نظارے

سوا دوگو سالف صاحب صدر جماعت وایو گیا حضور انور سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنے ہاتھ اپنے منہ اور بازوؤں پر ملنے لگے اور کہتے جاتے کہ روحانیت لے لی ہے۔

ڈوری کے ایک صاحب کہنے لگے کہ سارے سفر کی تکلیف دور ہوگئی ہے اور ہمارا مقصد پورا ہوگیا۔ ہم تو برکات لینے آئے تھے اور برکات ہمیں مل گئی ہیں۔

حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کرنے کے بعد ایک صاحب کہتے جاتے تھے کہ نور ہی نور ہے، آج مجھے بہت مزا آیا ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔

ایک ڈرائیور جو کہ بورکینا فاسو سے آئے تھے۔ حضور انور سے مصافحہ کے بعد کہنے لگے کہ دو دن تک کسی سے ہاتھ نہیں ملاؤں گا تاکہ برکت دور نہ ہو جائے۔

سویا گاؤں کے ہمیامکری صاحب کہنے لگے کہ آج حضور انور سے مل کر میری زندگی کا مشن مکمل ہوگیا ہے اب مجھے کسی چیز کی خواہش نہیں رہی۔ جو مجھے ملنا تھا مل گیا ہے۔

آئیوری کوسٹ کے ایک دوست کہنے لگے کہ حضور انور سے ملاقات کے بعد میری اصلاح ہوگئی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ کیسے ہوئی ہے؟ تو کہنے لگے کہ جب بھی میں کوئی برا کام

کرنے لگوں گا تو خیال آئے گا کہ میرے ہاتھ کو حضور انور نے چھوا ہوا ہے اور برے کام سے رک جاؤں گا۔

بورکینا فاسو کے ایک دوست عیسیٰ سیاماں صاحب نے کہا کہ میں نے 2005ء میں بیعت کی تھی۔ مجھے آج پتہ چلا ہے کہ میں کیا ہوں اور کتنا خوش قسمت ہوں اور میں نے کیا پایا ہے، اپنی خوشی کا اظہار نہیں کرسکتا۔ ایک دوست نے جلسہ سالانہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اپنی زندگی میں حج کے بعد یہ سب سے بڑا مجمع دیکھا ہے۔

(الفضل ربوہ 9 مئی 2008ء)

اللہ تعالیٰ ان روحوں میں فدائی روحوں پر اپنا فضل نازل فرمائے اور ان کے ایمان و ایقان میں برکت عطا فرمائے اور یہ روز بروز خلافت سے محبت میں بڑھتے چلے جائیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 5 اگست 2022ء، لندن)

# (7)
# انمول ہیرے

## شہداء خدام کی ایمان افروز داستانیں

پروفیسر مجید احمد بشیر

روزنامہ الفضل آن لائن کی 23جون 2022ء کی اشاعت کے اداریے پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک ارشاد درج تھا کہ ’’ہر احمدی جماعت کا قیمتی وجود ہے۔ خدام و اطفال بہت انمول ہیں۔‘‘ زیرِ نظر مضمون حضور انور کے اسی ارشاد کو کو سامنے رکھتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے۔

انمول ہیرے وہ ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ یُرۡزَقُوۡنَ (آل عمران:170)۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو ہرگز مُردے گمان نہ کر بلکہ (وہ تو) زندہ ہیں (اور) انہیں ان کے ربّ کے ہاں رزق عطا کیا جا رہا ہے۔

چنانچہ کلام الٰہی کے مطابق یہی وہ انمول ہیرے ہیں جنہوں نے اپنے عہدوں کو کماحقہ نبھایا جو انہوں نے بحیثیت ایک احمدی خادم کے کئے تھے کہ میں دینی، قومی اور ملی مفاد کی خاطر اپنی جان، مال، وقت اور عزت اور خلافت احمدیہ کے قائم رکھنے کی خاطر قربانی کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔

جماعت احمدیہ کے خلاف 1934ء کی تحریک ہو یا 1953ء کی تحریک ہو ،1974ء کی مخالفت ہو یا بدنام زمانہ حکومت کی سرپرستی میں 1984ء کی تحریک ہو، خدام احمدیت نے اپنے عہدوں کا ہمیشہ پاس رکھا اور ہمیشہ ساری جماعت کے شانہ بشانہ چلتے ہوئے قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم کیے۔

انمول ہیروں کی اس فہرست میں ہر ایک کا پیشہ مختلف ،مصروفیات مختلف تھی، تعلیمی معیار مختلف تھے لیکن ایک چیز مشترک تھی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لیے کیا جانے والا عہد سب کے لیے ایک تھا۔

خوں شہیدانِ اُمت کا اے کم نظر! رائیگاں کب گیا تھا کہ اَب جائے گا
ہر شہادت ترے دیکھتے دیکھتے، پھول پھل لائے گی، پھول پھل جائے گی

شہدائے احمدیت میں عمر رسیدہ بزرگان کے علاوہ نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد نے اسلام اور احمدیت کی خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کئے، ذیل میں نام درج کئے جارہے ہیں۔

| نمبر شمار | نام شہید | مقام | ملک | تاریخ شہادت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | صاحبزادہ مرزا غلام قادر صاحب | ربوہ | پاکستان | 14.04.1999 |
| 2 | حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب شاگرد سید الشہداء | کابل | افغانستان | وسط 1901ء |

| 3 | صاحبزادہ محمد سعید جانؓ ابن حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ | شیر پور | افغانستان | 1918ء |
|---|---|---|---|---|
| 4 | صاحبزادہ محمد عمر جانؓ ابن حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحبؓ | شیر پور | افغانستان | 1918ء |
| 5 | مولوی عبیداللہ صاحب ابن حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی | ماریشس | ماریشس | 07.12.1923 |
| 6 | حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب | کابل | افغانستان | 31.08.1924 |
| 7 | مولوی عبدالحلیم صاحب | کابل | افغانستان | 05.02.1925 |
| 8 | قاری نور علی صاحب | کابل | افغانستان | 05.02.1925 |
| 9 | مکرم حافظ بشیر احمد صاحب جالندھری | قادیان | ہندوستان | 02.05.1938 |
| 10 | مکرم ولی داد خانصاحب | خوست | افغانستان | 15.02.1939 |
| 11 | مکرم عدالت خان صاحب آف خوشاب | کشمیر | پاکستان | 1939ء |
| 12 | عبدالرحمان ساٹری صاحب | قادیان | ہندوستان | 13.08.1941 |
| 13 | محترم جائد (Jaid) صاحب موضع چوکنگ کاونگ (ضلع تاسک ملایا) | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 14 | محترم سورا (Sura) صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 15 | محترم سائری (Sairi) صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 16 | محترم حاجی حسن صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 17 | محترم راڈن صالح (Raden Saleh) صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 18 | دھلان Dahlan صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 19 | محترم حاجی سنوسی (Sanusi) صاحب Sangiang Lombang Indhiang | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 20 | محترم اومو (Omo) صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 21 | محترم تہیان (Tahyan) صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 22 | محترم سہرومی (Sahromi) صاحب | مغربی جاوا | انڈونیشیا | 1945ء |
| 23 | محترم مارتاوی (Martawi) صاحب Warung Doyong Chianjur | انڈونیشیا | انڈونیشیا | 04.05.1945 |
| 24 | مکرم مرزا منور احمد صاحب مبلغ امریکہ | ڈیٹن | امریکہ | 15.09.1948 |

| 25 | محترم سوما (Soma) صاحب صدر جماعت چپانڈام | چپانڈام | انڈونیشیا | 03.03.1953 |
|---|---|---|---|---|
| 26 | محترم اوسون (Uson) صاحب سیکرٹری چپانڈام جماعت | چپانڈام | انڈونیشیا | 03.03.1953 |
| 27 | محترم سارمان (Sarman) صاحب | چپانڈام | انڈونیشیا | 03.03.1953 |
| 28 | محترم جملی (Jumli) صاحب | چپانڈام | انڈونیشیا | 03.03.1953 |
| 29 | ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب | کوئٹہ | پاکستان | 19.08.1948 |
| 30 | ماسٹر غلام محمد صاحب | اوکاڑہ | پاکستان | 01.10.1950 |
| 31 | میاں جمال احمد صاحب آف مغلپورہ | لاہور | پاکستان | 06.03.1953 |
| 32 | سید رضوان عبداللہ صاحب آف سوڈان | ربوہ | پاکستان | 26.08.1953 |
| 33 | مکرم پیر سلطان آدم صاحب | قادیان | ہندوستان | 04.10.1947 |
| 34 | مکرم مرزا احمد شفیع ساحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 35 | مکرم عبدالجبار صاحب ابن فیض محمد صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 36 | مکرم ملک حمید علی صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 37 | مکرم غلام محمد صاحب ولد میاں غلام قادر صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 38 | مکرم عبدالحق صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 39 | محمد شریف آف قادر آباد | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 40 | مکرم نیاز علی صاحب آف کھاریاں | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 41 | مکرم عبدالمجید خاں صاحب آف کھارا | نزد قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 42 | منور احمد صاحب آف کھارا | نزد قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 43 | مکرم محمد اسماعیل صاحب ابن حضرت چوہدری فقیر محمد صاحبؓ | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 44 | مکرم عبدالرحمٰن صاحب آف پیرو شاہ | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 45 | خواجہ محمد عبداللہ لون صاحب آف آسنور کشمیر | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 46 | محمد منیر شامی صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 47 | مکرم چراغ دین صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947ء |
| 48 | مکرم جمال احمد صاحب بھاٹی گیٹ | لاہور | پاکستان | 06.03.1953 |
| 49 | ایک احمدی عطار صاحب گندہ انجن | لاہور | پاکستان | 08.03.1953 |

| 50 | حاجی فضل محمد خانصاحب | نزد پیواڑ کوتل | افغانستان | 1957ء |
|---|---|---|---|---|
| 51 | محمد احمد صاحب رہ سبز | کابل | افغانستان | 1957ء |
| 52 | مکرم عثمان غنی شاہ صاحب | برہمن بڑیہ | بنگلہ دیش | 03.11.1963 |
| 53 | ماسٹر غلام حسین صاحب ولد عبدالکبیر بٹ صاحب | گلگت | پاکستان | اکتوبر 1967ء |
| 54 | چوہدری حبیب اللہ صاحب | قبولہ | پاکستان | 13.06.1969 |
| 55 | مکرم اللہ رکھا صاحب آف جسوکے (فرقان بٹالین) | گجرات | پاکستان | 1948ء |
| 56 | مکرم برکت علی خانصاحب ساکن داتہ زید کا (فرقان بٹالین) | پسرور | پاکستان | 1948ء |
| 57 | چوہدری نصیر احمد صاحب | کشمیر محاذ | پاکستان | 03.08.1948 |
| 58 | مکرم منظور احمد صاحب اوجلی | کشمیر محاذ | پاکستان | 07.12.1948 |
| 59 | مکرم عبدالرزاق صاحب | کشمیر محاذ | پاکستان | 21.12.1948 |
| 60 | مکرم محمد اسلم مانگٹ صاحب | کشمیر محاذ | پاکستان | 1948ء |
| 61 | مکرم سخی منگ صاحب | کشمیر محاذ | پاکستان | 16 / 17.01.1949 |
| 62 | مکرم میاں غلام یٰسین صاحب | کشمیر محاذ | پاکستان | 01.02.1949 |
| 63 | مکرم محمد خانصاحب | فرقان محاذ | پاکستان | 18.03.1949 |
| 64 | مکرم بشیر احمد ریاض صاحب | مقبوضہ کشمیر | – | 09.10.1949 |
| 65 | مکرم عبدالرحمٰن صاحب | مقبوضہ کشمیر | – | 1949ء |
| 66 | مکرم مبارک احمد بھٹی صاحب مربی سلسلہ | ربوہ | پاکستان | 07.12.1971 |
| 67 | محمد اشرف کھوکھر صاحب ولد محمد افضل کھوکھر صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 68 | مکرم بشیر احمد طاہر بٹ صاحب کنڈیارو | نواب شاہ | پاکستان | 29.05.1974 |
| 69 | مکرم چوہدری محمود احمد صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 70 | مکرم قریشی احمد علی صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 71 | مکرم سعید احمد خان صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 72 | مکرم بشیر احمد صاحب ابن مہر دین صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 73 | مکرم منیر احمد صاحب ابن مہر دین صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |

| 74 | مکرم عنایت اللہ صاحب کنگی والا آف کھارا نزد قادیان | گوجرانوالہ | پاکستان | 02.06.1974 |
|---|---|---|---|---|
| 75 | مکرم نقاب شاہ مہمند صاحب مردان | پشاور | پاکستان | 08.06.1974 |
| 76 | مکرم سید آفتاب احمد صاحب | پشاور | پاکستان | 08.06.1974 |
| 77 | مکرم اسرار احمد خان آف ٹوپی | مردان | پاکستان | 09.06.1974 |
| 78 | سید مولود احمد بخاری صاحب | کوئٹہ | پاکستان | 09.06.1974 |
| 79 | مکرم مبارک احمد خان صاحب | بالا کوٹ | پاکستان | 11.06.1974 |
| 80 | مکرم سیٹھی مقبول احمد صاحب | جہلم | پاکستان | 02.07.1974 |
| 81 | مکرم عبد الحمید صاحب | کنری | پاکستان | 03.10.1974 |
| 82 | مکرم بشارت احمد صاحب | تہال | پاکستان | 17.10.1974 |
| 83 | مکرم مولوی سید موسیٰ صاحب | اڑیسہ | ہندوستان | 03.12.1974 |
| 84 | مکرم محمد الیاس عارف صاحب آف چھور | واہ کینٹ | پاکستان | 1974ء |
| 85 | ملک محمد انور صاحب ۴۵ موڑ | سانگلہ ہل | پاکستان | 22.08.1978 |
| 86 | مکرم محمد شفیق قیصر صاحب ابن محترم منشی محمد صادق صاحب | مانڈلے | رنگون | 20.03.1979 |
| 87 | ماسٹر نور احمد صاحب مولوی فاضل کوریل | مقبوضہ کشمیر | ہندوستان | 15.04.1979 |
| 88 | مکرم بشیر احمد رشید احمد صاحب | نیگومبو | سری لنکا | 27.06.1979 |
| 89 | مکرم ملک عبدالحفیظ صاحب مبلغ فجی | لمباسہ | فجی | 16.08.1981 |
| 90 | مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب | پنوں عاقل | پاکستان | 19.02.1982 |
| 91 | مکرم بشارت الرحمٰن صاحب قمر | گوجرانوالہ | پاکستان | 04.12.1982 |
| 92 | مکرم ظاہر احمد صاحب آف روہڑی قائد ضلع لاہور | پنڈی بھٹیاں | پاکستان | 1982ء |
| 93 | مکرم جواد رشید صاحب ایڈوکیٹ نائب قائد ضلع لاہور | پنڈی بھٹیاں | پاکستان | 1982ء |
| 94 | مکرم خواجہ اعجاز احمد صاحب ناظم اطفال ضلع لاہور | پنڈی بھٹیاں | پاکستان | 1982ء |
| 95 | ڈاکٹر مظفر احمد صاحب | ڈیٹرائٹ | امریکہ | 08.08.1983 |
| 96 | مکرم چوہدری عبد الحمید صاحب | محراب پور | پاکستان | 10.04.1984 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 97 | مکرم راؤ خالد سلیمان صاحب آف گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ | سکھر | پاکستان | 11.05.1986 |
| 98 | مکرم غلام ظہیر احمد صاحب | سوہاوہ | پاکستان | 25.02.1987 |
| 99 | مولوی محمد احمد اموسا منیسیا صاحب | وا | غانا | 18.09.1988 |
| 100 | حافظ عبدالوہاب صاحب بلتستانی | ربوہ | پاکستان | 14.10.1988 |
| 101 | مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب | سکرنڈ | پاکستان | 15.05.1989 |
| 102 | مکرم نذیر احمد ساقی صاحب | چک سکندر | پاکستان | 16.07.1989 |
| 103 | مکرم رفیق احمد ثاقب صاحب | چک سکندر | پاکستان | 16.07.1989 |
| 104 | مکرم مبشر احمد صاحب تیما پور | کرناٹک | ہندوستان | 30.06.1990 |
| 105 | مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب مبلغ نائیجیریا | نائیجیریا | نائیجیریا | 17.02.1992 |
| 106 | مکرم محمد اشرف صاحب شہید آف جلہن | گوجرانوالہ | پاکستان | 16.12.1992 |
| 107 | مکرم احمد نصر اللہ صاحب | لاہور | پاکستان | 05.02.1994 |
| 108 | مکرم وسیم احمد بٹ صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 30.08.1994 |
| 109 | مکرم حفیظ احمد بٹ صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 30.08.1994 |
| 110 | مکرم دلشاد حسین کھچی | لاڑکانہ | پاکستان | 31.10.1994 |
| 111 | مکرم مصطفیٰ علی صاحب عرف نٹو میاں | رائے گنج | بنگلہ دیش | 21.05.1995 |
| 112 | استاد اسمٰعیل صاحب تراولے آف گیمبیا | گنی بساؤ | گنی بساؤ | 15.02.1996 |
| 113 | محترم ابراہیم کنڈا صاحب | بورکینا فاسو | بورکینا فاسو | 21.06.1996 |
| 114 | مکرم محمد صادق صاحب چٹھہ داد | حافظ آباد | پاکستان | 08.11.1996 |
| 115 | مکرم مظفر احمد صاحب شرما | شکارپور | پاکستان | 12.12.1997 |
| 116 | استاد ابوبکر طورے صاحب گیمبیا | گنی بساؤ | گنی بساؤ | 15.12.1998 |
| 117 | مکرم ناصر فاروق سندھو صاحب ابن رشید احمد اختر صاحب | بہاولپور | پاکستان | 13.04.1999 |
| 118 | مکرم ممتاز الدین صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 08.10.1999 |
| 119 | مکرم علی اکبر صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 08.10.1999 |
| 120 | مکرم جہانگیر حسین صاحب ابن مکرم اکبر حسین صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 08.10.1999 |

| 121 | مکرم نورالدین صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 08.10.1999 |
|---|---|---|---|---|
| 122 | مکرم محب اللہ صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 08.10.1999 |
| 123 | مکرم اکبر حسین غازی صاحب ابن مکرم ابو بکر صدیق صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 08.10.1999 |
| 124 | مکرم افتخار احمد صاحب | گھٹیالیاں | پاکستان | 30.10.2000 |
| 125 | مکرم شہزاد احمد صاحب ولد محمد بشیر صاحب | گھٹیالیاں | پاکستان | 30.10.2000 |
| 126 | مکرم عباس علی صاحب ولد مکرم فیض احمد صاحب | گھٹیالیاں | پاکستان | 30.10.2000 |
| 127 | مکرم ماسٹر ناصر احمد صاحب امیر جماعت تخت ہزارہ سرگودھا | تخت ہزارہ | پاکستان | 10.11.2000 |
| 128 | مکرم عارف محمود صاحب ابن مکرم نذیر احمد صاحب رائے پوری | تخت ہزارہ | پاکستان | 10.11.2000 |
| 129 | عزیز مبارک احمد صاحب ولد جمال الدین صاحب | تخت ہزارہ | پاکستان | 10.11.2000 |
| 130 | عزیز مدثر احمد صاحب ابن مکرم منظور احمد صاحب | تخت ہزارہ | پاکستان | 10.11.2000 |
| 131 | مکرم طاہر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری نو ر احمد صاحب سدووالہ نیواں | نارووال | پاکستان | 14.09.2001 |
| 132 | مکرم نعیم احمد نسیم صاحب آف گو لیکی | گجرات | پاکستان | 17.10.2001 |
| 133 | مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نور محمد صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 01.09.2002 |
| 134 | مکرم عبدالوحید صاحب ابن مکرم عبدالستار صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 24.11.2002 |
| 135 | مولوی عبدالعلی صاحب | کابل | افغانستان | -- |
| 136 | مکرم عابد خان صاحب۔ مونگ | منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 137 | مکرم یاسر احمد صاحب۔مونگ | منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 138 | مکرم نوید احمد صاحب۔مونگ | منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 139 | مکرم عبدالمجید صاحب۔مونگ | منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 140 | مکرم راجہ لہراسپ صاحب۔مونگ | منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 141 | مکرم محمد اقبال صاحب ولد محمد سائیں نارنگ منڈی | شیخوپورہ | پاکستان | 06.11.2005 |
| 142 | مکرم نعیم محمود صاحب ولد محمد نصیب صاحب داتہ زید کا | سیالکوٹ | پاکستان | 19.12.2005 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| پاکستان | | شیخوپورہ | مکرم ہمایوں وقار صاحب ولد مکرم سعید احمد ناصر صاحب | 143 |
| 13.09.2008 | پاکستان | کراچی | مکرم شیخ سعید احمد صاحب منظور کالونی | 144 |
| 14.03.2009 | پاکستان | ملتان | مکرم ڈاکٹر شیراز احمد صاحب باجوہ | 145 |
| 06.08.2009 | پاکستان | ملتان | مکرم عطاء الکریم نون صاحب | 146 |
| 11.10.2009 | پاکستان | کوئٹہ | مکرم ذوالفقار احمد منصور صاحب (اغواہ کر کے شہید کیا گیا) | 147 |
| 01.04.2010 | پاکستان | فیصل آباد | مکرم شیخ آصف جاوید صاحب ولد شیخ مسعود جاوید صاحب | 148 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم شیخ تمیم احمد صاحب ولد شیخ نعیم احمد صاحب | 149 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم احسان احمد خان صاحب ولد مکرم وسیم احمد خان صاحب | 150 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم عبدالرحمان صاحب (نو مبائع) ولد ڈاکٹر محمد جاوید اسلم صاحب | 151 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب ولد مہر اللہ یار صاحب | 152 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم ڈاکٹر عمر احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبدالشکور میاں صاحب | 153 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم چوہدری امتیاز احمد صاحب ولد چوہدری نثار احمد صاحب | 154 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم ناصر محمود صاحب ولد محمد عارف نسیم صاحب | 155 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم کامران ارشد صاحب ابن مکرم محمد ارشد قمر صاحب | 156 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم اعجاز احمد بیگ صاحب ابن مکرم محمد انور بیگ صاحب | 157 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم عرفان احمد ناصر صاحب ابن مکرم عبدالمالک صاحب | 158 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم محمد آصف فاروق صاحب ابن مکرم لیاقت علی صاحب | 159 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم محمد شاہد صاحب ابن مکرم محمد شفیع صاحب | 160 |

| 161 | مکرم ولید احمد صاحب ابن مکرم چوہدری محمد منور صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
|---|---|---|---|---|
| 162 | مکرم عمیر احمد ملک صاحب ابن مکرم ملک عبدالرحیم صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 163 | مکرم مسعود احمد صاحب بھٹی ابن مکرم احمد دین صاحب بھٹی | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 164 | مکرم مرزا شابل منیر صاحب ابن مکرم مرزا محمد منیر صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 165 | مکرم نورالامین صاحب ابن مکرم نذیر نسیم صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 166 | مکرم انیس احمد صاحب ولد مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 167 | مکرم منور احمد صاحب ولد مکرم صوبیدار منیر احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 168 | مکرم سعید احمد طاہر صاحب ابن مکرم صوفی منیر احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 169 | مکرم مرزا منصور بیگ صاحب ابن مکرم مرزا سرور بیگ صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 170 | مکرم منصور احمد صاحب شہید ابن مکرم عبدالحمید جاوید صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 171 | مکرم حسن خورشید اعوان صاحب ابن مکرم ملک خورشید اعوان صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 172 | مکرم وسیم احمد صاحب ابن مکرم عبدالقدوس صاحب آف پون نگر | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 173 | مکرم ڈاکٹر نجم الحسن صاحب اورنگی ٹاؤن | کراچی | پاکستان | 16.08.2010 |
| 174 | مکرم شیخ عامر رضا ابن مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب شہید | مردان | پاکستان | ستمبر 2010ء |
| 175 | مکرم شیخ عمر جاوید صاحب ابن مکرم شیخ جاوید احمد صاحب | مردان | پاکستان | دسمبر 2010ء |
| 176 | مکرم توباکوس چاندرا مبارک صاحب (Tubaqus Chandra Mubarak) | cikesik | انڈونیشیا | فروری 2011ء |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 177 | مکرم احمد ورسونو صاحب (Warsono) | چِک یُوسِک | انڈونیشیا | فروری 2011ء |
| 178 | مکرم رونی پیارانی صاحب | چِک یُوسِک | انڈونیشیا | فروری 2011ء |
| 179 | مکرم منیر احمد آف بیگو وال | مردان | پاکستان | 10.02.2011 |
| 180 | مکرم رانا ظفراللہ صاحب ابن مکرم محمد شریف صاحب آف سانگھڑ | سانگھڑ | پاکستان | 18.03.2011 |
| 181 | مکرم سفیر احمد بٹ صاحب ابن مکرم حمید احمد بٹ صاحب | کراچی | پاکستان | 25.09.2011 |
| 182 | مکرم نوید احمد صاحب ابن ثناء اللہ صاحب | کراچی | پاکستان | 14.09.2012 |
| 183 | مکرم محمد احمد صدیقی صاحب | کراچی | پاکستان | 15.09.2012 |
| 184 | مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب | کراچی | پاکستان | 19.10.2012 |
| 185 | مکرم منظور احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب | کوئٹہ | پاکستان | 11.11.2012 |
| 186 | مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم نواب خان صاحب | کوئٹہ | پاکستان | 07.12.2012 |
| 187 | مکرم جواد کریم صاحب ابن مکرم کریم احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 17.06.2013 |
| 188 | مکرم ملک اعجاز احمد صاحب ولد مکرم ملک یعقوب احمد صاحب اور نگی ٹاؤن | کراچی | پاکستان | 04.09.2013 |
| 189 | مکرم اعجاز احمد کیانی صاحب ابن مکرم بشیر احمد کیانی صاحب اور نگی ٹاؤن | کراچی | پاکستان | 18.09.2013 |
| 190 | مکرم خالد احمد البراقی مرحوم سیریا | دمشق | شام | 28.10.2013 |
| 191 | عزیزم ارسلان سرور ابن مکرم محمد سرور صاحب | راولپنڈی | پاکستان | 14.01.2014 |
| 192 | مکرم رضی الدین صاحب ابن مکرم محمد حسین صاحب | کراچی | پاکستان | 08.02.2014 |
| 193 | مکرم محمد امتیاز احمد صاحب ابن مکرم مشتاق احمد صاحب طاہر | نواب شاہ | پاکستان | 14.07.2014 |
| 194 | مکرم لقمان شہزاد صاحب ابن مکرم اللہ دتہ صاحب آف بھڑی شاہ رحمان | گوجرانوالہ | پاکستان | 27.12.2014 |

| 195 | مکرم نعمان احمد نجم ابن مکرم چوہدری مقصود احمد باجوہ صاحب | کراچی | پاکستان | 21.03.2015 |
|---|---|---|---|---|
| 196 | کرم اکرام اللہ صاحب شہید ابن مکرم کریم اللہ صاحب آف تونسہ شریف | ڈیرہ غازی خان | پاکستان | 19.08.2015 |
| 197 | مکرم یونس عبدل جلیلوف (Yunusjan Abdujalilov) صاحب | کاشغر کِشتاک | قرغیزستان | 22.12.2015 |
| 198 | مکرم قمر الضیاء صاحب ابن مکرم محمد علی صاحب کوٹ عبدالمالک | شیخوپورہ | پاکستان | 01.03.2016 |
| 199 | مکرم شوکت غنی صاحب ابن مکرم قاضی عبدالغنی صاحب | آزاد کشمیر | پاکستان | 03.04.2016 |
| 200 | مکرم تنویر احمد لون صاحب ناصر آباد کشمیر | آزاد کشمیر | پاکستان | 25.11.2016 |
| 201 | مکرم مبین احمد صاحب ابن مکرم محبوب احمد صاحب | کراچی | پاکستان | 07.07.2018 |
| 202 | مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ابن مکرم لیاقت علی صاحب | کراچی | پاکستان | 07.07.2018 |
| 203 | مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ابن مکرم بشارت احمد صاحب | ننکانہ | پاکستان | 29.08.2018 |
| 204 | ڈاکٹر طاہر محمود صاحب شہید ابن طارق محمود صاحب مڑھ بلوچاں | ننکانہ | پاکستان | 20.11.2020 |
| 205 | مکرم سید طالع احمد صاحب ابن سید ہاشم اکبر صاحب | غانا | غانا | 24.08.2021 |
| 206 | مکرم عبدالسلام صاحب ابن ماسٹر منور احمد صاحب صدر جماعت لیل پلاٹ | اوکاڑہ | پاکستان | 17.05.2022 |

پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”ان احمدی شہداء نے تو اپنے عہدوں اور وفاؤں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے دنیا کو پیچھے دھکیلا اور خداتعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے گئے۔ یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلا ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں۔“

پھر فرمایا کہ

”آئندہ دنیا کے افق پر احمدیت کی فتوحات اُبھر رہی ہیں۔ شہداء کی قربانیاں ہمارے ایمانوں میں بھی اضافے کا موجب بن رہی ہیں۔ ہمیں صرف اس بات پر ہی تسلی نہیں پکڑنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ قربانیوں کو ضائع نہیں کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ میں تجھے فتوحات دوں گا، یہ تو ہو گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ یقیناً ہو گا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2010ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے جو وعدے کئے ہیں وہ یقیناً پورے ہوں گے اور آخری فتح یقیناً جماعت احمدیہ کی ہی ہو گی۔ یہ قربانیاں جو خدام احمدیت نے دی ہیں، دیتے جا رہے ہیں، جس کی انتہاء 2010ء کے سال میں بھی ہوئی، یہ قربانیاں ان شاء اللہ کبھی رائیگاں نہیں جائیں گی۔ احمدیت کا پیغام اور تعارف، اسلام کی امن پسند تعلیم کا پیغام دنیا کے ہر کونے میں کثرت سے پہنچنا، یہ ان قربانیوں کا ہی نتیجہ ہے۔اور یہ سلسلہ چلتا چلا جا رہا ہے۔ ان پیارے شہیدوں نے اپنا خون بہا کر ہمیں دعاؤں اور تدبیروں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس ہمیں چاہیے کہ اس طرف بھرپور توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کو اپنی جناب سے قبول فرمائے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 5 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

”ان احمدی شہداء نے تو اپنے عہدوں اور وفاؤں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہوں نے دنیا کو پیچھے دھکیلا اور خداتعالیٰ سے قرب میں بڑھتے چلے گئے۔ یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ عارضی ابتلا ہماری ترقی کی رفتار تیز کرنے والے ہیں۔“
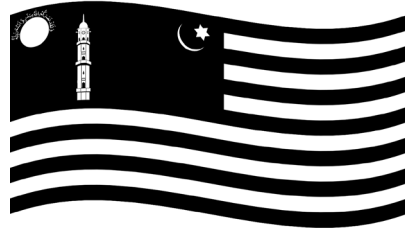
# مجلس اطفال الاحمدیہ

# اطفال الاحمدیہ کا وعدہ

اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ
وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَ رَسُوۡلُهٗ

میں وعدہ کرتا ہوں کہ دین اسلام اور احمدیت قوم اور وطن کی خدمت کے لئے ہر دم تیار رہوں گا۔ ہمیشہ سچ بولوں گا، کسی کو گالی نہیں دوں گا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تمام نصیحتوں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

# (1)
# مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

ادیبہ کفیل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”ان بچوں کی پرورش محض رحم کے لحاظ سے کرے نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے بلکہ وَجَعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا (الفرقان:75) کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں۔ اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لیے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے اور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں۔ صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائیداد کا مالک نہ بن جائے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ دین کی خادم ہو۔ اسی طرح بیوی کرے تا کہ کثرت سے اولاد پیدا ہو اور وہ اولاد دین کی سچی خدمت گزار ہو اور نیز جذبات نفس سے محفوظ رہے اس کے علاوہ جس قدر خیالات ہیں

وہ خراب ہیں۔ رحم اور تقوی مد نظر ہو تو بعض باتیں جائز ہو جاتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 599-600)

اطفال الاحمدیہ سات سال سے پندرہ سال کے لڑکوں کی تنظیم ہے۔ اس نئی تنظیم کے قائم کرنے کا ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اولا مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ کے دوران ان الفاظ میں کیا۔

”اصل چیز یہ ہے کہ اچھی عادت بھی ہو اور علم بھی ہو مگر یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب عادت کے زمانہ کی بھی اصلاح کی جائے اور علم کے زمانہ کی بھی اصلاح کی جائے۔ عادت کا زمانہ بچپن کا ہوتا ہے اور علم کا زمانہ جوانی کا زمانہ ہوتا ہے پس خدام الاحمدیہ کی ایک شاخ ایسی بھی کھولی جائے جس میں پانچ چھ سال کے بچوں سے لے کر پندرہ سولہ سال تک کی عمر کے بچے شامل ہو سکیں یا اگر کوئی اور حد بندی تجویز ہو تو اس کے تحت بچوں کو شامل کیا جائے۔ بہرحال بچوں کی ایک الگ شاخ ہونی چاہیے اور ان کے الگ نگران مقرر ہونے چاہییں۔ مگر یہ امر مد نظر رکھنا چاہیے کہ ان بچوں کے نگران نوجوان نہ ہوں بلکہ بڑی عمر کے لوگ ہوں....ایسے لوگ جن کی عمریں گو زیادہ ہوں مگر ان کے دل نوجوان ہوں اور وہ خدمت دین کے لیے بشاشت اور خوشی سے کام کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ایسے لوگوں کے سپرد بچوں کی نگرانی کی جائے اور ان کے فرائض میں یہ امر داخل کیا جائے کہ وہ بچوں کو پنجوقتہ نمازوں میں باقاعدہ لائیں، سوال و جواب کے طور پر دینی اور مذہبی مسائل سمجھائیں، پریڈ کرائیں اور اسی طرح کے اور کام ان سے لیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15 اپریل 1938)

26 جولائی 1940ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ نہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کو یہ ارشاد فرمایا کہ

”ایک مہینہ کے اندر اندر خدام الاحمدیہ آٹھ سے پندرہ سال کی عمر کے بچوں کو منظم کریں۔ اور اطفال الاحمدیہ کے نام سے ان کی ایک جماعت بنائی جائے اور میرے ساتھ مشورہ کر کے ان کے لیے مناسب پروگرام تجویز کیا جائے۔“

(الفضل یکم اگست 1940ء)

خدام الاحمدیہ کی ہر مقامی تنظیم مقامی طور پر ایک خادم کو بطور ناظم اطفال مقرر کرتی ہے۔ اس کے علاوہ بڑی عمر کے کسی شخص کو مربی اطفال کے طور پر مقرر کیا جاتا ہے۔ ملکی سطح پر اطفال الاحمدیہ کا سربراہ مہتمم اطفال جبکہ مقامی سطح پر ناظم اطفال کہلاتا ہے۔ کام میں مزید آسانی کے لیے اطفال الاحمدیہ میں شامل لڑکوں کو دو معیار میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول معیار صغیر: 7 سے 12 سال

دوم معیار کبیر: 13 سے 15سال

”مجلس نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم کے لیے قادیان کے 804 بچوں کے 75 گروپ۔ ان پر مانیٹر مقرر کیے اور انہیں مربیوں کے سپرد کیا۔ مجلس نے اطفال الاحمدیہ کے متعلق ذیلی قواعد کا تفصیلی ڈھانچہ بھی تیار کیا اور بچوں کے لیے تربیتی نصاب بھی۔ نیز خدام کی طرح اطفال الاحمدیہ کا بیج یعنی امتیازی نشان بھی تیار کر لیا۔ جس پر نقوش تو وہی تھے جو خدام الاحمدیہ کے بیج کے تھے مگر یہ ذرا چھوٹا اور بیضوی شکل کا بنایا گیا تھا اور اس پر ”امیدوار رکن مجلس

خدام الاحمدیہ'' کے الفاظ کندہ تھے۔ پہلے سال قادیان سے باہر مندرجہ ذیل مقامات پر بھی مجالس اطفال قائم ہو گئیں۔ بھیرہ، سیالکوٹ چھاؤنی و شہر، جہلم، سید والا، لائل پور(حال فیصل آباد)، ملتان، لودھراں، کریام، کاٹھ گڑھ، شملہ، کیرنگ، یاد گیر دکن، محمود آباد ضلع جہلم، کنری سندھ، لاہور، شکار ماچھیا، دھلی، مونگھیر، برہمن بڑیہ، شاہ پور، امر گڑھ، ننگل، امرتسر، گوجرانولہ اور نیروبی (مشرقی افریقہ)''

(تاریخ احمدیت جلد7 صفحہ579)

اطفال الاحمدیہ کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

میں نے انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ تین الگ الگ جماعتیں قائم کی ہیں تا کہ نیک کاموں میں ایک دوسرے کی نقل کا مادہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ پیدا ہو۔ بچے بچوں کی نقل کریں، نوجوان نوجوان کی نقل کریں اور بوڑھے بوڑھوں کی نقل کریں۔ جب بچے اور نوجوان اور بوڑھے سب اپنی اپنی جگہ یہ دیکھیں گے کہ ہمارے ہم عمر دین کے متعلق رغبت رکھتے ہیں وہ اسلام کی اشاعت کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ اسلامی مسائل کو سیکھنے اور ان کو دنیا میں پھیلانے میں مشغول ہیں۔ وہ نیک کاموں کی بجا آوری میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں تو ان کے دلوں میں بھی یہ شوق پیدا ہو گا کہ ہم بھی ان میں کاموں میں حصہ لیں اور اپنے ہم عمروں سے آگے نکلنے کی کوشش کریں۔ دوسرے وہ جو رقابت کی وجہ سے عام طور پر دلوں میں غصہ پیدا ہوتا ہے وہ بھی پیدا نہیں ہو گا جب بوڑھا وہ بوڑھے کو نصیحت کرے گا، نوجوان نوجوان کو نصیحت کرے گا اور بچہ بچے کو نصیحت کرے گا تو کسی کے دل میں یہ خیال پیدا نہیں ہو گا کہ مجھے کوئی ایسا شخص نصیحت کر رہا ہے جو عمر میں مجھ سے چھوٹا یا عمر میں مجھ سے بڑا ہے۔ وہ سمجھے گا کہ میرا ایک ہم عمر جو

میرے جیسے خیالات اور میرے جیسے جذبات اپنے اندر رکھتا ہے مجھے سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے اور خاص طور پر ہو جائے گا مگر یہ تغیر اسی صورت میں پیدا ہو سکتا ہے جب جماعت میں یہ نظام پورے طور پر رائج ہو جائے۔۔۔ ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانے پر جھکانا ہے۔ تمام دنیا کو اسلام اور احمدیت میں داخل کرنا ہے۔ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے مگر یہ عظیم الشان کام اس وقت تک سر انجام نہیں دیا جا سکتا، جب تک ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ بچے ہوں یا نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں، اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اور اس لائحہ عمل کے مطابق دن اور رات عمل نہیں کرتے جو ان کے لیے تجویز کیا گیا ہے۔ جب ہم جماعت کے تمام افراد کو ایک نظام میں منسلک کر لیں گے تو اس کے بعد ہم بیرونی دنیا کی اصلاح کے کام کی طرف مکمل طور پر توجہ کر سکیں گے اس اندرونی اصلاح اور تنظیم کو مکمل کرنے کے لیے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ اس اصل کو اپنے مد نظر رکھیں جو حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنے فرض کو سمجھے اور پھر دن اور رات اس فرض کی ادائیگی میں اس طرح مصروف ہو جائے جس طرح ایک پاگل اور مجنون تمام اطراف سے اپنی توجہ ہٹا کر صرف ایک بات کے لیے اپنے تمام اوقات کو صرف کر دیتا ہے جب تک رات اور دن انصار اللہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے جب تک رات اور دن خدام الاحمدیہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے جب تک رات اور دن اطفال الاحمدیہ اپنے کام میں نہیں لگے رہتے اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لیے تمام اوقات کو صرف نہیں کر دیتے اس وقت تک ہم اپنی اندرونی تنظیم مکمل نہیں کر سکتے اور جب تک ہم اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے اس وقت تک ہم بیرونی دنیا کی

اصلاح اور اس کی خرابیوں کے ازالہ کی طرف بھی پوری طرح توجہ نہیں کر سکتے۔"

(الفضل 11 اکتوبر 1944ء)

## اطفال الاحمدیہ میں تین عادتوں کا ہونا ضروری ہے

"اگر یہ تین عادتیں ان میں پیدا کر دی جائیں تو یقینا جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہوسکتے ہیں پس بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے،سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے اور نمازوں کی باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔ نماز کے بغیر دین کوئی چیز نہیں اگر کوئی قوم چاہتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے اسی طرح سچ کے بغیر اخلاق درست نہیں ہو سکتے۔ جس قوم میں سچ نہیں اس قوم میں اخلاق فاضلہ بھی نہیں۔ اور محنت کی عادت کے بغیر سیاست اور تمدن بھی نہیں۔ گویا یہ تین معیار ہیں، جن کے بغیر قومی ترقی نہیں ہوتی..... اگر یہ تین عادتیں ان میں پیدا کر دی جائیں تو یقیناً جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ پس بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے۔ سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے اور نمازوں کی باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔ نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں۔ اگر کوئی قوم چاہتی ہے کہ وہ آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے تو اس کا فرض ہے کہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے۔"

(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ 61)

حضرت مصلح موعودؓ اس تنظیم کے قیام کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”پس میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ جب وہ اپنی اپنی جماعتوں میں جائیں تو ہر جگہ انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی جماعتیں قائم کریں۔ اطفال کے لیے میں نے ضروری امر قرار دیا ہے کہ انہیں موٹے موٹے دینی مسائل سکھائے جائیں اور وہ باتیں بتائی جائیں جو مذہب کی بنیاد ہوتی ہیں۔ اس طرح میرا مقصد اطفال الاحمدیہ کے قیام سے یہ ہے کہ کھیل کود میں بچوں کی نگرانی کی جائے۔“

(مشعل راہ جلد چہارم صفحہ199)

حضرت مصلح موعودؓ اطفال الاحمدیہ کو جماعتی عمارت کی ایک دیوار قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الاحمدیہ اور تیسری اطفال الاحمدیہ اور چوتھی لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ دیواریں ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں رہ سکے گی....

(الفضل 30جولائی 1945ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت خصوصا اطفال کو پانچ بنیادی اخلاق اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

# پانچ بنیادی اخلاق

1. سچائی
2. نرم اور پاک زبان کا استعمال
3. وسعت حوصلہ
4. دوسروں کی تکلیف کا احساس اور اسے دور کرنا
5. مضبوط عزم و ہمت

”آج کی جماعت احمدیہ اگر ان پانچ اخلاق پر قائم ہو جائے اور مضبوطی کے ساتھ قائم ہو جائے اور ان کی اولادوں کے متعلق بھی یہ یقین ہو جائے کہ یہ بھی آئندہ انہیں اخلاق کی نگران اور محافظ بنی رہیں گی اور ان اخلاق کی روشنی دوسروں تک پھیلاتی رہیں گی تو پھر میں یقین رکھتا ہو۔ کہ ہم امن کی حالت میں اپنی جان دے سکتے ہیں۔ سکون کے ساتھ اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر سکتے ہیں۔ اور یقین رکھ سکتے ہیں کہ جو عظیم الشان کام ہمارے سپرد کیے تھے، ہم نے جہاں تک ہمیں توفیق ملی ان کو سر انجام دیا۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 24 نومبر 1989)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ مورخہ 5 دسمبر 2003ء میں فرماتے ہیں:
”جماعت احمدیہ کا نظام ایک ایسا نظام ہے جو بچپن سے لے کر مرنے تک ہر احمدی کو ایک پیار اور محبت کی لڑی میں پرو کر رکھتا ہے۔ بچہ جب سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے ایک نظام کے ساتھ وابستہ کر دیا جاتا ہے اور وہ مجلس اطفال الاحمدیہ کا ممبر بن جاتا ہے.... جہاں انہیں ایک ٹیم ورک کے تحت کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے۔ پھر انہی میں سے

ان کے سائق بنا کر اپنے عہدیدار کی اطاعت کا تصور پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر پندرہ سال کی عمر کو جب پہنچ جائیں تو بچے خدام الاحمدیہ کی تنظیم میں... شامل ہو جاتے ہیں اور ایک انتظامی ڈھانچے کے تحت بچپن سے تربیت حاصل کر کے آنے والے بچی اور بچیاں جب نوجوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہیں تو ان تنظیموں میں شامل ہونے سے جماعتی نظام اور طریقوں سے ان کو مزید واقفیت پیدا ہوتی ہے۔“

## اطفال الاحمدیہ کا عہد بھی اس کے فرائض اور ذمہ داریوں کی عکاسی کرتا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں وعدہ کرتا ہوں کہ دین حق اور احمدیت، قوم اور وطن کی خدمت کیلئے ہر دم تیار رہوں گا ہمیشہ سچ بولوں گا کسی کو گالی نہیں دوں گا اور حضرت خلیفۃ المسیح کی تمام نصیحتوں پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 9 اگست 2022ء، لندن)

## ارشاد حضرت مصلح موعودؓ

”میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو مکمل کر دوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں، دوسری دیوار خدام الاحمدیہ اور تیسری اطفال الاحمدیہ اور چوتھی لجنات اماء اللہ ہیں۔ اگر یہ دیواریں ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں رہ سکے گی...“

# (2)
# صحابہ رسولؐ اور ان کے بچپن نیز ان کی فدائیت کے واقعات

## (اطفال کے لئے خصوصی تحریر تا ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کا انعام حاصل کر سکیں)
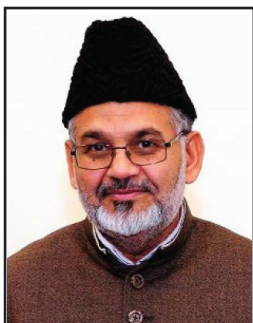
مولانا سید شمشاد احمد ناصر
مبلغ امریکہ

قوموں کی ترقی میں بچوں اور نوجوانوں کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے۔ جس قدر بچے مضبوط عزم اور حوصلہ والے ہوں گے۔ جرأت اور بہادری سے کام لینے والے ہوں گے دین و دنیا سے واقفیت رکھنے والے ہوں گے۔ اسی قدر وہ قوم مضبوط ہوگی۔ اور ایسی قوم کو پھر کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔ ’’ہر قوم کی زندگی اس کے نوجوانوں سے وابستہ ہے۔ کس قدر ہی محنت سے کوئی کام چلایا جائے اگر آگے اس کے جاری رکھنے والے لوگ نہ ہوں گے تو سب محنت غارت جاتی ہے اور اس کام کا انجام ناکامی ہوتا ہے۔‘‘

حضورؓ مزید فرماتے ہیں کہ ’’پس اس کا خیال رکھنا ہمارے لئے ضروری ہے ہم پر واجب ہے کہ آپ لوگوں کو ان فرائض پر آگاہ کردیں جو آپ پر عائد ہونے والے ہیں اور ان راہوں سے واقف کر دیں جن پر چل کر آپ منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں‘‘

(مشعل راہ جلد اول)

یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزایک لمبے عرصہ سے صحابہ کرامؓ میں سے بدری صحابہؓ کے واقعات ہمیں سنا رہے ہیں۔ ان کا اخلاص و فدائیت کے واقعات، ان کے تعلق باللہ کے واقعات، ان کے اسلام لانے کے لئے قربانیوں کے واقعات، ان کا توکل علی اللہ، ان کی بہادی و شجاعت، تاجماعت کے چھوٹوں میں بھی، بڑوں میں بھی، مردوں میں بھی خواتین اور بچوں میں بھی تعلق باللہ، وہ فدائیت کے اور اخلاص کے جذبات پیدا ہوں جن کو سن کر ہم اپنے اندر ایک ولولہ اور جوش واخلاص محسوس کریں اور اسلام و احمدیت کی ترقی ہو۔

خاکسار اس وقت آپ کی خدمت میں ان صحابہؓ کے واقعات کا ذکر کرنے لگا ہے جن کی عمریں بہت چھوٹی تھیں۔ایسی عمر جن کو ہم اطفال الاحمدیہ کی عمر کہتے ہیں یعنی 7سال سے 15 سال تک کی عمر۔ بظاہر یہ عمر بہت چھوٹی ہے اس چھوٹی عمر کے بچوں میں جذبہ فدائیت کیا ہوسکتا ہے؟ لیکن نہیں اور ہرگز نہیں نہیں ایسا نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اور اس زمانے میں بھی ہمیں بے شمار واقعات اس چھوٹی عمر کے بچوں کے ملتے ہیں جن سے اخلاص و فدائیت، جذبہ محبت، تعلق باللہ ملتا ہے۔ کیوں کہ بچوں کے اندر گو دین کو اس طرح سمجھنا یا دین کے تقاضوں کو اس طرح سمجھنا جس طرح ایک بڑی عمر کے نوجوان یا لوگ سمجھتے ہیں۔ مشکل ہوتا ہے لیکن یہ بچے ایسے تھے اور ایسے ہیں جن کی تربیت خدا تعالیٰ کے فضل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوئی جو مربی اعظم تھے، جو محسن انسانیت تھے۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ راہنمائی فرمائی ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں آذان اور بائیں میں اقامت کہو۔

گویا والدین کو باور کرا دیا کہ یہ بچہ قوم کی امانت ہے۔ اور اس امانت کی صحیح تربیت کرنا تمہارا فرض ہے۔ ورنہ بچے کو تو اس بات کی اس وقت سمجھ نہیں کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اور کیا کیا جارہا ہے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بچپن

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تھے اور آپ نے اپنے چچا کی کفالت میں بطور یتیم بچے کے تربیت اور پرورش پائی لیکن اس چھوٹی عمر میں بھی آپؐ کے اخلاق حسنہ کمال درجہ کے تھے بلکہ بلندیوں کے اعلیٰ معیار تک پہنچے ہوئے تھے۔

آپؐ کے بارے میں آتا ہے کہ جب گھر کے دیگر بچے کھیل کود میں مصروف ہوتے آپؐ اپنے چچا کے ساتھ ان کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے اور مدد کرتے رہتے۔ کھانے کے وقت میں آپ خاموشی سے انتظار کرتے اور دوسرے بچوں کی طرح کوئی شوروغل نہ کرتے۔ آپ بچپن سے ہی بہت نیک تھے کبھی جھوٹ نہ بولتے، ہمیشہ سچ بولتے تھے، دوسروں کی مدد

کرتے، ہمسایوں کے ساتھ بھی آپ نیک سلوک فرماتے اور ان کی مدد کرنے کو تیار رہتے کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرتے اور جو کچھ بھی آپ کو میسر آجاتا اسی پر خدا تعالیٰ کا بے حد شکر کا ادا کرتے۔

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپؐ کی شان میں یہ فرمایا لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (التوبہ:128) یعنی اے مومنو! تمہارے پاس وہ رسول آیا ہے جو تم میں سے ہے اور یہ رسول ایسا مشفق و مہربان ہے کہ تم کو کسی رنج و مصیبت میں مبتلا دیکھ ہی نہیں سکتا۔ یہ بات اس پر سخت گراں ہے۔ اور اسے ہر وقت یہی خواہش اور تڑپ رہتی ہے کہ تم کو ہمیشہ خیر ہی ملتی رہے وہ تو تمہارے لئے ہر بھلائی اور خیر کا بھوکا ہوتا ہے اور مومنوں پر انتہائی مہربان اور رحمت کے ساتھ جھکنے والا ہے۔

آپ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں جو بھی آیا۔ آپ نے اسے ایسا ہی بنانے کی کوشش کی جیسے آپ خود تھے۔ وہی جذبہ ان میں پیدا کرنے کی کوشش کی ان کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ زمین اور آسمان کے ستارے بن گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

صَادَفْتَهُمْ قَوْمًا كَرَوْثٍ ذِلَّةً فَجَعَلْتَهُمْ كَسَبِيْكَةِ الْعِقْيَانِ

اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو گندے گوبر کی طرح قوم تھی۔ مگر جب تیری صحبت میں آئی تو تُو نے اسے چمکتے ہوئے سونے کی ڈلی بنا دیا۔

## بچوں سے پیار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے بہت پیار و محبت کا سلوک فرماتے جس کی وجہ سے بچے بھی آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے۔ آپ بچوں کو دیکھ کر انہیں گود میں لے لیتے، انہیں پیار کرتے، ان کے لئے دعا کرتے۔ اور انہیں دین کا علم سکھاتے۔ یہ وجہ تھی کہ پھر بچے آپ کے پاس بھاگ بھاگ کر آتے تھے۔ آپ انہیں سلام میں بھی پہل کرتے اور ان کی تربیت فرماتے تھے۔

ایک بچہ کو آپ نے کھانے کے وقت دیکھا کہ اس کا ہاتھ کھانے کی پلیٹ میں ادھر ادھر جارہا ہے۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر نہایت پیار سے فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور سامنے سے کھاؤ۔ ساری پلیٹ میں ہاتھ مت ڈالو۔ آپ نے بچوں کے لئے اُن کے والدین کو یہ ہدایت فرمائی۔ اے لوگو! بچوں کو چوما کرو کیوں کہ ان کو چومنے کے بدلے میں تم کو جنت میں ایک درجہ ملے گا۔

(صحیح بخاری، ماخوذ از رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور بچے صفحہ19)

اور آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا۔ جو بچوں کے ساتھ رحمت و شفقت کا سلوک نہیں کرتا اس کا ہمارے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔

## فدائیت اور قبولیت دعا کا ایک واقعہ

ایک دفعہ ایک عورت اپنا بیمار بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی۔

اسے کئی قسم کی بیماریاں لاحق تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی کہ حضور دعا کریں یہ بچہ مر جائے۔ اور اسے تکلیفوں سے نجات ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر رحم فرماتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں یہ دعا نہ کروں کہ تیرا بچہ تندرست ہوجائے پھر جوان ہو کر جہاد میں شریک ہو اور شہادت کا درجہ پالے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا وہ بچہ تندرست ہوا اور بڑا ہو کر مخلص نوجوان بنا اور میدان جنگ میں شہادت پائی۔

یہ نوجوان کی فدائیت ہی تھی وہ تندرست اور صحت مند ہو کر انکار بھی کر سکتا تھا کہ جہاد میں نہیں جاتا۔ لیکن اس نے جہاد میں اپنے طور پر رضامندی سے شرکت کی اور پھر وہ شہید ہوا۔

## آنحضرتؐ کی صحبت میں بیٹھنے کا جذبہ

حضرت نعمان بن منذر کی عمر 8 سال تھی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا بغور مطالعہ کرتے رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب بیٹھتے تھے تا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سن سکیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز (تہجد مراد ہے) کے متعلق اکثر صحابہ سے زیادہ واقفیت رکھتا ہوں۔

اسی طرح ایک اور کم سن بچے حضرت عمر بن سلمہؓ کا بیان ہے کہ ہم مدینہ کے راستے میں رہتے تھے جب لوگ وہاں سے آتے اور بتاتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ حصہ قرآن مجھ پر نازل ہوا۔ چنانچہ اُن سے سن سن کر میں بھی وہی آیات اور سورتیں یاد کر لیتا۔ اور یہ وہ وقت تھا جب آپ ابھی مسلمان بھی نہ ہوئے تھے۔ اور اس طرح دوسرے لوگوں سے سن سن کر انہوں نے بہت سارا قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ اور

پھر ان کے اسلام لانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں امام مقرر کر دیا جب کہ ان کی عمر سات آٹھ سال تھی۔

## احادیث کے حفاظ بچے

جہاں کچھ بچوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرآن شریف حفظ کیا۔ یا قرآن شریف کی بعض سورتیں حفظ کیں وہاں بچوں کے اندر یہ جوش اور جذبہ تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر احادیث بھی یاد کر لیں۔ چنانچہ حضرت ابوسعید خدریؓ سے 1120 احادیث مروی ہیں۔ حضرت سہیل بن سعدؓ سے 1188 احادیث مروی ہیں۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے 2260 احادیث اور حضرت عروہ بن جندبؓ جو عہد نبوی میں بہت کم عمر تھے انہوں نے بھی سینکڑوں احادیث یاد کر رکھی تھیں۔

اسی طرح حضرت انسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ جب کہ ان کی عمر آٹھ دس سال تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ اس عمر میں بھی دیوانہ وار فدا تھے۔ اور محبت و اخلاص کے ساتھ آپ نے مفوضہ امور سرانجام دیتے تھے۔ بلکہ نماز فجر سے پہلے ہی اٹھ کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مسجد میں آنے سے قبل ہی سارے انتظامات کرتے۔

## حضرت علیؓ

حضرت علیؓ نے جب اسلام قبول کیا تو آپ کی بہت چھوٹی عمر تھی آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو ہر چیز پر مقدم رکھا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحبت میں رہ کر تعلق باللہ بڑھایا۔ عابدوزاہد بنے۔ آپ تو چھوٹی عمر میں ہی روزہ دار اور عبادت گذار تھے۔ یہ حضرت عائشہؓ کی گواہی ہے آپ کے بارے میں۔

حضرت علیؓ خود بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے یوں رہتا تھا جیسے اونٹنی کا بچہ اونٹنی کے پیچھے رہتا ہے۔ یہ کشش اور یہ محبت اور یہ حسن سلوک نہ کسی ماں میں نہ باپ میں تھی۔ اگر تھی تو صرف اور صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تھی۔

آپ کے بارے میں تاریخوں میں یہ مشہور واقعہ آتا ہے۔ کہ جب آپ دس سال کے تھے آپ کو اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی سعادت ملی۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کو تبلیغ کرنے کے لئے ایک دعوت کا اہتمام کیا آپ نے جب سب لوگ اکٹھے ہوئے دعوت اسلام دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے یہ پوچھا کہ اس کام میں میرا کون مددگار ہوگا سب لوگ خاموش ہوگئے مگر حضرت علیؓ نے اٹھ کر فرمایا میں آپ کا دست راست بنوں گا آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ دوسری اور تیسری دفعہ بھی آپ نے اپنا سوال دہرایا۔ سب خاموش تھے مگر ہر بار حضرت علیؓ نے ہی اٹھ کر فرمایا کہ میں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!اور پھر ساری عمر اس عہد کو نبھایا۔

## دشمنوں کی مجلس میں جا کر قرآن سنا دیا

ایک روز مسلمانوں نے مشہور کیا کہ قریش کو قرآن کریم سنایا جائے لیکن یہ کام اس قدر مشکل تھا کہ اس کو سر انجام دینا سخت خطرناک تھا مگر عبداللہ بن مسعودؓ فوراً اس کام کے لئے تیار ہوگئے۔ انہوں نے قرآن حفظ کیا ہوا تھا دوسرے صحابہؓ نے کہا کہ ابھی بچے ہیں اس کام

کے لئے موزوں نہیں۔ کوئی ایسا ہو جس کا خاندان وسیع ہو تا کہ قریش حملہ نہ کر سکیں۔ مگر عبداللہؓ نے کہا مجھے جانے دو میرا خدا حافظ ہے۔ چنانچہ اگلے روز جب قریش کی مجلس لگی ہوئی تھی۔ یہ شمع قرآنی کا دیوانہ وہاں جا پہنچا اور تلاوت قرآن کریم شروع کر دی۔ یہ دیکھ کر تمام مجمع مشتعل ہوگیا اور سب کے سب آپ پر ٹوٹ پڑے اور اس قدر مارا کہ چہرہ متورم ہوگیا۔ لیکن پھر بھی آپ کی زبان بند نہ ہوئی اور تلاوت جاری رکھی۔ اس سے فارغ ہو کر جب صحابہؓ میں واپس آئے تو آپ کی حالت نہایت خستہ ہو رہی تھی۔ صحابہؓ نے کہا ہم اس ڈر کی وجہ سے تمہیں جانے سے روکتے تھے۔ مگر حضرت عبداللہ نے جواب دیا خدا کی قسم اگر کہو تو کل پھر جا کر اسی طرح کروں گا۔ دشمنِ خدا آج سے زیادہ مجھے کبھی ذلیل نظر نہیں آتے۔

(اسد الغابہ۔ تذکرہ عبداللہ بن مسعود)

## کم سن صحابہ بچے میدانِ جنگ میں

حضرت اسماء خادمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 13 سال کی تھی جب وہ میدان جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور یہی عمر ابوسعید خدریؓ کی تھی جب ان کو ان کے والدین نے جنگ میں شریک ہونے کے لئے حضورؐ کی خدمت میں پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پاؤں تک دیکھا اور فرمایا کہ بہت کمسن ہیں لیکن باپ نے ہاتھ پکڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا کہ پورے مرد کا ہاتھ ہے تاہم آپؐ نے اجازت نہ دی۔

(بخاری باب غزوہ بنی مصطلق)

لیکن اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ صحابہ کرامؓ دینی خدمات کو اس قدر ضروری اور قابل فخر سمجھتے تھے کہ اپنے بچوں کو اس کا موقع دلانے کے لئے نہایت حریص تھے اور ان کو آگے کرتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح یہ سعادت حاصل ہوجائے۔ ہمارے زمانہ میں جو لوگ نہ صرف خود پیچھے ہٹتے ہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اپنے گھروں میں چھپا کر رکھنا چاہتے ہیں۔ انہیں سوچنا چاہیئے کہ ان لوگوں کو اپنی اولادوں سے محبت ہم سے کم نہ تھی۔ وہ بھی ہماری طرح کے انسان تھے۔ ان کے پہلو میں بھی دل تھے جو ہم سے زیادہ پدری شفقت سے لبریز تھے۔ مگر جوش ایمان اور خدمت اسلام ان کے نزدیک دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب تھی۔

## بچوں کا جذبہ جہاد فی سبیل اللہ اور شوقِ شہادت

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے انتہائی محبت و شفقت کا سلوک فرماتے وہاں بچے بھی آپ سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔یہاں تک کہ وہ آپ کے لئے جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ اور فدائیت کے جذبے سے سرشار ہو کر میدانِ جنگ میں شمولیت کے لئے درخواست کرتے اور اپنے آپ کو پیش کر دیتے۔

## ننّھا مجاہد۔ ننّھا شہید

جنگ بدر کی تیاریاں ہو رہی میں مسلمانوں کو مکہ کے کافروں کے خلاف پہلا موقعہ جہاد میسر آیا تھا۔ اس لئے بڑے جوش و خروش سے تیاریاں ہو رہی تھیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ کے چھوٹے بھائی بہت کمسن تھے۔ انہوں نے سُنا حضور کمسن بچوں کو واپس کررہے ہیں تو لشکر کے پیچھے چھپ رہے تھے کہ کہیں کوئی دیکھ نہ لے۔ دل میں خدا کی راہ

میں شہید ہونے کی بڑی خواہش تھی۔ جب انہیں تلاش کیا گیا اور واپسی کا حکم ملا تو وہ بے تحاشا رونے اور چلانے لگے۔ جب حضورؐ کو علم ہوا تو آپؐ نے ان کو بادل نخواستہ جنگ میں جانے کی اجازت دے دی۔

چنانچہ اس کے بڑے بھائی نے تیار کر دیا اور تلوار باندھی جو اس کمسن سپاہی سے بھی بڑی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اس معصوم کی شدید آرزو کو قبول کرتے ہوئے اسے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا۔ اللہ اللہ کیا جاں نثاری کا جذبہ تھا جو نوجوانوں کے لئے بھی مشعلِ راہ ہے آپ نے اللہ اور اس کے رسول پر اپنی جان قربان کر دی۔

## جنگ بدر کے جانباز بچے۔ دشمن خدا کو قتل کر دیا

مسلمان کفار مکہ کے خلاف برسرپیکار تھے۔ پیغمبر اسلام کے لشکر میں صرف تین سو تیرہ سپاہی۔ ستّر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔ اور مقابلے پر ایک ہزار کفار۔

جنگ کے طوفان میں دو نوخیز لڑکے کسی جستجو میں پھر رہے تھے ابو جہل کہاں ہیں......... حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ ہیں بیان کرتے ہیں کہ جنگِ بدر کے میدان میں مَیں نے اپنے دائیں بائیں نظر ڈالی تو دیکھا کہ ایک طرف معوذ اور دوسری طرف معاذ ہیں مَیں نے ایک لمحہ کے لئے سوچا۔ اگر میرے دائیں بائیں کوئی مضبوط نوجوان ہوتے تو جنگ میں لڑنے کا مزہ بھی آتا۔ اس خیال کے آتے ہی ایک بچے نے دائیں طرف سے کہنی ماری چچا ابو جہل کہاں ہے؟ ادھر سے دوسرے نے کہنی مار کر پوچھا۔ چچا!

وہ ابوجہل کہاں ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا رہتا ہے اور مسلمانوں کو تکالیف دیتا ہے۔ مَیں نے ارادہ کیا ہے یا تو اسے قتل کردیں گے یا اپنی جان بھی دے دیں گے۔ مَیں نے ابھی انگلی سے اشارہ ہی کیا تھا کہ وہ دیکھو وہ میدانِ جنگ میں پہروں میں لوہے سے لدا ہوا کھڑا ہے وہی ابوجہل ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں مَیں نے اشارہ ہی کیا تھا کہ دونوں بچے تیزی سے باز کی طرح جھپٹے اور تلواروں سے ایسا تابڑ توڑ حملہ کیا کہ ابوجہل زمین پر گر گیا۔ عکرمہ اس کا لڑکا پاس ہی کھڑا تھا اس نے ایک لڑکے پر وار کیا اور اس کا ایک بازو کٹ کر لٹک گیا جو جنگ میں لڑنے میں حائل ہورہا تھا۔ تو اس نے بازو کو پاؤں کے نیچے رکھ کر جسم سے الگ کر دیا اور پھر لڑنے لگا۔ دشمن خدا ابوجہل نے مرتے ہوئے بڑی حسرت سے کہا کہ میں کمسن لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہوا ہوں۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ بدر)

## جنگ اُحد کے جانباز کمسن سپاہی

جنگ احد بڑی خون ریز جنگ تھی بہت سے کم عمر لڑکے بھی اس جہاد میں شامل ہونے کے لئے بے تاب تھے یہ صحرا کے بچے تھے جن کے سروں میں اللہ کی راہ میں اپنی جانیں فدا کرنے کا جنون سمایا ہوا تھا وہ یا تو فتح چاہتے تھے یا شہادت کا رتبہ مگر حضورؐ نے ان معصوم بچوں کو آگ کی جنگ میں جانے کی اجازت نہ دی اور بچوں کو واپس جانے کے لئے کہا.........
ان میں ایک بچہ رافع بھی تھا جو بہت اچھا تیر انداز تھا اس کے باپ نے حضورؐ کی خدمت میں درخواست کی کہ اسے ماہر نشانہ باز ہونے کی وجہ سے اجازت دے دی جائے اور حضورؐ مان گئے۔ یہ دیکھ کر ایک نوخیز بہادر لڑکا جو رافع سے زیادہ طاقتور تھا جوش میں آیا اور اس

نے حضورؐ سے التجا کی کہ میں کُشتی میں رافع کو پچھاڑ سکتا ہوں مقابلہ کرالیں۔ اگر مَیں نے اس کو گرا لیا تو مجھے بھی اجازت دے دیں چنانچہ اس طریقے سے اسے بھی میدانِ جنگ میں جانے کی اجازت مل گئی۔

(ابن ہشام جلد ثانی جزثالث صفحہ 586)

## سات بہنوں کا ایک بھائی میدانِ جنگ میں

حضرت جابرؓ ایک بچے ہی تھے جو سات بہنوں کے واحد بھائی تھے ان کے والد بھی شہید ہوچکے تھے۔ جنگ احد کے بعد پھر جنگ کا اعلان ہوا۔ تو جابر جہاد میں شامل ہونے کے لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اجازت چاہی۔ آپ میدان جنگ میں جانے کے لئے بے قرار تھے۔ حضورؐ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر جُھک کر اس قدر عاجزی سے التجا کی کہ حضورؐ نے متاثر ہو کر اجازت دے دی۔ چنانچہ خوشی خوشی میدانِ جنگ میں پہنچ گئے...

عشاق محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کمسن بچوں کی جان سپاری کے یہ واقعات اس اَمر کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ وہ آپ کے حسنِ سلوک اور محبت و شفقت کے گرویدہ تھے۔ آپؐ نے ان کے دلِ وجان پر یہاں تک قبضہ کر لیا تھا۔ کہ وہ اپنا سب کچھ آپؐ پر نچھاور کرنے پر تُلے بیٹھے تھے۔ اور ان معصوم بچوں نے اس بات کو یقیناً سچ کر دکھایا تھا کہ یارسول اللہ ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی۔ آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور آپ کے پیچھے بھی اور دشمن آپ تک ہرگز نہیں پہنچ سکے گا جب تک وہ ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ جائے۔

پس یہ وہ کم سن صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائیت و اخلاص کے کچھ واقعات ہیں انہوں نے عبادت کے میدان میں بھی فدائیت دکھائی، جہاد کے میدان میں بھی اخلاص و

فدائیت کا جذبہ دکھایا۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ ان کم سن صحابہ نے ہمارے لئے ایک مثال بن کر ہمیں وہ راستہ دکھایا جو اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ کا راستہ ہے۔

اور یہی پیغام اس وقت جماعت احمدیہ کے اطفال الاحمدیہ کے لئے ہے۔ کہ آپ نے بھی وہی جذبہ اخلاص و فدائیت کا اپنے اندر پیدا کرنا ہے جو ان کم سن صحابہ میں تھا۔ آپ نے اپنی تنظیم میں شامل رہنا ہے۔ آپ نے خلیفۃ المسیح کے خطبات کو باقاعدگی سے سننا ہے۔ آپ نے خلیفۃ المسیح کی ہر بات میں پیروی اور اطاعت کرنی ہے۔ آپ نے حضرت علیؓ کی طرح کہنا ہے اے خلیفۃ المہدی !ہم حاضر ہیں اور تبلیغ و تربیت اور جہاد کے میدان میں ہم آپ کے ساتھ کھڑے ہیں۔

آپ نے حضرت ابو سعید خدریؓ اور دیگر صحابہؓ کی طرح علم القرآن اور علم الحدیث حاصل کرکے دنیا کو خلافت کی ڈھال کے نیچے لاکر راہنمائی کرنی ہے۔ آپ نے معوذؓ اور معاذؓ کی طرح خلیفۂ وقت کے دائیں اور بائیں رہنا ہے اور جہالت کو قتل کرنا ہے۔ علم کی روشنی پھیلانی ہے۔

آپ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کی طرح کسی بات کی پرواہ نہیں کرنی کہ آپ ابھی چھوٹے ہیں۔ آپ نے اس قدر علم حاصل کرنا ہے۔ جو کام سیف والا حضرت سعد بن وقاصؓ نے دکھایا۔ آپ نے اس میدان میں قلمی جہاد کرنا ہے۔

آپ عہد کریں کہ اطفال کی ہر میٹنگ میں شریک ہوں گے۔ ہر قسم کی مالی و جانی قربانی کے لئے تیار رہیں گے۔ وقت کی قربانی دیں گے۔ عبادات کے میدان میں نماز تہجد اور پانچوں نمازوں کا اہتمام کریں گے۔ اور خلیفۂ وقت کی ہر بات ماننے کے لئے ہر دم تیار رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 9 اگست 2022ء، لندن)

# (3)
# بعض واقفین نو مربیان کی حضور انور سے ملاقات کی دلربا داستانیں

فرخ احمد ارشد۔ لندن

## مکرم حافظ طٰہٰ داؤد کے جذبات

٭ جامعہ احمدیہ یو کے کے فارغ التحصیل طالب علم حافظ طٰہٰ داؤد صاحب نے پیارے حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا "اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجھے جامعہ کے وقت کے دوران حضور انور سے ملاقات کے متعدد مواقع نصیب ہوئے۔ اسی طرح مجھے اجتماعات اور جلسوں میں بھی خدمات انجام دینے کا موقع ملا۔ ایک موقع پر مجھے مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے اجتماع میں پیارے حضور کو ظہرانہ دینے کا موقع ملا۔ اس دن حضور انور نے ہم (طلباء) سے جنرل نالج کے سوالات پوچھے۔ اس کے بعد آپ نے ہمیں اپنے جنرل نالج میں بہتری لانے کی

ہدایت کی۔ سلاد تناول فرماتے ہوئے حضور انور نے ہم سے پوچھا کہ ”ایک کھیرے میں کتنی کیلوریز ہوتی ہیں؟“ جس کا شرمندگی کے ساتھ کسی نے جواب نہ دیا۔ لہٰذا حضور انور نے ہمیں آگاہ کیا کہ کھیرے میں کوئی کیلوریز نہیں ہوتیں۔ تاکہ ہم جتنا چاہیں کھا سکیں۔

* اسی طرح حضور انور نے بیت بازی کے حوالے سے ہم سے چند اور سوالات پوچھے۔ حضور نے ایک مصرعہ کا پہلا شعر پڑھا اور پوچھا ”کون شعر مکمل کرے گا اور شاعر کا نام بھی بتائیں؟“ ایک طالب علم نے جواب دیا ”یہ شعر دوسرے خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے۔“ میرے ذہن میں مصرعے کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ یاد تھا اس لیے میں نے حضور انور سے عرض کیا: ”مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ یہ شعر اِن الفاظ پر ختم ہوتا ہے۔ حضور انور نے اپنے مبارک چہرے پر مسکراہٹ کے ساتھ فرمایا ”صرف دو تین الفاظ رہ گئے تھے آپ ان کا بھی ذکر کر سکتے تھے۔“ اس کے بعد حضور انور نے ہمیں مکمل شعر پڑھ کر سنایا۔

* حضور انور نے پھر مجھ سے دریافت کیا کہ ”برطانیہ آنے سے پہلے آپ کس کلاس میں تھے؟“ جس پر میں نے جواب دیا ”میں 8 سال کا تھا۔“ اپنے مبارک چہرے پر تبسم فرماتے ہوئے پیارے حضور نے مجھ سے پوچھا ”پھر آپ نے اپنی اردو لکھائی کیسے بہتر کی؟“ میں اس سوال سے حیران رہ گیا اور اس بات نے مجھے اس حقیقت پر غور کرنے پر مجبور کیا کہ حضور انور کے نام لکھے گئے تمام خطوط کو حضور انور بہت اچھی طرح سے پڑھتے ہیں اور معمولی تفصیلات پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں اُس خدائی جماعت کی خدمت کرنے والے خلافت کے بہت سے خوش نصیب بندوں میں سے ایک ہوں۔ اللہ ہمیں خلافت کی حقیقی برکات کا ادراک کرنے اور خلیفہ وقت کے ساتھ مضبوط رشتہ استوار

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

## مکرم عامر سعید کے جذبات

* ایک واقف نو عزیزم عامر سعید نے ہمیں بتایا کہ حضور انور نے ان کی کچھ کمزوریوں پر قابو پانے میں کس طرح مدد کی جو انہیں پریشان کر رہی تھیں۔ یہاں انہوں نے ہمیں بتایا کہ ”جب میں جامعہ احمدیہ میں پڑھ رہا تھا مجھے ایک بار ایک ملاقات میں حضور انور سے اپنی کچھ خامیوں کا ذکر کرنے کا موقع ملا۔ جواب میں حضور انور نے بہت پیار سے کچھ مفصل نصیحتیں کیں تاکہ ہر ایک کو دور کرنے میں میری مدد کی جا سکے۔ بعد میں جب میں دفتر سے نکلنے کے لیے دروازے پر پہنچا تو آپ نے مجھے واپس بلایا اور فرمایا ”آپ مجھے ہر دس دن بعد اپنے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے ضرور لکھیں۔“

میں نے ویسا ہی کیا جیسا کہ حضور انور نے مجھے ہدایت فرمائی اور اللہ کے فضل سے میں نے آہستہ آہستہ لیکن یقینی طور پر میں نے اپنے آپ کو ان پریشانیوں اور خامیوں پر قابو پایا جن کا میں نے پیارے حضور سے ذکر کیا تھا۔

مجھے اس سے اندازہ ہوا کہ حضور انور اپنے انتہائی مصروف شیڈول کے باوجود جامعہ احمدیہ کے طلباء کی پرورش کا کس حد تک خیال رکھتے ہیں۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ وہ انسان ہم پر کتنا مہربان اور پیار کرنے والا ہے اور وہ اپنا کتنا ذاتی وقت ہمیں دیتا ہے۔ یہ ذاتی طور پر میرے لیے بہت ایمان افروز تھا کیونکہ میں نے محسوس کیا کہ حضور انور کی دعائیں مجھے براہ راست فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ حضور انور کی دعاؤں اور محبتوں کے وصول کنندہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

# مکرم معاذ احمد کے جذبات

* مربی سلسلہ مکرم معاذ احمد صاحب نے ہمارے ساتھ جو کچھ شیئر کیا وہ یہ ہے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جامعہ کے طلباء کو دورانِ مطالعہ متعدد بار خلیفہ وقت کے ساتھ ملاقاتیں کرنے کا بابرکت موقع ملتا ہے۔ میری جامعہ احمدیہ یوکے کی پہلی ملاقات جسے میں کبھی نہیں بھولوں گا۔اُس ملاقات سے چند دن پہلے میری دادی جان اچانک شدید بیمار ہو گئیں اور اس طرح انہیں ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ میں نے اس بارے میں حضور کو خط لکھا۔ مجھے ایک دو دن بعد جواب ملا جس میں حضور انور نے فرمایا کہ ”اللہ فضل کرے گا“۔ مجھے انہی دنوں میں ملاقات کرے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے اس کا ذکر حضور انور سے کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔

ایک یا دو دن کے بعد میری دادی جان کی طبیعت اتنی بگڑ گئی کہ انہیں ICU یونٹ میں داخل کر دیا گیا اور سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔ جب انکے زندہ رہنے کے امکانات بہت کم نظر آرہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتوں کی بارش کی اور دادی جان کو ایک اور زندگی عطا کی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور انور کی دعاؤں کی طاقت سے دادی جان کو ایک نئی زندگی عطا فرمائی ہے اور حضور انور نے مجھے پہلے ہی اپنے ملاقات میں تسلی دے دی تھی کہ وہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت واقعی ہم سب کے لیے ایک نعمت ہے اور ہمیں اپنے پیارے خلیفہ کے لیے دعا کرتے ہوئے اس نعمت سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

# مکرم نصر احمد ارشد کے جذبات

* خاکسار کے بھائی نصر احمد ارشد صاحب جو کے اس وقت دفتر وکالت مال یوکے میں خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ انہوں نے جامعہ احمدیہ میں زخمی ہونے کے بعد حضور انور سے ملنے والی محبت کے بارے میں بتایا۔ کہ جامعہ کے درجہ رابعہ میں سالانہ کھیلوں کے دوران باسکٹ بال کے میچ میں میرا جبڑا ٹوٹ گیا۔ سرجری کے بعد میں پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے دفتر گیا اور دریافت کیا کہ کیا حضور انور نے کوئی دوا لینے کا مشورہ دیا ہے۔ پہنچنے پر مجھے سب سے پہلے بتایا گیا کہ حضور انور کو میری چوٹ کی اطلاع اس وقت دی گئی جب وہ جرمنی سے واپس تشریف لا رہے تھے اور انہوں نے تازہ ترین معلومات طلب کی تھیں۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے بیٹھ کر انتظار کرنے کو کہا۔

انہوں نے کہا جب حضور انور کے دفتر میں جاؤں گا تب معلوم ہو گا اگر میری خوش قسمتی ہوئی تو حضور انور سے دوا یا کم از کم ایک نوٹ لے لوں گا کہ کیا لینا ہے۔ مجھے واضح طور پر یاد ہے کہ جمعرات کا دن تھا اور حضور انور یقیناً اپنے جمعہ کے خطبہ کی تیاری میں مصروف تھے۔ میرے انتظار میں وقت گزرتا گیا۔ ملاقات کرنے والا پہلا خاندان میرے پاس آکر بیٹھ گیا۔ میں نے حضور انور کے دفتر کے باہر لگے ہوئے لائٹ بلب کی روشنی کو دیکھا جیسے وہ اچانک چمکتی ہے۔ حضور نے پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بلایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کہا ”نصر! حضور آپ کو بلا رہے ہیں“۔ میں جم گیا۔ گویا سانس لینا یا چلنا بھول گیا ہوں۔ مجھے یاد ہے کہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے مجھے جانے کے لیے ہلکا سا دھکا دیا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی مجھے یاد آیا کہ حضور انور دروازے کی طرف منہ کر کے گویا انتظار کر رہے تھے۔ ”تم ہمیشہ اپنے آپ کو زخمی کرنے کا انتظام کرتے ہو اور پھر میرے پاس آتے

ہو!" حضور انور نے مسکراتے ہوئے کہا. "آپ کے لیے مزید کوئی گیم نہیں" حضور نے مجھ سے میری چوٹ سرجری اور کیا ہونے والا ہے کے بارے میں سوالات پوچھے۔ میں نے حضور انور کو بتایا کہ ڈاکٹروں نے مجھے بتایا ہے کہ مجھے اپنے جبڑے میں چار سے چھ ہفتوں تک پیچ رکھنا پڑے گا۔ لیکن میں اپنے جبڑے میں بغیر کسی پیچ کے آپکے سامنے کھڑا ہوں۔ ڈاکٹروں نے مجھے بتایا کہ انہوں نے ایسا کیس پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ مجھے یاد ہے کہ حضور انور نے مسکراتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ "اچھا یہ بات ہے! پھر تو تمہاری پریشان بیوی کی دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔" میں نے حضور سے عرض کی کہ میں نے ڈاکٹروں سے کہا ہے کہ میرا ایک خلیفہ ہے جس نے میرے لیے دعا کی ہے اور آج آپ جو کچھ دیکھ رہے ہیں اس کی اصل وجہ یہی ہے۔

میں حیران تھا کہ میرے روحانی بادشاہ نے وہ سب کچھ روک دیا جو وہ کر رہا تھا میرے جیسے نامعلوم اور غیر اہم شخص کے لیے جس کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ یہ وہ دن تھا جسے میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو حضور انور نے تیزی سے کرسی پر بیٹھ کر ہومیوپیتھی کی الماری کی طرف رخ کیا اور کچھ دوائی نکال کر مجھے عنائت فرمائی۔ خاکسار دفتر سے نکلا تو لالہ ناصر سعید صاحب مرحوم دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔ میں مضبوط رہنے کی خواہش کے باوجود انکی بانہوں میں گر پڑا میری آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ ایسا لگا جیسے خلیفہ وقت میرا انتظار کر رہیں ہوں۔ وہ تمام لوگوں میں مصروف ترین ہے لیکن پھر بھی وہ بیٹھا میری طرف ایسے دیکھتا رہا جیسے میں اس کی فکر کا مرکز ہوں۔ اس سے مجھے یہ احساس ہوا کہ حضور انور واقعی کسی کے دکھ اور درد کو لے کر سکون میں بدل دیتے ہیں اور ان کے ایمان کو مضبوط کرتے ہیں۔ ہم کتنے خوش نصیب ہیں کہ اس دور میں ہمارا ایک خلیفہ ہے!

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 9 اگست 2022ء، لندن)

# (4)

# ترانۂ نونہالان

م م محمود
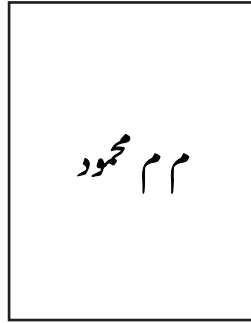
غنچے، کلیاں ہی سہی، پَر رونقِ گلزار ہم
کِھل اٹھے جونہی، بنا دیں گے فضا گلنار ہم

دل میں ہر اِک کے لیے بس اُلفت و اخلاص ہے
نفرتوں سے دور ہیں اور پیار سے سرشار ہم

آج ہے وردِ زباں ہر آن کلمہ طیّبہ
کل کریں گے صدقِ دل سے بس یہی پرچار ہم

گو سپاہی ننھے سے ہیں لشکرِ اسلام کے
پر بنیں گے فوجِ احمدؑ کے سپہ سالار ہم

ذات میں چھوٹے محمدؐ بن کے ہم دکھلائیں گے
گرچہ ہیں اَطفال لیکن صاحبِ کردار ہم

ہاتھ گر کٹ بھی گئے، پرچم نہ گرنے پائے گا
مثلِ مُصعب ہیں، خلافت کے عَلَم بردار ہم

زندگی بھر اپنے وعدے کے رہیں گے پاسدار
سچ سے نسبت ہے ہمیں اور جھوٹ سے بیزار ہم

آؤ مل کر علم کی مَشعل سے پھر روشن کریں
بستی بستی قریہ قریہ کوچہ و بازار ہم

کام نیکی کے کریں گے اور رہیں گے عمر بھر
ہر برائی کے مقابل برسرِ پیکار ہم

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 11 اگست 2022ء، لندن)
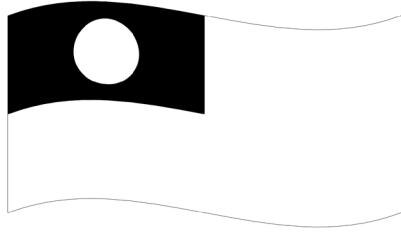
# مجلس انصار اللہ

# انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لئے ان شاء اللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

# (1)
# مجلس انصار اللہ کا قیام اور اس کے مقاصد

**ایم۔ایم۔طاہر**

جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کا قیام سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خداداد ذہانت و فطانت اور علمی و انتظامی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔ آپ نے افراد جماعت کے مرد و زن و بچوں کو اپنی عمر کے لحاظ سے ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر کے ان کی روحانی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور جسمانی ترقی کے سامان منظم صورت میں پیدا فرما دیئے۔ یہ حضرت مصلح موعودؓ کا جماعت پر عظیم الشان احسان ہے۔

لجنہ اماء اللہ اور خدام الاحمدیہ کے قیام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 26 جولائی 1940ء کو اپنے خطبہ جمعہ میں مجلس انصاراللہ کے قیام کا اعلان فرمایا اور حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کو اس کا پہلا صدر مقرر فرمایا۔ ابتدائی طور پراس کے لئے قادیان کے انصار کی تنظیم سازی کی گئی اور پھر اس کو پورے ہندوستان اور بیرون ممالک تک پھیلا دیا گیا۔

آغاز میں مسجد مبارک قادیان میں تنظیم انصار اللہ کے اجلاسات ہوئے تھے۔ جن کا ریکارڈ محترم شیخ عبدالرحیم صاحب شرما (سابق کشن لعل) رکھتے تھے۔ جنوری 1943سے مجلس انصاراللہ کا دفتر گیسٹ ہاؤس دارالانوار کے ایک کمرہ میں قائم کر دیا گیا۔ تقسیم ملک کے بعد مجلس کا دفتر جودھامل بلڈنگ لاہور میں منتقل ہوا اورنئے مرکز کے قیام کے بعد یہ دفتر ربوہ میں قائم ہو گیا۔

مجلس انصار اللہ کے باقاعدہ دفاتر کا سنگ بنیاد حضرت مصلح موعودؓنے 20فروری 1956ء کو ربوہ میں رکھا۔ ان مرکزی دفاتر کی مختلف ادوار میں توسیع ہوتی رہی۔ مجلس انصار اللہ کا پہلا دستور اساسی 1943ء کو منظور ہوا۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا پہلا سالانہ اجتماع 25 دسمبر 1944ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا۔ پاکستان میں پہلا سالانہ اجتماع نومبر 1955ء میں ہوا جس کا افتتاح حضرت مصلح موعودؓنے فرمایا تھا۔ سر زمین ربوہ میں آخری مرکزی اجتماع 28 تا 30 اکتوبر 1983ء کو مسجد اقصیٰ ربوہ میں ہواجس سے افتتاحی و اختتامی خطابات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمائے تھے۔ 3نومبر 1989ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ذیلی تنظیموں کو ان کے ممالک تک محدود فرمایا۔ اور اب دنیا بھر میں ذیلی تنظیمیں اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے افراد جماعت کی روحانی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

مجلس انصار اللہ کے قیام کے اغراض و مقاصد اور ذمہ داریوں کے حوالہ سے اس مضمون کا مواد بانی تنظیم حضرت مصلح موعودؓکے الفاظ میں ہی تحریر کیا جائے گا نیز انصار اللہ کے فرائض اور ذمہ داریوں کے بارہ میں خلفائے کرام نے انصار بھائیوں کو جو ہدایات فرمائی ہیں اس بارہ میں خلفائے کرام کے چند ارشادات پیش کروں گا۔ ان شاء اللہ

# مجالس کے قیام کی غرض

حضرت مصلح موعودؓ ذیلی تنظیموں کے قیام کی غرض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان مجالس کا قیام میں نے تربیت کی غرض سے کیا ہے۔ چالیس سال سے کم عمر والوں کے لئے خدام الاحمدیہ اور چالیس سال سے اوپر عمر والوں کے لئے انصاراللہ اور عورتوں کے لئے لجنہ اماء اللہ ہے۔ ان مجالس پر دراصل تربیتی ذمہ داری ہے۔ یاد رکھو کہ اسلام کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک شعر لکھ رہے تھے۔ ایک مصرعہ آپ نے لکھا کہ

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے

اسی وقت آپؑ کو دوسرا مصرعہ الہام ہوا جو یہ ہے کہ

اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اگر جماعت تقویٰ پر قائم ہوجائے تو پھروہ خود ہر چیز کی حفاظت کرے گا۔ نہ وہ دشمن سے ذلیل ہوگی، اور نہ اسے کوئی آسمانی یا زمینی بلائیں تباہ کرسکیں گی۔ اگر کوئی قوم تقویٰ پر قائم ہوجائے تو کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔۔۔ پس مجلس انصاراللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماءاللہ کا کام یہ ہے کہ جماعت میں تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لئے پہلی ضروری چیز ایمان بالغیب ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ، ملائکہ، قیامت، رسولوں اور ان شاندار عظیم الشان نتائج پر جو آئندہ نکلنے والے ہیں، ایمان پیدا کرنا چاہئے۔ انسان کے اندر بزدلی اور نفاق وغیرہ اسی وقت پیدا ہوتے ہیں جب دل میں ایمان بالغیب نہ ہو۔ اس صورت میں انسان سمجھتا ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے یہ بھی اگر چلاگیا

تو پھر کچھ نہ رہے گا اور اس لئے وہ قربانی کرنے سے ڈرتا ہے۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 51تا55)

نوٹ:حضرت مصلح موعودؓ نے تقویٰ پیدا کرنے کے لئے ایمان بالغیب کے بعد اقامۃ الصلوٰۃ، انفاق فی سبیل اللہ، ایمان بالقرآن، بزرگان دین کا احترام اور یقین بالآخرت کو ضروری قرار دیا۔

## نظام جماعت کو بیدار رکھنے کے لئے ذیلی تنظیموں کا قیام

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ”میں نے جماعت میں خدام الاحمدیہ اورانصاراللہ دو الگ الگ جماعتیں قائم کیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں ایسا ہوسکتا ہے کہ کبھی حکومت کے افراد سُست ہوجائیں اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ کبھی عوام سُست ہوجائیں۔ عوام کی غفلت اوران کی نیند کو دور کرنے کے لئے جماعت میں ناظر وغیرہ موجود تھے۔ مگر چونکہ ایسا بھی ہوسکتا تھا کہ کبھی ناظر سُست ہوجائیں اور وہ اپنے فرائض کو کما حقہ ادا نہ کریں۔ اس لئے ان کی بیداری کے لئے بھی کوئی نہ کوئی جماعتی نظام ہونا چاہئے تھا جو ان کی غفلت کو دور کرتا اور اس غفلت کا بدل جماعت کو مہیا کرنے والا ہوتا۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ اور لجنہ اماء اللہ اسی نظام کی دو کڑیاں ہیں اور ان کواسی لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ وہ نظام کو بیدار رکھنے کا باعث ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اگر عوام اورحکام دونوں اپنے اپنے فرائض کو سمجھیں تو جماعتی ترقی کے لئے خداتعالیٰ کے فضل سے یہ ایک نہایت ہی مفید اور خوش کن لائحہ عمل ہوگا۔ اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائم مقام ہیں عوام کو بیدار کرتی رہیں اور دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جوعوام کے قائم مقام ہیں، نظام کو بیدار کرتے

رہیں۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کلّی طور پر گر جائے اور اس کا قدم ترقی کی طرف اٹھنے سے رک جائے۔ جب بھی ایک غافل ہو گا دوسرا اسے جگانے کے لئے تیار ہو گا۔ جب بھی ایک سُست ہو گا دوسرا اسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل آئے گا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ایک حصہ کے نمائندے ہیں۔ ایک نمائندہ ہیں نظام کے اور دوسرے نمائندہ ہیں عوام کے۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ80-81)

## حقیقی انصاراللہ دائمی خلافت کے ضامن

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔ ”یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے اوراس کے دو ذریعے ہوسکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے مَیں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی۔ تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی تو اگلی نسل انصاراللہ کی اعلیٰ ہوگی۔ میں نے سیڑھیاں بنادی ہیں۔ آگے کام کرنا تمہارا کام ہے۔ پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے۔ دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے۔ تیسری سیڑھی انصار اللہ ہے اور چوتھی سیڑھی خدا

تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو اور دوسری طرف خداتعالیٰ سے دعائیں مانگو تو یہ چاروں سیڑھیاں مکمل ہوجائیں گی۔ اگر تمہارے اطفال اور خدام ٹھیک ہوجائیں اور پھر تم بھی دعائیں کرو اور خداتعالیٰ سے تعلق پیدا کرلو۔ تو پھر تمہارے لئے عرش سے نیچے کوئی جگہ نہیں اور جو عرش پر چلاجائے وہ بالکل محفوظ ہوجاتاہے۔ دنیا حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ زیادہ سے زیادہ سو دوسو فٹ پر حملہ کرسکتی ہے۔ وہ عرش پر حملہ نہیں کرسکتی۔ پس اگر تم اپنی اصلاح کرلوگے اور خداتعالیٰ سے دعائیں کروگے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہوجائے گا اور اگر تم حقیقی انصاراللہ بن جاؤ اور خداتعالیٰ سے تعلق پیدا کرلو تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی اور وہ عیسائیت کی خلافت سے بھی لمبی چلے گی۔

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ114-115)

## خلافت کے ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ قائم رکھیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت محبت تھی۔ وہ برداشت نہیں کرسکتے تھے کہ دشمن آپؐ کی ذات پر حملہ آور ہو۔ اس لئے وہ بے جگری سے حملہ کرتے اور کفار کا منہ توڑ دیتے۔ ان کے اندر شیر کی سی طاقت پیدا ہوجاتی تھی اور وہ اپنی جان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

یہ سچی محبت تھی جو صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ آپ لوگ بھی ان جیسی محبت اپنے اندر پیدا کریں۔ جب آپ نے انصار کا نام قبول کیاہے توان جیسی محبت بھی پیدا کریں۔ آپ کے نام کی نسبت اللہ تعالیٰ سے ہے اور خداتعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو

اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو۔ کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اِس کو انصار کی بھی ضرورت ہوگی۔ خدام کی بھی ضرورت ہوگی اور اطفال کی بھی ضرورت ہوگی۔ ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کرسکتا۔ اکیلا نبی کوئی کام نہیں کرسکتا۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دیے ہوئے تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت دی۔ اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصاراللہ بھی قائم رہیں اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی۔ کیونکہ جب دنیا دیکھے گی کہ جماعت کے لاکھوں لاکھ آدمی خلافت کے لئے جان دینے پر تیار ہیں تو جیسا کہ میور کے قول کے مطابق جنگ احزاب کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پر حملہ کرنے کی وجہ سے حملہ آور بھاگ جانے پر مجبور ہوجاتے تھے۔ اسی طرح دشمن ادھر کا رخ کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ وہ سمجھے گا کہ اس کے لئے لاکھوں اطفال، خدام اور انصار جانیں دینے کے لئے تیار ہیں۔ اس لئے اگر اس نے حملہ کیا تو وہ تباہ وبرباد ہوجائے گا۔ غرض دشمن کسی رنگ میں بھی آئے جماعت اس سے دھوکہ نہیں کھائے گی۔"

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 121)

## جماعت کی دماغی نمائندگی انصاراللہ کرتے ہیں

بانی تنظیم انصاراللہ حضرت مصلح موعودؓ نے 1955ء کے سالانہ اجتماع انصاراللہ مرکزیہ سے خطاب کرتے ہوئے انصاراللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جماعت کی دماغی نمائندگی انصاراللہ کرتے ہیں اور اس کے دل

اور ہاتھوں کی نمائندگی خدام الاحمدیہ کرتے ہیں۔ جب کسی قوم کے دماغ، دل اور ہاتھ ٹھیک ہوں تو وہ قوم بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔ پس میں پہلے تو انصار اللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان میں سے بہت سے وہ ہیں جو یا صحابی ہیں یا کسی صحابی کے بیٹے ہیں یا کسی صحابی کے شاگرد ہیں، اس لئے جماعت میں نمازوں، دعاؤں اور تعلق باللہ کو قائم رکھنا ان کا کام ہے۔ ان کو تہجد، ذکر الٰہی اور مساجد کی آبادی میں اتنا حصہ لینا چاہیئے کہ نوجوان ان کو دیکھ کر خود ہی ان باتوں کی طرف مائل ہو جائیں۔ اصل میں تو جوانی کی عمر ہی وہ زمانہ ہے، جس میں تہجد، دعا اور ذکر الٰہی کی طاقت بھی ہوتی ہے اور مزہ بھی ہوتا ہے۔ لیکن عام طور پر جوانی کے زمانہ میں موت اور عاقبت کا خیال کم ہوتا ہے۔ اس وجہ سے نوجوان غافل ہو جاتے ہیں لیکن اگر نوجوانی میں کسی کو یہ توفیق مل جائے تو وہ بہت ہی مبارک وجود ہوتا ہے۔ پس ایک طرف تو میں انصاراللہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے نمونہ سے اپنے بچوں، اپنے ہمسایہ کے بچوں اور اپنے دوستوں کے بچوں کو زندہ کریں اور دوسری طرف میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اتنا اعلیٰ درجہ کا نمونہ قائم کریں کہ نسلاً بعد نسل اسلام کی روح زندہ رہے۔"

(سبیل الرشاد جلد اوّل صفحہ 191-192)

## اشاعتِ قرآن کا فریضہ

اشاعت قرآن انصاراللہ کا اوّلین فریضہ ہے۔ اس بارے میں توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ "پھر فرمایا بِاَیۡدِیۡ سَفَرَۃٍ کِرَامٍۭ بَرَرَۃٍ اور اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ اگر تم عزت حاصل کرنا چاہتے ہو اور نیکیوں میں ترقی کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے یہ ضروری ہے کہ قرآن کریم پر تمہارا Grasp (گراسپ) ہو۔ عبور ہو

(بِاَیْدِیْ میں اسی طرف اشارہ ہے) اور قرآن کریم کے لکھنے اور پھیلانے میں تم کوشاں رہو۔ کیونکہ اشاعتِ قرآن انسان کو نیک بھی ٹھہراتی ہے اور پاک بھی ٹھہراتی ہے اور با عزت بھی ٹھہراتی ہے۔ جو آدمی قرآن کریم کو چھوڑتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت نہیں پا سکتا اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں عزت پانا چاہتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں نیک ٹھہرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے عمل اور اپنے فعل اور اپنے قول سے قرآن کریم کی اشاعت کرنے والا ہو۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے انصار اللہ کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اشاعتِ قرآن کے لئے کوشاں رہیں۔ میں پھر دوبارہ بطور یاددہانی آج یہ نصیحت اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ جب آپ واپس جائیں اور جہاں بھی آپ ہوں دعائیں کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے توفیق پا کر قرآن کریم کی اشاعت کی طرف متوجہ رہیں۔“

(سبیل الرشاد جلد دوم صفحہ 212)

## جماعت کو بیدار رکھنے کی ذمہ داری

جماعت کو بیدار رکھنے کی ذمہ داری انصار اللہ پر ہے۔ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ ”جماعت میں بیداری قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد بڑا بھی اور چھوٹا بھی۔ مرد بھی اور عورت بھی۔ جماعت کے اخبار اور رسالوں کو پڑھنے کی عادت ڈالے یا جو نہیں پڑھ سکتے ان کو سنانے کا انتظام کیا جائے۔ جب تک جماعت کے دوستوں کو یہ پتہ ہی نہیں لگے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور فضلوں کے نزول کے ساتھ ترقیات کی راہوں پر کس طرح کس تیزی کے ساتھ اور بلندیوں کی کس سمت

میں ہمیں لے جا رہا ہے۔ ہم اس کا شکر بجا نہیں لا سکتے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے ہمارے دلوں میں وہ جذبہ ہی نہیں ہو سکتا۔

تو جماعت کو بیدار رکھنے کے لئے مرکز کے اخباروں اور رسالوں کا پڑھنا ضروری ہے اور ان اخباروں اور رسالوں کو پڑھنا اور پڑھوانا یہ انصار اللہ کی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری انصار اللہ پر ہے کہ انہوں نے جماعت کو بیدار رکھنا ہے۔"

مزید فرمایا۔ "تو بیداری پیدا کرنے اور بیداری قائم رکھنے کی جو ذمہ داری مجلس انصار اللہ پر ہے، اس ذمہ داری کو ادا کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مجلس انصار اللہ کے اراکین زیادہ سے زیادہ وقف عارضی کے منصوبہ میں شامل ہوں اور کم از کم سال میں دو ہفتے تو خالصۃً اللہ اور اس کے دین کے لئے وقف کریں۔

اس کے علاوہ مجلس انصاراللہ پر یہ فرض بھی عائد کیا گیا تھا کہ وہ روزانہ کچھ نہ کچھ وقت جماعتی کاموں کے لئے دیں اور اس کی طرف بھی آپ دوست اپنے اپنے مقامات پر توجہ دیں اور ایسا پروگرام بنائیں کہ ہر رکن مجلس انصار اللہ روزانہ کچھ وقت دین کی راہ میں خرچ کرے۔"

(سبیل الرشاد جلد دوم صفحہ 67-68)

## اردو پڑھنا جاننے اور مطالعہ کتب کی ذمہ داری

انصارا للہ کو ان کی دو اہم ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔ "انصار اللہ چونکہ اپنے اپنے خاندان کے سر پرست ہیں اس لئے ان

پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ایک یہ کہ ہر خاندان کا ہر فرد اردو پڑھنا جانتا ہو۔ ہمیں جماعت میں تعلیم کا یہ کم سے کم معیار قائم کرنا پڑے گا ورنہ وہ برکتیں جو قرآن کریم کے ذریعہ ہمیں ملی ہیں اور جو سمندروں سے بھی زیادہ ہیں، ان سے ہم اپنے آپ کو بھی محروم کر رہے ہوں گے اور اپنی نسلوں کو بھی محروم کر رہے ہوں گے۔ اور دوسرے یہ کہ جو خاندان پڑھنا جانتے ہیں، وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔“

نیز فرمایا:۔ ”میں آج آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اپنے گھروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے رکھنے اور ان کا مطالعہ کرنے اور بچوں کو سنانے کا انصاراللہ کے ذریعہ کوئی انتظام ہونا چاہئے اور اس کی کوئی خاطر خواہ نگرانی بھی ہونی چاہئے کہ عملاً ایسا ہو رہا ہے۔“

(سبیل الرشاد جلد دوم صفحہ 324 تا 328)

## انصاراللہ کی ذمہ داریاں باقی تنظیموں سے زیادہ ہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔ ”انصار اللہ کی عمر وہ عمر ہے جس کے بعد کسی اور مجلس میں شامل نہیں ہونا بلکہ دوسری دنیا کی طرف رخصت ہونا ہے۔ اس لئے جو دینی کاموں میں کمزوریاں رہ گئی ہیں ان کو دور کرنا اور ان کا ازالہ کرنا جس حد تک ممکن ہے انصار کو کرنا چاہئے کیونکہ پھر اس کے بعد دوبارہ یہاں واپس نہیں آنا۔ اور اس پہلو سے خدام اور دوسرے ذیلی شعبوں سے مجلس انصاراللہ کو زیادہ مستعد ہونا چاہئے اور زیادہ ان کے دل پر بوجھ پڑنا چاہئے۔ انبیاء کا سب کا یہی حال رہا ہے۔ جوں جوں عمر بڑھتی ہے اور بڑھاپے کی عمر میں وہ داخل ہوتے ہیں کام کی ذمہ داریاں ان پر بڑھتی چلی جاتی ہیں اور پہلے سے زیادہ محنت اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی یہی

روایتیں ہیں کہ آخری ایام میں تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی شخص غروب ہوتے ہوئے سورج پر نظر کرتے ہوئے جب کہ ابھی منزل دور ہو بہت تیزی سے قدم اٹھاتا ہے اور بار بار توجہ کرتا ہے کہ کہیں دن غروب نہ ہو جائے۔ اس کیفیت سے آپؐ نے آخری عمر میں کاموں کے بوجھ زیادہ بڑھا لئے اور زیادہ اس احساس کے ساتھ کہ جو کچھ بھی اب مجھ سے ممکن ہے میں کر لوں، ان کی ذمہ داریاں ادا فرمائیں۔ پس انصار کا ایک یہ پہلو ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے۔

دوسرا یہ کہ انصار کی ذمہ داریوں میں طبعی طور پر ان سے نچلی تمام نسلوں کی ذمہ داریاں داخل ہیں۔بچوں کی تربیت میں بھی انصار سب سے اچھا کردار ادا کر سکتے ہیں، خواتین کی تربیت میں بھی انصار سب سے اچھا کردار ادا کرسکتے ہیں اس میں بالعموم نفس کی ملونی کا خطرہ باقی نہیں رہتا۔ اس پہلو سے مجلس انصار اللہ کو مستعد بھی ہونا چاہئے اور اپنی ذیلی تنظیموں کی تربیت پر بھی نظر رکھنی چاہئے۔ تربیت کے لحاظ سے ذمہ داری ادا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ خدام الاحمدیہ کے انتظام میں دخل دیں، لجنہ کے انتظام میں دخل دیں بلکہ گھر کے بڑوں کے طور پر، ایک معزز شہری کے طور پر جس حد تک نیک نصیحت کے ذریعے وہ اپنی سے نچلی نسلوں کی تربیت کے کام سر انجام دے سکتے ہیں ان کو دینے چاہئیں۔“

(سبیل الرشاد جلد سوم صفحہ 426-427)

## انصار کی تین اہم ذمہ داریاں

مجلس انصار اللہ جرمنی کے سالانہ اجتماع 2007ء کے موقع پر اپنے پیغام میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ کو ان کی تین اہم ذمہ داریوں 1۔ قیام نماز 2۔

قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے 3۔تربیت اولاد کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’انصاراللہ کی سب سے اہم ذمہ داری پنجوقتہ نمازوں کا قیام ہے۔ قرآن کریم نے مومنوں کی سب سے پہلی یہی علامت بیان فرمائی ہے کہ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ یعنی وہ نمازوں کو قائم کرتے ہیں۔ اس کو ضائع نہیں ہونے دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مومن اور کافر میں فرق کرنے والی شئے نماز ہے۔ ایک حدیث میں اس طرح بھی آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی انہوں نے نماز کی معافی کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں۔۔۔ حضرت مسیح موعودؑ نے نماز کی ادائیگی کی بہت تاکید فرمائی ہے اور میں آپ کو ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ (الذاریات:56) کے تحت یاددہانی کرواتا ہوں کہ انصاراللہ نے نمازوں کے قیام کے لئے اپنی ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔خود بھی پنجوقتہ نمازوں پر قائم ہوں اور اپنی بیویوں اور اولادوں کو بھی اس کا عادی بنائیں۔ پانچوں نمازیں وقت پر ادا کریں اور انہیں ہرگز ضائع نہ کریں۔ نمازیں باربار پڑھیں اور اس خیال سے پڑھیں کہ آپ ایسی طاقت والے کے سامنے کھڑے ہیں کہ اگر اس کا ارادہ ہو تو ابھی قبول کرلیوے۔یہ آپ کی نسلوں کی روحانی پاکیزگی کی ضمانت ہے۔ دنیا کے گند اور آلائشوں سے بچانے کا ذریعہ ہے۔یہ سیئات کو دور کرتی ہے۔

دوسری اہم ذمہ داری انصار اللہ کی یہ ہے کہ وہ خود بھی قرآن کریم سیکھیں اور اپنی اولادوں کو بھی سکھائیں۔ اور پھر ہر گھر میں تلاوت قرآن کا اہتمام اورالتزام ہو۔اگر آپ خود روزانہ اس کی تلاوت کریں گے تو آپ کے بچے اس سے نیک اثر لیتے ہوئے تلاوت کے عادی بن جائیں گے۔ میں نے واقفین نو بچوں کو یہ ہدایت کی ہوئی ہے کہ وہ روزانہ کم ازکم دو رکوع

کی تلاوت کیا کریں۔ آپ نے ان واقفین نو کی تربیت کرنی ہے تو آپ کو اپنا عملی نمونہ ان کے سامنے پیش کرنا ہو گا۔ روزانہ کچھ رکوع تلاوت ضرور کیا کریں کوئی وقت اس کے لئے مقرر کریں سب سے اچھا وقت تو فجر کی نماز کے بعد ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ فجر کے بعد اس کا التزام ہو۔

تیسری ذمہ داری جس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ بچوں کی تربیت ہے۔ یہ بھی انصاراللہ کا کام ہے کہ وہ احمدی بچوں کی تربیت کی فکر کریں۔ جیسا کہ میں نے نماز اور تلاوت قرآن کریم کا ذکر کیا ہے۔ اگران دو امور پر احمدی بچے قائم ہوجائیں تو ان کی احسن تربیت ہو گی۔ وہ یورپ کے گند اور دنیاوی آلائشوں سے پاک ہوجائیں گے۔ تربیت کے مضمون میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ ماں باپ جتنی مرضی زبانی تربیت کریں اگر ان کا اپنا نمونہ اور کردار ان کے قول کے مطابق نہیں توبچوں کی تربیت نہیں ہوسکتی۔ بچے کمزور پہلوکو لے لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔ اس لئے آپ کو اپنا عملی نمونہ پیش کرنا ہو گا۔ نمازوں پر قائم ہونا پڑے گا۔ تلاوت قرآن کریم کا روزانہ اہتمام کرنا ہو گا۔ گھروں میں پاکیزہ ماحول اور پاکیزہ باتیں رواج دینی ہوں گی۔ گھروں میں نظام جماعت کے خلاف باتیں نہ ہوں جن سے بچوں کی تربیت پربُرا اثر پڑے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ گھر جن میں نظام جماعت کے خلاف باتیں ہوتیں ہیں ان کے بچے جماعت سے دور ہوجاتے ہیں یہاں تک کہ دہریہ ہوجاتے ہیں۔ پس اگر آپ نے اپنے بچوں کو احمدیت، حقیقی اسلام پر قائم رکھنا ہے تو ان کے دلوں میں خلافت احمدیہ اور نظام جماعت کی محبت اور احترام پیدا کریں اور یہ تبھی ہو گا جب یہ محبت اور احترام آپ کے دلوں اور آپ کے عملی نمونہ سے پھوٹ رہا ہو گا۔

(سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 187تا189)

# انصاراللہ سے خلیفہ وقت کی توقعات

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ کی اشاعت کے 50سال پورے ہونے پر حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں انصار بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

”جماعت کی ذیلی تنظیموں کے نظام میں انصاراللہ کی تنظیم ایسی ہے جس کے ممبران اپنی اس عمر کو پہنچ جاتے ہیں جس میں انسان کو اپنی زندگی کے انجام کے آثار نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں اور بڑی تیزی سے اس انجام کی طرف قدم بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس انجام کا خوف اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ خالص ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور جھکے اور اس کا قرب چاہے۔ اس کا ایک ذریعہ نماز ہے جسے تمام عبادتوں میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ گزشتہ دنوں ہم رمضان کے مہینے سے گزرے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ان دنوں میں کمزوروں میں بھی ایک خاص تبدیلی پیدا ہوئی ہو گی اور نمازوں کی طرف ہر کسی نے توجہ دی ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو عبادت کا مغز قرار دیا ہے۔ اس میں سب دُعائیں آ جاتی ہیں۔ اگر کلمہ طیبّہ مسلمان ہونے کا زبانی اقرار ہے تو نماز اس کی عملی تصویر ہے۔ پس میری پہلی نصیحت تو یہ ہے کہ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور اپنی آئندہ نسلوں کیلئے نیک نمونہ قائم کریں۔

دوسری بات قرآن کریم کی تلاوت، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ ہے۔ ہر مرتبہ پڑھنے سے نئے نئے معنی کھلتے ہیں۔ یہ مطالعہ جہاں آپ کو معرفت میں بڑھائے گا وہاں اس سے آپ کے بچوں کیلئے بھی ایک نیک نمونہ قائم ہو گا اور آپ کا یہ علم دعوت الی اللہ کے میدان میں بھی آپ کا مددگار ثابت ہو گا۔

تیسری بات دین کی خاطر مالی قربانیوں کی طرف توجہ دینا ہے۔ میں نے صف دوم کے انصار کونظامِ وصیت میں شامل ہونے کی طرف توجہ دلائی تھی۔ ہر مجلس کی سطح پر اس کیلئے کوشش ہونی چاہیئے۔ اس نظام میں شامل ہونے والوں کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی دُعائیں کی ہیں۔ اسی طرح دوسری مالی تحریکات بھی ہیں۔ ان میں بھی حصہ لیں اور اس حوالے سے اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہم انصاراللہ ہونے کا حق ادا کر رہے ہیں؟

انصاراللہ کا ایک اور اہم کام خلافت سے وابستگی اور اُس کے استحکام کیلئے کوشش کرنا ہے۔ جماعت اور خلافت ایک وجود کی طرح ہیں۔ افراد جماعت اس کے اعضاء ہیں تو خلیفۂ وقت دل و دماغ کے طور پر ہیں۔ کیا کبھی ایسا ممکن ہوا ہے کہ انسانی دماغ ہاتھ کو کوئی حکم دے اور ہاتھ اُسے ردّ کر کے اپنی مرضی کے مطابق حرکت کرے۔ اگر آپ اس تعلق کو سمجھ جائیں اور اگر یہ سوچ ہر ایک میں پیدا ہو جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی فرد جماعت اپنے فیصلوں اور اپنے علمی نکتوں اور اپنے عملوں پر اصرار کریں۔ پس آپ کی ہر حرکت و سکون خلیفۂ وقت کے تابع ہونی چاہیئے۔

انصاراللہ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ آپ کے عملی نمونے اور پاک تبدیلیاں دوسری تنظیموں اور افراد جماعت سے بڑھ کر ہونی چاہئیں۔ ہمارے بڑوں نے انصاراللہ ہونے کا حق ادا کیا اور بے نفس ہو کر دین کی خاطر قربانیاں کیں تو آج ہمارا فرض ہے کہ ایک جُہدِ مسلسل اور دُعاؤں کے ساتھ اپنے پیچھے آنے والوں کیلئے نیکی کے راستے ہموار کرتے جائیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کو پلے باندھ لیں۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:

”بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر

یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی زندگیاں اس نہج پر چلانے والے ہوں۔ آمین

(ماہنامہ انصاراللہ ربوہ اکتوبر 2010ء صفحہ 8-9)

## مغربی معاشرے میں بالخصوص انصار کا اپنے گھر میں سلوک مثالی ہو

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سالانہ اجتماع برطانیہ 2004ء کے آخری روز مورخہ 26 ستمبر کو اپنے خطاب میں انصار اللہ کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس مغربی معاشرے میں رہتے ہوئے، جہاں ہر قسم کی آزادی ہے، انصاراللہ کی ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ جہاں آپکو اپنے بچوں کی طرف، اپنے گھروں کی طرف توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے، بیوی کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت ضرورت ہے۔ بیوی سے اگر حسنِ سلوک ہوگا تو وہ یکسوئی سے آپکے بچوں کی صحیح تربیت کی طرف توجہ کرے گی۔ ورنہ تو وہ بچوں کی تربیت کی بجائے گھر میں ہر وقت ان بچوں کے سامنے ایسے خاوند، ایسے باپ جو صحیح طرح اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ نہیں دیتے،ان کے رویّوں کا ذکر ہی ہوتا رہے گا، ان کی شکایتیں ہی ہوتی رہیں گی۔ بچے اور ماں ایک دوسرے سے اپنے باپوں کے بارے میں رونے ہی روتے رہیں گے۔ اور پھر ایسی صورت کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کے بچے آپ سے پیچھے ہٹتے چلے جائیں گے۔ چالیس سال کی عمر کے انصار جو ہیں ان کے بچے ابھی چھوٹی عمر کے ہوتے ہیں، اس سے بڑی عمر کے انصار ہیں ان کے بچوں کی نوجوانی میں شادیاں ہو گئیں، ان

کے آگے بچے ہیں، تو ہر عمر کے انصار کے گھر کا جو ماحول ہے، اس میں اگر اس کا رویہّ اپنے گھر والوں سے ٹھیک نہیں تو وہ بعض دفعہ ٹھوکر کا باعث بن سکتا ہے۔ اور پھر آپ سے جب پرے ہٹیں گے تو پھر دین سے بھی پرے ہٹتے چلے جائیں گے۔

## نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ کے حوالہ سے ذمہ داریاں

اگر بچوں میں یہ احساس پیدا ہو گیا کہ ہمارا باپ یا ہمارا دادا یا ہمارا نانا دین کے بڑے خدمت گاروں میں شمار ہوتا ہے لیکن گھر کے اندر وہ اعلیٰ اخلاق جو ایک دیندار کے اندر ہونے چاہیں ان کا اظہار نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جو نظارے ان بزرگوں میں نظر آنے چاہئیں وہ نظر نہیں آتے، تلاوتِ قرآن کریم کی طرف توجہ جس طرح ہونی چاہئے وہ توجہ نہیں ہوتی۔ پھر بچے یہ بھی سوچتے ہیں کہ ہماری ماں کے ساتھ جو حسنِ سلوک اس گھر میں ہونا چاہئے وہ نہیں ہوتا تو باہر جا کر جس دین کی خدمت کا ایسا شخص نعرہ لگاتا ہے بچے کے ذہن میں یہی رہے گا کہ وہ سب ڈھکوسلا ہے۔ تو پھر جیسا کہ میں نے کہا ایسے بچے دین سے بھی دُور ہو جاتے ہیں۔ اور معاشرے میں اس ماحول میں شیطان تو پہلے ہی اس تاک میں بیٹھا ہوا ہے کہ کب کوئی ایسی ذہنی کیفیت والا نظر آئے اور کب میں اس کو اپنے جال میں پھنساؤں۔ پھر ایسے بگڑتے ہوئے بچے جب شیطان اپنے جالوں میں ان کو پھنسا لیتا ہے تو بعض اوقات خدا کی ذات کے بھی انکاری ہو جاتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پہ بھی یقین نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے خدا کے نام پر اپنے باپوں کو اپنے بزرگوں کو دوہرے معیار قائم کرتے دیکھا ہوتا ہے، دو عملی کرتے ہوئے دیکھا ہوتا ہے۔ جب ان کے بچوں کے ذہن میں شیطان یہ بات ڈال دے کہ اگر خدا ہوتا تو تمہارا باپ جو یہ دوعملیاں کر رہا ہے اس کو پکڑ نہ لیتا۔ تو دیکھیں اس کے بڑے بھیانک نتائج سامنے آ سکتے ہیں اگر انسان سوچے تو خوفزدہ ہو

جاتا ہے۔ اسلئے ہر احمدی کو اور خاص طور پر انصاراللہ کو جو عمر کے اس حصے میں ہیں جہاں اب صحت مزید کمزور ہونی ہے، قویٰ جو ہیں مزید کمزور ہونے ہیں اور کچھ ایسی عمر کے بھی ہیں، پتہ تو نہ جوان کا ہے نہ بچے کا، لیکن کسی وقت بھی خدا کی طرف سے بلاوا آسکتا ہے۔ تو اگر ہم نے اب بھی اپنے رویّوں کو بدلنے کی کوشش نہ کی، اگر اب بھی ہم نے اپنے گھر کے رَاعی بننے کا حق ادا نہ کیا، اگر اب بھی ہم نے ان کی نگرانی اور حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کی تو مرنے کے بعد خداتعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جب حاضر ہوں گے تو خداتعالیٰ پوچھے گا نہیں کہ تم نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ کیا اللہ کے انصار ایسے ہوتے ہیں۔ تم اللہ تعالیٰ کے کاموں میں مددگار بننے کی بجائے اپنی اولادوں کو بھی اللہ تعالےٰ سے دور ہٹانے والے بن رہے ہو۔ جب تمہارے اپنے گھروں میں تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں بلکہ تمہارے نمونہ کی وجہ سے تمہاری اولادوں میں نمازوں کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہیں پڑی، تمہاری اولادوں میں دین کی غیرت نہیں ابھری، ایسی غیرت کہ وہ نوجوانی میں بھی اپنی ذاتی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو قربان کرنے والے ہوں۔ اگر تمہاری بیوی، تمہاری بہو، تمہارے حسن سلوک اور عبادت گزاری کی گواہی نہیں دیتیں تو صرف مختلف مواقع پر یہ اعلان کر دینا کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

## نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ کے معانی پر غور اور عبادتوں کو زندہ کریں

ہر ایک کو ہم میں سے اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ کا نعرہ لگانے سے پہلے غور بھی کیا ہے کہ یہ کتنا گہرا اور وسیع نعرہ ہے۔ کیا کیا قربانیاں دینی پڑیں گی اس کے لئے اور قربانیاں ہیں کیا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کوئی جنگ، توپ، گولہ نہیں ہے، کسی گولے

کے آگے کھڑا ہونا نہیں ہے، کسی توپ کے منہ کے سامنے کھڑے ہونا نہیں ہے، تیروں کی بوچھاڑ کے آگے کھڑے ہونا نہیں ہے۔ صحابہ کرام، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ تھے ان کی طرح گردنیں کٹوانا نہیں ہے۔ ہاں یہ قربانیاں بھی اللہ تعالیٰ کبھی کبھار اکا دکا لے لیتا ہے۔ نمونے قائم رکھنے کے لئے اس طرح کرتا ہے۔ لیکن قربانی جو اس زمانے میں کرنی ہے وہ یہ ہے کہ اپنی عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں۔ اپنے معاشرہ کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ اپنے مالوں کی قربانیاں دینی ہیں۔

پس انصار اللہ کا فرض بنتا ہے اور میں بار بار کہتا ہوں کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں، اپنے لئے، اپنی اولادوں کیلئے، اپنے معاشرہ کیلئے، دکھی انسانیت کیلئے، غلبۂ اسلام کیلئے ایک تڑپ سے دعا مانگیں۔ آخرت کی فکر اپنے دلوں میں پیدا کریں جب آخرت کی فکر زیادہ ہو گی تو معاشرہ کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ زیادہ ہوگی، قرآن کریم کے پڑھنے، پڑھانے کی طرف بھی توجہ کریں۔

(سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 49تا52)

## پچاس فیصد انصار کے ہاں الفضل آتا ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجلس عاملہ انصار اللہ جرمنی کی میٹنگ منعقدہ 3 ستمبر 2005ء میں قائد اشاعت کو حضور انور نے ہدایت کرتے ہوئے فرمایا: ”... کتنے انصار پڑھتے ہیں۔ کتنے انصار کے گھروں میں الفضل آتا ہے۔ آپ کی مجلس عاملہ، ریجنل عاملہ اور مقامی مجالس عاملہ کو بھی آنا چاہئے۔ پندرہ صد کی تعداد میں اس کی خریداری

بڑھائیں، پچاس فی صد انصار ایسے ہونے چاہئیں جن کے ہاں الفضل آتا ہو۔“

(سبیل الرشاد جلد چہارم صفحہ 99)

## قیام نماز کی ذمہ داریاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2018ء سے مورخہ 30 ستمبر 2018ء کو بصیرت افروز خطاب فرمایا اور انصار بھائیوں کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے قیام نماز کی بنیادی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

”انصار اللہ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی اہمیت کو سمجھیں۔ اِقَامَةُ الصَّلٰوةِ کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اپنے بچوں کو اپنے گھر والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ اگر انصاراللہ کی عمر کے لوگوں میں سے جو اپنی متعلقہ مجالس کے عہدیدار بھی ہیں اگر وہ خود اس طرف توجہ کریں کہ انہوں نے قیام نماز کا حق ادا کرنا ہے۔ ہر سطح پر جو عہدیدار ہیں اور بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہوئے مساجد میں لانے کی کوشش کرنی ہے اور اپنے احمدی ہمسایوں کو بھی نماز میں آتے جاتے اس طرف توجہ دلاتے رہنا ہے تو ہم دیکھیں گے کہ ہماری مساجد حقیقت میں بارونق مساجد بن جائیں گی۔

اور اگر تمام انصار اس طرف توجہ کریں تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اس طرف توجہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ ایک انسان کے، مومن کے اس مقصد پیدائش کی طرف توجہ دلاتی ہے کہ عبادتوں کے حق ادا کرو اور عبادت

کا حق اسی وقت ادا ہو گا جب اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق اس کی عبادت کی جائے گی۔ یَعْبُدُوْنَ کا لفظ عبد سے نکلا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ عبادت کا حق ادا کرنے والے اور کامل اطاعت کرنے والے۔ پس عبد ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور اس کے حکموں کی کامل اطاعت کرنا ضروری ہے۔

## ٹی وی پر گندے پروگرام نہ دیکھیں

فرمایا: ”گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعائیں کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلے کو ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ صرف دعا سے گناہ سے نہیں بچا جاتا تدبیریں بھی ضروری ہیں اور عام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو۔ ایک طرف تو انسان دعائیں مانگ رہا ہو۔ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی معرفت عطا کر اور اس میں مَیں ترقی کروں اور تیرا عبدبنوں دوسری طرف مجلسیں ایسی ہیں جن میں گناہ کی تحریک ہو رہی ہے۔ ٹی وی پر بیٹھے ہوئے ہیں غلط قسم کی فلمیں دیکھ رہے ہیں۔ بڑے انصار اللہ کی عمر کے لوگوں کی بھی رپورٹیں مجھے آتی ہیں۔ عورتوں کی طرف سے، بچوں کی طرف سے اور غلط پروگرام دیکھ رہے ہیں یا بعض مجالس میں بیٹھے ہیں، گپیں مار رہے ہیں اس قسم کے اعتراضات کر رہے ہیں بعض لوگ نظام پر اعتراض کر رہے ہیں ایک دوسرے کی چغلیاں کر رہے ہیں تو یہ ساری مجالس جو ہیں اگر ان میں بیٹھنا نہیں چھوڑو گے تو معرفت بھی حاصل بھی حاصل نہیں ہو گی۔

## نیکیوں کا نمونہ دکھانا انصاراللہ کی ذمہ داری

ہم میں سے ہر ایک کا نمونہ جو ہے وہ اپنے گھر والوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے اور یہ نمونہ دکھانا انصاراللہ کا کام ہے اور یہی حقیقی انصاراللہ ہونے کا حقیقی مقصد ہے۔ دعاؤں اور عبادتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”جیسا کہ انسانوں میں سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں، کون قابل قدر ہیں وہ لوگ ہوتے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونے کو صاف رکھتے ہیں۔ اندر باہر ایک ہیں اپنے اندرونے کو بھی صاف رکھتے ہیں ایک حقیقی تعلق ہے خدا تعالیٰ سے۔

## حقیقی انصاراللہ

فرمایا۔ ”آجکل دنیا جس تیزی سے خدا تعالیٰ کو بھُلا رہی ہے اس کی اصلاح صرف اور صرف حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت ہی کر سکتی ہے جن کو اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے اگر پُرانے احمدی اس اہمیت کو نہیں سمجھیں گے اور یہاں آکر شکر گزاری کی بجائے دنیا میں ڈوب جائیں گے اپنے بچوں کے لئے مثالیں قائم نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور مخلصین حضرت مسیح موعودؑ کو عطا فرما دے گا اور عطا فرما رہا ہے دنیا میں ہر جگہ وہ وہی لوگ ہوں گے پھر جو دین کا عَلَم اور جھنڈا اٹھانے والے ہوں گے حقیقی انصاراللہ ہوں گے۔ پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں میں شامل ہونا ہے اور اپنی نسلوں کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جن کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو پھر اپنی نمازوں کی، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس بات کی توفیق عطا

فرمائے۔" آمین

(خطاب فرمودہ 30 ستمبر 2018ء مطبوعہ الفضل انٹر نیشنل مورخہ یکم فروری 2019ء)
(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 اگست 2022ء، لندن)

# (2)
# اخلاق صحابہ رسولؐ۔ سیرت رسولؐ کے عکس جمیل

أَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ۔ اَللّٰهُ اَللّٰهُ فِيْ أَصْحَابِيْ

تاریخ کا وہ مطہر ترین گروہ جنہوں نے آسمان پر اپنے لئے خزانے جمع کئے

(انصار بھائیوں کے لئے ایک خصوصی تحریر۔ اللہ تعالیٰ ہم سب انصار کو صحابہ رسولؐ کے نقش قدم پر چلائے)
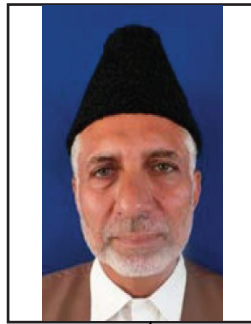
عبد السمیع خان
استاد جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا

ہمارے سید و مولیٰ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے نور صداقت اور عشق الٰہی کی جو لازوال شمع روشن کی تھی وہ آپؐ نے ہزاروں سینوں میں جلا دی کیونکہ آپؐ سراج منیر تھے

بیسیوں چاند اور لاکھوں ستارے آپؐ کی روشنی سے منور ہوئے اور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ آپؐ نے روحانی دنیا کی سب سے بڑی کہکشاں تخلیق کی جس میں سب سے پر نور آپؐ کے صحابہؓ تھے جنہوں نے آپؐ کے رخ روشن کو دیکھا آپؐ کے حسن کردار کی تجلیات مشاہدہ کیں آپؐ کی قوت قدسیہ سے جھولیاں بھریں اور اس نور مجسم کے ساتھ مل کر خود بھی اس نور کا حصہ بن گئے اور خدائے ذو العرش نے روحانیت کے ان قطروں کو بحر محمدیت کا حصہ بنا دیا اور فرمایا

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۗ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ

(الفتح: 30)

پس سیرت صحابہ بھی سیرت رسول ﷺ کا ایک ذیلی عنوان ہے۔ اس بحر ناپیدا کنار کے محض چند قطرے پیش خدمت ہیں۔

## ایمان کی خاطر قربانیاں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جن المناک مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، ان کے چند نمایاں باب یہ ہیں۔ جانیں قربان کیں، تیروں اور تلواروں سے شہید کیا گیا، صلیب دے کر شہید کیا گیا، جلتے انگاروں پر لٹایا گیا، الٹا لٹکا کر نیچے آگ جلا دی گئی۔ لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں کھڑا کیا گیا، بھوک اور پیاس میں مبتلا رکھا گیا۔ عین دوپہر کے وقت گرم پتھروں پر گھسیٹا گیا، زدوکوب کیا گیا اور مار مار کر لہولہان کر دیا گیا، جوتیوں سے اتنا مارا گیا کہ پہچانے نہ جاتے تھے۔ شیر خوار بچوں کو دودھ سے محروم رکھا گیا۔ مسلمان ماؤں سے ان کے چھوٹے

بچے جدا کر دیئے گئے، قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں، سوشل بائیکاٹ کیا گیا، ہر قسم کے تعلقات قطع کر دیئے گئے، شوہروں نے مسلمان بیویوں کو طلاق دے دی۔ وطن سے بے وطن کیا گیا، مسلمانوں کی محنتوں کا معاوضہ ضبط کرلیا گیا، مقدس حاملہ عورتوں کے حمل گرائے گئے، نام بگاڑے گئے، عبادت گاہیں گرا دی گئیں، خدائے واحد کی عبادت کرنے سے روکا گیا۔ غرضیکہ ہر روز نئے ستم ایجاد کئے گئے۔ ہر رات نئے ظلم تراشے گئے۔ صبح و شام کو مصائب و آلام کی چکیوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ زندگی کی ہر گھڑی موت کا الارم سناتی تھی، ہر سانس زہر ہلاہل تھا۔

غزوہ اُحد کے قریب زمانہ میں دس صحابہ کو بے قصور ظالمانہ طور پر موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ مگر کسی نے صداقت سے منہ نہ موڑا۔ ان میں سے ایک صحابی حضرت خبیبؓ نے شہادت سے قبل دو نفل ادا کئے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے تختہ دار کو چوم لیا۔

لست ابالی حین اقتل مسلماً۔ علی ای جنب کان للہ مصرع وذالك فی ذات الالہ وان یشا۔
یبارك علیٰ اوصال شلو ممزع

یعنی جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میں کس پہلو پر گرتا ہوں۔ میری یہ سب قربانی اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ وہ اگر چاہے گا تو میرے ریزہ ریزہ اعضاء میں بھی برکت ڈال دے گا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی)

اسی زمانہ میں ستر صحابہ کو دھوکہ سے تبلیغ کے بہانے بلایا گیا مگر انتہائی سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ ان کے سردار حضرت حرام بن ملحانؓ کو پشت کی طرف سے نیزہ مارا گیا جو جسم سے

پار ہوگیا۔ جب خون کا فوارہ پھوٹا تو حضرت حرامؓ نے اس سے چلو بھر کر منہ اور سر پر پھیرا اور فرمایا: فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَة کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع)

حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ نے 9 ہجری میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آغاز میں انکار کیا مگر ان کے اصرار پر اجازت دے دی۔ وہ عشاء کے وقت اپنی قوم کے پاس پہنچے اور جب ان کے قبیلہ ثقیف کے لوگ ان سے ملنے کے لئے آئے تو حضرت عروہ بن مسعود نے انہیں اسلام کی طرف دعوت دی۔ مگر انہوں نے حضرت عروہؓ پر الزام لگائے اور بہت نازیبا کلمات کہے اور واپس چلے گئے۔ مگر وہ حضرت عروہؓ کی موت کا فیصلہ کر چکے تھے۔ صبح فجر کے وقت حضرت عروہؓ نے اپنے گھر کے صحن میں کھڑے ہو کر اذان دی تو ایک بدبخت وہاں پہنچا اور تیر سے انہیں شہید کر دیا۔

(مستدرک حاکم جلد 3 صفحہ 615 کتاب معرفۃالصحابہ مکتبہ النصر الحدیثہ۔ ریاض)

کب نکلتا ہے کوئی دل میں اتر جانے کے بعد
اس گلی کے دوسری جانب کوئی رستہ نہیں

حضرت فروہ بن عمروؓ فلسطین کے علاقہ میں معان اور قرب و جوار میں قیصر روم کے عامل تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو بغیر کسی پس و پیش کے اسلام لے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند تحائف بھی بھجوائے۔ جب قیصر روم کو ان کے اسلام لانے کی اطلاع ہوئی تو انہیں دربار میں بلایا اور قید کر دیا اور

جب اس پر بھی تسلی نہ ہوئی تو انہیں صلیب پر لٹکا کر شہید کر دیا مگر حضرت فروہ نے جادۂ حق سے ہٹنا گوارا نہ کیا۔

(شرح زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد4 صفحہ44 مطبع از ہریہ مصریہ۔ طبع اولیٰ 1327ھ)

ایک روایت میں ہے کہ وہ قید کی حالت میں فوت ہوگئے تھے۔ ان کے مرنے کے بعد انہیں صلیب پر لٹکایا گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد نمبر7 صفحہ435 بیروت 1958ء)

حضرت حبیب بن زیدؓ انصاری صحابی تھے۔ مسیلمہ کذاب نے اپنی بغاوت کے زمانے میں انہیں پکڑ لیا اور کہا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت حبیبؓ نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو آپؓ نے فرمایا: نہیں۔ میں یہ بات سننا بھی نہیں چاہتا اس بات پر کئی دفعہ تکرار ہوئی مگر حضرت حبیبؓ نے اسے رسول ماننے سے اور رسول اللہ کا انکار کرنے سے مسلسل انکار کیا۔ اس پر مسیلمہ نے ان کا ایک ایک عضو کاٹ کر انہیں شہید کر دیا۔

(سیرۃ النبی ابن ہشام جلد2 صفحہ110 مطبع مصطفی البابی الحلبی۔ مصر 1963ء)

حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وہاں سے واپسی پر دشمنوں نے پکڑ لیا۔ ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دیئے، ان کے بال کھینچے، زدوکوب کیا اور سخت اذیت دیتے ہوئے گھسیٹ کر مکہ میں لے آئے۔ ظلم و ستم کا

سلسلہ جاری تھا کہ مطعم بن عدی نے آکر انہیں نجات دلائی۔

(سیرۃ ابن ہشام جلد2 صفحہ 91)

حضرت ابوذر غفاریؓ اسلام لانے سے قبل مخالفین سے اتنے خوفزدہ تھے کہ آپ قبیلہ غفار سے مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تلاش میں آئے مگر کسی سے آپؐ کا پتہ نہ پوچھتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے بڑی حکمت سے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا اور آپؓ نے اسلام قبول کرلیا۔ مگر اسلام قبول کرتے ہی ایسی شجاعت پیدا ہوئی کہ مسجد حرام میں جاکر ببانگ دہل کلمہ توحید کا اعلان کیا تو دشمن ان پر پل پڑے اور مارتے مارتے بے حال کردیا۔ یہاں تک کہ جب وہ بے دم ہو کر زمین پر گر پڑے تو سمجھا کہ ان کا کام تمام ہوگیا ہے۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے جب ہوش آیا تو میں سر سے پاؤں تک لہولہان ہوچکا تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جب آپؓ مرنے کے قریب ہوگئے تو حضرت عباسؓ نے آکر دشمنوں سے چھڑایا مگر آپ پھر دوسرے دن اسی طرح مسجد حرام میں جاکر توحید کی منادی کرنے لگے تو دشمنوں نے پہلے کی طرح زدوکوب کرنا شروع کر دیا اور حضرت عباسؓ نے اس ظلم و ستم سے نجات دلائی مگر آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی۔

(مستدرک حاکم جلد3 صفحہ 338۔ صحیح بخاری کتاب بنیان الکعبہ باب اسلام ابی ذر)

حضرت ولیدؓ۔خالد بن ولید کے بھائی تھے۔ وہ اسلام لائے تو انہیں حضرت سلمہؓ اور عیاشؓ بن ابی ربیعہ کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تینوں کی رہائی کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ ولیدؓ کسی طرح قید سے چھوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی دو ساتھیوں کا حال پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ

وہ سخت اذیت اور مصیبت میں ہیں۔ ایک کا پاؤں دوسرے کے پاؤں کے ساتھ باندھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد پر حضرت ولیدؓ مکہ گئے اور ایک خفیہ طریق سے ان دونوں کو لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ خالد بن ولید نے پیچھا کیا مگر یہ بچ کر مدینہ پہنچ گئے۔

(طبقات ابن سعد جلد4 صفحہ129 تا133 دار بیروت۔ بیروت 1957ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن حذافہؓ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رومیوں کے ساتھ ایک جنگ میں گرفتار ہوگئے۔ ان کو بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ یہ اصحاب محمدؐ میں سے ہیں۔ بادشاہ نے اولاً تو انہیں لالچ دیا اور کہا: اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو میں تمہیں اپنی حکومت اور سلطنت میں شریک کرلوں گا۔ حضرت عبداللہؓ نے ان سے کہا کہ اگر تم اپنی ساری سلطنت اور دولت بھی مجھے اس شرط پر دے دو کہ میں دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر جاؤں تب بھی میں یہ بات ایک لمحہ کے لئے بھی قبول نہیں کروں گا۔ تب بادشاہ نے انہیں موت کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا: یہ تیرا اختیار ہے تو جو مرضی کر۔

چنانچہ بادشاہ کے حکم سے انہیں صلیب پر لٹکا دیا گیا اور اس نے تیراندازوں سے کہا: ان پر اس طرح سے تیر چلاؤ کہ ان کو نہ لگیں، ہاتھوں اور پاؤں کے قریب سے گزر جائیں۔ اس کے ساتھ ہی بادشاہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم عیسائی ہو جاؤ تو بچ جاؤ گے مگر وہ مسلسل انکار کرتے رہے۔ آخر بادشاہ نے ایک اور چال چلی۔ ان کو صلیب سے اتروا لیا۔ ایک دیگ منگوائی اور اس کو لبالب پانی سے بھروایا، نیچے آگ جلوائی اور خوب جوش دلوایا۔ پھر دو مسلمان قیدیوں کو بلوایا۔ ان میں سے ایک کو دیگ میں پھینکنے کا حکم دیا اور اسے پھینک دیا گیا۔ اس طرح بادشاہ نے اپنے خیال میں حضرت عبداللہؓ پر اذیت ناک موت کا خوف طاری کرکے انہیں پھر

عیسائی ہو جانے کا مشورہ دیا مگر انہوں نے اسے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

تب بادشاہ نے کہا کہ انہیں بھی اسی دیگ میں ڈال دیا جائے جب ان کو لے جایا جانے لگا تو حضرت عبداللہؓ رو پڑے۔ بادشاہ کو پتہ لگا تو وہ سمجھا کہ موت سے خوفزدہ ہوگئے ہیں۔ چنانچہ انہیں قریب بلاکر پھر عیسائیت کا پیغام پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر بادشاہ نے تعجب سے کہا کہ پھر رونے کی کیا وجہ تھی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں نے سوچا کہ ابھی مجھے دیگ میں ڈال دیا جائے گا اور میری ایک ہی جان ہے جو چلی جائے گی۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ میرے جسم کے بالوں جتنی تعداد میں یعنی ہزاروں لاکھوں جانیں ہوتیں جو سب کی سب راہ خدا میں آگ میں ڈال دی جاتیں۔ اس صدمہ سے مجھے رونا آگیا۔ بالآخر بادشاہ نے ان سے کہا کہ اگر تم میرے سر پر بوسہ دو تو میں تمہیں چھوڑدوں گا۔ اس پر حضرت عبداللہؓ نے تمام مسلمان قیدیوں کی رہائی کا وعدہ لیا اور سوچا کہ اس کے سر کو بوسہ دینے سے میرے تمام ساتھیوں کو بریت نصیب ہوتی ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ چنانچہ تمام قیدی رہا ہو کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور انہیں یہ سارا واقعہ بتایا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کو بوسہ دے اور اس کا آغاز میں کروں گا۔

(کنزالعمال کتاب الفضائل جلد7 صفحہ62)

## اللہ، رسولؐ اور قرآن سے عشق

اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے صحابہ دیے جو آپؐ کے تتبع میں خدا کے عشق میں مست تھے۔ خدا گواہی دیتا ہے کہ ان کو کوئی تجارت اور دنیا کا کوئی سودا ذکر الٰہی سے روک نہیں

سکتا تھا رِجَالٌ ۙ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيۡتَآءِ الزَّكٰوةِ

(النور:38)

یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیۡ أَصۡحَابِیۡ

(جامع ترمذی کتاب المناقب۔باب فی من سب اصحاب النبیؐ)

یعنی میرے صحابہ میں خدا ہی خدا نظر آئے گا۔

ان میں حضرت بلالؓ اور ان کے ساتھی بھی شامل تھے جو تپتی ریت اور ابلتے پتھروں کا بوجھ اٹھا کر بھی احد احد کہتے تھے وہ خبابؓ بھی جنہوں نے محنت سے جمع کردہ سرمائے کی قربانی دے کر خدا کی خاطر ہجرت کی توفیق پائی۔

(صحیح بخاری کتاب البیوع باب ذکر القین والحداد)

وہ اصحاب صفہ بھی تھے جو رسول اللہ ﷺ سے کلام الٰہی سننے کے لیے مسجد نبوی میں چبوترے پر دھونی مار کر بیٹھ گئے تھے ان میں سے بعض دن میں جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹتے اور روزی کماتے اور رات کو دیر تک دین کا علم اور قرآن سیکھتے۔ انہی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَسۡعٰی نُوۡرُهُمۡ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَبِاَيۡمَانِهِمۡ یعنی ان کا نور ان کے آگے بھی دوڑے گا اور بائیں بھی یعنی ہر طرف نور ہوگا۔

(الحدید:12)

حضرت اسید بن حضیرؓ رسول اللہ ﷺ کے بہت مقرب صحابی تھے اسلام پر بہت فخر کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کے پاس کچھ دشمن آئے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ بات چیت ہو رہی تھی۔ اس موقعہ پر حضرت اسیدؓ نے جو رائے دی تھی وہ ان کفار کے مخالف تھی۔ اس پر ایک کافر نے کہا کہ تمہارا باپ تم سے اچھا تھا۔ انہوں نے کہا نہیں میرا باپ مجھ سے اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔ میں تم سے بھی اچھا ہوں اور اپنے باپ سے بھی اچھا ہوں کیونکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا ہوں اور مسلمان ہوں۔ میرا باپ تو کفر کی حالت میں مر گیا تھا۔

ایک رات آپؓ نماز میں تلاوت قرآن کریم کر رہے تھے۔ قریب ہی ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ جب آپ تلاوت کرتے تھے تو گھوڑا اچھلنے لگتا تھا جیسے خوشی سے اچھل رہا ہے۔ تلاوت ختم کی تو گھوڑا رک گیا۔ پھر آپؓ نے تلاوت شروع کی تو پھر وہ خوشی سے اچھلنا شروع ہو گیا۔ تین چار مرتبہ ایسا ہوا۔ صبح انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اس طرح ہوا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ فرشتے تمہاری تلاوت اور قراء ت سننے کے لئے آئے تھے اور اگر تم صبح تک قرآن پڑھتے رہتے تو ہو سکتا تھا کہ تم فرشتوں کو بھی دیکھ لیتے۔

(بخاری)

حضرت تمیم داریؓ کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو زہد وتقویٰ اور عبادت و ریاضت میں ضرب المثل تھے آپؓ کی نماز تہجد میں شاید ہی کبھی ناغہ ہوتا اور تہجد میں بسا اوقات ایک آیت اتنی بار دہراتے کہ پوری رات ختم ہو جاتی ایک مرتبہ تہجد میں سورۃ الجاثیہ کی آیت نمبر 22 اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنۡ نَّجۡعَلَہُمۡ کَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً

مَحۡيَاهُمۡ وَمَمَاتُهُمۡ سَاءَ مَا يَحۡكُمُونَ ...ساری رات تلاوت کرتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

(اسد الغابہ از ابن اثیر جزری جلد1 صفحہ215 مکتبہ اسلامیہ طہران)

حضرت شمعونؓ کے متعلق لکھا ہے کَانَ یُکۡثِرُ السُّجُودَ کہ وہ بہت نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ ایک غزوہ سے واپس آئے کھانا کھایا اور وضو کر کے سجدہ شکر ادا کرنے کے لئے مسجد میں چلے گئے۔ کوئی سورت پڑھنی شروع کی اور رات بھر وہی پڑھتے رہے فجر کے بعد جب گھر تشریف لائے تو بیوی نے کہا غزوہ سے واپسی پر کچھ آرام کر لیتے تو فرمایا مجھے یاد الٰہی میں کوئی دوسری یاد نہیں آتی میں قرآن کریم میں غور فکر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح کی اذان ہوگئی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ از ابن حجر عسقلانی جلد2 صفحہ153 مطبع مصطفی محمد مصر 1939ء)

حضرت سعد بن معاذؓ فرماتے ہیں کہ میں تو بہت کمزور انسان ہوں لیکن تین باتوں کا میں ہمیشہ خیال رکھتا ہوں۔

1. جو بات بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا ہوں اسے میں منجانب اللہ سمجھتا ہوں۔ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور آپؐ نے اپنے نفس سے کوئی بات نہیں بنائی۔ ہر بات آپؐ کی خدا کی طرف سے ہے اور سچی ہے اور پوری ہو کر رہے گی۔
2. جب میں نماز پڑھتا ہوں تو پوری توجہ نماز کی طرف ہوتی ہے اور کسی دوسری طرف توجہ نہیں جاتی۔ جب بھی میں کسی جنازہ کے ساتھ جاتا ہوں تو اپنا محاسبہ کرتا ہوں اور اپنے آپ کو قبر کے لئے تیار کرتا ہوں۔
3. صحابہؓ کی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے بیسیوں معجزانہ نظارے بھی دکھائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے رات گئے دو صحابہ نکلے تو سخت اندھیرا تھا اور کچھ

سجھائی نہ دیتا تھا کہ اچانک ایک نور ظاہر ہوا اور دونوں کے آگے ان کے مطلوبہ راستے پر چلنے لگا اور جب دونوں صحابہ اپنے اپنے گھروں کے لئے جدا ہونے لگے تو وہ نور دو حصوں میں تقسیم ہوگیا اور گھروں تک پہنچا کر ختم ہوا۔

(بخاری کتاب المناقب باب منقبة اسید بن حضیرؓ حدیث نمبر 3805)

یہ سب ذکر الٰہی اور محبت الٰہی کی برکات تھیں۔ دنیا والے فانی اموال جمع کرتے ہیں مگر خدا والوں نے سب کچھ دے کر خدا کو پالیا۔

## روزہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ صائم الدہر رہتے تھے یعنی کسی وقفہ کے بغیر مسلسل روزے رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو آپؐ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کرو۔ چونکہ ہر نیکی کی جزاء دس گنا ہے اس لئے تیس روزوں کا اجر ملے گا اور اس طرح تم خدا کی نظر میں مسلسل روزہ دار قرار پاؤ گے۔ حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا دو دن کے وقفہ کے بعد ایک روزہ رکھ لیا کرو۔ عرض کیا میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کی طرح روزے رکھو یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن ناغہ اور یہ سب سے زیادہ متوازن طریق ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے پھر عرض کیا کہ میں اس سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے زیادہ اجازت عطا نہ

فرمائی۔ حضرت عبداللہؓ ایک لمبے عرصہ تک اسی حکم کے مطابق صوم داؤدی پر عمل پیرا رہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب صوم الدھر حدیث نمبر 1840 وحق الجسم فی الصوم حدی)

حضرت عبداللہ بن حارثؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر گئے ایک سال بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوئے تو صورت اس قدر بدل چکی تھی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہچان نہ سکے۔ آپؐ نے فرمایا تمہاری صورت تو بہت اچھی تھی تمہیں کیا ہوا تو انہوں نے کہا جب سے آپؐ سے مل کر گیا ہوں صرف رات کو کھانا کھاتا ہوں یعنی مسلسل روزے رکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے نفس کو کیوں اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ رمضان کے روزے رکھو اور ہر ماہ ایک روزہ رکھو۔ انہوں نے کہا مجھ میں زیادہ طاقت ہے کچھ اور بڑھائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو روزے رکھو۔ پھر ان کے اصرار پر تین روزوں کی اجازت دی۔ انہوں نے مزید اصرار کیا تو فرمایا حرمت والے مہینوں یعنی ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم میں روزے رکھو۔ اس طرح کہ تین دن روزہ رکھو اور پھر تین دن ناغہ کرو۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصوم باب فی صوم اشھر الحرم حدیث نمبر 2073)

حضرت ابو امامہ الباھلیؓ نے متعدد غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہادت کی دعا کی درخواست کی مگر آپؐ نے سلامتی کی دعا کی۔ ایک غزوہ سے واپسی پر انہوں نے عرض کی کہ مجھے ایسا عمل بتائیں جس سے خدا مجھے نفع دے تو آپؐ نے فرمایا روزے رکھا کرو کیونکہ اس کا کوئی بدل نہیں۔ چنانچہ ابو امامہؓ اور ان کی بیوی اور ان کا خادم روزوں کا خاص اہتمام کرتے تھے حتیٰ کہ روزہ ان کے گھر کی امتیازی علامت بن گئی اور اگر کسی دن ان کے گھر

میں آگ یا دھواں نظر آتا تو لوگ سمجھ لیتے کہ ان کے ہاں کوئی مہمان آیا ہوا ہے۔ جس کے لئے گھر میں کھانا پک رہا ہے۔ انہوں نے اپنے طریق کار سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی تو آپ نے انہیں مزید خوشخبریاں دیں۔

(مسند احمد حدیث نمبر21171)

حضرت ابو طلحہ انصاریؓ عہد رسالت میں غزوات میں شرکت کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے اس لئے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انہوں نے اس کی تلافی کرنی شروع کی اور 40برس روزوں کا اہتمام کرتے رہے۔

(اسد الغابہ جلد نمبر2 صفحہ233)

ایک شخص نے پوچھا کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اس پر ایک ماہ کے روزے فرض تھے کیا میں اس کی طرف سے رکھوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دی۔ ابن عباس کے مطابق ایک عورت نے ماں کی طرف سے نذر کے 15 روزے رکھنے کی اجازت مانگی۔

(بخاری کتاب الصوم باب من مات وعلیہ صوم حدیث نمبر 1953)

## شجاعت اور شوق جہاد

حضرت سلمہ بن اکوعؓ شجاعت و بہادری خصوصاً پیدل تیز دوڑنے میں صحابہ میں ممتاز تھے۔ صاحب اصابہ لکھتے ہیں کَانَ مِنَ الشُّجْعَانِ وَیَسْبِقُ الفَرَسَ عَدْوًا یعنی وہ بہادروں میں سے ایک تھے اور دوڑ میں گھوڑوں سے مقابلہ کرتے تھے اور ان سے آگے بڑھ جاتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سواروں میں بہتر ابو قتادہ اور

پیادوں میں سلمہ بن اکوع ہیں، اس تعریف کے بعد سلمہ کو دو حصے دیے، سوار کا الگ اور پیدل کا الگ۔

(الاصابہ جلد2 صفحہ67)

حضرت سلمہؓ کی دوڑ کے کئی واقعات تاریخ میں محفوظ ہیں7ھ میں غزوہ ذی قرد میں حضرت سلمہؓ کی شجاعت اور تیز رفتاری کا ایک عجیب واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ غابہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس اونٹنیاں چرتی تھیں۔ حضرت ابو ذر غفاریؓ ان اونٹنیوں کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ ایک رات اچانک بنو فزارہ کے سردار عیینہ بن حصن الفزاری نے چالیس سواروں کے ساتھ وہاں حملہ کیا۔ وہ لوگ اونٹنیوں کو لے کر کر اپنے علاقہ کی طرف روانہ ہو رہے تھے۔ (سیرت حلبیہ غزوہ ذی قرد) نماز فجر کی اذان سے پہلے اتفاقاً حضرت سلمہ بن الاکوعؓ وہاں گئے۔ گھوڑے پر ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کا غلام رباح بھی سوار تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ فزاری ڈاکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو چرا کر لے جا رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر سلمہؓ نے رباح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور خود ایک ٹیلے پر چڑھ کر مدینہ کی طرف منہ کرکے بآواز بلند تین مرتبہ وَاصَبَاحَاہُ پکارنے لگے۔ (اس کلمہ سے صبح کے وقت کی مصیبت سے خبر دار کرنا مقصود تھا)۔ یہ آوازیں دے کر سلمہؓ ان فزاری ڈاکوؤں کے پیچھے ہو لئے۔ باوجود اس کے کہ وہ تن تنہا تھے، جب پورے اعتماد کے ساتھ دشمن پر جھپٹے تو ان کے سامنے وہ چالیس فزاری ڈاکو اپنی سواریوں سمیت بے بس ہو گئے۔ حضرت سلمہؓ ان پر تیر برساتے اور ساتھ یہ رجز کہتے وَاَنَا ابن الاکوع الیوم یوم الرضّع میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کے انجام کا دن ہے۔

جب وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں سے گزرے تو یہ بھاگ کر ان سے پہلے اس چٹان پر چڑھ

گئے اور تاک کر ان پر پتھر برسائے۔ یہ مسلسل ان کے پیچھے پڑے رہے یہاں تک کہ ان کو عاجز کر دیا اور ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ساری اونٹنیاں بھی چھڑوالیں لیکن ان کا تعاقب پھر بھی جاری رکھا۔ فزاریوں نے اپنے بوجھ ہلکے کرنے کے لئے اپنے تیس سے زائد نیزے اور چادریں تک بھی پھینک دیں۔ وہ جو چیز پھینکتے اس پر سلمہ، پتھر سے نشان لگا دیتے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو حقیقت حال کا علم ہوتا رہے۔ اسی اثناء میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حضرت بلالؓ نے ایک اونٹنی ذبح کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کی کلیجی اور کوہان بھونی۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ ذی قرد وابن سعد وزرقانی غزوہ ذی قرد)

جنگ احد کے وقت سفر کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کم عمر بچے جو جہاد کے شوق میں ساتھ آ گئے تھے واپس کئے۔ چنانچہ عبداللہ بن عمرؓ۔ اسامہ بن زیدؓ۔ ابو سعید خدریؓ وغیرہ سب واپس کئے گئے۔ رافع بن خدیجؓ ان بچوں کے ہم عمر تھے مگر تیر اندازی میں اچھی مہارت رکھتے تھے ان کی اس خوبی کی وجہ سے ان کے والد نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ان کی سفارش کی کہ ان کو شریک جہاد ہونے کی اجازت دی جاوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ سپاہیوں کی طرح خوب تن کر کھڑے ہو گئے تاکہ چست اور لمبے نظر آئیں؛ چنانچہ ان کا یہ داؤ چل گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس پر ایک اور بچہ سمرہ بن جندب نامی جسے واپسی کا حکم مل چکا تھا اپنے باپ کے پاس گیا اور کہا کہ اگر رافع کو لیا گیا ہے تو مجھے بھی اجازت ملنی چاہئے کیونکہ میں رافع سے مضبوط ہوں اور اسے کشتی میں گرا لیتا ہوں۔ باپ کو بیٹے کے اس اخلاص پر بہت خوشی ہوئی اور وہ اسے ساتھ لے

کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ رافع اور سمرہ کی کشتی کرواؤ، تاکہ معلوم ہو کہ کون زیادہ مضبوط ہے؛ سمرہ نے پل بھر میں رافع کو اٹھا کر دے مارا۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے سمرہ کو بھی ساتھ چلنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

(تاریخ طبری جلد2 صفحہ 61)

# انفاق فی سبیل اللہ

حضرت سعید بن عامرؓ ایک دفعہ شدید مالی مشکلات کا شکار ہو گئے۔ حضرت عمرؓ کا دور خلافت تھا جب ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے ایک ہزار دینار حضرت سعیدؓ کو بھجوا دیئے۔ وہ یہ دینار لے کر اپنی بیوی کے پاس آئے اور واقعہ بتایا۔ بیوی نے کہا آپ اس رقم سے کچھ کھانے پینے کا سامان اور غلہ خرید لیں۔ فرمانے لگے کیا میں تجھے اس سے بہتر بات نہ بتاؤں۔ ہم اپنا مال اس کو دیتے ہیں جو ہمارے لئے تجارت کرے اور ہم اس کی آمدنی سے کھاتے رہیں اور اس مال کی ضمانت بھی وہی دے۔ بیوی نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ حضرت سعید بن عامرؓ نے وہ تمام دینار اللہ کی راہ میں خرچ کر دیے اور تنگی اور ترشی میں گزارہ کرتے رہے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد 1 صفحہ 244)

حضرت دکین بن سعیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم 440 آدمی تھے اور ہم نے حضور ﷺ سے غلہ مانگا۔ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا اٹھو اور انہیں دو۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس تو صرف اتنا ہے جو میرے اور

میرے بچوں کے لئے گرمی کے موسم میں کفایت کرے۔ آپؐ نے فرمایا اٹھو اور دو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ ان سب لوگوں کو ساتھ لے کر گھر آئے۔ کمرہ کھولا تو وہاں کھجوروں کا چھوٹا سا ڈھیر تھا۔ ہم میں سے ہر آدمی نے اپنی ضرورت کے مطابق اس میں سے لے لیا۔ مگر خدا کی قدرت کہ اس ڈھیر میں ذرہ برابر کمی نہ آئی۔

(حلیۃ الاولیاء جلد1 صفحہ365)

ایک دفعہ حضرت علیؓ کے پاس کسی سائل نے آ کر سوال کیا تو آپؓ نے حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے فرمایا کہ اپنی ماں سے جاکر کہو کہ میں ان کے پاس چھ درہم چھوڑ آیا ہوں۔ ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ چنانچہ وہ صاحبزادے گئے اور واپس آ کر کہا کہ اماں جان کہتی ہیں کہ آپ نے آٹا خریدنے کے لئے وہ چھ درہم چھوڑے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بندے کا ایمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہو، زیادہ اعتماد نہ ہو۔ بہ نسبت اس چیز کے جو بندے کے قبضہ میں ہو۔ جا کر اپنی ماں سے وہ چھ درہم لے آؤ۔ حضرت فاطمہؓ نے وہ رقم بھیجی اور حضرت علیؓ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کو دے دیئے۔

(کنز العمال جلد3 صفحہ310)

حضرت عثمانؓ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش تھے حضرت نبی اکرم ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور غزوہ تبوک کی ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ میں سو اونٹ مع ان کے پالان اور کجاوہ کے دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے پھر دوبارہ ارشاد فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے مزید سو اونٹوں کا وعدہ کیا۔ آپؐ نے پھر مزید توجہ دلائی تو

حضرت عثمان نے مزید سو اونٹوں کا وعدہ کیا۔ تب آنحضور ﷺ نے آپؓ کے لئے دعا کی۔ اے میرے اللہ عثمان کو بھول نہ جانا عثمان پر کوئی مواخذہ نہیں اگر آج کے بعد وہ کوئی عمل نہ کرے۔ غزوہ تبوک میں انہوں نے ایک ہزار سواریاں پیش کیں اور غزوہ کے کل خرچ کا ایک تہائی پیش کردیا۔ یہاں تک کہ کہا جانے لگا کہ لشکروالوں کو کوئی حاجت باقی نہیں رہی جو انہوں نے پوری نہ کردی ہو۔

(حلیۃ الاولیاء جلد1 صفحہ59)

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ بھی خدا کی راہ میں قربانیاں کرنے میں کسی سے پیچھے نہ تھے۔ بلکہ صف اول کی قربانی کرنے والوں میں تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے سات سو اونٹ مع سامان تجارت کے صدقہ کئے۔ ایک بار چارہزار درہم پھر چالیس ہزار درہم پھر چالیس ہزار دینار، پھر پانچ سو اونٹ، پھر ڈیڑھ ہزار اونٹنیاں صدقہ کیں۔ کئی سوگھوڑے جہاد کے لئے پیش کئے اور یہ سارا مال وہ تجارت سے حاصل کرتے تھے۔

(حلیۃ الاولیاء جلد1 صفحہ98 تا99)

حضرت قیس بن سعدؓنہایت فیاض صحابی تھے۔ ایک غزوہ میں وہ قرض لے کر صحابہ کے کھانے کا بندوبست کرتے رہے۔ حضرت ابوبکرؓاور عمرؓنے مشورہ کیا کہ اگر ان کو اسی حال پر چھوڑ دیا گیا تو یہ اپنے والد کا سارا سرمایہ خرچ کردیں گے۔ مگر ان کے والد حضرت سعدؓکو جب یہ مشورہ معلوم ہوا تو انہوں نے اس کا برامنایا اور کہا کہ مجھے غربت کا کوئی خوف نہیں۔

(اسدالغابہ جلد4 صفحہ215)

حضرت سعد بن عبادہؓبہت فیاض تھے۔اصحاب صفہ کو بعض اوقات اپنے ساتھ لے جاتے اور

80,80 صحابہ کو ساتھ لے کر جاتے تھے۔ جب ان کی والدہ کی وفات ہوئی تو آپؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں اپنی والدہ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے کہا کہ ایک کنواں خرید کر وقف کردو۔رسول اللہ ﷺ کے کہنے پر آپ نے کنواں وقف کیا۔ والدین کی طرف سے مالی قربانی اسی سنت سے شروع ہوئی ہے۔

## ایثار

ایک صحابی حضرت ربیعہ الاسلمیؓ غربت کی وجہ سے شادی نہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا رشتہ کروایا۔ ولیمہ کا وقت آیا تو حضورؐ نے انہیں فرمایا۔ عائشہ کے پاس جاؤ اور آٹے کی ٹوکری لے آؤ وہ فرماتے ہیں میں حضرت عائشہؓ کے پاس گیا تو انہوں نے بتایا کہ اس ٹوکری میں تھوڑا سا آٹا ہے اور اس کے علاوہ کھانے کی کوئی اور چیز نہیں لیکن چونکہ حضور نے فرمایا ہے اس لئے لے جاؤ۔ چنانچہ اس آٹے سے ولیمہ کی روٹیاں پکائی گئیں۔

(مسند احمد بن حنبل جلد4 حدیث نمبر 15982)

حضرت ابو بصرہ غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں قبول اسلام سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے مجھے بکری کا دودھ پیش کیا جو آپؐ کے اہل خانہ کے لئے تھا۔ حضورؐ نے مجھے سیر ہو کر وہ دودھ پلایا اور صبح میں نے اسلام قبول کر لیا۔ بعد میں مجھے پتہ لگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ نے وہ رات بھوکے رہ کر گزاری جبکہ اس سے پچھلی رات بھی بھوکے گزاری تھی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 حدیث نمبر25968)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ ایک بار بیمار تھے۔ آپؓ نے فرمایا میرا دل مچھلی کھانے کو چاہتا ہے۔ بڑی تلاش کے بعد صرف ایک مچھلی ملی۔ اس مچھلی کو ان کی بیوی حضرت صفیہ بنت عبیدؓ نے کھانے کے لئے تیار کر دیا۔ اتنے میں ایک مسکین آیا اور حضرت ابن عمرؓ کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے وہ مچھلی اٹھا کر اسے دے دی۔ گھر والوں نے عرض کیا کہ آپ نے تو ہمیں اس مچھلی کی تلاش میں تھکا دیا تھا۔ ہم مسکین کو درہم دے دیتے ہیں وہ درہم اس کے لئے مچھلی سے زیادہ مفید ہو گا۔ آپ مچھلی کھا کر اپنی خواہش پوری کیجئے۔ مگر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس وقت میرے نزدیک یہی مچھلی محبوب ہے اور اسے ہی صدقہ کروں گا۔

(حلیۃالاولیاء جلد 1 صفحہ 297)

اسی طرح ایک مسکین نے حضرت عائشہؓ سے کچھ مانگا۔ اس دن آپ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک چپاتی کے اور کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے اپنی خادمہ سے فرمایا یہ روٹی سائل کو دے دو۔ خادمہ نے کہا کہ پھر آپ کس چیز سے روزہ افطار کریں گی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ روٹی ضرور اس سائل کو دے دی جائے۔

(مؤطا امام مالك۔ کتاب الجامع باب الترغیب فی الصدقة)

## پڑوسی کے حقوق

ایک شخص محمد بن جہم نے کسی مجبوری سے اپنے گھر کو بیچنے کا ارادہ کیا لیکن قیمت وہ لگائی جو مارکیٹ ریٹ سے بہت زیادہ تھی۔ لوگوں نے اعتراض کیا تو اس نے کہا میرے پڑوسی صحابی رسول ﷺ حضرت سعید بن العاصؓ ہیں اگر ان کے ساتھ برائی کرو گے تب بھی وہ بھلائی

کریں گے۔ جو ان سے مانگو گے وہ دیں گے۔ تو یہ قیمت مکان کی نہیں پڑوسی کی ہے۔ حضرت سعید بن عاصؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے پڑوسی کو ضرورت کے مطابق رقم بھجوائی اور کہا مکان فروخت نہ کرو اور اطمینان سے رہو۔

(امن کا راستہ صفحہ 12)

صحابی رسول حضرت عائذ بن عمروؓ اپنے گھر کا پانی باہر نہیں نکلنے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی۔ اور میں یہ ہرگز پسند نہیں کرتا۔

(الاصابہ جلد 2 صفحہ 252)

حضرت امام حسینؓ کا ایک پڑوسی ان کے پاس آیا اور کہا اے فرزند رسول مجھ پر 400 درہم قرض ہے۔ حضرت حسینؓ اندر گئے 400 درہم لا کر اسے دے دیئے اور وہ چلا گیا تو زاروقطار رونے لگے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا۔ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ اپنے پڑوسی کے حال سے بے خبر رہا اور اس کو مجھ سے سوال کرنا پڑا۔

(بحوالہ الفضل 26 مئی 2001ء)

## صفائی اور نظافت کا خیال

حضرت بلالؓ جب بھی حوائج ضروریہ کے لئے جاتے تھے وضو کر لیتے تھے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوک کا دھبہ مسجد کی دیوار پر دیکھا تو اس قدر غصہ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہوگیا۔ ایک انصاری عورت نے دھبے کو مٹایا اور خوشبو لا کر اس جگہ ملی تو بہت

خوش ہوئے اور اس عورت کی تعریف فرمائی۔

(نسائی کتاب المساجد باب تخلیق المساجد حدیث 720)

ایک خاتون ام محجن مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتی تھیں۔ ایک رات وہ فوت ہوگئیں۔ صحابہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکلیف کا خیال کرکے آپ کو اطلاع نہ دی اور انہیں دفن کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند دن اسے نہ دیکھا تو صحابہ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ صحابہ نے واقعہ بتایا تو آپ اس کی قبر پر تشریف لے گئے اور اس کے لئے دعا کی۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کنس المسجد حدیث نمبر 438)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسجد کی صفائی کی بدولت اس عورت کو جنت میں دیکھا۔

(الترغیب والترھیب۔کتاب الصلوٰۃ باب الترغیب فی تنظیف المساجد)

## غلاموں اور خادموں سے سلوک

صحابی رسول حضرت ابوذر غفاریؓ نے ایک غلام پر کچھ سختی کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان پر ناراض ہوئے اور فرمایا:

یہ لوگ تمہارے بھائی اور خدمت گار ہیں جنہیں خدا نے تمہاری نگرانی میں دیا ہے۔ پس جس شخص کے ماتحت اس کا بھائی ہو وہ اسے وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اور وہی پہنائے جو

خود پہنتا ہے اور ان سے ان کی طاقت سے زیادہ کام نہ لو اور اگر کوئی مشکل کام ان کے سپرد کردو تو ان کی مدد کرو۔

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب المعاصی من امر الجاھلیۃ حدیث نمبر 29)

یہی ابوذر غفاریؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ آقا اور غلام ایک ہی طرح کے کپڑے پہنتے تھے اور ایک ہی طرح کا کھانا کھاتے تھے۔

حضرت سلمان فارسیؓ ایک دفعہ آٹا گوندھ رہے تھے۔ کسی نے پوچھا خادم کہاں ہے فرمایا اس کو کسی کام سے بھیجا ہے۔ مجھے یہ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ اس پر زیادہ بوجھ ڈالوں۔

(طبقات ابن سعد جلد4 صفحہ90)

## راز امانت

حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کے خاوند خُنیس بن حذافہؓ جنگ بدر کے بعد فوت ہوگئے تو حضرت عمرؓ نے ان کی شادی کا ارادہ کیا۔ وہ حضرت عثمانؓ سے ملے اور انہیں اپنی بیٹی حضرت حفصہ کا رشتہ پیش کیا۔ حضرت عثمانؓ نے معذوری ظاہری کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہی درخواست کی تو وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے دل میں اس کا برا منایا لیکن ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حفصہؓ کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا۔ جب شادی ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنی خاموشی کی وجہ بتائی اور فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے شادی کا ذکر فرمایا تھا اس لئے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا راز فاش کرنا پسند نہیں کیا لیکن اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم یہ شادی نہ کرتے تو پھر میں ضرور حفصہ سے شادی کرلیتا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی غزوہ بدر)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ تشریف لائے۔ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپؐ نے مجھے اپنے ایک کام کے لئے بھیجا اور اس وجہ سے میں گھر دیر سے پہنچا۔ میری ماں نے مجھ سے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو میں نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا تھا۔ میری ماں نے پوچھا۔ وہ کیا کام تھا؟ میں نے جواب دیا۔ ایک راز کی بات تھی۔ میری ماں نے کہا۔ تو پھر رسول اللہ کا راز کسی کو نہ بتائیو۔ حضرت انسؓ نے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے اپنے ملازم ثابت سے فرمایا اے ثابت! اگر وہ راز کی بات میں کسی کو بتا سکتا تو تجھے ضرور بتا دیتا۔

(مسلم کتاب الفضائل باب فضائل انس)

## عفو اور صلح جوئی

63ھ میں اہالیان حرم رسول اللہ نے اعلانیہ یزید سے فسخ بیعت کر کے حضرت عبداللہ ابن حنظلہ انصاری کے ہاتھ پر بیعت کی۔ سرکاری لشکر سے مقابلہ پیش آیا۔ جس میں اہل مدینہ کو ہزیمت ہوئی اور حضرت عبداللہؓ نہایت جانبازی سے لڑکر مارے گئے۔ اس وقت عجیب تشویش اور اضطراب کا عالم تھا۔ وہ مقام جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کی طرح حرام کیا تھا۔ اہل شام کے ہاتھ قتل و غارت گری کا مرکز بنا ہوا تھا۔ صحابہؓ سے یہ بے حرمتی دیکھی نہیں جاتی تھی اس لئے حضرت ابوسعید خدریؓ پہاڑ کی ایک کھوہ میں چلے گئے تھے لیکن یہاں

بھی پناہ نہ تھی ایک فوجی بلائے بے درماں کی طرح پہنچ گیا اور اندر اتر کر تلوار اٹھائی۔ انہوں نے بھی دھمکانے کی خاطر تلوار کھینچ لی مگر وہ آگے بڑھا تو حضرت ابو سعیدؓ نے تلوار رکھ دی اور یہی آیت پڑھی جو آدم کے ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کے سامنے پڑھی تھی لَئِنۡۢ بَسَطۡتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقۡتُلَنِیۡ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیۡکَ لِاَقۡتُلَکَ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ

(مائدہ:30)

شامی فوجی یہ سن کر سناٹے میں آگیا پیچھے ہٹا اور کہا خدا کے لئے بتایئے آپ کون ہیں؟ فرمایا ابوسعید خدری۔ بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی؟ کہا ہاں، یہ سن کر وہ غار سے نکل کر چلا گیا۔

(تاریخ طبری حالات 63ھ)

حضرت ابو سعید خدری نے خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر فتح حاصل کرلی۔

## قرض داروں پر شفقت

حضرت ابو قتادہؓ کا ایک مسلمان پر قرض تھا۔ یہ مانگنے کے لئے جاتے۔ مگر ملاقات نہ ہوتی اور ممکن ہے وہ عمداً سامنے نہ آتا ہو۔ ایک روز یہ گئے تو بچے نے باہر آکر بتایا کہ میرے والد صاحب گھر پر موجود ہیں۔ آپؓ نے آواز دی اور کہا کہ مجھے علم ہوگیا ہے کہ تم گھر میں ہو اس لئے ضرور باہر آجاؤ۔ آخر وہ آیا تو آپؓ نے پوچھا کہ چھپنے کی کیا وجہ تھی اس نے کہا بات دراصل یہ ہے کہ مَیں بہت تنگ دست ہوں۔ عیال دار آدمی ہوں آمدنی محدود ہے۔ اس لئے قرض ادا نہیں کرسکا اور ندامت کی وجہ سے سامنے بھی نہیں ہوتا رہا۔ آپؓ نے کہا۔

تمہیں خدا کی قسم واقعی تمہاری یہی حالت ہے؟ اس نے قسم کھا کر کہا تو آپ آبدیدہ ہوگئے اور سارا قرض اسے معاف کر دیا۔

(مسند احمد جلد5)

ایک دن حضرت صفوانؓ مسجد میں چادر بچھا کر سو رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور ان کی چادر چرا کر لے جانا چاہا۔ مگر حضرت صفوانؓ کی آنکھ کھل گئی اور انہوں نے اسے پکڑ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے مطابق چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ تو حضرت صفوانؓ کا دل گداز ہوگیا۔ عرض کیا۔کیا صرف تیس درہم کی چادر کے لئے اس کے ہاتھ کاٹے جائیں گے؟ مَیں یہ چادر اس کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں۔ قیمت یہ جب چاہے ادا کر دے۔

(سنن ابی داؤد۔کتاب الحدود باب من سرق من حرز حدیث نمبر3819)

## ایفائے عہد

ایرانیوں کا ایک سردار ہرمزان نامی تھا ایرانی جب قادسیہ کے میدان میں شکست کھا کر بھاگے تو اس شخص نے خوزستان کے علاقہ میں اپنی ایک خودمختار حکومت قائم کرلی۔ مسلمانوں نے اسے شکست دی تواس نے اطاعت قبول کرلی لیکن کئی بار بغاوت کی۔ بہت تگ و دو اور لڑائیوں کے بعد اس نے درخواست کی کہ میں پھر صلح کرتا ہوں لیکن شرط یہ ہے کہ مسلمان مجھے مدینہ میں اپنے خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیں وہ جو فیصلہ میرے متعلق کریں گے مجھے بسر و چشم منظور ہوگا۔ چنانچہ اسے مدینہ بھیجا گیا۔ جب وہ فاروقِ اعظم کی خدمت

میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم نے اتنی مرتبہ کیوں بد عہدی کی ہے؟ تو ہرمزان نے کہا مجھے پیاس لگی ہے چنانچہ پانی لایا گیا تو پیالہ پکڑ کر اس نے کہا کہ آپ مجھے پانی پینے کی حالت میں قتل کر دیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں اس کی کوئی فکر نہ کرو۔ جب تک تم یہ پانی نہ پی لو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ یہ سنتے ہی اس نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا کہ مَیں پانی پیتا ہی نہیں اور اس وعدہ کے مطابق اب آپ مجھے قتل نہیں کر سکتے۔ اب دیکھیں یہ بھی کوئی وعدہ ہے عام رنگ میں ایک بات کہی گئی ہے توڑ مروڑ کر فائدہ اٹھایا گیا لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ گو تم نے میرے ساتھ دھوکہ کیا مگر میں تم کو دھوکا نہ دونگا اور تمہیں قتل نہیں کرونگا۔ بد عہدی کے مقابلہ میں عہد کی پابندی اور باوجود تمام قدرت رکھنے کے حضرت عمرؓ کے عفوواحسان کا اتنا گہرا اثر اس پر ہوا کہ اس نے فوراً کلمہ توحید پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔

(الفاروق جلد اول صفحہ119)

## سادہ زندگی

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر بھی رہے مگر دنیاوی لذات سے ہمیشہ کنارہ کش رہے۔ بطور گورنر جو تنخواہ ملتی وہ ساری مستحقین میں تقسیم کر دیتے اور چٹائی بُن کر اس کی آمد سے گزارہ کرتے۔ عمر بھر گھر نہیں بنایا جہاں کہیں دیوار یا درخت کا سایہ ملتا پڑے رہے۔ ایک شخص نے اجازت چاہی کہ آپ کے لئے مکان بنادوں تو انکار کر دیا اور اس کے اصرار کے باوجود اجازت نہ دی۔ آخر اس نے کہا کہ میں آپ کی مرضی کے مطابق گھر بناؤں۔ پوچھا وہ کیسا۔ اس نے کہا اتنا مختصر کہ کھڑے ہوں تو سر چھت سے مل جائے اور لیٹیں

تو پیر دیواروں سے لگیں۔ فرمایا اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ چنانچہ اس نے ایک جھونپڑی بنادی۔

(الاستیعاب فی اسماء الاصحاب از علامہ ابن عبد البر مطبع مصطفی محمد مصر 1939ء)

## اعلیٰ کردار کی گواہی

حضرت ابو بکر صدیقؓ مکہ میں نہایت عزت سے دیکھے جاتے تھے مگر قبول اسلام کے بعد دشمن کے مظالم اور سب و شتم سے تنگ آکر ہجرت حبشہ کا قصد کیا۔ آپ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لی اور رخت سفر باندھ کر عازم حبشہ ہوئے۔ جب آپؓ مقام برک الغماد میں پہنچے تو ابن الدغنہ قارہ قبیلہ کے رئیس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا ابو بکر کہاں کا قصد ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ قوم نے مجھے جلا وطن کر دیا ہے۔ اب ارادہ ہے کہ کسی اور ملک کو چلا جاؤں اور آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا کہ تم سا آدمی جلا وطن نہیں کیا جا سکتا۔ تم مفلس و بے نوا کی دستگیری کرتے ہو۔ قرابت داروں کا خیال رکھتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، مصیبت زدوں کی اعانت کرتے ہو۔ میرے ساتھ واپس چلو اور اپنے وطن ہی میں اپنے خدا کی عبادت کرو۔ چنانچہ آپؓ ابن الدغنہ کے ساتھ پھر مکہ واپس آئے۔ قریش نے ابن الدغنہ کی امان کو تسلیم کیا مگر بعد میں اسے برداشت نہ کر سکے اور حضرت ابو بکرؓ نے یہ پناہ واپس کر دی۔

(صحیح بخاری باب ھجرت النبی واصحابہ الی المدینۃ)

حضرت نعیم بن عبداللہؓ نہایت فیاض صحابی تھے اور ہجرت سے قبل مکہ میں بنو عدی کی

بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کرتے تھے۔ کفار پر ان کی نیکی کا اتنا اثر تھا کہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تمام کفار نے روک کر کہا کہ جو مذہب چاہو اختیار کرو مگر یہاں سے نہ جاؤ۔ اگر کوئی تم سے الجھے گا تو سب سے پہلے ہماری جان تمہارے لئے قربان ہو گی۔

(اسد الغابہ جلد5 صفحہ33)

یہ وہ پاک باز گروہ تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ کی قوت قدسیہ نے پیدا کیا اور جن کو عالم انسانیت کے لئے رہنما بنا دیا گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: ’’ہمارے ہادیٔ اکمل کے صحابہؓ نے اپنے خدا اور رسول کے لئے کیا کیا جاں نثاریاں کیں، جلاوطن ہوئے۔ ظلم اٹھائے، طرح طرح کے مصائب برداشت کئے جانیں دیں لیکن صدق و وفا کے ساتھ قدم مارتے ہی گئے پس وہ کیا بات تھی جس نے انہیں ایسا جاں نثار بنا دیا۔ وہ سچی محبت الٰہی کا جوش تھا۔ جس کی شعاع ان کے دل میں پڑ چکی تھی، اس لئے خواہ کسی نبی کے ساتھ مقابلہ کرلیا جائے، آپؐ کی تعلیم، تزکیہ نفس، اپنے پیروؤں کو دنیا سے متنفر کرادینا، شجاعت کے ساتھ صداقت کے لئے خون بہا دینا اس کی نظیر کہیں نہیں ملے سکے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ27)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 اگست 2022ء، لندن)

# (3)
# صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کی لازوال قربانیاں

## انصاراللہ کے لئے خصوصی تحریر۔ تا ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ کی تصدیق ہو

شمشاد احمد قمر
پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی

تاریخ انسانیت ایک کھلی کتاب کی طرح اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ جب بھی اللہ کی طرف سے لوگوں کی ہدایت کے لئے کسی کو مبعوث کیا گیا تو شیطان اور اس کے پجاری پوری طاقت سے اس چراغ کو بجھانے کے درپے ہو گئے۔ ان کے پیروکاروں کے خون سے ہولی کھیلی گئی۔ انہیں ابتلاوں میں ڈالا گیا۔ ان پر زمین تنگ کردی گئی۔ لیکن وہ اور ان کے ساتھی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانیاں دے کر اخلاص و وفا کی ایسی داستانیں رقم کر گئے جو وقت کی پیشانی سے مٹائی نہیں جا سکیں گی۔

آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی قربانیاں اسی تاریخ کا ایک روشن باب

ہیں۔ لیکن حضورؐ نے آنے والے مسیح و مہدی علیہ السلام کی جماعت کے بارے میں بھی یہی پیشگوئی فرمائی تھی کہ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی ان کی حالت بھی یہی ہوگی جو میری اور میرے صحابہؓ کی ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ نے بھی ایسی ہی قربانیوں کی ایک تاریخ چھوڑی ہے جسے پڑھ کر اہل ایمان کے حوصلے بلند ہوجاتے ہیں اور یہ قربانیاں آنے والوں کے لئے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی ان قربانیوں کے پیشِ نظر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

”ہماری جماعت کے دوستوں میں کتنی ہی کمزوریاں ہوں، کتنی ہی غفلتیں ہوں۔ لیکن اگر موسیٰؑ کے صحابی ہمارے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں تو ہم ان کے سامنے اس گروہ کا نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔ اسی طرح عیسیٰؑ کے صحابی اگر قیامت کے دن اپنے اعلیٰ کارنامے پیش کریں۔ تو ہم فخر کے ساتھ ان کے سامنے اپنے ان صحابہؓ کو پیش کر سکتے ہیں اور یہ جو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں کہہ سکتا۔ میری امّت اور مہدی کی امّت میں کیا فرق ہے۔ میری امّت زیادہ بہتر ہے یا مہدی کی امّت زیادہ بہتر۔ تو درحقیقت ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے فرمایا ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جو ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کی طرح ہر قسم کی قربانیاں کرنے والے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار رہتے تھے“

(الفضل قادیان 28 اگست 1941ء جلد 29 نمبر 196 صفحہ 6-7)

ان میں سے چند صحابہ کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

# حضرت مولوی عبد الرحمٰن شہیدؓ

حضرت مولوی عبدالرحمٰنؓ حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید کے ہونہار شاگرد تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کو جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ مسیحیت و مہدویت کی خبر ملی تو آپؓ نے حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو 1894 یا 1895ء سے وقتاً فوقتاً حضور علیہ السلام کی خدمت میں قادیان بھجوانا شروع کر دیا۔ آپ کئی کئی ماہ تک قادیان میں رہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فیض پاتے، کتب کا مطالعہ کرتے اور ایمان کی تازگی کے ساتھ واپس لوٹتے۔ آخری مرتبہ دسمبر 1900ء (کے غالباً آواخر میں) میں آپ قادیان تشریف لائے۔ اس وقت افغانستان کی سرحد (ڈیورنڈ لائن) پر اختلافات کی وجہ سے بعض سرحدی قبائل نے انگریزوں کے خلاف شورش برپا کر رکھی تھی۔ علماء نے جہاد کے نام پر انگریزوں کے قتل کے فتوے جاری کر دیئے۔جہاد کی اس غلط تشریح سے اسلام اور مسلمانوں کی بہت بدنامی ہو رہی تھی۔ حضرت مولوی صاحب نے جہاد سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح کے مطابق اسلامی تعلیم سے مکمل اتفاق کیا۔ 1901ء میں قادیان سے واپسی پر افغانستان کے بعض علماء نے آپ کے خلاف اس معاملے کو ہوا دی اور امیر کابل سے شکایت کر دی کہ انہوں نے ایک پنجابی کی بیعت کر لی ہے جو اپنے آپ کو مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور جہاد کا مخالف ہے۔ اس پہ آپؓ کو گرفتار کر کے پہلے نظر بند رکھا گیا اور پھر دکھ اور تکالیف دیتے ہوئے گردن میں کپڑا ڈال کر گلا گھونٹ کر شہید کر دیا گیا۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام آپ کے بارے میں پورا ہوا کہ شَاتَانِ تُذْبَحَانِ۔ (کہ دو بکرے ذبح کئے جائیں گے)۔ علم التعبیر میں ''شاۃ'' (بکری) کی تعبیر مطیع اور فرمانبردار رعایا کی بھی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس الہام سے ظاہر ہوتا تھا کہ دو بکری کی طرح معصوم

اور اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرنے والے بغیر کسی جرم شہید کر دئے جائیں گے۔

## حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے اور اس کے نتیجے میں انتہائی درجہ کے ظلم و ستم اور بربریّت برداشت کرتے ہوئے اپنی جان، مال، وقت اور عزّت کی قربانی پیش کرنے والوں میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید کا نام ایک روشن ستارے کی طرح آسمانِ روحانیت پر چمکتا رہے گا۔ آپؓ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی اولاد میں سے تھے۔ آباؤ اجداد ہجرت کر کے افغانستان آگئے۔ آپ افغانستان کے صوبہ خوست میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑی جائیداد کے مالک، ایک اعلیٰ درجہ کے عالم دین اور امیر کابل کے مشیر تھے۔ افغانستان کے بادشاہ امیر عبدالرحمٰن کی وفات پہ نئے بادشاہ امیر حبیب اللہ خان کی رسم تاجپوشی آپؓ کے ہاتھوں ہی انجام پائی۔

آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کی خبر مل چکی تھی اور اپنے شاگرد رشید حضرت مولوی عبدالرحمٰنؓ شہید کے ذریعہ حضورؑ کی تعلیمات سے آگاہی ہو چکی تھی اور حضورؑ کی صداقت کا یقین کر چکے تھے۔ آپ حج کرنے کی نیّت سے بادشاہ سے چھ ماہ کی رخصت لے کر 1902ء کے آواخر میں مکّہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ لیکن لاہور پہنچنے پر معلوم ہوا کہ طاعون کی وجہ سے حج کا سفر روک دیا گیا ہے۔ اس پہ آپؓ نے قادیان جانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی اور اپنی رخصت کے ایّام قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں گزارے۔ 1903ء میں واپسی کی اجازت لے کر افغانستان تشریف لائے۔ امیر کابل کو آپ کی شکایت کر دی گئی اور

علماء نے آپ کے خلاف کفر وارتداد کے فتوے دئے اور بادشاہ کو آپ کے خلاف بہت بھڑکا یا گیا۔ جس کی بناء پر آپ کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں قید کر دیا گیا۔ایک غرغراب نامی زنجیر کمر تک آپ کو پہنا دی گئی جس کا وزن ایک من چوبیس سیر تھا۔ پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑی لگا دی گئی۔اسی قید بامشقّت کی حالت میں آپ نے صبر و استقامت سے چار ماہ عبادت اور ذکر الٰہی کرتے ہوئے گزارے۔بادشاہ کی طرف سے متعدد مرتبہ آپؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار کرنے کے بدلہ میں رہائی کی پیشکش ہوتی رہی جسے آپؓ حقارت سے ٹھکراتے رہے۔ تاہم آپ نے بادشاہ سے کہا کہ میری علماء سے بحث کروائی جائے۔ اگر میں جھوٹا ثابت ہو جاؤں تو بے شک مجھے سزا دی جائے۔ اس پہ مسجد شاہی میں آٹھ مفتیوں سے بحث کروانے کا فیصلہ کیا گیا اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو پہلے سے ہی سخت مخالف تھا ثالث مقرر کر دیا گیا۔ مباحثہ تحریری تھا۔ جس میں صرف تحریر لکھی جاتی اور سامعین کو کچھ بھی دکھایا یا سنایا نہ جاتا۔ لہٰذا اس مباحثہ کا حال کسی کو بھی معلوم نہیں۔ آپؓ زنجیروں میں قید کی حالت میں تھے۔ جبکہ دشمن نہ صرف آزاد تھے بلکہ آٹھ آدمی برہنہ تلواریں لئے آپؓ کے سر پہ کھڑے رہے۔ صبح سات بجے سے سہہ پہر تین بجے تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر عصر کے بعد فتویٰ لگا دیا گیا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو دوبارہ پا بہ زنجیر قید خانہ بھجوا دیا گیا۔ رات کو وہ فتویٰ بادشاہ کو بھجوا دیا گیا لیکن یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے اصل کاغذات بادشاہ کو نہ دکھائے گئے۔ اور بادشاہ نے بھی اصل کاغذات طلب کرنے کی زحمت تک گوارہ نہ کی اور آپ کو قید خانہ بھجوا دیا گیا

صبح آپؓ کو امیر کے دربار میں اسی حالت میں لایا گیا اور بادشاہ نے آپ سے کہا کہ آپ پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ اب بتاؤ توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے؟ تو آپ نے صاف لفظوں میں انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا۔ کیا میں جان کے خوف سے باطل

کو مان لوں؟ مجھ سے یہ نہیں ہو گا۔اور آپ اپنے ایمان پر ڈٹے رہے۔ اور فرمایا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں سچائی سے توبہ کروں۔ اس پر امیر نے ایک لمبا چوڑا حکم نامہ لکھا جس میں مولویوں کا فتویٰ بھی درج کیا کہ ایسے کافر کی سزا سنگسار کرنا ہے۔

اس کے بعد امیر نے حکم دیا کہ آپؓ کے ناک میں چھید کر کے رسّی ڈال دی جائے۔اور کھینچ کر مقتل گاہ پہنچایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اسی حالت میں لوگوں کا ایک جم غفیر، جس میں قاضی، مفتی اور دیگر اہلکار بھی شامل تھے، ہنسی، ٹھٹھہ، گالیاں اور لعنت ملامت کرتے ہوئے آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے اس ایمان مجسم وجود کو مقتل تک لے آئے۔ مقتل میں پہنچ کر عظم و ہمّت کی چٹان اور صبر و استقامت کے اُس شہزادے کو کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اس حالت میں امیر پھر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی کا جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، انکار کردے تو میں اب بھی تمہیں بچا لیتا ہوں۔یہ آخری موقع ہے۔ اپنی جان اور اہل و عیال پر رحم کر۔ تب آپؓ نے جواب دیا کہ سچائی سے انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔ جان کی کیا حقیقت اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے ایمان چھوڑ دوں؟ میں حق کے لئے مروں گا۔

اس پہ وہاں موجود قاضیوں اور فقیہوں نے کافر کافر کا شور مچایا اور سنگسار کرنے کا مطالبہ کیا۔ تو امیر نے قاضی کو کہا کہ چونکہ تم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے لہٰذا پہلا پتھر تم مارو۔ قاضی نے کہا آپ بادشاہ ہیں آپ چلائیں۔ بادشاہ نے کہا شریعت کے آپ بادشاہ ہیں اور فتویٰ بھی آپ کا ہے۔ اس میں میرا دخل نہیں۔ اس پہ قاضی نے جو گھوڑے پہ سوار تھا، گھوڑے سے اتر کر پتھر چلایا جس سے آپؓ کو ایک کاری زخم لگا اور گردن ایک طرف جھک گئی۔پھر اس کے بعد امیر نے پتھر چلایا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس ہجوم کی طرف سے آپؓ پر پتھروں کی بارش

کر دی گئی اور چشم فلک نے ایک نیک اور متقی بزرگ، ایک عالم با عمل، نازو نعمت میں پلے شہزادے کو محض اپنے خدا اور اس کے مأمور سے وفاداری کے جرم میں پتھروں کے ڈھیر میں زندہ دفن ہوتے اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کرتے ہوئے دیکھا۔

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا، وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے، اس جان کی تو کوئی بات نہیں

آپؓ کی شہادت پہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

”وہ درحقیقت ان راستبازوں میں سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقویٰ اور اطاعت الٰہی کو انتہاء تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور خدا کے خوش کرنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنی جان اور عزّت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو طیار ہوتے ہیں۔اس کی ایمانی قوّت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر میں اس کو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو“

(تذکرہ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ10)

نیز فرمایا

”اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا“

(تذکرہ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 60)

# حضرت نواب محمد علی خانؓ

آپؓ مالیر کوٹلہ کے نواب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک پہ شاہانہ زندگی ترک کر کے قادیان آگئے اور ساری زندگی یہیں بسر کی۔ آپ کہ پہلی بیوی کی 1898ء میں وفات ہوگئی۔ دوسری شادی کی لیکن 1906ء میں دوسری اہلیہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد آپ کی تیسری شادی حضرت صاحبزادی نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔

عام طور پہ دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے نواب، زمیندار اور مالدار گھرانے اپنی جاہ حشمت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے دینی معاملات کو پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ لیکن حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کا طرز عمل اس کے بالکل برعکس تھا۔ اسلام اور احمدیت کی خاطر آپ نے کبھی کسی قسم کی قربانی کرنے سے دریغ نہیں کیا اور اس سلسلہ میں کبھی خاندان، مال ودولت یا ظاہری عزّت و وجاہت کو راہ میں حائل نہیں ہونے دیا۔ آپ ہر مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے۔ اس وقت جب انجمن کی مالی حالت بہت کمزور تھی اور باتنخواہ ملازم نہ رکھ سکتی تھی۔ تو آپ نے بعض مبلغین کا خرچ خود اُٹھایا۔ تحریک شدھی میں پیرانہ سالی کے باوجود خود تشریف لے گئے اور خوب محنت کی اور اپنے ساتھیوں سمیت سارا خرچ خود برداشت کیا۔

ایسے بڑے خاندانوں میں رشتہ کرتے وقت عموماً جائیداد کا بہت خیال رکھا جاتا ہے۔ آپؓ کی صاحبزادی محترمہ زینب بیگم صاحبہ کے ساتھ حضرت مرزا شریف احمد رضی اللہ عنہ کے نکاح کی تجویز ہوئی تو آپ کے رشتہ داروں نے آپؓ کو بہت روکا کہ اس طرح مالیر کوٹلہ کی جائیداد سے حصّہ دینا پڑے گا۔ لیکن آپؓ نے اس کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی اور فرمایا کہ جب میں ایک

شخص کو مسیح موعود مان چکا ہوں تو ان کو رشتہ دینے سے کیسے انکار کر سکتا ہوں؟ نیز فرمایا کہ

”جو میں نے دیکھا ہے وہ آپ کو نظر نہیں آ سکتا۔ اتنا آپ سن لیں کہ اگر شریف احمد ٹھیکرا لے کر گلیوں میں بھیک بھی مانگ رہا ہو تا تب بھی شریف احمد کو ہی بیٹی دیتا“

(رفقاء احمد جلد2 صفحہ 256)

یہ وہ وجود تھے جنہیں اپنی دنیوی وجاہت سے کوئی غرض نہ تھی بلکہ سب کچھ فدا کر کے صرف اور صرف دین کو زندہ رکھنا ہی اپنا مقصود و مطلوب سمجھتے تھے۔

## حضرت مولانا برہان الدین جہلمیؓ

حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمی رضی اللہ عنہ 1830ء میں پیدا ہوئے۔ دینی علوم خصوصاً حدیث اور فقہ کے ماہر تھے۔ 1886ء میں ہوشیار پور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنی فہم و فراست سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بیعت کی درخواست کی لیکن حضورؑ نے فرمایا کہ ابھی بیعت کی اجازت نہیں ہے۔ پھر بعد میں 1892ء میں بیعت کرلی۔

حضرت مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی سنایا کرتے تھے کہ 1904ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تو مولوی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضورؑ اپنے خدّام کے ہمراہ جا رہے تھے کہ کھڑکی سے کسی عورت نے حضورؑ پر راکھ ڈالی۔ حضور تو (بحفاظت) گزر گئے مگر راکھ مولوی صاحب کے سر پہ پڑی۔ آپ پر محویّت طاری ہو گئی اور نہایت خوشی سے فرمانے لگے۔ ”پا اے مائے پا“ یعنی اے بوڑھی ماں اور راکھ ڈال۔

حضور علیہ السلام جب سیالکوٹ سے واپس تشریف لے گئے تو آپؓ حضور کو الوداع کہنے کے بعد پیچھے رہ گئے اور بعض شریروں نے آپ کو پکڑ لیا اور ہنسی، تمسخر اور ٹھٹھہ کرتے ہوئے آپ کی بہت بے عزّتی کی اور مارا پیٹا حتّٰی کہ آپ کے مونہہ میں گوبر تک ٹھونس دیا۔ لیکن آپ نے اس تکلیف پر بھی بشاشت سے فرمایا کہ ”او بر ہانیاں! ایہہ نعمتاں کتھوں“۔ یعنی آپؓ کو معلوم تھا کہ انبیاء کرام اور ان کے متّبعین سے مخالفین کا کیا سلوک ہوتا ہے اور اس پر صبر و استقامت اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول کتنی بڑی نعمت ہے۔ یہ نعمت تو نصیب والوں کو ہی ملتی ہے۔ لہٰذا سنّتِ انبیاء میں اس تضحیک آمیز رویّہ پر بھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے نعمت قرار دیا۔

(تاریخ احمدیت جلد2 صفحہ 409-410)

## حضرت مولانا شیر علیؓ

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ نے 1897ء میں قریباً 22 سال کی عمر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی۔ انگلینڈ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود سب کچھ چھوڑ کر قادیان میں دربار مسیح پہ حاضر ہو گئے پھر واپس پلٹ کے دنیا کی طرف نہیں دیکھا۔جماعت کی خدمت میں آپ کی انگریزی اور اردو زبان میں اعلیٰ پائے کی تحریریں آپ کے تبحر علمی کا مونہہ بولتا ثبوت ہیں۔ جن میں سب سے بہترین تحریر آپ کا انگریزی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ ہے۔

اس دور میں تعلیم یافتہ لوگوں کی کمی تھی۔ اور یونیورسٹی سے گریجویشن کر لینا تو بہت ہی بڑے اعزاز کی بات سمجھی جاتی تھی۔ یونیورسٹی سے بی۔اے کرنے بعد آپؓ قادیان میں

تھے تو آپؓ کو اعلیٰ صلاحیتوں کی بناء پر گورنمنٹ کی طرف سے جج کے عہدہ کی پیشکش ہوئی۔ آپؓ نے وہ چٹھی اپنے والد صاحب کو بتائے بغیر ہی پھاڑ کر پھینک دی تاکہ والد صاحب وہاں جانے پر مجبور نہ کریں اور قادیان کا روحانی ماحول چھوڑنا نہ پڑے۔ آپؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر خدمت دین کرنا اتنا پسند کرتے تھے کہ اس پہ دنیا کی نعمت کو قربان دینا معمولی خیال کرتے تھے۔ اور دنیا کی نعماء سے مونہہ موڑ کر فقیرانہ زندگی کو پسند فرماتے تھے۔

آپؓ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر تھے۔ ایک مرتبہ دو انگریز افسر قادیان آئے۔ آپؓ باہر حضرت نواب صاحبؓ کی کوٹھی کے قریب سادہ سے کپڑوں میں ملبوس اپنی بھینس چرا رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے آپؓ سے پوچھا کہ ہم نے ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر صاحب سے ملنا ہے۔ آپؓ نے فرمایا چلیئے میں آپ کو لے چلتا ہوں۔ انہیں اپنے گھر میں لاکر بیٹھک میں بٹھایا اور فرمایا کہ آپ تشریف رکھیں میں انہیں بلا کے لاتا ہوں۔انہوں نے کہا کہ نہیں آپؓ ہمیں ان کے گھر ہی لے چلیں۔ اس پہ آپؓ نے فرمایا ”ریویو کا ایڈیٹر تو میں ہی ہوں“۔ وہ دونوں افسر یہ سن کر ہکّا بکّا رہ گئے اور بے ساختہ ان کے مونہہ سے نکلا کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ اس رسالہ کا ایڈیٹر کوئی انگریز ہو گا۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ از ملک نذیر احمد، صفحہ 189-190)

ملک فرید احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ معروف صحافی میاں محمد شفیع صاحب المعروف ”م۔ش“ جلسہ سالانہ کی رپورٹنگ کے لئے قادیان آئے۔ مجھے کہنے لگے کہ ملک صاحب کوئی ولی اللہ دکھلائیں۔ میں نے کہا کہ سب سے بڑے ولی اللہ تو ہمارے امام ہی ہیں۔ کہنے لگے ہاں وہ تو ہوئے۔ لیکن پھر بھی میں کسی فقیر ولی اللہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ اسی اثناء

میں حضرت مولوی شیر علی صاحب کندھے پہ بھورے رنگ کا موٹا اور کھردرا سا کمبل ڈالے ہمارے قریب سے گزرے۔ میں نے کہا یہ ہمارے مولوی شیر علی صاحب ہیں 1902ء میں گریجویٹ ہوئے اور یورپ میں تین سال رہ کر آئے ہیں۔ انگریزی زبان کے بڑے ماہر ہیں۔ برسوں سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹر ہیں۔ میاں صاحب کہنے لگے میں ایسے ہی فقیر کو دیکھنا چاہتا تھا۔ اور جب تک مولوی صاحبؓ نظروں سے اوجھل نہ ہوگئے ان کی نظریں حضرت مولوی صاحب کا تعاقب کرتی رہیں۔

(سیرت حضرت مولانا شیر علیؓ از ملک نذیر احمد صفحہ 56-57)

## حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوریؓ

آپؓ 1873ء میں چک چٹھہ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ مدرسہ رحیمیہ نیلا گنبد لاہور سے اپنی دینی تعلیم مکمل کی۔ 1905ء میں قادیان جاکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پہ بیعت کا شرف حاصل کیا۔1914ء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر زندگی وقف کی اور تبلیغی جہاد کا سلسلہ تادم آخر جاری رہا۔

آپؓ کے تایا مکرم چراغ دین صاحب مرحوم ایک نیک، متقی، تہجد گزار اور ولی اللہ آدمی تھے۔ ان کے متعلق حضرت مولوی صاحب کی والدہ محترمہ نے بتایا کہ وہ کہتے تھے کہ ابراہیم تمہارے گھر میں ایک نور لائے گا جسے تم وقت پر سمجھ لوگے۔ اس سے مراد اُن کی احمدیت تھی۔ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے خاندان میں پہلا احمدی ہوں۔

(حیات بقاپوری صفحہ 6)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر کے واپس اپنے ننہیال قصبہ مرالی آئے اور نماز پڑھانے کے بعد اپنی بیعت کا اعلان کر دیا۔ تو لوگوں نے شدید مخالفت کی۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ایک تھانیدار (جو نماز پڑھنے آیا تھا) کہنے لگا کہ بس خبردار اب جو تو ہمارے مصلّیٰ پہ کھڑا ہوا۔ میں مصلّے سے الگ ہو گیا اور کہا یہ لو۔۔۔نہ اب میں تمہارا امام اور نہ ہی تم میرے مقتدی۔کیونکہ اب میں امام الزماں حضرت مہدی علیہ السلام کو مان چکا ہوں اور تم اس امام کے منکر ہو اور جو امام کا منکر ہو وہ فاسق ہوتا ہے۔۔۔پس میں تو متقیوں کا امام بننا چاہتا ہوں، فاسقوں کا نہیں۔ وَجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً۔ میرے اس اعلان پر قصبہ میں شور پڑ گیا اور میری مخالفت شروع ہو گئی۔۔۔مولویوں نے میرا بائیکاٹ کروادیا عوام کالانعام مجھے علانیہ گالی گلوچ دینے پر اتر آئے۔ میرا ماموں جو میرا خسر بھی تھا میرے خلاف ہو گیا اور کہنے لگا میرے گھر سے نکل جاؤ۔۔۔میں نے مصمّم ارادہ کر لیا تھا کہ لوگ خواہ مجھے کتنی ہی تکالیف پہنچائیں میں تبلیغ کرنا نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اور ان کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کروں گا۔

(حیات بقا پوری صفحہ 15)

اپنے خسر (آپؓ کے ماموں بھی تھے) کے گھر سے نکال دینے کے بعد آپؓ اپنے گاؤں موضع بقا پور آگئے تو گھر والوں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ گھر میں بڑے بھائی کے سوا (جو قادیان ساتھ گئے تھے لیکن بیعت نہ کی) سب گھر والے بھی مخالف ہو گئے۔اور برا بھلا کہتے رہے۔ ایک ماہ کے بعد آپ کی والدہ صاحبہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ اس کو کیوں برا بھلا کہتے ہو؟ یہ تو پہلے سے زیادہ نمازیں پڑھتا ہے اور تہجد کا بھی پابند ہے۔ والد نے کہا کہ اس نے مرزا کو مان لیا ہے جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ والدہ نے کہا کہ امام مہدی کے معنی تو ہدایت یافتہ لوگوں کے امام کے ہیں۔ ان کے ماننے سے تو میرے بیٹے کو زیادہ ہدایت نصیب ہو گئی

ہے۔ اور اس کا ثبوت اس کے عمل سے ظاہر ہے۔ اور ساتھ ہی آپؓ سے کہا کہ بیٹا! میری بیعت کا بھی خط لکھ دو۔اور اس طرح آپؓ کی والدہ محترمہ اور پھر خاندان کے دیگر افراد بھی بیعت کر کے نور ہدایت سے منوّر ہو گئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ

”بقا پور میں 1905ء سے 1908ء تک تین سال ہر طرح کی مالی اور بدنی ابتلاؤں کے گزرے۔ کئی کئی دن فاقہ کشی بھی کرنی پڑی لیکن باوجود جسمانی تکلیفوں کے روحانی مسرّت زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتی رہی اور اب بھی وہ دن یاد آتے ہیں تو اس خاص زمانے کو یاد کر کے جذبات میں ایک طلاطم برپا ہو جاتا ہے“

(حیات بقا پوری صفحہ19)

## حضرت مولوی حسن علی بھاگلپوریؓ

آپ 22 اکتوبر 1852ء کو بھاگل پور میں پیدا ہوئے اور11جنوری 1894ء میں بیعت کی۔313 صحابہؓمیں شامل ہیں۔ آپؓ انگلش، عربی، فارسی، اردو، ہندی اور بنگلہ زبانوں کے ماہر تھے۔ پٹنہ میں اسکول میں ہیڈماسٹر رہے۔ آپؓ ایک شعلہ بیان مقرر تھے۔ اپنے انداز بیان سے مجمع پر چھا جاتے۔ لیکن دنیوی زندگی سے مطمئن نہ ہونے کی وجہ سے ملازمت سے استعفیٰ دے کر دین اسلام کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور ہندوستان کے اعلیٰ پائے کے مبلغین اسلام میں شمار ہونے لگے۔ اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھنے اور آپؑ خدمت میں قادیان جانے کا موقع ملا تو یہی سوال ذہن میں اُٹھا کہ ہندوستان میں

بطور واعظ جو عزّت و تکریم ملی ہوئی ہے، اسے قائم رکھا جائے یا اس جلیل القدر امام کا متبع ہو کر تکفیر اور ملامت کا ٹوکرہ سر پہ اُٹھا لیا جائے؟ تو دل نے فیصلہ کیا کہ جب سچائی کھل گئی ہے تو اپنی صحت روحانی کا دشمن بن کر اندرونی پلیدگی اور منافقانہ زندگی میں ڈوبا رہنے کا کیا فائدہ۔ بالآخر 11، جنوری 1894ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پہ بیعت کر کے آپؑ کی غلامی میں آگئے۔

بیعت کے بعد آپؓ لاہور آئے اور ایک لیکچر میں قادیان سے حاصل کردہ فیوض و برکات کا کھول کر ذکر کیا۔ اس کے بعد جب واپس مدراس پہنچے تو وہی کچھ ہوا جو عاشقان صدق و وفا کے ساتھ ہوتا ہے۔ آپ اس سلسلہ میں خود بیان فرماتے ہیں کہ

”مسجد میں واعظ کرنے سے روکا گیا۔ ہر مسجد میں اشتہار کیا گیا کہ حسن علی سنّت الجماعت سے خارج ہے۔ کوئی اس کا واعظ نہ سنے۔ پولیس کو اطلاع دی گئی کہ میں فساد پھیلانے والا ہوں۔ وہ شخص جو چند ہی روز پہلے شمس الواعظین جناب مولانا صاحب واعظ اسلام کہلاتا تھا، صرف حسن علی لیکچرار کے نام سے پکارا جانے لگا۔ پہلے واعظوں میں ایک ولی سمجھا جاتا تھا، اب مجھ سے بڑھ کر شیطان دوسرا نہ تھا۔ جدھر جاتا انگلیاں اُٹھتیں۔ سلام کرتا جواب نہ ملتا۔ مجھ سے ملاقات کرنے کو لوگ خوف کرتے۔ میں ایک خوفناک جانور بن گیا“

(تائید حق از حضرت مولوی حسن علیؓ بھاگلپوری صفحہ 69-70)

حضرت مولوی احمد علی صاحب بھاگلپوری لکھتے ہیں کہ

”آپ مدراس لوٹے تو سارے علماء مدراس نے آپ کی تکفیر کی اور آپ کو دجّال اور کرسٹان

(عیسائی) کہنے لگے"

(اصحاب احمد جلد14 صفحہ55)

رسالہ "معاصر" پٹنہ نے آپ کے بارے میں لکھا کہ

"قادیانی مذہب قبول کرتے ہی مولوی صاحب کی مقبولیت عامہ کو سخت دھچکا لگا۔ اب وہ صرف مبلغ احمدیت ہو کے رہ گئے۔ عام مسلمانوں نے ان کا بائیکاٹ کیا او ر ان کو مسجدوں میں تقریر کرنے کی اجازت نہ دی"

(اصحاب احمد جلد14 صفحہ30)

## حضرت مولوی عبداللہ بوتالویؓ

حضرت مولوی صاحبؓ20 مئی 1881ء کو جھنڈا سنگھ والا ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ 17 فروری 1901ء کو بیعت کی۔ 3/مئی 1952ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پائی۔ بہشتی، مقبرہ ربوہ کے احاطہ خاص میں پہلی قبر آپؓ کی ہے۔

حضرت مولوی عبداللہ صاحبؓ انصاف پسند طبیعت کے مالک تھے۔احمدیت قبول کرنے سے قبل ہی حق کی جانب جھکاؤ رکھتے تھے۔ اور لوگوں کو آپ کا اس طرف جھکاؤ بھی پسند نہ تھا۔ 1901ء میں آپ نے صداقت کو پوری طرح پہچان لیا اور اس کا کھلے عام اظہار کر نے لگے۔اس کے ساتھ ہی گاؤں میں آپ کی مخالفت کا شور پڑ گیا۔آپؓ کی مخالفت میں تیزی لانے کے لئے ایک مخالف مولوی کو بلایا گیا۔ اس کی تفصل بیان کرتے ہوئے آپؓ فرماتے

ہیں۔

”ایک دن میری عدم موجودگی میں قریب کے گاؤں بھوانی داس سے ایک اہل حدیث مولوی احمد علی کو بلوایا گیا۔۔۔مولوی مذکور سے جمعہ پڑھوایا۔ اثناء واعظ اس مولوی نے لوگوں کو علماء اسلام کا ایک مطبوعہ فتویٰ پڑھ کر سنایا اور اخیر پر مولویوں کی مہریں لگی ہوئیں دکھلا کر کہا کہ دیکھو جس شخص پر اس قدر مولویوں نے کفر کا فتویٰ لگایا ہو وہ یا اس کی پیروی کرنے والا کب مسلمان ہو سکتا ہے۔ یہ کہہ کر لوگوں کو پیغام سلام کے ترک کرنے اور ہر طرح کے تعلقات قطع کر دینے کا فیصلہ سنایا۔جب میں شام کو گاؤں واپس آیا تو میں نے سب کے طور بدلے ہوئے دیکھے۔ اور جن لوگوں کے ساتھ آباءو اجداد سے ہمارے گہرے تعلقات رہ چکے تھے ان کی آنکھیں بھری ہوئی ملاحظہ کیں۔ہمارا پانی بھرنے والے ماشکیوں کو پانی بھرنے سے روک دیا گیا اور ہر طرح کا بائیکاٹ کر کے تکلیف دینا چاہی۔ حتّٰی کہ۔۔۔ گاؤں کے چند معتبر اشخاص کا مجمع ہمارے گھر پر آیا اور ہماری ڈیوڑھی میں بیٹھ کر اندر سے میری والدہ مرحومہ کو بلایا۔۔۔ان میں سے ایک شخص جو ہم پر بہت امید رکھتا تھا یو ں گویا ہوا۔ بے بے جی ! آپ کے خاندان کا ہمیں بہت لحاظ ہے لیکن آپ کے بیٹے نے پرانے طریقے کو چھوڑ کر نیا طریقہ اختیار کر لیا ہے۔۔۔اسے سمجھائیں اور اسے باز رکھیں۔اس پر میری والدہ نے نہایت جرأت اور دلیری سے جواب دیا۔۔۔ مجھے اس کے عقیدے اور عمل میں کوئی برائی معلوم نہیں ہوتی۔ اس لئے میں کیوں اس کو منع کروں؟ اب جدھر اس کا راستہ ہے ادھر ہی ہمارا راستہ ہے۔یہ کھرا کھرا جواب سن کر وہ سب اپنا سا مونہہ لے کر واپس چلے گئے۔۔۔ اس کے بعد لوگوں کے مقاطعہ سے میرے دل کو بہت صدمہ ہوا۔۔۔ دوستوں اور آشناؤں کا خشک اور روکھا سلوک میرے جذبات کو بہت ہی صدمہ پہنچانے کا موجب ہوا اور میں ہر

وقت اسی سوچ بچار میں افسردہ خاطر رہتا تھا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔۔۔“

(اصحاب احمد جلد7 صفحہ183)

بالآخر مخالفت میں شدّت آجانے اور نت نئے مسائل کے پیدا ہونے پہ آپؓ کو اپنا گاؤں بوتالہ چھوڑنا پڑا۔اور آپؓ بوتالہ سے ہجرت کر کے بھیرہ چلے گئے۔ یہاں آکر پٹواری کا امتحان پاس کیا اور ملازمت اختیار کرلی۔اس طرح اپنا گھر بار،دوست، رشتہ دار چھوڑ دیئے لیکن اپنے ایمان کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ ان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق فرماتے ہیں کہ

”یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے۔۔۔ان کو خدا نے آخری زمانہ کے مامور اور مرسل کا صحابی بننے کی توفیق عطا فرمائی۔اور ان کی والہانہ محبت کے نظارے ایسے ہیں کہ دنیا ایسے نظارے صدیوں میں بھی دکھانے سے قاصر رہے گی“

(الفضل 28 اگست 1941 صفحہ4 کالم3)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اندر ان بزرگ ہستیوں کا سا ایمان اور دینی جذبہ پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 اگست 2022ء، لندن)

# (4)
# اصحاب رسولؐ بحیثیت انصار اللہ

غلام مصباح بلوچ
نائب صدر صف دوم
مجلس انصار اللہ کینیڈا

خدائے رحمٰن و رحیم جب دنیا میں انبیاء کی بعثت فرماتا ہے تو اُن کی نصرت کے لیے مخلصین کی ایک جماعت بھی انہیں عطا کرتا ہےاور اس لحاظ سے بھی آنحضرت ﷺ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ آپؐ کو عطا کی گئی جماعت میں وہ فدائیت اور اخلاص کا نمونہ تھا جس کی مثال کسی نبی کے ماننے والوں میں نہیں ملتی اور اس فدائیت اور وارفتگی کا اظہار ہمیں آغاز اسلام سے ہی صحابہ میں نظر آتا ہے۔ سورۃ الصف میں اللہ تعالیٰ نے جو مومنوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح نَحۡنُ اَنۡصَارُاللّٰہِ بننے کی تاکید فرمائی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابۂ رسولؐ بھی نَعُوۡذُ بِاللّٰہِ اس مقام سے پیچھے تھے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مسیح ناصریؑ کے انصار کی وہ شان نہیں تھی جو محمد رسول اللہ ﷺ کے انصار کی تھی، اس

لحاظ سے علامہ فخر الدین الرازیؒ نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے بہت ہی عمدہ معنی بیان فرمائے ہیں، وہ لکھتے ہیں:

قولہ: ''کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰہِ'' أمر بإدامة النصرة والثبات علیه، أی ودوموا علی ما أنتم علیه من النصرة، ......(تفسیر مفاتیح الغیب، التفسیر الکبیر/الرازی (ت 606ھ)۔ سورة الصف آیت نمبر 14) یعنی ''انصار اللہ ہو جاؤ'' میں یہ حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں نصرت اور مدد دینے میں مداومت اور ثبات حاصل کرو یعنی نصرت دین کی جس حالت پر تم ہو اِس پر ہمیشہ قائم رہو۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جماعت کو مزید فعّال اور منظّم کرنے کے لیے جب ذیلی تنظیموں میں تقسیم فرمایا تو اس میں مجلس انصار اللہ قائم کرنے کی جہاں اور اغراض تھیں وہاں ایک غرض یہ بھی تھی کہ مجلس انصار اللہ کے ممبران اپنے اندر صحابہ رسولؐ جیسی روح پیدا کریں چنانچہ حضورؓ نے اپنے افتتاحی خطاب بر موقع سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ 1956ء میں اصحاب رسولؐ کی عظیم الشان قربانیوں کی مثالیں دیتے ہوئے فرمایا: ''جب ہم انصارؓ کی تاریخ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ایسی قربانیاں کی ہیں کہ اگر آپ لوگ جو انصار اللہ ہیں اُن کے نقش قدم پر چلیں تو یقیناً اسلام اور احمدیت دور دور تک پھیل جائے اور اتنی طاقت پکڑ لے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکے....''

(سبیل الرشاد جلد اول صفحہ 106)

یہ در اصل معلم و مزکی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی قوت قدسیہ کا اثر تھا کہ

صحابہ نے ایسی عظیم الشان تبدیلیاں اپنے اندر پیدا کیں اور حیرت انگیز قربانیاں پیش کرنے والے ہوئے۔ مجلس انصار اللہ کا عہد ہے کہ ”میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاء اللہ آخر دم تک جد و جہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا، نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ ان شاء اللہ۔“ یعنی ہم اپنی زبان سے اس عہد کو دہرا کر اپنے آپ کو یہ باتیں ذہن نشین کراتے ہیں کہ یہ وہ کام ہیں جو ہم نے سر انجام دینے ہیں لیکن اصحاب رسولؐ کے وجود ایسے تھے جنہوں نے عملی طور پر اس عہد کی باتوں کو پورا کر کے دکھایا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ (الاحزاب:24) یعنی اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی منت کو پورا کر دیا کے الفاظ میں خوشنودی کا سرٹیفکیٹ پایا۔ اس مضمون میں اصحاب رسولؐ کی زندگی سے چند واقعات پیش کیے جا رہے ہیں جو ہمیں دین اسلام کی مضبوطی، اس کی اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کا درس دیتے ہیں۔

## دین اسلام کی مضبوطی اور اس کی اشاعت کے سامان کرنا

دین حق کو قبول کرنے کے بعد اس کی حفاظت اور مضبوطی بہت ضروری امر ہے، روایات میں ایمان کے متعلق آتا ہے ”یَزِیۡدُ وَیَنۡقُصُ“ کہ ایمان بڑھتا بھی ہے اور گھٹتا بھی ہے۔ پس ایمان لانے اور دین کو قبول کرلینے کے بعد مومن کا فرض ہے کہ اپنے ایمان کو گھٹنے سے بچائے اور اس کے ازدیاد کی فکر کرے۔ صحابہ رسولؐ اس لحاظ سے اپنا محاسبہ کرتے رہتے تھے چنانچہ حضرت حنظلہ بن ربیع الکاتب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ وہ حالت جو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ہوتی ہے وہ حالت آپؐ کی مجلس سے اٹھنے کے بعد نصیب نہیں ہوتی

پس نَافَقَ حَنْظَلَۃُ کہ حنظلہؓ تو منافق ہوگیا ہے۔ (جامع ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والودع عن رسول اللہ صلی اللہ باب نمبر59) پس جہاں ایمان اور دین کی مضبوطی کی اس قدر فکر ہو وہاں کیسے یہ تصور ہو سکتا ہے کہ دین میں کمی واقع ہوجائے گی اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام صوم و صلوٰۃ وغیرہ فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ہمیشہ وقت نکال کر اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں پہنچاتے تھے اور آپؐ کی پاکیزہ صحبت سے فیض پاتے تاکہ حضور ﷺ کے فرمودات سنیں اور اُن پر عمل کرنے والے ہوں۔ اس نیک کام کی طرف اتنی توجہ تھی کہ ایک طبقہ صحابہ کا "اصحاب الصفہ" کہلایا یعنی وہ جو حصول دین کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے در پہ پڑے رہتے تھے۔ کسب معاش کی ذمہ داری بھی انسان پر واجب ہے لیکن صحابہ جب اس ذمہ داری کے لیے جاتے تو رسول اللہؐ کی مجلس سے غیر حاضری کے ازالہ کے سامان بھی ساتھ کر جاتے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور میرے ایک انصار پڑوسی نے باریاں مقرر کی ہوئی تھیں کہ ایک دن وہ آپؐ کی صحبت میں دن گزارا کرے اور ایک دن مَیں۔ اس طرح ہم ایک دوسرے کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں بتایا کرتے تھے۔

(بخاری کتاب العلم باب التَّنَاوُبِ فِی الْعِلْمِ)

حضور ﷺ کی محفل میسر نہ آتی تو آپس میں مجلس لگا کر فرمان الٰہی اور فرمان رسول کو دہراتے تاکہ دین کی باتیں ذہن نشین رہیں اور ان میں کوئی سستی واقع نہ ہو۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کبار صحابہ میں سے ایک تھے، وہ جب بھی کسی دوسرے صحابی سے ملتے تو کہتے تَعَال نُؤْمِنُ بِرَبِّنَا سَاعَۃً (الاصابہ فی تمییز الصحابہ کتاب العین ذکر عبداللہ بن رواحہؓ) یعنی آؤ تھوڑی دیر اپنے رب پر ایمان لے آئیں۔ حضرت معاذ بن جبل

رضی اللہ عنہ ایک عظیم المرتبت صحابی تھے، انہوں نے ایک شخص سے کہا اِجْلِسْ بِنَا نُؤْمِنْ سَاعَةً (بخاری کتاب الایمان بَابُ الْاِیْمَانِ وَقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ") یعنی ہمارے ساتھ بیٹھو تا کہ ہم کچھ دیر ایمان والے بن جائیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مومن نہیں تھے بلکہ یہ مراد ہے کہ ایمان کی باتیں کر کے ایمان تازہ کر لیں کیونکہ ایمان افروز باتیں کرنے سے ایمان میں تجدید آجاتی ہے اور از سر نو ایک تازگی اور بشاشت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنی دینی حالت کو مضبوط کرنے کی یہ بھی ایک صورت ہے۔

دین کی مضبوطی اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اوامر کی ادائیگی یعنی جن کاموں کے کرنے کا دین نے حکم دیا ہے اُن کو بجالانا۔ اور نواہی سے اجتناب یعنی جن کاموں کے کرنے سے دین نے روکا ہے اُن سے اجتناب کرنا۔ حدیث میں آیا ہے: اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً کہ ایمان کے ساٹھ سے کچھ زائد حصے ہیں۔ (بخاری کتاب الایمان) اصحاب رسولؐ کی زندگی ان تعلیمات کے عملی نمونے سے بھری پڑی ہے۔ توحید کا اقرار اور شرک سے بیزاری، اتباع قرآن، محبت رسولؐ، اطاعت رسولؐ، نماز، روزہ، زکوۃ، حج، والدین کی اطاعت و خدمت، صلہ رحمی، پڑوسیوں سے حسن سلوک، یتامیٰ کی خبر گیری، سلام کو رواج دینا، جنازے کے ساتھ جانا، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا، ان کی تربیت کرنا، تبلیغ اسلام، جہاد، انفاق فی سبیل اللہ، ایثار، حیا وغیرہ یہ وہ سرخیاں ہیں جن پر ایمان اور عمل دین کو مضبوط کرتا ہے اور صحابہ کی سیرت انہی سرخیوں کی عمدہ مثال ہے۔

دین اور ایمان کی مضبوطی کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ معاندین کے پروپیگنڈے اور ان کی فتنہ پردازیوں سے اپنے آپ کو بچا کے رکھا جائے، ان کے پیدا کردہ وساوس اور دی گئی لالچ کو ردّ کر دیا جائے۔ معاندین اور منافقین کی پھیلائی گئی شر انگیزیوں اور فتنوں کا اصل علاج

تو واقعہ افک کے ضمن میں مذکور یہی قرآنی فرمان ہے کہ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا (النور:13) یعنی جب تم نے یہ بات سنی تھی تو کیوں نہ مومن مردوں اور عورتوں نے اپنی قوم کے متعلق نیک گمان کیا۔ مزید فرمایا: وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿١٧﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٨﴾ (النور:17-18) یعنی کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اِس بات کو سنا تھا تو فوراً کہہ دیا کہ یہ ہمارا کام نہیں کہ ہم اِس بات کو آگے دوہرائیں۔ اے خدا! تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس قسم کی بات کے دوبارہ کرنے سے ہمیشہ کے لیے روکتا ہے اگر تم مومن ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی اس مضمون میں نہایت مفید ہے کہ مِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب التَّثَبُّتِ فِی الْفِتْنَةِ) یعنی بندے کے بہترین اسلام کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ان باتوں سے دور رہے جن سے اُس کو کوئی کام نہیں۔ پس جب ایمان نصیب ہوگیا ہے تو پھر ایسے پروپیگنڈے، ایسے لٹریچر، ایسے بیانات اور ایسی وڈیوز وغیرہ سے احتراز ہی میں ایمان کی سلامتی ہے ورنہ ایسے پروپیگنڈے کا مقصد صرف اور صرف تعلقات اور ایمان کے رشتوں میں دراڑیں ڈالنا ہے۔ اس ضمن میں حضرت کعب بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ کی نہایت عمدہ مثال ہمارے سامنے موجود ہے کہ جب وہ بغیر کسی عذر کے غزوہ تبوک میں شامل نہ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے سزا کے طور پر مسلمانوں سے اُن کا مقاطعہ کرایا، یہ دن اُن کے لیے نہایت سخت تھے، انہی سزا کے دنوں میں حضرت کعبؓ کو غسان کے گورنر کا یہ خط ملا کہ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ۔ قَالَ فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا وَهٰذِهٖ اَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ۔ فَتَيَامَمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا بِهَا (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حَدِيْثِ

تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ ) یعنی ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے تم سے لا تعلقی کر لی ہے۔ اللہ نے تمہارے لیے بس رسوائی اور ہلاکت کا گھر ہی نہیں بنایا تم ہمارے ساتھ آ ملو ہم تمہاری خیر خواہی کریں گے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ جب میں یہ خط پڑھا تو اپنے آپ سے کہا کہ یہ (خط) بھی ایک ابتلاء ہے پس میں نے اُسے آگ میں پھینکنے کی نیت کر لی اور اُسے جلا ڈالا۔

دین کی اشاعت میں بھی صحابہ کا کردار نہایت اعلیٰ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو تاکید فرمائی تھی بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً (بخاری کتاب أحادیث الانبیاء باب مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ) یعنی میری باتیں آگے پہنچاؤ اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ یا فتح مکہ کے موقع پر حاضر صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا: وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ یعنی جو یہاں حاضر ہیں وہ (میرا یہ پیغام) غیر حاضر لوگوں کو پہنچادیں۔ چنانچہ صحابہ نے ہمیشہ اس حکم نبویؐ کی تعمیل میں قرآن اور رسولؐ کے پیغام کی اشاعت میں اپنی زندگیاں بسر کیں چنانچہ مؤخر الذکر حکم رسولؐ کی پیروی میں ہی حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ نے یزید بن معاویہ کے دور میں ایک مرتبہ امیر مدینہ عمرو بن سعید کو جبکہ وہ مکہ کی طرف لشکر بھیج رہا تھا، کہا کہ اے امیر! مجھے اجازت دیں، میں آپ کو ایک ایسی بات بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے اگلے دن فرمائی تھی جسے میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ رکھا .... (صحیح مسلم کتاب الحج باب تَحْرِيمِ مَكَّةَ وَصَيْدِهَا وَخَلَاهَا وَشَجَرِهَا وَلُقَطَتِهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ عَلَى الدَّوَامِ۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ باب الکنی ذکر أبو شریح الخزاعیؓ) اشاعت دین کا یہ جوش اور جذبہ آخر عمر تک صحابہ میں موجزن رہا۔ حضرت عبادہ بن صامت الانصاری رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے قریب کی حالت میں ایک شخص سے فرمایا کہ اللہ کی قسم ہر حدیث جو میں نے رسول

اللہ ﷺ سے سنی تھی جس میں تمہارے لیے بھلائی تھی وہ میں نے تمہارے سامنے بیان کر دی ہے سوائے ایک حدیث کے جو میں آج تمہیں بتاؤں گا جبکہ میں موت کی گرفت میں ہوں....

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب مَنْ لَقِیَ اللّٰہَ بِالْاِیْمَانِ وَھُوَ غَیْرُ شَاكٍّ فِیْهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحَرُمَ عَلَی النَّارِ)

## خلافت کی حفاظت میں صحابہ کا نمونہ

صحابہ رسولؐ نے آپؐ کی حفاظت اور سلامتی کے لیے اپنا تن، من اور دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ جانوں کی قربانی کا جو نمونہ اصحاب رسولؐ نے دکھایا کسی نبی کی امت میں ایسا نمونہ دیکھنے کو نہیں ملتا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد خلافت کے قیام اور اس کی حفاظت اور استحکام کے لیے بھی ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے سے دریغ نہ کیا۔ قیام خلافت کے لیے جدو جہد کے ذکر میں امام ابن حجر العسقلانیؒ نے اپنی شرح بخاری میں یہ بات درج فرمائی ہے کہ ”اَنَّ اِقَامَةَ الْخَلِیْفَةِ سُنَّةٌ مُّؤَکَّدَةٌ ...وبِأَنَّهُمْ تَرَکُوْا لِاَجْلِ اِقَامَتِهَا اَعْظَمَ الْمُهِمَّاتِ وَهُوَ التَّشَاغُلُ بِدَفْنِ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی فَرَغُوْا مِنْهَا۔“ (فتح الباری شرح صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابہ باب قول النبی ﷺ ”لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا“) یعنی خلافت کا قیام ایک سنت مؤکدہ ہے .... اور یہ کہ انہوں (صحابہ) نے اس (خلافت) کے قائم کرنے کی خاطر بعض عظیم الشان کام بھی چھوڑ دیے جن میں سے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی تدفین بھی تھی، جب تک کہ وہ اس (قیام خلافت) سے فارغ نہیں ہوئے۔ جب خلافت کا قیام عمل میں آگیا تو پھر اس کی کامل اطاعت اور اُس سے کامل وابستگی کا عمدہ نمونہ دکھایا۔ حضرت

عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے پُر جوش لوگ بھی خلافت کے آگے سر تسلیم خم کیے نظر آئے، آنحضرت ﷺ کی وفات کے موقع پر جب خلافت کے قیام کا عمل ابھی جاری تھا اور انصار سے بات کرنے کا مرحلہ جاری تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس موقع پر بات کرنی چاہی اور اس کے لیے میں نے بڑی اچھی تیاری کر لی تھی یہاں تک کہ مجھے لگتا تھا کہ حضرت ابو بکرؓ بھی اس حد نہیں بول پائیں گے لیکن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھے خاموش کرا دیا اور جب خود خطاب کیا تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ بلیغ خطاب کیا۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل الصحابہ باب قول النبی ﷺ ''لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا'') پھر قیام خلافت کے بعد خلیفہ کے آگے اپنی رائے ضرور دیتے لیکن جو فیصلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کرتے، اپنی رائے کو چھوڑ کر اُس فیصلہ کی پاسداری کرتے چنانچہ مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھی باغیوں کے منع زکوٰۃ وغیرہ معاملات کے نتیجے میں جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اُن سے جنگ کا فیصلہ کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ یعنی آپ کیسے ان لوگوں سے جنگ کریں گے، وہ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی کلمہ پڑھ لے تو پھر اس کی جان و مال کی حفاظت میری ذمہ داری ہے۔ لیکن جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وجہ بتا کر اپنا فیصلہ سنایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد میں یہی کہنے لگے کہ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ یعنی میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وُجُوبِ الزَّكَاةِ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ میں سے تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اہل کوفہ کی تعلیم و تربیت کے لیے بطور مربی مقرر

فرمایا۔ بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو کوفہ کا امیر مقرر فرما دیا۔ بعد ازاں حضرت عثمان غنیؓ نے بعض مصالح کی بنا پر آپ کو امارت سے ہٹا کر مدینے واپس آنے کا فرمایا تو اہل کوفہ نے آپ سے کہا کہ آپ یہیں رہیں اور ہم ہر ایسی بات کو روک دیں گے جسے آپ ناپسند کریں گے۔ تو آپؓ نے فرمایا: ''اِنّ لہٗ علیَّ حق الطاعۃ، ولا أحِبّ أن أکون أوّل من فتح باب الفتن'' یعنی ان (خلیفہ وقت) کی اطاعت مجھ پر واجب ہے اور میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ اُن کی نافرمانی کر کے میں فتنہ کا کوئی دروازہ کھولوں۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ کتاب العین ذکر عبداللہ بن مسعود بن غافل)

چنانچہ آپ خلیفہ وقت کی اطاعت کا عمدہ نمونہ پیش کرتے ہوئے اہم عہدہ چھوڑ کر مدینہ واپس آ گئے اور اپنے ذاتی نمونہ سے خلافت کے مقام و مرتبہ اور اس کی حفاظت کا درس لوگوں کو دے آئے۔

خلافت راشدہ اولیٰ کے زمانہ میں منافقوں نے جب خلافت پر نکتہ چینیاں شروع کیں اور خلافت کی قدر و منزلت کم کرنے کے لیے افواہوں کے ذریعہ وساوس کا جال بچھایا تو صحابہ نے ان فتنوں کا ہر طرح سے مقابلہ کیا اور مقام خلافت اور اس کی اہمیت کا احساس بار بار ان لوگوں کو دلایا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف لوگ اپنی شر پسندی سے باز آنے والے نہیں تو انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا: یَا قَوْمِ لَا تَسُلُّوْا سَیْفَ اللّٰہِ فِیْکُمْ، فَوَاللّٰہِ اِنْ سَلَلْتُمُوْہُ لَا تُغْمِدُوْہُ! ... اِنَّ مَدِیْنَتَکُمْ مَحْفُوْفَۃٌ بِالْمَلَآئِکَۃِ فَاِنْ قَتَلْتُمُوْہُ لَیَتْرُکُنَّھَا (الکامل فی التاریخ المعروف ابن اثیر۔ سنہ 35 للھجرۃ۔ ذکر مقتل عثمان) یعنی اے لوگو! تم اپنے اوپر اللہ کی تلوار کو نہ نکالو۔ خدا کی قسم اگر تم اس تلوار کو نیام سے باہر نکال لو گے تو تم اسے نیام میں نہیں رکھ سکو گے ....

تمہارا مدینہ ملائکہ کی حفاظت میں ہے پس اگر تم نے ان (حضرت عثمانؓ) کو قتل کیا (اور نظام خلافت کو مٹانا چاہا) تو پھر وہ ملائکہ اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

ایک اور عظیم المرتبت صحابی حضرت حنظلہ بن ربیع الکاتب رضی اللہ عنہ نے خلافت جیسی نعمت خداوندی کی ناشکری ہوتے دیکھی تو تعجب کے ساتھ فرمایا:

عَجِبْتُ لِمَا يَخُوْضُ النَّاسُ فِيْهِ
يَرُوْمُوْنَ الْخِلَافَةَ أَنْ تَزُوْلَا
وَلَوْ زَالَتْ لَزَالَ الْخَيْرُ عَنْهُمْ
وَلَاقَوْا بَعْدَهَا ذُلًّا ذَلِيْلَا
وَكَانُوْا كَالْيَهُوْدِ وَكَالنَّصَارٰى
سَوَآءً كُلُّهُمْ ضَلُّوْا السَّبِيْلَا

**(کتاب الکامل فی التاریخ لابن اثیر۔ سنۃ خمس و ثلاثین۔ ذکر مقتل عثمانؓ)**

ترجمہ: مجھے حیرت ہے کہ لوگ کن باتوں میں پڑ گئے ہیں، وہ خلافت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنا کر اُسے مٹانا چاہتے ہیں۔ اگر یہ (خلافت) مٹ گئی تو پھر ان سے خیر و برکت بھی مٹ جائے گی اور اس کے بعد شدید ذلّت میں جا پڑیں گے اور یہود و نصاریٰ کی طرح ہو جائیں گے اور راستہ سے بھٹکنے کے لحاظ سے وہ سب برابر ہو جائیں گے۔

غرضیکہ صحابہ نے خلافت کی حفاظت اور اس کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی اور اطاعت خلافت کا حسین نمونہ پیش کرتے ہوئے پوری جد وجہد سے اس کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں ڈالنے کی کوشش کی۔ جماعت احمدیہ میں مجلس انصار اللہ کا قیام ہمیں انہی نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کے مصداق اصحاب رسولؐ کے نقش قدم پر چلنے کا سبق

دیتا ہے۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”...... آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ملا کہ کُوْنُوْٓا اَنْصَارَاللّٰہِ کہ تم اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگار بن جاؤ، تو کیا مہاجرین اور کیا انصار سب ہی اس اعزاز کو پانے کی دوڑ میں شامل ہوگئے اور وہ کارہائے نمایاں دکھائے، ایسے ایسے کام کیے کہ ان کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ جو ہم غیر معمولی قربانیوں کے معیار اور اپنی حالتوں کو یکسر بدلنے کے نظارے صحابہ میں دیکھتے ہیں یہ اللہ اور اس کے رسول سے غیر معمولی محبت کی وجہ سے تھا، جو محبت صحابہ کے ایمانوں کی ترقی نے پیدا کر دی تھی۔ ان کی عبادتوں کے معیار بھی ایسے تھے کہ جس کا کوئی مقابلہ نہیں، ان کے دین کی خاطر جان، مال، وقت کی قربانی کے معیار بھی ایسے تھے کہ جن کا کوئی مقابلہ نہیں، ان کی آپس کی محبت اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کے معیار بھی ایسے تھے کہ حیرت ہوتی ہے ..... جب نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہِ کا اعلان کیا تو اپنا سب کچھ اللہ، رسول اور اس کے دین پر نچھاور کر دیا۔ پس یہ نمونے ہیں جو آج آپ انصار اللہ کہلانے والوں نے دکھانے ہیں۔“

(خطاب بر موقع اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 5 نومبر 2006ء
بحوالہ الفضل 12/ جنوری تا 18/ جنوری 2007ء صفحہ 3،4)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 8 اگست 2022ء، لندن)

# (5)
# انصار شہداء کی لازوال داستانیں (قسط 1)

## فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ کی زندہ جاوید مثالیں

پروفیسر مجید احمد بشیر

مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ رِجَالٌ صَدَقُوۡا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيۡهِ ۚ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا ۝۲۴

(الاحزاب:24)

مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی مَنّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرز عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔

شہدائے احمدیت کی لازوال اور عجوبہ روزگار قربانیوں سے جماعت کی صدسالہ تاریخ معطر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں انصار بھی اس میدان میں کسی سے پیچھے نہیں

رہے۔ اور خدا کے مامور زمانہ کی ندا مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کے جواب میں ہمیشہ ایک ہی نعرہ بلند کیا نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ اور آخری سانس تک اپنے اس عہد کو نبھایا اور اس کی خوب لاج رکھی حتیٰ کہ دین کی راہ میں اپنی جانوں کی قربانی سے بھی گریز نہ کیا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے صحابہؓ کے پاک نمونوں کی روشنی میں قرآنی پیشگوئی وَاٰخَرِیۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ کے مصداق مامور زمانہ عاشق رسول ﷺ کی اتباع میں وہ رسول خدا ﷺ سے یہ سند پالیں گے ''حُبُّ الۡاَنۡصَارِ مِنَ الۡاِیۡمَانِ'' یعنی انصار کی محبت جزو ایمان ہے۔

یہ یقیناً وہی لوگ ہیں جن کے بارہ میں امام زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے عہد مبارک میں کابل میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے والے وفا کے پتلے حضرت صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب شہید کے تذکرہ کے ضمن میں فرمایا تھا کہ: ”جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی رُوح رکھتے ہوں۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 75)

سیدالشہداء حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید جماعت احمدیہ میں وہ پہلے ناصر تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرکے قربانیوں جو بیج بویا وہ ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام احباب جماعت کو نصیحت یاد رکھنے کے لائق ہے:

”صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ تذکرۃ الشہادتین کو بار بار پڑھو اور دیکھو کہ اس نے ایمان کا کیسا نمونہ دکھایا۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی۔ بیوی یا بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہیں ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعم نے اس کو بزدل نہیں بنایا۔ اس نے جان دینی گرارا کی مگر ایمان کو ضائع نہیں کیا۔ عبداللطیف کہنے کو مارا گیا یا مر گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا............. وہ تھا کہ خدا کو مقدم کیا اور کسی دکھ کی جو خدا کے واسطے ان پر آنے والا تھا پرواہ نہ کی اور ثابت قدم رہ کر ایک نہایت عمدہ نمونہ اپنے کامل ایمان کا چھوڑ گئے۔ وہ بڑے فاضل عالم اور محدث تھے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 511-512 جدید ایڈیشن)

تذکرہ میں ایک الہام 1884ء اور 1893ء کا اس طرح ذکر ہے:

”شاتان تذبحان و کل من علیھا فان یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی........... اور موت سے کسی کو خلاصی نہیں“ (تذکرۃ صفحہ 69) اس سے مراد حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید اور ان کے شاگرد حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب شہید ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے عہد کے ان دو جانثاروں کا ذکر خیر کرتے ہوئے اپنی کتاب تذکرۃ الشہادتین میں تحریر فرماتے ہیں:

”یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں۔ وہ چند دنوں کے بعد پھر زندہ کئے جاتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِیۡنَ قُتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡیَآءٌ (ال عمران:170) یعنی تم ان کو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں وہ تو زندے ہیں۔ پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا۔ اور مَیں نے ایک کشفی نظر میں دیکھا۔ کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ۔۔۔جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ میں سے کاٹی گئی ہے۔ اور وہ ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔ تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین میں جو میرے مکان کے قریب ہے۔ اُس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی۔ اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا۔ اس کی میں نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے۔ اور وہ بہت بار ور ہوکر ہماری جماعت کو بڑھاوے گا۔ اس طرف میں نے یہ خواب دیکھی اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک میں زندہ کیا جاؤں گا۔ میری خواب اور شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے۔ شہید مرحوم نے مرکر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے۔ اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی۔ اب تک ان میں ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ جو شخص ان میں سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا... کام کیا ہے۔ اور قریب ہے کہ وہ میرے پر احسان رکھے۔ حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اس کو توفیق دی۔ بعض ایسے ہیں کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہیں آئے۔ اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعویٰ کرتے ہیں آخر تک اس پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہیں۔ اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ خدا کے سلسلے میں بھی داخل

ہو کر اُن کی دنیا داری کم نہیں ہوتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ایسے بھی ہیں کہ وہ سچّے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا۔ اور اس راہ کے لئے ہر ایک دُکھ اُٹھانے کے لئے طیار ہیں۔ لیکن جس نمونہ کو اس جواں مرد نے ظاہر کر دیا۔ اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے۔ اور وہ استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے۔ یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملوں کے ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں بہت داخل ہوں گے۔ مگر افسوس کہ تھوڑے ہیں کہ یہ نمونہ دکھائیں گے۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد20 صفحہ57-58)

عشق و وفا کی یہ داستانیں خلفائے سلسلہ کی زبان مبارک سے بھی دہرائی جاتی رہی ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو ہدایت فرمائی کہ: ”تذکرۃ الشہداء کے نام سے ایک کتاب تیار ہو جس میں تاریخی طور پر تمام شہداء کے حالات جمع ہوتے رہیں تا آئندہ نسلیں ان کارناموں پر مطلع ہوتی رہیں۔“

(انوارالعلوم جلد8 صفحہ468)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جماعت کو نصیحت فرمائی کہ ”زندہ قومیں خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کو کبھی مرنے نہیں دیا کرتیں۔ وہ خدا کی راہ میں قربانی کرنے والوں کو ہمیشہ زندہ رکھتی ہیں تا کہ قیامت تک آئندہ آنے والی نسلیں ان کو دعائیں دیتی رہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11فروری 1983ء خطبات طاہر جلد2 صفحہ84)

حضرت مرزا طاہر احمد، خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبات جمعہ میں جماعت

احمدیہ میں شہادت کا بلند مرتبہ پانے والے خوش نصیب احمدیوں کے ذکر خیر کا سلسلہ فرمایا تھا اس کو طاہر فاونڈیشن ربوہ نے کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کیا۔ اس میں آغاز احمدیت سے لیکر خلافت رابعہ تک کے شہداء کی قابل تقلید قربانیوں، پاکیزہ زندگی اور اوصاف حمیدہ کا دلنشین اور پر اثر تذکرہ ہے۔

مورخہ 14 اپریل 1999ء کو خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قابل فخر فرزند محترم صاجزادہ مرزا غلام قادر صاحب نے شہادت کا اعزاز پایا اور 16 اپریل کو خطبہ جمعہ میں حضورؒ نے شہید مرحوم کا تذکرہ فرمایا، اگلے جمعہ میں سید الشہداء حضرت سید عبداللطیف صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر فرمایا، اس کے بعد حضورؒ نے شہدائے احمدیت کے تذکرہ پر مبنی سلسلہ شروع فرمایا جو 23 جولائی 1999 تک جاری رہا، یہ کل 15 خطبات جمعہ تھے۔

اسی طرح خلافت خامسہ میں ہونے والی شہادتوں بالخصوص 28 مئی 2010ء کی عظیم الشان اجتماعی قربانی میں شامل تمام شہداء کا دلگداز تذکرہ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے خطبات جمعہ میں تسلسل سے جاری ہے۔

سال 2010ء میں 28 مئی کو جمعۃ المبارک کا دن تاریخ احمدیت میں ہمیشہ زندہ رہے گا جب لاہور شہر کی مرکزی مساجد میں دنیا کی مصروفیات چھوڑ کر محبت الٰہی کی خاطر جمع ہونے والے سینکڑوں نہتے اور معصوم احمدیوں پر مسلح اور سفاک دہشت گردوں نے نہایت بے دردی سے گولیوں اور گرنیڈوں کی بوچھاڑ کر دی اور ان احمدی پیروجوان نے اجتماعی شہادت کو مومنانہ شان سے قبول کیا اور خدا کے پیارے ٹھہرے۔ جماعتی تاریخ کی اس سب سے دردناک اور سب سے بڑی اجتماعی قربانی میں 86 احمدی شہید اور متعدد شدید زخمی ہوئے۔ یہ سب لوگ

احمدیت کی تاریخ میں ان شاء اللہ ہمیشہ روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔سانحۂ لاہور میں قربان ہونے والے 86 جانثاروں میں بھی 62 اراکین انصار اللہ تھے۔ جن میں 92 اور 93 سال کے بوڑھے بھی شامل تھے۔ یہ سب استقامت کے وہ شہزادے ہیں جنہوں نے کمال جوان مردی اور صبر سے موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے گلے لگایا۔ آخری لمحات میں بھی ان کی زبانوں پر کلمہ کا ورد، دعائیں اور درود شریف تھا۔

مجلس انصار اللہ پاکستان کو اس تاریخی سانحہ کے موقع پر شہداء اور ان کے لواحقین کی خدمت کی خصوصی سعادت نصیب ہوئی۔ جماعتی فیصلہ کے مطابق شہداء کی میّتوں کو لاہور سے لانے کے بعد انصار اللہ کے زیریں حال میں رکھا گیا اور یہیں شہداء کے دیدار اور نماز جنازہ کا انتظام تھا۔ انصار اللہ پاکستان کے عہدیداران اور کارکنان مہمان نوازی کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ انصار اللہ پاکستان کے تینوں گیسٹ ہاؤسز میں شہداء کی فیملیز اور لواحقین کے قیام و طعام کا انتظام کیا گیا۔

اجتماعی قربانی کے اس واقعہ پر حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 28 مئی سے 9 جولائی تک اپنے 7 خطبات جمعہ میں ان شہداء اور زخمیوں کی جرأت وبہادری، عزم و ہمت اور ان کے پسماندگان کے صبر و استقامت کے عظیم الشان اور درخشندہ نمونوں اور شہدائے لاہور کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کا بہت ہی قابل رشک اور دلگداز تذکرہ فرمایا۔ اسی تسلسل میں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی 2010ء کے موقع پر 27 جون کو نہایت ہی پرشوکت، جلالی شان والا اور ولولہ انگیز اختتامی خطاب فرمایا تھا۔ حضورایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطاب میں فرمایا تھا کہ یہ مخالفتیں اور ظلم جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتیں اور متنبہ فرمایا کہ دنیا کی کوئی طاقت ہزار کوششوں کے باوجود بھی جماعت

کو پھلنے پھولنے اور بڑھنے سے نہیں روک سکتی۔ جہاں باپ کے شہید ہونے پر اس کے نو دس سالہ بیٹے کو ماں نے اگلے ہی جمعہ پڑھنے کے لئے یہ کہہ کر بھیجا کہ وہیں کھڑے ہو کر جمعہ پڑھنا جہاں اس کا باپ شہید ہوا تھا تاکہ اسے یہ احساس رہے کہ موت اسے اس عظیم مقصد کے حصول سے کبھی خوفزدہ نہیں کر سکتی جس کے لئے اس کا باپ شہید ہوا تھا تو کوئی دشمن، کوئی دنیاوی طاقت ان کی ترقی کو نہیں روک سکتی۔

آخر میں فرمایا کہ: ”پس ہماری کوشش ہونی چاہیئے کہ ان واقعات نے جو جماعتی قربانی کی صورت میں ہوئے جس طرح پہلے سے بڑھ کر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف راغب کیا ہے، اس جذبے کو، اس ایمانی حرارت کو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی آہ و بکا کے عمل کو، اپنے اندر پاک تبدیلیوں کی کوشش کو کبھی کمزور نہ ہونے دیں، کبھی کمزور نہ ہونے دیں، کبھی اپنے بھائیوں کی قربانی کو مرنے نہ دیں جو اپنی قربانیاں دے کر ہمیں زندگی کے نئے راستے دکھا گئے... پس خدا کے حضور جھک جائیں اور اپنے خدا کے حضور جو سب طاقتوں کا مالک ہے جو مجیب الدعوات ہے اس طرح چلّائیں کہ عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی ایسی دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور کے ان خطبات سے ایک بات تو بہر حال سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان شہداء کو بہت سی خوبیوں سے متصف کیا تھا۔ نمازوں کا اہتمام، تلاوت میں باقاعدگی، خلافت سے محبت اور اخلاص، بچوں کی نیک تربیت اور اس پہلو سے مسلسل نگرانی جیسے اوصاف ان سب شہداء میں نمایاں طور پر پائے جاتے تھے۔ وہ دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے تھے۔ اپنے ماتحتوں اور ساتھ کام کرنے والوں سے حُسن سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آنا، غریبوں سے ہمدردی، تمام رشتوں کا خیال رکھنا ان کے

بنیادی اخلاق کا حصہ تھے۔ یقیناً ان میں سے ہر ایک اپنا عہد کو پورا کرنے والا ایک روشن اور چمکدار ستارہ تھا۔

خاکسار بھی اس تاریخی سانحہ کے وقت ماڈل ٹاؤن مسجد میں موجود تھا اور ہونے والے واقعات کا چشم دید گواہ بھی۔ عجیب جذبہ تھا۔ اس وقت کے جذبات خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی تحریر کئے۔ حضور نے از راہ شفقت اس کو قبول فرمایا اور سعادت بخشی کہ میرے اس خط کا کچھ حصہ خدام الاحمدیہ یو کے کے سالانہ اجتماع 2010ء کے موقع پر پڑھ کر سنایا۔ ان جذبات کا حضور کے الفاظ میں سننے اور پڑھنے کا ایک عجیب لطف ہے۔ حضور نے فرمایا:

”ایک خط میں لاہور کے انصار اللہ کے ہمارے ایک عہدیدار مجید بشیر ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ نماز جمعہ کے لئے اس دن بیت النور میں تھا۔ کہتے ہیں: حضور! اس طرح نہتے لوگوں پر گولیاں برسائی گئیں، بم پھینکے گئے، گولیاں کس طرح دائیں بائیں سے گزرتی رہیں اس کا بیان ناممکن ہے۔ جب حملہ شروع ہوا تو مولانا شاد صاحب نے قرآن مجید کی آیت وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56) کی تفسیر بیان کی۔ اس دوران تفسیر بیان کر رہے تھے۔ اس واقعہ کے بعد ہمارا ایمان اور بھی تازہ ہوا کہ ان شاء اللہ ضرور بالضرور خوف کو اللہ تعالیٰ امن میں بدلے گا اور ان سے ضرور بدلہ لے گا جنہوں نے احمدیوں کو نماز جمعہ کی ادائیگی سے روکا۔ پھر لکھتے ہیں موت کو سامنے دیکھ کر ایک ہی دعا تھی جو زبان پر جاری رہی کہ اے قادر خدا! یہ تیرے پیارے مسیح کو ماننے والے ہیں، کمزور ہیں، اور صرف تجھ پر ہی یقین رکھتے ہیں۔کیا تو ان کو ختم کر دے گا۔ ہرگز نہیں، تو تمام احمدیوں کی خود حفاظت فرما۔ کس طرح لوگ گرمی میں محبوس رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے احباب نے ایک دوسرے

کی مدد کی۔ ٹوپیوں میں پانی ڈال کر زخمیوں کو پلایا۔ چھوٹے چھوٹے بچے خوفزدہ اور بوڑھے گرمی سے بے حال ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ پھر لکھتے ہیں کاش میں بھی شہید ہو کر امر ہو جاتا۔ یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔ دل کٹ رہے ہیں دماغ ماؤف ہیں۔ کیا قصور تھا ان نہتے اور معصوم احمدیوں کا؟ یہی نہ کہ وہ آنحضرت ﷺ کی اطاعت میں اس مسیح کو ماننے والے ہیں اور اطاعت گزار ہیں۔ اتنے امن پسند اور اطاعت گزار لوگ ہیں کہ باوجود حملے کے جب مربی صاحب اعلان کرتے ہیں کہ سب بیٹھ جائیں، بیٹھے رہیں اور دعاؤں پر زور دیں، درود شریف پڑھیں، اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ پڑھیں۔ تو تمام لوگ اس جگہ بیٹھ جاتے ہیں اور گولیاں کھاتے رہے اور اپنے سینوں پر لیتے رہے۔ اپنے بچوں کو اپنے ساتھ چپکائے ہوئے ان کو بچانے کی کوشش کرتے رہے۔ اور ڈیڑھ دو گھنٹے تک مسلسل دہشت گردی چلتی رہی۔

(الفضل انٹرنیشنل 22 اکتوبر 2010ء صفحہ 11)

بہر حال جماعت احمدیہ کے آغاز سے ہی مختلف ادوار میں اراکین انصار اللہ کو یہ سعادت نصیب رہی ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہوئے اپنے عہدوں کو خوب نبھایا اور احمدیت کی خاطر تن من دھن کی بازی لگا دی۔ یہ وہ سعادت مند ہیں جو انہی رستوں پر چل کر جو صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید ہمارے لئے بنا گئے تھے، ہمیشہ اپنے جانوں کے نذرانے پیش کرتے چلے آئے ہیں۔ جن میں افغانستان، پاکستان، ہندوستان کے علاوہ بنگلہ دیش، انڈونیشیا، عراق، البانیہ اور امریکہ کے انصار بھی شامل ہیں۔ ان میں صحابہؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام، حفاظت مرکز قادیان کے شہداء، شہداء فرقان بٹالین، واقفین زندگی شہداء، شہید مربیان، ڈاکٹرز، اساتذہ اور زندگی کے دیگر شعبہ

جات سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 6 اگست 2022ء، لندن)

# انصار شہداء کی لازوال داستانیں (قسط دوم۔ آخری)

## فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَهٗ کی زندہ جاوید مثالیں
## شہداء کرام مجلس انصاراللہ

| نمبر شمار | نام شہید | مقام شہادت | ملک | تاریخ شہادت |
|---|---|---|---|---|
| 1 | سید الشہداء<br>حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید | کابل | افغانستان | 14.07.1903 |
| 2 | حضرت سید سلطان احمد صاحب | کابل | افغانستان | 1918 |
| 3 | حضرت سید حکیم صاحب | کابل | افغانستان | 1918 |
| 4 | حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب | تہران | ایران | 22.02.1928 |
| 5 | مکرم شیخ احمد فرقانی صاحب | لوائے کرکوک | عراق | 16.01.1935 |
| 6 | مکرم محمد رفیق صاحب | کاشغر | کاشغر | 1939 |
| 7 | حضرت حاجی میراں بخش صاحب | انبالہ | ہندوستان | 13/14.8.1940 |
| 8 | صوبیدار خوشحال خان صاحب | صوابی مردان | پاکستان | 29.05.1942 |
| 9 | الحاج مولوی محمد دین صاحب | جہاز ڈوبنے سے | ہندوستان | 18.11.1942 |
| 10 | جمعدار محمد اشرف صاحب | سٹھیالی | ہندوستان | 02.09.1947 |
| 11 | میاں علم دین صاحب | قادیان | ہندوستان | 06.09.1947 |
| 12 | محترم سید محبوب عالم صاحب بہاری | قادیان | ہندوستان | 19.09.1947 |

| 13 | مکرم فیض محمد صاحب | قادیان | ہندوستان | 1947 |
|---|---|---|---|---|
| 14 | مکرم ماسٹر عبدالعزیز صاحب<br>مدرس مدرسہ احمدیہ | بٹالہ | ہندوستان | 1947 |
| 15 | مکرم محمد رمضان صاحب | کھارا نزد<br>قادیان | ہندوستان | 1947 |
| 16 | مکرم بدرالدین صاحب | سیکھواں نزد قادیان | ہندوستان | 1947 |
| 17 | حضرت چوہدری فقیر محمد صاحبؓ | ونجواں ضلع گورداسپور | ہندوستان | 1947 |
| 18 | مکرم بابو عبدالکریم صاحب | پونچھ | ہندوستان | — |
| 19 | حضرت حافظ جمال احمد صاحبؓ<br>(مبلغ ماریشس) | ماریشس | ماریشس | 27.12.1949 |
| 20 | محترم محمد اکرم خان صاحب | چارسدہ ضلع پشاور | پاکستان | 10.01.1950 |
| 21 | چوہدری بدرالدین صاحب | راولپنڈی | پاکستان | 10.10.1950 |
| 22 | مولوی عبدالغفور صاحب | مانسہرہ | پاکستان | –21.09.19 |
| 23 | چوہدری محمد حسین صاحب احمدی | گمبٹ ریاست خیرپور | پاکستان | 19.02.1952 |
| 24 | ماسٹر منظور احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 1953 |
| 25 | مکرم محمد شفیع صاحب | مغلپورہ لاہور | پاکستان | 06.03.1953 |
| 26 | مرزا کریم بیگ صاحب | لاہور | پاکستان | 07.03.1953 |
| 27 | مکرم عبدالغفور صاحب حوالدار | لاہور | پاکستان | 08.03.1953 |
| 28 | حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب<br>رئیس التبلیغ | بو | سیرالیون | 19.05.1955 |
| 29 | محترم داؤد جان صاحب شہید | سرحد | پاکستان | 03.1956.– |
| 30 | ڈاکٹر محمد احمد خان صاحب آف کوہاٹ | ٹل کوہاٹ | پاکستان | 29.06.1956 |
| 31 | مکرم شریف دوتسا صاحب | — | البانیہ | — |
| 32 | مکرم مولانا غلام حسین ایاز صاحب | بورنیو | سنگاپور | 17/18.10.1959 |
| 33 | مکرم رستم خان صاحب خٹک | مردان | پاکستان | 11.02.1966 |
| 34 | مولوی عبدالحق نور صاحب کرونڈی | کرونڈی | پاکستان | 21.12.1966 |
| 35 | ڈاکٹر محمد یوسف شاہ صاحب<br>ابن سید معصوم شاہ صاحب | لیگوس | نائیجیریا | 05.04.1969 |

| 36 | مکرم عبدالرحمٰن صاحب بنگالی | ڈیٹن | امریکہ | 16.05.1972 |
|---|---|---|---|---|
| 37 | مولانا ابوبکر ایوب صاحب<br>آف انڈونیشیا | ہالینڈ | ہالینڈ | 14 / 15.09.1972 |
| 38 | مکرم محمد افضل کھوکھر صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 39 | مکرم چوہدری منظور احمد ثاقب صاحب<br>ابن کریم الدین صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 01.06.1974 |
| 40 | مکرم شوکت حیات تھیم صاحب<br>ابن مکرم مہر دین صاحب | حافظ آباد | پاکستان | 01.06.1974 |
| 41 | مکرم غلام قادر صاحب<br>ابن مکرم روشن دین صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 02.06.1974 |
| 42 | مکرم محمد رمضان صاحب | گوجرانوالہ | پاکستان | 02.06.1974 |
| 43 | مکرم محمد فخر الدین بھٹی صاحب | ایبٹ آباد | پاکستان | 11.06.1974 |
| 44 | مکرم محمد زمان صاحب<br>ابن مکرم محمد ظریف خان صاحب | بالاکوٹ | پاکستان | 11.06.1974 |
| 45 | مکرم ماسٹر ضیاء الدین ارشد صاحب<br>ابن مکرم سراج الدین صاحب | ربوہ | پاکستان | 16.07.1974 |
| 46 | پروفیسر مکرم عباس ابن عبد القادر صاحب | حیدرآباد | پاکستان | 02.09.1974 |
| 47 | مکرم چوہدری عبد الرحیم صاحب<br>ابن مکرم شاہ نوازچوہدری صاحب | موسے والا سیالکوٹ | پاکستان | 26.09.1976 |
| 48 | مکرم چوہدری محمد صدیق صاحب<br>ابن مکرم چوہدری غلام احمد صاحب | موسے والا / سیالکوٹ | پاکستان | 26.09.1976 |
| 49 | مکرم علم دین صاحب منشی | کوٹلی آزاد کشمیر | پاکستان | 13.08.1979 |
| 50 | مکرم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب | کانو | نائجیریا | 07.1981.– |
| 51 | مکرم قریشی محمد اسد اللہ صاحب کاشمیری | کوٹلی آزاد کشمیر | پاکستان | 26.08.1982 |
| 52 | مکرم ماسٹر عبد الحکیم ابڑو صاحب | لاڑکانہ | پاکستان | 14.04.1983 |
| 53 | مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب | شیخوپورہ | پاکستان | 05.08.1983 |
| 54 | مولوی برکت اللہ محمود<br>صاحب مربی سلسلہ | لاہور | پاکستان | 07.10.1983 |

| 55 | مکرم قریشی عبد الرحمن صاحب<br>ابن مکرم قریشی محی الدین صاحب | سکھر | پاکستان | 01.05.1984 |
|---|---|---|---|---|
| 56 | مکرم ڈاکٹر عبد القادر چینی صاحب<br>ابن قاری غلام مجتبیٰ صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 16.05.1984 |
| 57 | الحاج محمد ابراہیم بی چی صاحب لوکل مبلغ | کانو | نائجیریا | 1984 |
| 58 | مکرم انعام الرحمن انورصاحب | سکھر | پاکستان | 15.03.1985 |
| 59 | مکرم چوہدری عبد الرزاق صاحب<br>ابن مکرم چوہدری عبد الستار صاحب | نواب شاہ (بھریاروڈ) | پاکستان | 07.04.1985 |
| 60 | مکرم ڈاکٹر عقیل<br>ابن عبد القادر خان صاحب | حیدرآباد | پاکستان | 19.06.1985 |
| 61 | مکرم چوہدری محمود احمد اٹھوال صاحب<br>ابن مکرم دین محمد چوہدری | پنوں عاقل سکھر | پاکستان | 29.07.1985 |
| 62 | مکرم قریشی محمد اسلم صاحب مبلغ ٹرینیڈاڈ | ٹرینیڈاڈ | ٹرینیڈاڈ | 10.08.1985 |
| 63 | مکرم مرزا منور بیگ صاحب<br>ابن مکرم مرزا سرداربیگ صاحب | لاہور | ٹرینیڈاڈ | 18.04.1986 |
| 64 | مکرم سید قمر الحق صاحب<br>ابن مکرم سید عبد الہادی | سکھر | ٹرینیڈاڈ | 11.05.1986 |
| 65 | مکرم بابو عبد الغفار صاحب<br>ابن مکرم ماسٹر خدا بخش | حیدرآباد | ٹرینیڈاڈ | 09.07.1986 |
| 66 | مکرم عبد الماجد آدجے صاحب غانین | ابورا | غانا | 31.10.1986 |
| 67 | محترم مولوی حنیف یعقوب صاحب آف<br>ٹرینیڈاڈ | گیانا | گیانا | 26.11.1986 |
| 68 | حافظ عبدالوہاب صاحب بلتستانی | ربوہ | پاکستان | 14.10.1988 |
| 69 | مکرم ڈاکٹر عبد القدیر صاحب<br>ابن مکرم مولوی رحیم بخش صاحب | نواب شاہ | پاکستان | 02.08.1989 |
| 70 | مکرم ڈاکٹر عبد القدوس صاحب<br>ابن مکرم مولوی رحیم بخش صاحب | نواب شاہ | پاکستان | 28.09.1989 |
| 71 | مکرم قاضی بشیر احمد کھوکھر صاحب<br>ایڈووکیٹ<br>ابن مکرم قاضی کلیم احمد صاحب | شیخوپورہ | پاکستان | 17.01.1990 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 72 | مکرم نصیر احمد علوی صاحب<br>ابن مکرم محمد عبد اللہ صاحب | دوڑ،نواب شاہ | پاکستان | 17.11.1990 |
| 73 | مکرم محمد دین ملک<br>ابن فقیر علی صاحب | ساہیوال | پاکستان | 24.11.1991 |
| 74 | مکرم مبارک احمد صاحب ساقی | لندن | برطانیہ | 16.05.1992 |
| 75 | مکرم مسعود احمد صاحب جہلمی | فرینکفرٹ | جرمنی | 23.08.1992 |
| 76 | مکرم محمد کمال الدین صاحب | آیودیجی | نائجیریا | 04.12.1993 |
| 77 | مکرم رانا ریاض احمد صاحب<br>ابن مکرم رانا عبد الستار صاحب | لاہور | پاکستان | 05.02.1994 |
| 78 | چوہدری محمد عیسیٰ صاحب | لندن | برطانیہ | 30.09.1994 |
| 79 | مکرم پروفیسر ڈاکٹر سید نسیم بابر صاحب<br>ابن مکرم سید محمد جی احمدی صاحب | اسلام آباد | پاکستان | 09.10.1994 |
| 80 | مکرم عبد الرحمن باجوہ صاحب<br>ابن مکرم غلام جیلانی صاحب | کراچی | پاکستان | 28.10.1994 |
| 81 | مکرم سلیم احمد پال صاحب<br>ابن مکرم خدابخش صاحب | کراچی | پاکستان | 10.11.1994 |
| 82 | مکرم انور حسین ابڑو صاحب<br>ابن مکرم محمد انور ابڑو | لاڑکانہ | پاکستان | 19.12.1994 |
| 83 | مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب<br>ابن مکرم چوہدری کمال الدین صاحب | شب قدر مردان | پاکستان | 09.04.1995 |
| 84 | مکرم علی حیدر اُپل صاحب | ٹورنٹو | کینیڈا | 30.04.1995 |
| 85 | مکرم مبارک احمد شرما صاحب<br>ابن مکرم عبدالرشید شرما صاحب | شکار پور سندھ | پاکستان | 03.05.1995 |
| 86 | مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب | جرمنی | جرمنی | 23.08.1995 |
| 87 | مکرم احسان احمد باجوہ صاحب | لندن | برطانیہ | 12.10.1995 |
| 88 | مکرم الحاج السید حلمی الشافعی<br>آف قاہرہ مصر | لندن | برطانیہ | 12.02.1996 |
| 89 | مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر | غرناطہ | سپین | 12.08.1996 |

| 08.11.1996 | پاکستان | حافظ آباد | مکرم میاں محمد صادق صاحب<br>ابن مکرم میاں علم دین صاحب | 90 |
|---|---|---|---|---|
| 19.06.1997 | پاکستان | وہاڑی | مکرم چوہدری عتیق احمد باجوہ صاحب<br>ابن مکرم چوہدری بشیر احمد باجوہ | 91 |
| 25.10.1997 | پاکستان | ڈھونیکی گوجرانوالہ | مکرم ڈاکٹر نذیر احمد صاحب<br>ابن مکرم غلام محمد صاحب | 92 |
| 07.07.1998 | پاکستان | واہ کینٹ | مکرم محمد ایوب اعظم صاحب<br>ابن مکرم شیخ نظام الدین صاحب | 93 |
| 04.08.1998 | پاکستان | وہاڑی | مکرم ملک نصیر احمد صاحب<br>ابن مکرم غلام علی | 94 |
| 10.10.1998 | پاکستان | نواب شاہ | مکرم نذیر احمد بگھیو صاحب<br>ابن مکرم محمد شفیع صاحب | 95 |
| 30.10.1998 | پاکستان | لاہور | مکرم چوہدری عبد الرشید شریف صاحب<br>ابن چوہدری محمد شریف صاحب | 96 |
| 01.12.1998 | پاکستان | گوجرانوالہ | مکرم اعجاز احمد ملک صاحب<br>ابن مکرم عنائت اللہ ملک | 97 |
| 08.10.1999 | بنگلہ دیش | کھلنا | مکرم اکبر حسین غازی صاحب<br>ابن مکرم ابو بکر صدیق صاحب | 98 |
| 08.10.1999 | بنگلہ دیش | کھلنا | مکرم سبحان مورال صاحب | 99 |
| 08.10.1999 | بنگلہ دیش | کھلنا | مکرم ڈاکٹر ایم اے مجید صاحب<br>ابن مکرم میسر علی غازی صاحب | 100 |
| 17.01.2000 | پاکستان | فیصل آباد | مکرم ڈاکٹر شمس الحق طیب صاحب<br>ابن ڈاکٹر فضل حق صاحب | 101 |
| 08.06.2000 | پاکستان | شیخوپورہ | مکرم عبد الطیف صاحب<br>ابن مکرم اسماعیل صاحب | 102 |
| 30.10.2000 | پاکستان | گھٹیالیاں | مکرم عطاء اللہ صاحب<br>ابن مکرم مولا بخش | 103 |
| 30.10.2000 | پاکستان | گھٹیالیاں | مکرم غلام محمد صاحب<br>ابن مکرم علی محمد صاحب | 104 |
| 10.11.2000 | پاکستان | تخت ہزارہ سرگودھا | مکرم نذیر احمد صاحب رائے پوری<br>ابن مکرم اصغر علی | 105 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 106 | مکرم عارف محمود صاحب<br>ابن مکرم نذیر احمد صاحب | تخت ہزارہ سرگودھا | پاکستان | 10.11.2000 |
| 107 | مکرم عبد الرحیم مجاہد صاحب | ساہیوال | پاکستان | 08.05.2001 |
| 108 | مکرم پاپو حسن صاحب | لولان (بایان) | انڈونیشیا | 22.06.2001 |
| 109 | مکرم شیخ نذیر احمد صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 28.07.2000 |
| 110 | مکرم چوہدری نو ر احمد صاحب<br>ابن مکرم شاہ محمد صاحب | سدووالہ نیواں نارووال | پاکستان | 14.09.2001 |
| 111 | مکرم اعجاز بسرا صاحب<br>ابن مکرم منیر احمد بسراء صاحب | گھٹیالیاں | پاکستان | 19.10.2001 |
| 112 | مکرم غلام مصطفٰی محسن صاحب<br>ابن مکرم غلام رسول صاحب | پیر محل | پاکستان | 10.01.2002 |
| 113 | مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب<br>ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب | رحیم یار خان | پاکستان | 15.11.2002 |
| 114 | مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ<br>ابن میاں عنایت محمد صاحب | راجن پور | پاکستان | 25.02.2003 |
| 115 | مکرم بریگیڈیئر افتخار احمد صاحب<br>ابن مکرم کیپٹن احمد دین صاحب | راولپنڈی | پاکستان | 17.07.2003 |
| 116 | مکرم محمد شاہ عالم صاحب | کھلنا | بنگلہ دیش | 31.10.2003 |
| 117 | مکرم برکت اللہ منگلا صاحب<br>ابن مکرم غلام محمد صاحب | سرگودھا | پاکستان | 21.08.2004 |
| 118 | مکرم وسیم احمد صاحب<br>ابن مکرم عبدالعزیز صاحب | کوئٹہ | پاکستان | 12.09.2005 |
| 119 | مکرم محمد اسلم کلہ صاحب ولد خوشی محمد صاحب | مونگ ضلع منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 120 | مکرم راجہ الطاف محمود صاحب ولد راجہ احمدخان صاحب | مونگ ضلع منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 121 | مکرم راجہ محمد اشرف ولد راجہ اللہ دتہ صاحب | مونگ ضلع منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 07.10.2005 |
| 122 | مکرم منور احمد صاحب<br>ابن مکرم صوبیدار بشارت احمد صاحب | گجرات | پاکستان | 21.08.2006 |

| 123 | ڈاکٹر مجیب الرحمن پاشا صاحب ولد محترم پیر فضل الرحمن صاحب | سانگھڑ | پاکستان | 07.05.2006 |
|---|---|---|---|---|
| 124 | مکرم شیخ رفیق احمد صاحب ولد شیخ محمد بشیر صاحب | کراچی | پاکستان | 19.03.2006 |
| 125 | مکرم محمد اشرف صاحب جھارا ولد مکرم مہر دین صاحب | منڈی بہاؤالدین | پاکستان | 01.03.2007 |
| 126 | مکرم چوہدری حبیب اللہ سیال ساحب ولد چوہدری جلال الدین سیال ساحب | قصور | پاکستان | 07.04.2007 |
| 127 | مکرم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ولد مکرم رحمت اللہ صاحب (مرحوم) | کراچی | پاکستان | 20.09.2007 |
| 128 | مکرم ڈاکٹر شیخ مبشر احمد صاحب ولد مکرم شیخ محمد ابراہیم (مرحوم) | کراچی | پاکستان | 26.09.2007 |
| 129 | مکرم بشارت احمد مغل صاحب ولد سراج دین صاحب | کراچی | پاکستان | 24.02.2008 |
| 130 | مکرم ڈاکٹر غلام سرور صاحب ولد مکرم غلام محی الدین صاحب | نگھو نزد اچینی پایاں ضلع پشاور | پاکستان | 19.03.2008 |
| 131 | مکرم ڈاکٹر عبد المنان صدیقی صاحب ابن مکرم ڈاکٹر عبد الرحمان | ڈھولن آباد میرپور خاص | پاکستان | 08.09.2008 |
| 132 | مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب ابن مکرم سیٹھ محمد دین صاحب | ضلع نواب شاہ | پاکستان | 09.09.2008 |
| 133 | مکرم دولت خان صاحب شہید ابن مکرم حجی عجب خان صاحب | شبقدر پشاور | پاکستان | 02.09.2008 |
| 134 | مکرم محمد غضنفر چٹھہ صاحب شہید ابن نور محمد صاحب مرحوم | بورے والاوہاڑی | پاکستان | 18.11.2008 |
| 135 | مکرم سعید احمد صاحب شہید ابن چوہدری غلام قادر صاحب اٹھوال | حیدرآباد | پاکستان | 19.01.2009 |
| 136 | مکرم مبشر احمد صاحب شہید ابن مکرم محمود احمد صاحب | کراچی | پاکستان | 22.02.2009 |
| 137 | مکرم میاں لئیق احمد صاحب ابن میاں یعقوب احمد صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 29.05.2009 |

| 138 | مکرم خالد رشید صاحب شہید<br>ابن مکرم عبد الرشید صاحب | کوئٹہ | پاکستان | 24.06.2009 |
|---|---|---|---|---|
| 139 | مکرم ظفر اقبال صاحب شہید<br>ابن مکرم لعل دین صاحب (مرحوم) | کوئٹہ | پاکستان | 24.06.2009 |
| 140 | مکرم محمد اعظم فاروقی صاحب<br>ابن حکیم محمد افضل صاحب | اوچ شریف بہاولپور | پاکستان | 26.09.2009 |
| 141 | مکرم محمد سلیم رانا صاحب<br>ابن مکرم نذیر احمد صاحب | سانگھڑ | پاکستان | 26.11.2009 |
| 142 | مکرم پروفیسر محمد یوسف صاحب<br>ابن امام الدین صاحب | رچنا ٹاؤن لاہور | پاکستان | 05.01.2010 |
| 143 | مکرم سمیع اللہ صاحب<br>ابن ممتاز احمد صاحب | احمد پور۔شہداد پور | پاکستان | 03.02.2010 |
| 144 | مکرم شیخ اشرف پرویز صاحب<br>ابن شیخ بشیر احمد صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 01.04.2010 |
| 145 | مکرم شیخ مسعود جاوید صاحب<br>ابن شیخ مبشر احمد صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 01.04.2010 |
| 146 | مکرم حفیظ احمد شاکر صاحب<br>ابن مکرم علی محمد صاحب | کراچی | پاکستان | 19.05.2010 |
| 147 | مکرم لعل خان ناصر صاحب<br>ابنِ حاجی احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 148 | مکرم حاجی محمد اکرم ورک صاحب<br>ابن چوہدری اللہ دتہ ورک صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 149 | مکرم محمد اسلم بھروانہ صاحب<br>ابن مہر راجہ خان بھروانہ صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 150 | مکرم احسان احمد خان صاحب<br>ابن وسیم احمد خان صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 151 | مکرم خاور ایوب صاحب<br>ابن مکرم محمد ایوب صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 152 | مکرم الیاس احمد اسلم قریشی صاحب<br>ابن ماسٹر محمد شفیع صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم مرزا ظفر احمد صاحب<br>ابن مرزا صفدر جنگ ہمایوں صاحب | 153 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم محمود احمد صاحب<br>ابن اکبر علی صاحب | 154 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم محمود احمد شاد صاحب (مربی سلسلہ)<br>ابن مکرم غلام احمد صاحب نائب تحصیلدار | 155 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم مرزا اکرم بیگ صاحب<br>ابن مرزا منور بیگ صاحب | 156 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم مسعوداحمد بھٹی صاحب<br>ابن احمد دین بھٹی صاحب | 157 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم چوہدری محمد مالک صاحب<br>ابن مکرم فتح محمد صاحب | 158 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم سجاد اظہر بھروانہ صاحب<br>ابن مکرم مہر اللہ یار بھروانہ صاحب | 159 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم کیپٹن (ر) مرزا نعیم الدین صاحب<br>ابن مرزا سراج الدین صاحب | 160 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم شیخ محمد اکرام اطہر صاحب<br>ابن شیخ شمس الدین صاحب | 161 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم سردار افتخارالغنی صاحب<br>ابن مکرم سردار عبدالشکور صاحب | 162 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم سید ارشاد علی شاہ صاحب<br>ابن مکرم سید سمیع اللہ شاہ صاحب | 163 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم محمد انور صاحب<br>ابن مکرم محمد خان صاحب | 164 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم ظفر اقبال صاحب<br>ابن مکرم محمد صادق صاحب | 165 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم عتیق الرحمن ظفر صاحب<br>ابن مکرم محمد شفیع صاحب | 166 |
| 28.05.2010 | پاکستان | لاہور | مکرم نثار احمد صاحب<br>ابن غلام رسول گل صاحب | 167 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 168 | مکرم شیخ ساجد نعیم صاحب<br>ابن مکرم شیخ امیر احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 169 | مکرم محمد یحیٰ خان صاحب<br>ابن مکرم محمد عبداللہ خان صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 170 | مکرم پروفیسر عبدالودود صاحب<br>ابن مکرم عبدالمجید صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 171 | مکرم محمد رشید ہاشمی صاحب<br>ابن مکرم محمد منیر شاہ ہاشمی صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 172 | مکرم مبارک احمد طاہر صاحب<br>ابن عبدالمجید صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 173 | مکرم مبارک علی اعوان صاحب<br>ابن عبدالرزاق صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 174 | مکرم ملک زبیر احمد صاحب<br>ابن مکرم ملک رشید احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 175 | مکرم شیخ ندیم احمد طارق صاحب<br>ابن شیخ محمد منشاء صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 176 | مکرم محمود احمد صاحب<br>ابن مجید احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 177 | مکرم میاں محمد سعید درد صاحب<br>ابن مکرم میاں محمد یوسف صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 178 | مکرم چوہدری محمد نواز جنجہ صاحب<br>ابن مکرم چوہدری غلام رسول صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 179 | مکرم ڈاکٹر طارق بشیر صاحب<br>ابن مکرم یوسف خان صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 180 | مکرم میاں منیر احمد صاحب<br>ابن مکرم مولوی عبدالسلام صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 181 | مکرم عامر لطیف پراچہ صاحب<br>ابن مکرم عبداللطیف پراچہ صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 182 | مکرم طاہر محمود صاحب<br>ابن مکرم سعید احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 183 | مکرم انصارالحق صاحب<br>ابن مکرم ملک انوارالحق صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 184 | مکرم مسعود احمد اختر باجوہ صاحب<br>ابن مکرم چوہدری محمد حیات باجوہ صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 185 | مکرم میاں لئیق احمد صاحب<br>ابن مکرم میاں شفیع احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 186 | مکرم محمد اشرف بلال صاحب<br>ابن مکرم عبداللطیف صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 187 | مکرم منور احمد قیصر صاحب<br>ابن مکرم عبدالرحمن صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 188 | مکرم منیر احمد شیخ صاحب<br>ابن مکرم شیخ تاج دین صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 189 | مکرم میاں مبشراحمد صاحب<br>ابن مکرم میاں برکت علی صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 190 | مکرم فدا حسین صاحب<br>ابن مکرم بہادر خاں صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 191 | مکرم سید لئیق احمد صاحب<br>ابن مکرم سید محی الدین احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 192 | مکرم شیخ محمد یونس صاحب<br>ابن مکرم شیخ جمیل احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 193 | مکرم ملک عبدالرشید صاحب<br>ابن مکرم عبدالحمید صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 194 | مکرم چوہدری اعجاز نصراللہ خان صاحب<br>ابن مکرم محمد اسداللہ خان صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 195 | مکرم چوہدری محمد احمد صاحب<br>ابن مکرم ڈاکٹر نوراحمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 196 | مکرم خلیل احمد سولنگی صاحب<br>ابن مکرم نصیر احمد سولنگی صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 197 | مکرم جنزل (ر) ناصر احمد چوہدری صاحب<br>ابن مکرم چوہدری صفدر علی صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |

| 198 | مکرم چوہدری حفیظ احمد کاہلوں صاحب<br>ایڈووکیٹ<br>ابن مکرم نذیر حسین صاحب سیالکوٹی | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
|---|---|---|---|---|
| 199 | مکرم ارشد محمود بٹ صاحب<br>ابن مکرم محمود احمد بٹ صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 200 | مکرم مرزا امین بیگ صاحب<br>ابن مکرم مرزا کریم بخش صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 201 | مکرم مظفر احمد چوہدری صاحب<br>ابن مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل<br>درویش | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 202 | مکرم منوراحمد خان صاحب<br>ابن مکرم محمد ایوب خان صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 203 | مکرم نذیر احمد خان صاحب<br>ابن مکرم محمد یٰسین صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 204 | مکرم محمد حسین ہلی صاحب<br>ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 205 | مکرم محمد حسین صاحب<br>ابن مکرم نظام الدین صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 206 | مکرم محمد اشرف بھلر صاحب<br>ابن مکرم عبداللہ صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 207 | مکرم ڈاکٹر اصغریعقوب صاحب<br>ابن مکرم ڈاکٹر یعقوب احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 208 | مکرم ملک وسیم احمد صاحب<br>ابن مکرم محمد اشرف صاحب | لاہور | پاکستان | 28.05.2010 |
| 209 | مکرم نعمت اللہ صاحب شہید<br>ابن مکرم بابو سمیع اللہ صاحب | ناوروال | پاکستان | 29.05.2010 |
| 210 | مکرم پیر حبیب الرحمٰن صاحب<br>ابن ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب | سانگھڑ | پاکستان | 19.08.2010 |
| 211 | مکرم شیخ عامر رضا صاحب<br>ابن مکرم شیخ مشتاق احمد صاحب | مرادان | پاکستان | 03.09.2010 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 212 | مکرم نصیر احمد بٹ صاحب شہید<br>ابن مکرم اللہ رکھا صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 08.09.2010 |
| 213 | مکرم شیخ محمود احمد صاحب<br>ابن مکرم شیخ نذیر احمد صاحب | مرادان | پاکستان | 08.11.2010 |
| 214 | مکرم رانا ظفراللہ صاحب<br>ابن مکرم محمد شریف صاحب | سانگھڑ | پاکستان | 18.03.2011 |
| 215 | مکرم نسیم احمد بٹ صاحب<br>ابن مکرم محمد رمضان بٹ صاحب | فیصل آباد | پاکستان | 04.09.2011 |
| 216 | مکرم ماسٹر دلاور حسین صاحب | ضلع شیخوپورہ | پاکستان | 01.10.2011 |
| 217 | مکرم ملک محمد عامر صاحب<br>ابن مکرم مشتاق احمد صاحب | ہرنائی بلوچستان | پاکستان | 01.12.2011 |
| 218 | مکرم داؤد احمد صاحب<br>ابن مکرم محمد شفیع صاحب | سرائے نورنگ بنوں | پاکستان | 23.01.2012 |
| 219 | مکرم محمد اکرم صاحب<br>ابن مکرم محمد یوسف صاحب | نواب شاہ | پاکستان | 29.02.2012 |
| 220 | مکرم مقصود احمد صاحب<br>ابن مکرم محمد ادریس احمد صاحب | نواب شاہ (آف ربوہ) | پاکستان | 07.03.2012 |
| 221 | مکرم ماسٹر عبدالقدوس صاحب<br>ابن مکرم میاں مبارک احمد صاحب | ربوہ | پاکستان | 30.03.2012 |
| 222 | مکرم طارق احمد صاحب<br>ابن مکرم مبارک احمد صاحب | لیہ | پاکستان | 17.05.2012 |
| 223 | مکرم نعیم احمد گوندل صاحب<br>ابن مکرم عبدالواحد صاحب | کراچی | پاکستان | 19.07.2012 |
| 224 | مکرم راؤعبدالغفار صاحب<br>ابن مکرم ابن مکرم محمد تحسین صاحب | کراچی | پاکستان | 06.09.2012 |
| 225 | مکرم محمد نواز صاحب<br>ابن مکرم احمد علی صاحب | کراچی | پاکستان | 11.09.2012 |
| 226 | مکرم خواجہ ظہور احمد صاحب<br>ابن مکرم خواجہ منظور احمد صاحب | سرگودہا | پاکستان | 04.10.2012 |
| 227 | مکرم چوہدری ریاض بسرا صاحب<br>ابن مکرم چوہدری منیر احمد بسرا | گھٹیالیاں | پاکستان | 18.10.2012 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 228 | مکرم ڈاکٹر عبدالحمید صاحب<br>ابن مکرم ڈاکٹر عبدالعزخان صاحب | کراچی | پاکستان | 23.10.2012 |
| 229 | مکرم بشیر احمد بھٹی صاحب<br>ابن مکرم شاہ محمد صاحب | کراچی | پاکستان | 23.10.2012 |
| 230 | مکرم نصرت محمود صاحب<br>ابن مکرم چوہدری منظور احمد صاحب مرحوم | امریکہ | پاکستان | 27.11.2012 |
| 231 | مکرم حامد سمیع صاحب<br>ابن مکرم چوہدری عبدالسمیع صاحب | کراچی | پاکستان | 11.06.2013 |
| 232 | مکرم ظہور احمد کیانی صا حب<br>ابن مکرم عبدالعزیز کیانی صاحب | کراچی | پاکستان | 21.08.2013 |
| 233 | مکرم ڈاکٹر سید طاہر احمد صاحب | کراچی | پاکستان | 31.08.2013 |
| 234 | مکرم بشیر احمد کیانی صاحب<br>ابن مکرم عبدالغفار صاحب کیانی | کراچی | پاکستان | 01.11.2013 |
| 235 | مکرم خلیل احمد صاحب<br>ابن مکرم فتح محمد صاحب | بھوئیوال شیخوپورہ | پاکستان | 16.05.2014 |
| 236 | مکرم ڈاکٹر مہدی علی صاحب<br>ابن مکرم چوہدری فرزند علی صاحب | ربوہ (آف امریکہ) | پاکستان | 30.05.2014 |
| 237 | مکرم مبشر احمد کھوسہ صاحب<br>ابن مکرم جلال دین صاحب | میر پور خاص | پاکستان | 22.09.2014 |
| 238 | مکرم لطیف عالم صاحب بٹ<br>ابن مکرم خورشید عالم صاحب بٹ | کامرہ اٹک | پاکستان | 15.10.2014 |
| 239 | مکرم مبارک احمد ساحب باجوہ<br>ابن مکرم امیر احمد باجوہ | ٹوبہ ٹیک سنگھ | پاکستان | 26.10.2009 |
| 240 | مکرم سید اسد الاسلام صاحب<br>ابن مکرم نعیم احمد شاہ | گلاسکو انگلستان | پاکستان | 24.03.2016 |
| 241 | مکرم مختار احمد صاحب علوی<br>ابن مکرم عمر دین صاحب | کراچی | پاکستان | 10.01.2004 |
| 242 | مکرم داؤد احمد صاحب<br>ابن مکرم غلام محی الدین صاحب | کراچی | پاکستان | 24.05.2016 |
| 243 | مکرم حمید احمد صاحب<br>ابن مکرم شریف احمد صاحب | اٹک | پاکستان | 04.06.2016 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| 244 | مکرم ڈاکٹر خلیق احمد صاحب<br>ابن مکرم بشیر احمد صاحب | کراچی | پاکستان | 20.06.2016 |
| 245 | مکرم شیخ ساجد محمود صاحب<br>ابن مکرم مجید احمد صاحب | کراچی | پاکستان | 27.11.2016 |
| 246 | مکرم پروفیسرڈاکٹر اشفاق احمد صاحب<br>ابن مکرم شیخ سلطان احمد صاحب | لاہور | پاکستان | 07.04.2017 |
| 247 | مکرم بشارت احمد صاحب<br>ابن مکرم محمد عبد اللہ صاحب | خانپور ضلع رحیم یار خان | پاکستان | 03.05.2017 |
| 248 | مکرم قاضی شعبان احمد خان صاحب<br>ابن مکرم قاضی محمد سلیمان صاحب | لاہور | پاکستان | 25.06.2018 |
| 249 | مکرم ڈاکٹر طاہر عزیز صاحب<br>ابن مکرم ارشداللہ بھٹی صاحب مرحوم | اسلام آباد | پاکستان | 11.03.2019 |
| 250 | مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب<br>ابن مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب مرحوم | اسلام آباد | پاکستان | 11.03.2019 |
| 251 | مکرم مہدی خاں صاحب<br>ابن مکرم نواب خاں صاحب | نواں کوٹ | پاکستان | 03.01.2019 |
| 252 | مکرم معراج احمد چنار صاحب<br>ابن مکرم محمود احمد صاحب | پشاور | پاکستان | 12.08.2020 |
| 253 | مکرم نعیم الدین صاحب<br>ابن مکرم فضل دین خٹک صاحب | پشاور | پاکستان | 05.10.2020 |
| 254 | مکرم محبوب خان صاحب<br>ابن مکرم سید جلال صاحب | پشاور | پاکستان | 08.11.2020 |
| 255 | مکرم عبدالقادر صاحب<br>ابن مکرم بشیر احمد صاحب | پشاور | پاکستان | 11.02.2021 |
| 256 | مکرم کامران احمد صاحب<br>ابن مکرم نصیر احمد صاحب | پشاور | پاکستان | 09.11.2021 |
| 257 | مکرم اصغر علی کلار صاحب<br>ابن مکرم محمد شریف صاحب | بہاولپور | پاکستان | 10.01.2022 |
| 258 | مکرم اکبر علی صاحب<br>ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب | ننکانہ صاحب | پاکستان | 16.02.2022 |

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک پیغام میں انصار کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”یہ شہادتیں ہمیں ایمان و اخلاص اور وحدت و یگانگت کے جو سبق سکھا گئی ہیں ان کو اگر ہر احمدی ہمیشہ اسی طرح اپنے اندر زندہ رکھے تو ہمارے شہدا اور ان کی قربانیاں بھی زندہ رہیں گی اور جماعت کو بھی اس سے ایک نئی زندگی ہمیشہ ملتی چلی جائے گی۔ یہ شہداء تو بلا شبہ دائمی زندگی اور اپنے پیارے خدا کی طرف سے ابدی جنتوں کے حقدار اور وارث ٹھہرے ہیں۔ ان شہیدوں کا خون ان شاء اللہ رنگ لائے گا اور ان عظیم قربانیوں سے جماعت کے لئے ترقی کی نئی سے نئی شاہراہیں وجود میں آئیں گی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر احمدی اپنے عہدِ بیعت کو نبھاتے ہوئے اپنے اندر وہ انقلابِ عظیم پیدا کرنے کی کوشش کرے جو اُسے اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دے اور یہی وہ روحانی انقلاب ہے جو زمانے کے منادی ہم میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین“

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر، دسمبر 2010ء صفحہ 9)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے الفاظ میں ہی میں اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:
”آج ہمارے شہداء کی خاک سے بھی یقیناً یہ خوشبو آرہی ہے جو ہمارے دماغوں کو معطر کر رہی ہے۔ ان کی استقامت ہمیں پکار کر کہہ رہی ہے کہ جس استقامت اور صبر کا دامن تم نے پکڑا ہے، اسے کبھی نہ چھوڑنا۔“

(خطبہ جمعہ 4 جون 2010ء)

دعا ہے کہ جس طرح ہمارے شہید بھائیوں نے حق ادا کر دکھایا، جب بھی موقع ملے ہم پیچھے

رہنے والے بھی استقامت اور صبر کے ساتھ اپنے عہدوں کو نبھانے والے ہوں۔

؎ جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 9 اگست 2022ء، لندن)

# (6)
# ذیلی تنظیموں کے لئے خلفائے کرام کی مساعی

فرحان احمد حمزہ قریشی
استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

خلافتِ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ ہے۔ یہ وہ حَبْلُ اللہ ہے جو ہمیں اتحاد کی خوبصورت لڑی میں پروتی ہے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف رہنمائی فرما کر ہمارا مضبوط تعلق خدائے عزّ و جل سے باندھتی ہے۔ خلافت کی بے شمار برکات میں سے ایک عظیم الشان برکت ذیلی تنظیموں کا قیام و انصرام ہے۔ جو کہ ہر احمدی مرد و زن، پیر و جواں کی روحانی، جسمانی، اخلاقی، تعلیمی اور تربیتی ترقی کا ذریعہ ہیں۔

## ذیلی تنظیموں کا قیام

سیّدنا حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ وہ موعود خلیفہ تھے جن کے دستِ مبارک سے جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کی بنیاد رکھی گئی اور آپ ہی کے عہدِ با سعادت

سمجھیں تو جماعتی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک نہایت ہی مفید اور خوشکن لائحہ عمل ہو گا۔ اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائمقام ہیں عوام کو بیدار کرتی رہیں۔ اور دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جو عوام کے قائمقام ہیں نظام کو بیدار کرتے رہیں۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کُلّی طور پر گر جائے۔ اور اس کا قدم ترقی کی طرف اٹھنے سے رک جائے۔ جب بھی ایک غافل ہو گا دوسرا اسے جگانے کے لئے تیار ہو گا۔ جب بھی ایک سست ہو گا۔ دوسرا اسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل آئے گا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ایک حصہ کے نمائندہ ہیں۔ ایک نمائندہ ہیں نظام کے۔ اور دوسرے نمائندہ ہیں عوام کے۔"

(روزنامہ الفضل قادیان، 17 نومبر 1943ء صفحہ 3 کالم 3۔ 4)

پھر آگے فرمایا کہ "جب نظام بھی بیدار ہوتا ہے اور عوام بھی بیدار ہوتے ہیں تو وہ اس قوم کے لئے فتح کا زمانہ ہوتا ہے وہ اس قوم کے لئے کامیابی کا زمانہ ہوتا ہے۔ وہ اس قوم کے لئے ترقی کا زمانہ ہوتا ہے۔" (روزنامہ الفضل قادیان، 17 نومبر 1943ء، صفحہ 7، کالم 1) پس ذیلی تنظیمیں افرادِ جماعت میں بیداری پیدا کرتی ہیں اور ترقیات اور فتوحات کا ذریعہ ہیں۔

اس عظیم عالمی مہم کا ذکر کرتے ہوئے جو ذیلی تنظیموں کے ذریعے خلافتِ احمدیہ کی قیادت میں سر انجام ہو رہی ہے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

"ہماری جماعت کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے کہ ہم نے تمام دنیا کی اصلاح کرنی ہے۔ تمام دنیا کو اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر جھکانا ہے۔ تمام دنیا کو اسلام اور احمدیت میں داخل کرنا ہے۔ تمام دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کو قائم کرنا ہے۔ مگر یہ عظیم الشان کام اس وقت تک سرانجام

میں ان تنظیموں کے قواعد و ضوابط مقرر ہوئے اور ڈھانچے کو تشکیل دی گئی۔ ان تنظیموں کے قیام کے پیچھے در اصل اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی عالمگیر مہم مد نظر تھی۔ اسی حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا: ”خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اوراس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔“

(میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں، انوار العلوم جلد17 صفحہ 233)

چنانچہ 25 دسمبر 1922ء کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مستورات کے لئے لجنہ اماء اللہ کی بنیاد رکھی۔ پھر نوجوانوں کے لئے آپؓ نے1938ء میں مجلس خدام الاحمدیہ قائم فرمایا جبکہ 26 جولائی 1940ء کو چالیس سال سے اوپر مرد حضرات کے لئے مجلس انصار اللہ کو قائم فرمایا۔ اسی طرح بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ اور بچوں کے لئے اطفال الاحمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ان تنظیموں کی غرض یوں بیان فرمائی کہ ”ان مجالس کا قیام میں نے تربیت کی غرض سے کیا ہے… ان مجالس پر در اصل تربیتی ذمہ داری ہے۔ یاد رکھو کہ اسلام کی بنیاد تقویٰ پر ہے… پس مجلس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کا کام یہ ہے کہ جماعت میں تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کریں۔“

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13 ستمبر 2019ء صفحہ24)

پھر ایک اور موقع پر ذیلی تنظیموں کو قائم کرنے کی حکمت اور ان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ … کو اسی لئے قائم کیا گیا ہے۔ تا کہ وہ نظام کو بیدار رکھنے کا باعث ہوں۔ میں سمجھتا ہوں اگر عوام اور حکام دونوں اپنے اپنے فرائض کو

نہیں دیا جا سکتا جب تک ہماری جماعت کے تمام افراد خواہ بچے ہوں یا نوجوان ہوں۔ یا بوڑھے ہوں۔ اپنی اندرونی تنظیم کو مکمل نہیں کر لیتے۔ اور اُس لائحہ عمل کے مطابق دن اور رات عمل نہیں کرتے۔ جو ان کے لئے تجویز کیا گیا ہے۔ ... اس اندرونی اصلاح اور تنظیم کو مکمل کرنے کے لئے میں نے خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور اطفال الاحمدیہ تین جماعتیں قائم کی ہیں۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 11/اکتوبر 1944ء صفحہ 5 کالم 1-2)

تاریخ گواہ ہے کہ ذیلی تنظیمیں خلافت احمدیہ کی عظیم الشان قیادت اور قوت قدسی کی بدولت ہر دور میں ایسے جاں نثار، مخلصین اور وفادار تیار کرتی رہی ہیں جو اپنی جان، مال، وقت، آبرو، سب کچھ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر قربان کرنے کے لئے مستعد ہیں اور نہایت خوش اسلوبی سے جماعت کے انتظام کو سنبھالنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔

خلافت سے ہی برکتیں ہیں یہ ساری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

ذیلی تنظیموں کے لئے خلفائے کرام کی مساعی کا تذکرہ طویل ہے تاہم ایک نہایت مختصر روح پرور جھلک خلفاء کے ارشادات عالیہ کی روشنی میں ذیل میں پیش کی جا رہی ہے۔

## لجنہ اماء اللہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے لجنہ اماء اللہ کے متعلق ابتدائی تحریک کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

”ہماری پیدائش کی جو غرض و غایت ہے اس کو پورا کرنے کے لئے عورتوں کی کوششوں کی بھی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح مردوں کی ہے۔ ...اگر غور کیا جائے تو اکثر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی کہ روز مرہ کے کاموں کے سوا کوئی اور بھی کام کرنے کے قابل ہے یا نہیں ... پس علاوہ اپنی روحانی و علمی ترقی کے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہے۔“

(الازہار لذوات الخمار، حصہ اوّل، صفحہ 52)

# تعلیمی اور تربیتی ترقی کی تلقین

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر بیان فرمایا کہ ”عورتوں کی تعلیم سے مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاص دلچسپی ہے۔ ...عورتوں کی تعلیم کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔“

(الازہار لذوات الخمار حصہ اوّل صفحہ 268)

پھر آپ نے 26 اپریل 1944ء کو منعقد ہونے والے مجلس عرفان میں اپنا ایک مبشر الہام بیان فرمایا کہ ”آج رات مجھے یوں معلوم ہؤا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے اگر تم پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔“

(الازہار لذوات الخمار حصہ اوّل صفحہ 381)

اسی حوالے سے نہ صرف حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بلکہ تمام خلفائے کرام نے عورتوں کو اپنے دینی و دنیاوی علمی معیار کو بڑھانے کی بارہا تلقین فرمائی

ہے اور اس کی ضرورت کو وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

”عورتیں جماعت کا ایک ایسا حصہ ہیں کہ جب تک ان کی تعلیم و تربیت ... مَردوں سے زیادہ نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کی ترقی اور تربیت میں بڑی سخت روک رہے گی- ان کی مثال اس ہیرے والے کی ہوگی جو ہیرا رکھتا ہو مگر اس کے استعمال سے بے خبر ہو- وہ اسے ایک گولی سمجھ کے پھینک دیتا ہے۔“

(مستورات سے خطاب، انوار العلوم جلد9 صفحہ22)

## تربیت اولاد

چونکہ گھر میں عورتوں کی ذمہ داریاں مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہیں اور اولاد کی پرورش اور تربیت میں ماؤں کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے، اس لئے تربیت اولاد کی اہمیت پر بھی خلفائے کرام نے متعدد مقامات پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا کہ:

”جب تک عورتیں بھی مردوں کی ہم خیال نہ بن جائیں گی بچے دیندار نہیں ہو سکیں گے کیونکہ مرد ہر وقت بچوں کے ساتھ نہیں ہوتے۔ بچے ماؤں کے ہی پاس ہوتے ہیں اور دیکھا گیا ہے کہ دیندار مائیں بھی بچوں کو دین سکھانے میں سستی کر جاتی ہیں۔ ...بچوں کی دینی تربیت بچپن میں ہی کرو اور بچپن میں ہی اُن کو دین سکھاؤ تاکہ وہ حقیقی دیندار بنیں۔“

(الازہار لذوات الخمار حصہ اوّل صفحہ127۔ 128)

تربیت اولاد کے حوالے سے لجنہ اماء اللہ سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”اپنے گھروں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی سے سجائے رکھیں تاکہ آپ کے گھروں میں زندگی کے آثار ہمیشہ نظر آتے رہیں۔ بجائے اس کے کہ آپ کے خاوند آپ کو عبادت کی طرف توجہ دلانے والے ہوں آپ اپنے خاوندوں کو نمازوں کے لئے جگانے والی اور توجہ دلانے والی ہوں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 12 جون 2015ء)

پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر فرمایا:

”احمدی ماؤں کا بھی یہ کام ہے کہ اپنے بچوں کی اِس رنگ میں تربیت کریں کہ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان اور اُس کو راضی کرنے کے لئے ہر کوشش اُس کی اوّلین ترجیح ہو اور یہ اُس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک احمدی مائیں بھی اپنے آپ کو ایمان کے اعلیٰ معیار تک لے جانے کی کوشش نہیں کریں گی۔“

(الفضل انٹرنیشنل 21 جون 2013ء، صفحہ 2 کالم 3)

## عائلی زندگی اور عورت کی ذمہ داریاں

اسی طرح گھر کے سکون کے لئے اور جنت نظیر معاشرے کو قائم کرنے کی خاطر خلفائے کرام نے ہمیشہ جہاں مردوں کو اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں عورتوں کو بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ان کو ادا کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ چنانچہ ممبرات لجنہ

اماء اللہ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ”عورت کو ہمارے دین نے گھر کا نگران اور خاوند کے گھر کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی ہے۔ جب تک تم اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانو گی اور اپنی ذمہ داری نہیں سمجھو گی تمہارے ہاں سکون نہیں پیدا ہو سکتا۔“

(الفضل انٹرنیشنل 26 جون 2015ء صفحہ 16 کالم 4)

پھر ایک اور موقع پر فرمایا:

”پاک معاشرے کے قیام کے لئے عورت کو مردوں سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہئے کیونکہ وہ اپنے خاوندوں کے گھروں کی نگران ہے۔ کیونکہ وہ قوم کی نئی نسل کی تربیت گاہ ہے، کیونکہ وہ جماعت کی امانت جو بچوں کی شکل میں ان کے پاس ہے اس کی امین ہے۔ پس میں عورتوں سے کہوں گا کہ اپنے گھروں کی نگرانی کا حق ادا کریں۔ نئی نسل کی تربیت کا حق ادا کریں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 21 جون 2013ء صفحہ 10 کالم 2)

بحیثیت بیوی، عورتوں کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ مبذول فرماتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک حدیث نبوی کی تشریح فرمائی کہ:

”پھر بیوی کو توجہ دلائی کہ خاوند کے گھر کی، اس کی عزت کی، اس کے مال کی اور اس کی اولاد کی صحیح نگرانی کرے۔ اس کا رہن سہن، رکھ رکھاؤ ایسا ہو کہ کسی کو اس کی طرف انگلی اٹھانے کی جرأت نہ ہو... بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں ہو کہ انہیں جماعت سے وابستگی اور

خلافت سے وابستگی کا احساس ہو۔ اپنی ذمہ داری کا احساس ہو۔ پڑھائی کا احساس ہو۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کا احساس ہو۔"

(خطباتِ مسرور جلد5 صفحہ138)

یہ لجنہ اماء اللہ کو کی جانے والی زریں ہدایات کی صرف چند مثالیں ہیں، جن سے خلفاء کی عورتوں کی تعلیم و تربیت، روحانی ترقی، خوشحال عائلی زندگی کی خاص توجہ اور فکرمندی معلوم ہوتی ہے۔

## مجلس خدام الاحمدیہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1938ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا:

"در حقیقت یہ روحانی ٹریننگ اور روحانی تعلیم و تربیت ہے... آج نوجوانوں کی ٹریننگ اور ان کی تربیت کا زمانہ ہے اور ٹریننگ کا زمانہ خاموشی کا زمانہ ہوتا ہے۔ لوگ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ کچھ نہیں ہو رہا۔ مگر جب قوم تربیت پا کر عمل کے میدان میں نکل کھڑی ہوتی ہے تو دنیا انجام دیکھنے لگ جاتی ہے۔ در حقیقت ایک ایسی زندہ قوم جو ایک ہاتھ کے اٹھنے پر اٹھے اور ایک ہاتھ کے گرنے پر بیٹھ جائے دنیا میں عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا کرتی ہے۔"

(الفضل، 7 اپریل 1939ء، صفحہ 7 کالم 3)

## بین الاقوامی خدمت پر مامور

نبی کریم ﷺ کی حدیث ہے کہ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ یعنی قوم کا سردار ان کا خادم ہے۔ چنانچہ اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق حقیقی خدمت کی روح کا احیا فرمایا اور اپنے فارسی کلام میں ارشاد فرمایا:

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

یعنی: میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی میرا طریق ہے۔

(درثمین فارسی، جلد اوّل صفحہ44)

چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ کو خلفائے کرام نے ہمیشہ بے لوث خدمت کرنے کی تلقین فرمائی ہے کہ اسی سے قوم کی ترقی اور اس کی زندگی وابستہ ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خدام کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

”خدمت کرو اور کرتے چلے جاؤ۔ تمہارا نام خدام الاحمدیہ ہے۔ خدام احمدیہ کے یہ معنی نہیں کہ تم احمدیت کے خادم ہو۔ خدام احمدیہ کے معنے ہیں تم احمدی خادم ہو ...اگر تم واقع میں سچے احمدی بنو گے اور سچے خادم بنو گے تو تھوڑے دنوں میں ہی (اللہ تعالیٰ۔ ناقل) خدام کو سیّد بنا دے گا۔...خدام الاحمدیہ سے مراد تھا احمدیوں میں خدمت کرنے والا گروہ۔ تم خادم تو دنیا کے ہر انسان کے ہو لیکن ہو احمدیوں میں سے خادم۔ اس لئے اس کا یہ مطلب نہیں

تھا کہ تم احمدیوں کی خدمت کرو بلکہ مطلب یہ تھا کہ احمدی standard کے مطابق خدمت کرو۔"

(مشعل راہ، جلد اوّل، صفحہ 732)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ مجلس خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ 2نومبر 1973ء کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہم خادم کی حیثیت سے پیدا ہوئے اور خادم کے مقام پر کھڑے رہنا ہماری زندگی کا معراج ہے۔ جتنا ہم بڑھیں گے، جتنا ہم طاقتور ہوں گے، جتنا ہم علم میں ترقی کریں گے، جتنا ہماری فراست کا نور آسمان کی بلندیوں کو چھوئے گا اتنا ہی وہ جو خود کو ہمارا دشمن سمجھتا ہے، ہمیں پہلے سے زیادہ اپنا دوست پائے گا۔ اپنا خادم اور ہمدرد پائے گا۔ پس آگے بڑھنا ہے اور ساری دنیا سے آگے نکلنا ہے۔... خدام الاحمدیہ بین الاقوامی خدمت پر مامور ہیں۔"

(مشعلِ راہ جلد دوم صفحہ 390)

## نوجوانوں کی اصلاح

مجلس خدام الاحمدیہ کا motto حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان ہے کہ "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔ اس ارشاد کی روشنی میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ یوکے کے سالانہ اجتماع 2019ء کے موقع پر فرمایا:

”حضرت مصلح موعودؓ نے یہ نعرہ جب مجلس خدام الاحمدیہ کو عطا فرمایا تو اس کا مقصد یہ باور کروانا تھا کہ نوجوانوں کے لیے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق قائم کرنا از حد ضروری ہے۔ ... اس ماٹو پر عمل کرنے سے آپ اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے والے ہو جائیں گے۔ اس سے ہمیں یہ سبق بھی ملتا ہے کہ ہماری جماعت اور ہماری قوم کی ترقی کا تعلق ہمارے نوجوانوں کی روحانی اور اخلاقی حالت سے ہے۔ اگر ہر خادم اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو اور اخلاقی برائیوں اور گناہوں سے بچنے والا ہو تو قوم کی ترقی روکی نہیں جاسکتی۔“

(الفضل انٹرنیشنل 10 ستمبر 2019ء صفحہ 16)

خدام کی تربیت اور اصلاح کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے ایک موقع پر خدام کو مخاطب ہو کر فرمایا:

”دنیا کا امام بننے سے پہلے اپنے نفس کا امام بننا ہو گا۔ اپنی کمزوریوں پر اطلاع پا کر اور ان کی حقیقت سے شناسائی حاصل کر کے ان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا ہو گا...آپ نے تو دنیا کی اصلاح کرنی ہے اور آپ اپنی اصلاح کئے بغیر دنیا کی اصلاح نہیں کر سکتے۔“

(مشعلِ راہ جلد سوم صفحہ 492-496)

پس جہاں مجلس خدام الاحمدیہ کو خلفائے کرام نے خدمت کی حقیقی روح پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں اپنی ذاتی اور قومی اصلاح کی طرف بھی توجہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اور اخوت، محبت، اور یکجہتی سے کام کرنے کی طرف تلقین فرمائی ہے تا اس تنظیم کے ذریعے سے نوجوان نسل کی تربیت اعلیٰ رنگ میں ہوتی چلی جائے اور قوم میں نیکی اور تقویٰ کا معیار بڑھتا چلا جائے۔

# مجلس انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کے قیام کا اعلان حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 26 جولائی 1940ء میں فرمایا۔ اس اہم خطبہ میں آپ نے فرمایا:

”میں سمجھتا ہوں کام کی ذمہ داری صرف پندرہ سے چالیس سال کی عمر والوں پر ہی نہیں بلکہ اس سے اوپر اور نیچے والوں پر بھی ہے... اسی طرح چالیس سال سے اوپر عمر والے جس قدر آدمی ہیں وہ انصار اللہ کے نام سے اپنی ایک انجمن بنائیں اور قادیان کے وہ تمام لوگ جو چالیس سال سے اوپر ہیں، اس میں شریک ہوں۔ ان کے لئے بھی لازمی ہو گا کہ وہ روزانہ آدھا گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقف کریں۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 1 اگست 1940ء صفحہ 7)

# حقیقی انصار اللہ بننے کے معنے

جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حواریوں سے اللہ تعالیٰ کی خاطر مددگار بننے کا حکم ارشاد فرمایا تو انہوں نے برملا طور پر اس بات کا اقرار کیا کہ نَحْنُ اَنْصَارُاللّٰہ یعنی ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں۔ چنانچہ یہی جذبہ اس زمانے میں مثیل مسیح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں میں پایا جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے مجلس انصار اللہ کے اراکین سے خطاب کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:

”یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مدد گار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لیے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسلٍ چلتا چلا جاوے۔“

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل، 13 ستمبر 2019ء، صفحہ18، کالم1)

## تربیت اولاد کی اہمیت

پھر حضورؓ نے فرمایا کہ انصار اللہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں اور ان میں خلافت کی محبت قائم کریں۔ چنانچہ اسی لئے مجلس اطفال الاحمدیہ اور مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام فرمایا۔ کہ اطفال اور خدام بالآخر انصار کے ہی بچے ہیں اور اگر پہلے قدم پر اطفال کی تربیت اچھی ہو گئی تو آگے خدام کی تربیت بھی صحیح ہو گی۔ فرمایا:

”پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے۔ دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے۔ تیسری سیڑھی انصار اللہ ہے اور چوتھی سیڑھی خدا تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگو تو یہ چاروں سیڑھیاں مکمل ہوجائیں گی۔“

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13 ستمبر 2019ء صفحہ 18)

## عبادتوں کے معیار کو بلند کرنا

جب انسان مجلس انصار اللہ میں شامل ہونے کی عمر کو پہنچتا ہے تو عمر کے اعتبار سے اپنی زندگی

کے انجام کے آثار نظر آنے لگتے ہیں۔ اور آخرت کا خوف انسان کو اس بات پر مجبور کر دیتا ہے کہ خالص طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکے اور قربِ الٰہی حاصل کرے۔ چنانچہ اس حقیقت کو بیان کرتے ہوئے اور انصار کو اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”آج انصار اللہ، اللہ کے مددگاروں کا یہ کام ہے کہ وہ اپنی عبادتوں کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور حسن سلوک کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ ان کے گھروں سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں، ان کے ماحول سے ان کے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں اٹھتی ہوں تبھی وہ پورے معاشرے میں اللہ کی مدد سے ان اعلیٰ معیاروں کی خوشبوئیں پھیلا سکتے ہیں۔ اللہ کو تو کسی بندے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بندوں کو دے رہا ہے کہ تم میری تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اگر اس دنیا میں زندگی گزارو گے اور تم میری تعلیم کو دنیا میں پھیلاؤ گے تو اس طرح تم میرے دین کی مدد کر رہے ہو گے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 31 دسمبر 2004ء صفحہ 3)

مجلس انصار اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار کو اپنی عملی حالتیں درست کرنے اور عبادتوں کی حفاظت کرنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”انصار اللہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی اہمیت کو سمجھیں۔ اقامۃ الصلوٰۃ کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اپنے بچوں کو، اپنے گھر والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔...

اگر تمام انصار اس طرف توجہ کریں تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے ...اگر ان لوگوں میں شامل ہونا ہے اور اپنی نسلوں کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جن کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو پھر اپنی نمازوں کی، اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہو گی۔“

(الفضل انٹرنیشنل، 1 فروری 2019ء، صفحہ 21، 24)

## خلافت کی برکات کا زندہ نشان

مندرجہ بالا سطروں میں خلفائے احمدیت کے ارشاداتِ عالیہ کے آئینہ میں نہایت اختصار سے ذیلی تنظیموں کے لئے ان کی مساعی کا اجمالی تذکرہ ہؤا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ذیلی تنظیموں کا وجود، اور ان کی ترقی اور مضبوطی مکمل طور پر خلافت کی برکات کا عظیم الشان نشان ہے۔ ایسی منظم، متحد اور فعال تنظیمیں روئے زمین پر نہیں ملیں گی جس کے اراکین اطاعتِ امام کے جذبے سے سرشار اپنا تن من دھن خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور حقیقتاً تمام کامیابیاں خلافت سے وابستگی میں ہی ہیں۔ جیسا کہ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:
”اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں ہی پنہاں ہے۔“

(الفضل انٹرنیشنل 23مئی 2003ء صفحہ 1)

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 8 اگست 2022ء، لندن)

# (7)
# مجلس انصاراللہ کی بنیادی ذمہ داری

## خلافتِ احمدیہ کی مکمل اطاعت اور کامل وفاداری

م م محمود

یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ ہمارے سروں پر خلافتِ احمدیہ بے شمار للّٰہی فضلوں کو لیے سایہ فگن ہے۔ جس کے ذریعہ خداتعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ پر اپنے بے شمار انعامات بارش کی مانند نازل فرمائے اور فرما رہا ہے۔ انہی انعامات میں سے ایک انعام جماعتِ احمدیہ میں تنظیموں کا قیام ہے۔جماعتِ احمدیہ میں چالیس سال سے اوپر افرادِ جماعت کی تنظیم مجلس انصاراللہ کہلاتی ہے۔

یوں تو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس انصاراللہ کا باقاعدہ قیام 26جولائی 1940ء کو فرمایا لیکن خلافتِ اولیٰ میں آپؓ نے ایک رؤیا کے نتیجہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے اجازت کے حصول کے بعد ایک انجمن کے قیام کا اعلان فرمایا جس کے ممبر طلباء اور نوجوان

تھے۔ چنانچہ آپؓ نے 23فروری 1911ء کو اخبار البدر میں ایک اعلان ’’مَن اَنصاری اِلی اللہ‘‘ کے عنوان سے شائع فرمایا۔ جس میں اس انجمن کی غرض و غایت بیان فرمائی نیز آپؓ نے اس انجمن میں شمولیت کی شرائط تحریر فرمائیں۔ آپؓ نے اس انجمن کا ممبر بننے کے لیے ایک شرط یہ رکھی کہ ”اس مجلس کے ممبر خصوصیت سے حضرت خلیفۃ المسیح کی فرمانبرداری کا خیال رکھیں۔“ یعنی ابتداء سے ہی انصاراللہ کے قیام کا بنیادی مقصد خلافت سے پختہ وابستگی، مکمل اطاعت اور کامل فرمانبرداری تھا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع منعقدہ 1956ء میں 26 اکتوبر کو اپنے افتتاحی خطاب میں مجلس انصاراللہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

”یہ سب برکت جو ہمیں ملی ہے محض حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل ملی ہے۔ اب آپ لوگوں کا کام ہے کہ اپنی ساری زندگی آپ کے لائے ہوئے پیغام کی خدمت میں لگادیں اور کوشش کریں کہ آپ کے بعد آپ کی اولاد، پھر اس کی اولا داور پھر اس کی اولاد بلکہ آپ کی آئندہ ہزاروں سال تک کی نسلیں اس کی خدمت میں لگی رہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی خلافت کو قائم رکھیں۔“

(الفضل 24مارچ 1957ء، سبیل الرشاد جلد اول صفحہ119)

اسی اجتماع میں 27اکتوبر کو حضرت مصلح موعودؓ نے ممبرانِ مجلس کے لیے ایک عہد تجویز فرمایا۔ آپؓ نے اپنے اختتامی خطاب سے قبل اس عہد کو کہلوایا۔ اگر دیکھا جائے توکلیۃً اس عہد کے الفاظ نظامِ خلافت سے وابستگی کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ گویا حضرت مصلح موعودؓ کا منشاء و مقصد یہی تھا کہ انصار قولی وفعلی ہر لحاظ سے خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہو جائیں کیونکہ

اسی وابستگی میں ہی آئندہ نسلوں کی بقا اورانجام بخیر ہونے کی ضمانت ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے مجلس انصاراللہ کو عطا فرمودہ عہد کے الفاظ درج ذیل ہیں۔

''اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظامِ خلافت کی حفاظت کے لیے ان شاءاللہ آخردم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لیے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لیے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز میں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (ان شاءاللہ تعالیٰ)''

(تاریخ مجلس انصاراللہ جلد اول صفحہ144-143)

خداتعالیٰ کے فضل واحسان سے خلافتِ احمدیہ کی تربیت کے نتیجہ میں ہی مجلس انصاراللہ کو ہمیشہ خلافت کے ہر اشارہ اور اس کی ہر تحریک پر اول وقت میں لبیک کہنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔خلافت کے احکامات کی تعمیل اورخلافت سے وفااورعقیدت ومحبت کے نظاروں کی یہ داستان تو مجلس انصاراللہ کے 82سالہ دور کے ہر دن بلکہ ایک ایک لمحہ پر مشتمل ہے۔ تاہم اختصارِ تحریر کی قید اور اخبار ہذاکے اوراق کی تحدید کے پیشِ نظر مشتے از خروارے (بلکہ یک دانہ از خروارے کہنا زیادہ موزوں ہو گا) ذیل میں چند مثالوں پر اکتفاکیا جاتا ہے۔

## تعمیر دفاتر مجلس انصاراللہ مرکزیہ

5،اپریل 1952ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے ایک خطاب میں مجلس انصاراللہ کو اپنا دفتر تعمیر کرنے کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا ''مجھے افسوس ہے کہ انصاراللہ نے ابھی مرکز بنانے کی

کوشش نہیں کی۔۔۔خدا کرے کہ انصاراللہ کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہو اور وہ اس حماقت کو چھوڑ دیں کہ قادیان واپس جانے کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں ہیں قادیان ہمیں ضرور واپس ملے گا اور چونکہ قادیان ہمیں واپس ملے گا اس لیے ہمیں یہاں کوئی جگہ بنانے کی ضرورت نہیں۔۔۔پس مومن کو اپنے کاموں میں سست نہیں ہونا چاہیے۔" (الفضل، فضلِ عمر نمبر مارچ1966ء) چنانچہ اپنے امام کے حکم کی تعمیل میں مجلس انصاراللہ نے والہانہ لبیک کہتے ہوئے مالی قربانی کے نتیجہ میں 1957ء میں اپنے دفاتر کی تعمیر کا کام مکمل کر لیا۔

(تاریخ مجلس انصاراللہ جلد اول صفحہ96تا104)

## گیسٹ ہاؤس انصار اللہ (تعمیر سرائے ناصر نمبر 1)

1973ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جلسہ ہائے سالانہ پر بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کی رہائش کے لیے انجمنوں اور ذیلی تنظیموں کو گیسٹ ہاؤسز تعمیر کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جس وقت حضورؒ نے یہ تحریک فرمائی اُس وقت بعض لوگوں کا خیال تھا کہ دوسری تنظیموں کے لیے تو اپنا گیسٹ ہاؤس تعمیر کرنے میں اتنی دقت نہ ہو گی کیونکہ اُن کی مالی پوزیشن مضبوط ہے لیکن مجلس انصاراللہ شاید اس بوجھ کو نہ اٹھا سکے کیونکہ ان کے مالی وسائل نسبتاً محدود ہیں۔ لیکن مجلس انصار اللہ کو خلافت کی اس بابرکت تحریک کی تعمیل میں سب سے پہلے گیسٹ ہاؤس بنانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

(تاریخ مجلس انصاراللہ جلد اول صفحہ289)

## خلیفۃ المسیح کے خطاب کا پہلی مرتبہ کسی زبان میں رواں ترجمہ

31اکتوبر 1980ء کو مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع کے پہلے روز پہلی مرتبہ خلافت کی آواز کو اردو زبان سے شناسائی نہ رکھنے والوں تک براہِ راست پہنچانے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے خطاب کا انگریزی ترجمہ پہنچانے کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ تین احمدی انجینئروں (محترم منیر احمد فرخ صاحب، محترم ملک لال خان صاحب، محترم کیپٹن ایوب احمد ظہیر صاحب) نے کمال فنی مہارت اور خلوص سے کام کر کے ابتدائی مرحلہ کامیابی کے ساتھ مکمل کیا اور اٹھارہ انگریزی دان افراد نے حضورؒ کے افتتاحی خطاب کا ترجمہ کامیابی سے سنا۔ اس موقع پر ترجمانی کا کام محترم نسیم سیفی صاحب، محترم بشیر احمد خان رفیق صاحب، محترم مجیب الرحمان ایڈووکیٹ صاحب اور محترم شکیل صاحب نے انجام دیا۔ یہ کام پہلی مرتبہ تجرباتی طور پر کیا گیا۔ بعد ازاں جلسہ سالانہ کے موقع پر اس میں توسیع کی گئی۔

(تاریخ مجلس انصاراللہ جلد دوم صفحہ 119-120)

## خلیفۃ المسیح کی تحریک پر انصار کا حیرت انگیز اطاعت کا نظارہ

یوں تو حضرت خلیفہ المسیح الثالثؒ نے 1973ء میں سائیکل پر مرکزی اجتماع و جلسہ سالانہ پر شمولیت کی تحریک فرمائی تھی اور اُس سال 35اراکینِ انصاراللہ سائیکلوں پر سفر کر کے مجلس انصاراللہ کے اجتماع میں شرکت کے لیے ربوہ آئے تھے لیکن اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ از سرِ نو اس تحریک کے نتیجہ میں اپنے امام کی تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے خلافتِ رابعہ کے اولین سال 1982ء میں پاکستان بھر سے 196انصار سائیکلوں پر سفر کر کے اجتماع

مجلس انصاراللہ مرکزیہ میں شامل ہوئے۔تین انصار1200کلومیٹر سے زائد سفر کرکے ربوہ آئے جن میں سے ایک ناصر کی عمر75سال تھی۔اسی طرح ایک ناصر 80سال کی عمر میں پنجاب کے ایک گاؤں سے 65 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے امام کی تحریک پر سائیکل چلا کر ربوہ آئے۔

(تاریخ مجلس انصاراللہ جلد سوم صفحہ41تا46)

## صدسالہ جشنِ تشکر کے موقع پر مجلس انصاراللہ پاکستان کا اپنے محبوب امام کی خدمت میں خدمتِ انسانیت کی غرض سے ہسپتال کا تحفہ

صد سالہ جشنِ تشکر کی مناسبت سے خدا تعالیٰ کے حضور شکرانے کے اظہار کے لیے مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے اپنی مجلسِ شوریٰ میں 1986ء میں یہ تجویز حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں پیش کی کہ مجلس انصاراللہ، اس بابرکت موقع پر اظہارِ تشکر کی غرض سے تھرپارکر سندھ میں ایک ہسپتال بنا کر انجمن احمدیہ وقفِ جدید کے سپرد کرے گی۔ اور اس غرض کے لیے اراکینِ انصار اللہ دس لاکھ روپے کی رقم کے عطیات دیں گے۔ اس سفارش کو حضور نے منظور فرمایا۔ چنانچہ ”المہدی ہسپتال“ کے نام سے یہ ہسپتال مٹھی ضلع تھرپارکر میں تعمیر ہوا۔ جس کا کُل رقبہ اکیس ایکڑ ہے۔

## خلافتِ احمدیہ کے زیرِ سایہ کارہائے خدمتِ خلق

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک موقع پر مجلس انصاراللہ کو

خدمتِ خلق کے کاموں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا

”انصار سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ تمام مخلوقِ خدا سے بلا لحاظ عقیدہ اور بلا تمیز رنگ و نسل دلی ہمدردی رکھیں اور محض اللہ تعالی کی رضا کی خاطر اپنے ذاتی آرام آسائش اور اموال و اوقات کی قربانی دے کر جس رنگ میں بھی ان کے لیے ممکن ہو خلقِ خدا کو نفع پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتے رہیں“

(ماہنامہ انصاراللہ جولائی، اگست 2015ء صفحہ 116)

چنانچہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے تحت مجلس انصاراللہ پاکستان کو خلافتِ خامسہ کے بابرکت دور میں بنی نوع انسان کے لیے بے لوث خدمات کی مسلسل توفیق مل رہی ہے۔

## میڈیکل کیمپس کا انعقاد

پاکستان میں آج بھی ایسے بے شمار علاقے ہیں جہاں علاج معالجے کی سہولیات میسر نہیں ہیں۔ چنانچہ ایک طویل عرصے سے مجلس انصار اللہ پاکستان کو ایسے علاقوں میں فری میڈیکل کیمپس لگا کر خدمتِ خلق کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔ ان میڈیکل کیمپس میں مستند ڈاکٹرز نہ صرف مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں بلکہ ان کو مفت ادویات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

خلافتِ خامسہ کے مبارک دور میں تاحال مجلس انصاراللہ پاکستان، ملک کے مختلف شہروں، قصبات اور دوردراز کے پسماندہ دیہاتوں میں اٹھائیس ہزار سے زائد ہومیوپیتھک وایلوپیتھک میڈیکل کیمپس کا انعقاد کر چکی ہے۔

## نادار قیدیوں کی رہائی اور بہبود

1984ء کے بدنام زمانہ آرڈیننس کے بعد پاکستان میں احمدیوں کو طرح طرح سے تکالیف اور مصائب کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ متعدد بے گناہ احمدی گرفتار کر کے جیلوں میں ڈال دیئے گئے اور آج بھی بدستور یہ سلسلہ جاری ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح جہاں ایک طرف ان معصوم اور بے گناہ احمدیوں کی رہائی کی خاطر خدا تعالیٰ کی مدد کے لیے راتوں کو گریہ و زاری میں مصروف ہوتے ہیں تو دوسری طرف ان حالات میں خلافت کی زیر ہدایت مجلس انصاراللہ پاکستان،ملک کی مختلف جیلوں میں قیدیوں کی تکالیف کو کم کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔ پاکستان کی مختلف جیلوں میں متعدد بلاامتیازِ مذہب و ملت ایسےنادار قیدیوں کی رہائی کی کوششیں عمل میں لائی جاتی ہیں جو اپنی سزائیں بھگت چکے ہوتے ہیں لیکن مالی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے جرمانہ کی رقم ادا نہ کر سکنے کی بنا پر قید کی صعوبت برداشت کر رہے ہوتے ہیں۔

چنانچہ مجلس انصاراللہ پاکستان کو 2014ء سے 2021ء تک 437000روپے جرمانہ اداکرنے کے بعد 270 نادار قیدیوں کو رہا کروانے کی توفیق ملی۔ گذشتہ سال2021ء میں ایسے قیدیوں کے لیےجرمانہ کی مدمیں ادا کی جانے والی رقم مبلغ چار لاکھ سینتیس ہزار روپے تھی۔ رمضان المبارک اور دیگر مواقع پر جیلوں میں قیدیوں کو راشن، سوٹ اور نقد رقم کی تقسیم اس کے علاوہ ہے۔

## مستحقین کی مالی امداد

مستحقین کی مالی امداد خدمتِ انسانیت کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور طریق ہے۔ چنانچہ ممبران

انصار اللہ اس معاملہ میں بھی خدمتِ خلق کے میدان میں پیچھے نہیں رہتے۔ 2006ء تا 2021ء مجلس انصاراللہ پاکستان کے ممبران نے بفضلہ تعالیٰ مبلغ دس کروڑ انتیس لاکھ روپے سے زائد نقد رقم کے ذریعہ مستحقین کی مالی مدد کی توفیق پائی۔

## عطیۂ چشم

مجلس انصار اللہ پاکستان انصار بھائیوں کو تحریک کرکے عطیہ چشم فارمز پُر کرواتی ہے۔ تا بعداز وفات کارنیا عطیہ کیا جائے۔ چنانچہ سال 2013ء تا 2021ء مجلس انصاراللہ پاکستان کے تحت 3100انصار بھائیوں نے آنکھوں کا کارنیا donate کرنے کی توفیق حاصل کی۔

## عطیۂ خون

آنکھوں کا عطیہ بھی خدمتِ انسانیت کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور اہم طریق ہے۔ 2013ء تا 2021ء پاکستان بھر کے 4558انصار بھائیوں نے خون عطیہ دینے کی توفیق پائی۔

## زلزلوں کی ناگہانی آفات کے متاثرین کی امداد

8اکتوبر 2005ء کو پاکستان اور آزاد کشمیر میں ایک ہولناک زلزلہ آیا جس میں لاکھوں افراد جاں بحق ہوئے۔لاکھوں زخمی ہوئے، کروڑوں روپے کی جائیدادیں تہہ و بالا ہو گئیں۔ کئی آبادیوں کے نام و نشان مٹ گئے اور عظیم الشان عمارتیں کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں۔ ایک قیامتِ صغریٰ بر پا ہوگئی۔ اس تکلیف دہ صورتحال میں جماعتِ احمدیہ پاکستان نے کشمیر میں متاثرین کی امداد وبحالی کا کام شروع کیا اور اس ضمن میں مجلس انصاراللہ پاکستان کے

ذمہ باغ کا علاقہ لگایا گیا۔

12/اکتوبر 2005ء کو مجلس انصاراللہ کی ٹیم باغ آزاد کشمیر پہنچی۔ صورتحال انتہائی تکلیف دہ تھی۔ بارش اور آفٹر شاکس کا سلسلہ جاری تھا کیمپ لگانے کے لیے جگہ میسر نہ تھی۔ بالآخر کافی تگ و دو کے بعد ایک پہاڑی کے دامن میں سڑک کے کنارے، فوجی بیس کے بالکل ساتھ اس ٹیم نے اپنا کیمپ لگادیا اور کام شروع کیا۔ اللہ تعالی کے فضل سے فوجی بیس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے گرم پانی اور دیگر بہت سی سہولیات میسر آ گئیں۔ فوجی بیس کی مسجد جو زلزلہ سے گر گئی تھی، اس کو ادویات کا اسٹور بنادیا گیا۔ ڈاکٹرز کی ایک ٹیم انگلستان سے آگئی جو ایک ماہ رہی۔ ائیر بیس کیمپ بھی کسی قدر مل گیا۔ جس سے کام میں اور سہولتیں ہو گئیں۔ لاہور سے ایک ایمبولینس بھی اس خدمت میں شامل ہونے کے لئے پہنچ گئی۔ یکم اپریل 2006ء تک یعنی قریباً چھ ماہ مسلسل زلزلہ زدہ وسیع علاقوں میں خدمت کی توفیق ملی۔ اس موقع پر متاثرین زلزلہ کی امداد میں مجلس انصاراللہ کو چار لاکھ دو ہزار آٹھ سو چالیس روپے نقد، دو لاکھ سنتالیس ہزار سات سو چالیس روپے کے تحائف، اجناس، کپڑے ودیگر پارچہ جات، جوتے وغیرہ (526لحاف، 511چادریں اور 4136 پارچہ جات) تقسیم کرنے کی توفیق ملی جن کی مالیت چار لاکھ پچاس ہزار پانچ سواسی روپے بنتی ہے۔

## تقسیم ملبوسات

ہرسال پاکستان بھر کے انصار بھائی رمضان المبارک کے دوران قیادت ایثار مجلس انصار اللہ پاکستان کے تحت عیدالفطر کے لیے نئے ان سلے اور سلے ملبوسات پسماندہ علاقوں کے مستحقین میں تقسیم کرنے کے لیے مرکز ارسال کرتے ہیں۔اس طرح پسماندہ مقامات کے

مستحقین کی ضرورت پوری کرنے کے لیے مرکز میں گرم کپڑے اور اس غرض کے لیے رقوم بھجوانے کا سلسلہ موسمِ سرما کے آغاز ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ یہ کپڑے چترال، شانگلہ سوات، گلگت، خوشاب، چنیوٹ، بہاولپور، میرپورخاص، ڈیرہ غازی خان، مظفرگڑھ، راجن پور، نارووال، آزاد کشمیراور دیگر پسماندہ علاقوں کے مستحق افراد کودیئے جاتے ہیں۔ 2013ء تا 2021ء ایک لاکھ تیس ہزار نو صدترپن کپڑوں کے جوڑے مستحقین میں تقسیم کرنے کی توفیق ملی۔

## فراہمی اناج

پاکستان بھر میں مجلس انصار اللہ ضرورت مند احباب کو اناج کی فراہمی کے سلسلہ میں بھی قابلِ قدر مساعی کی توفیق پارہی ہے۔ 2013ء تا 2021ء اکتالیس ہزار نوصدستانوے من اناج ضرورتمند گھرانوں میں تقسیم کی توفیق ملی۔

## شمالی علاقہ جات میں صاف پانی کی فراہمی کے سلسلہ میں خدمات

مجلس انصار اللہ پاکستان کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ ملک کے پسماندہ علاقوں بالخصوص شمالی علاقہ جات کے ایسے مقامات پر جہاں لوگوں کو صاف پانی قریب کسی جگہ میسر نہیں، پینے کے صاف پانی کی فراہمی کے لیے نلکے اور کنوئیں لگوانے کی توفیق مل رہی ہے۔

چنانچہ مرکزی انتظام کے تحت سال 2013ء تا 2021ء دو صدستائیس کنویں کھودے گئے۔ جس سے ان علاقوں کے رہائشی مستفید ہو رہے ہیں۔ آج کل ایک کنویں کا خرچ قریباً 4 لاکھ روپے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو صحت و سلامتی سے بھرپور فعال اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔ خلافت کی برکتوں اور رہنمائی سے ہی مجلس انصاراللہ پاکستان کو مذکورہ بالاخدمات کی توفیق حاصل ہو رہی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

”انصار اللہ کا ایک بہت بڑا کام خلافت کی حفاظت کرتا ہے۔ دعائیں کرتے ہوئے اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوئے اپنے اور اپنے بیوی بچوں میں خلافت کی مکمل اطاعت کی روح قائم کرتے ہوئے اس جذبہ کو بڑھائیں۔۔۔ خلافت کا انعام ان شاءاللہ ہمیشہ جاری رہے گا لیکن اپنے معیار ایسے بلند کریں جو ایک حقیقی مومن کا ہونا چاہیے۔“

(اجتماع مجلس انصاراللہ برطانیہ سے اختتامی خطاب 5نومبر 2006ء
الفضل انٹرنیشنل 17 نومبر 2006ء صفحہ 13)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہدوں کو نبھانے اور ہم انصار کو اپنے پیارے آقا کی امیدوں اور توقعات پر پورا اترنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

لہرائیں گے اکناف میں دین کا پرچم
جاں دیں گے خلافت کی حفاظت کیلئے ہم
اولاد کو رکھیں گے خلافت کا وفادار
اللہ کے انصار ہیں، اللہ کے انصار

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَ بَارِکْ لَنَا فِیْ عُمْرِہٖ وَ اَمْرِہٖ وَکُنْ مَّعَہٗ حَیْثُ مَا کَانَ وَانْصُرْہُ نَصْرًا عَزِیْزًا۔ آمین

(روزنامہ الفضل، آن لائن ایڈیشن، مطبوعہ 8 اگست 2022ء، لندن)

# مضامین کے لنکس

## لجنہ اماء اللہ

1. لجنہ اماء اللہ کا عہد

https://www.alfazlonline.org/01/08/2022/65681/

2. جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیمیں اور نظام جماعت میں ان کا انمٹ کردار ۔ لجنہ اماء اللہ کو ڈائمنڈ جوبلی پر خراج تحسین

https://www.alfazlonline.org/01/08/2022/65701/

3. لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور اس کے اغراض و مقاصد وذمہ داریاں ۔ خلفائے سلسلہ کی ہدایات کی روشنی میں

https://www.alfazlonline.org/01/08/2022/65704/

4. خواتین مبارکہ جن کے تعاون سے لجنہ تنظیم پھلی پھولی

https://www.alfazlonline.org/01/08/2022/65711/

5. لجنہ اماءاللہ کا قیام اور اس کے مقاصد

https://www.alfazlonline.org/02/08/2022/65765/

6. صحابیاتِ رسولؐ کی قربانیاں

https://www.alfazlonline.org/02/08/2022/65766/

7. ممبرات لجنہ بھارت کی قربانیاں اور خلافت سے وابستگی

https://www.alfazlonline.org/02/08/2022/65775/

8. خواتین مبارکہ کا اسلامی کردار

https://www.alfazlonline.org/02/08/2022/65776/

9. شہداء خواتین کی تاریخ

https://www.alfazlonline.org/02/08/2022/65777/

10. خلفائے احمدیت اور لجنہ اماء اللہ کی مساعی

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65830/

11. صحابیات رسولؐ کی قربانیاں ممبرات کے لئے مشعل راہ

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65833/

12. تنظیم لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور ہماری ذمہ داریاں۔ تقریر جلسہ گاہ مستورات جرمنی 2022ء

13. اس ایک عورت سا اس زمیں پر مقام پانا کمال یہ ہے

14. اللہ کی خادمائیں ہیں لجنہ کی ممبرات۔ صدسالہ جوبلی لجنہ کی مناسبت سے خراج تحسین

# ناصرات الاحمدیہ

1. ناصرات الاحمدیہ کا عہد

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65811/

2. ناصرات الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65839/

3. صحابیات رسولؐ کی وفا کی داستانیں — ناصرات الاحمدیہ کے لئے ایک تحریر

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65841/

4. ناصرات کی تعلیم و تربیت کے لئے خواتینِ مبارکہ کا اسلامی کردار

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65843/

5. اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے بابرکت افتتاح کے موقع پر واقفات نو کے جذبات و خیالات

https://www.alfazlonline.org/03/08/2022/65845/

# مجلس خدام الاحمدیہ

1. خدام الاحمدیہ کا عہد

https://www.alfazlonline.org/04/08/2022/65973/

2. مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

https://www.alfazlonline.org/04/08/2022/65889/

3. خدام الاحمدیہ پر خلافت کی شفقتیں

https://www.alfazlonline.org/04/08/2022/65890/

4. صحابہ رسولؐ کی فدائیت کے واقعات

https://www.alfazlonline.org/04/08/2022/65891/

5. خدام صحابہ حضرت مسیح موعودؑ کے فدائیت کے واقعات

https://www.alfazlonline.org/04/08/2022/65894/

6. حضرت مسیح موعودؑ کے نوجوان صحابہؓ کے جذبۂ عشق وفدائیت کے روح پرور نظارے

https://www.alfazlonline.org/05/08/2022/65858/

7. افریقن احمدی خدام کا عشق خلافت اور فدائیت کے نظارے

https://www.alfazlonline.org/05/08/2022/65966/

8. انمول ہیرے۔ شہداء خدام کی ایمان افروز داستانیں

https://www.alfazlonline.org/05/08/2022/65944/

# مجلس اطفال الاحمدیہ

1. اطفال الاحمدیہ کا وعدہ

https://www.alfazlonline.org/09/08/2022/66110/

2. مجلس اطفال الاحمدیہ کا قیام اور اس کے مقاصد

https://www.alfazlonline.org/09/08/2022/66111/

3. صحابہ رسولؐ اور ان کے بچپن نیز ان کی فدائیت کے واقعات

https://www.alfazlonline.org/09/08/2022/66138/

4. بعض واقفین نو مربیان کی حضور انور سے ملاقات کی دلربا داستانیں

https://www.alfazlonline.org/09/08/2022/66109/

5. ترانۂ نونہالان

https://www.alfazlonline.org/11/08/2022/66166/

# مجلس انصار اللہ

1. انصار اللہ کا عہد

https://www.alfazlonline.org/06/08/2022/66003/

2. مجلس انصار اللہ کا قیام اور اس کے مقاصد

https://www.alfazlonline.org/06/08/2022/65995/

3. اخلاق صحابہ رسول ﷺ۔ سیرت رسول کے عکس جمیل

https://www.alfazlonline.org/06/08/2022/65996/

4. صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کی لازوال قربانیاں

https://www.alfazlonline.org/06/08/2022/65997/

5. اصحاب رسولؐ بحیثیت انصار اللہ

https://www.alfazlonline.org/08/08/2022/66059/

6. انصار شہداء کی لازوال داستانیں (قسط 1)

https://www.alfazlonline.org/08/08/2022/66058/

7. انصار شہداء کی لازوال داستانیں (قسط دوم۔ آخری)

https://www.alfazlonline.org/09/08/2022/66044/

8. ذیلی تنظیموں کے لئے خلفائے کرام کی مساعی

https://www.alfazlonline.org/08/08/2022/66057/

9. مجلس انصاراللہ کی بنیادی ذمہ داری

https://www.alfazlonline.org/08/08/2022/66074/

# ادارہ الفضل آن لائن کی دیگر کتب

1. اسلامی اصطلاحات اسلامی اصطلاحات کا بر محل استعمال

https://issuu.com/alfazlonline/docs/islami_istilahaat

2. ارشادات حضرت مسیح موعودؑ بابت مختلف ممالک و شہر

https://issuu.com/alfazlonline/docs/_cd42d5b3e8b430

3. جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی

https://issuu.com/alfazlonline/docs/_59978069908205

4. ارشادات نور (زیر تکمیل)

5. کتاب تعلیم کی تیاری

https://issuu.com/alfazlonline/docs/_66a00ed9f7afdd

6. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
7. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا (زیر تکمیل)
8. بچوں کی تقاریر از فرخ شاد (زیر تکمیل)
9. ہجری شمسی مہینوں کا تعارف (زیر تکمیل)